DAMAGE BOOK

UNIVERSAL LIBRARY

OU_222416

UNIVERSAL LIBRARY

الشعراء تلامذ الرحمٰن

جذبات محب

طبعزاد

جناب مولوی محب حسین صاحب مدیر رسالہ معلم نسوان
و مصنف دیوان و مترجم امیر علی ٹھگ و میرا پہلا حج و غیرہ وغیرہ

مولفہ و مرتبہ

عالیجناب افضل النساء خانم صاحبہ زاد اللہ علمہا

سنہ ۱۳۲۲ف

مطبوعہ مطبع اختر دکن واقع افضل گنج حیدرآباد

الشعراء تلامذ الرحمٰن

جذبات محب

طبعزاد

جناب مولوی محب حسین صاحب مدیر رسالہ معلم النسوان

(مصنف دیوان و مترجم امیر علی ٹھگ و میرا پہلا جرم وغیرہ وغیرہ)

مؤلفہ و مرتبہ

عالیجناب افضل النسا خانم صاحبہ زاد اللہ علمہا

Checked

۱۳۲۲ ف

مطبوعہ مطبع اختر دکن واقع افضل گنج حیدرآباد دکن

۷۸۶

دیباچہ

جناب مولوی محب حسین صاحب المتخلص محب میرے اُستاد شفیق ہین مین نے ان سے برسون تعلیم پائی ہے اور ان کے فیض صحبت سے بہت مستفیض ہوئی ہون اسکے شکریہ مین مدت سے میرا یہ خیال تھا کہ اپنی مشفق اور ہمدرد نسوان معلم کی کوئی ایسی عمدہ خدمت کیجاے جو ان کی یادگار کے بطور ہو اس لئے مین نے ان کی کل تصانیف کو پہلے جمع کیا اور ان مین سے جہان جہان مجھے ان کی نظمین دستیاب ہوئین جو مستقل کتاب کی صورت مین ابھی تک طبع نہ ہوئین تھین انہین مین نے جمع کیا اور دیوان کے تکملہ کے لئے نئی غزلین ان سے اور کہلائین اور بعض مسدس اور رباعیان بھی مولوی صاحب ممدوح نے میری فرمایش سے لکھدین اور رسالہاے معلم نسوان اور اخبار علم و عمل مین سے

بھی آپکی مفید نظمین مین نے انتخاب کین - غرضنکہ جہان تک مجکو ملسکا ان کا کلام اس کتاب مین ایک جگہ ایک خاص ترتیب کے ساتھ جمع کر دیا - امید ہے کہ یہ کتاب عامہ خلائق کو مفید ثابت ہوگی اور صیغہ نظم مین ایک طرح کا اضافہ اس کلام سے ہو جائے گا -

مولوی صاحب کی نظمون کی نسبت اپنی رائے ظاہر کرنا تو میری لیاقت سے باہر ہے مین اس امر کو صرف پبلک کی رائے پر چھوڑتی ہون - مگر اتنا کہنے کے بغیر نہین رہ سکتی ہون کہ مولوی صاحب نے ان نظمون مین اسبات کا خیال ضرور رکھا ہے کہ پاکیزہ اور اعلیٰ درجہ کے خیالات روزمرہ کی آسان زبان مین نظم کئے جائین - میرا خیال ناقص یہ ہے کہ ان کے کلام مین بہت سے جدید خیالات ایسے پائے جاتے ہین جو اسوقت تک شعر مین باندھے نہین گئے - اور فقط یہی بات کچھ کم وقعت کے لایق نہین ہے کہ جدید خیالات الفاظ کے پیرایہ مین پبلک کے سامنے پیش کئے جائین - یورپ مین نئے خیالات کی لوگ قدر کرتے ہین اور پرانے پیش پا افتادہ مضامین کو نظر انداز کر دیتے ہین - کیونکہ دنیا کی ترقی جدت پر منحصر ہے - برخلاف اسکے ہمارے ملکون مین پرانے خیالات ہی کو لوگ پسند

کرتے ہین۔ حالانکہ ان سے دنیا کو کوئی چندان فائدہ متصور نہین۔

اب مین اس خواہش پر اس دیباچہ کو ختم کرتی ہون کہ اگر میری اس محنت اور جانفشانی سے عام خلائق کو کوئی فائدہ اور بالخصوص طبقہ نسوان کو کوئی نفع پہنچے (جیساکہ تجربہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ مولوی صاحب ممدوح کی تحریرون سے ہندوستان کی اسلامی سوسائٹی کو بہت کچھ فائدے اس بیس برس مین پہنچ چکے ہین۔ اگرچہ لوگون کو یہ بات معلوم نہو یا بعض اشخاص تعصب اور عناد کی وجہ سے جو ہر زمانہ مین پیدا ہوتے ہین اس بات کو تسلیم نہ فرمائین) تو مین سمجھونگی کہ میری یہ ناچیز محنت چیز ہوئی۔ اور مجھے امید ہے کہ خداوند تعالی ضرور اس کتاب کے ذریعہ سے لوگون کے خیالات مین وسعت پیدا فرمائیگا اور طبقہ اناث کی جلد اصلاح ظہور مین آئیگی۔ نظم ڈراما جسمین بلینک درس بھی داخل کی گئی ہے ایک بالکل جدید بات ہے ان نظمون مین جو ایشیائی اور یورپین دونو مذاق کو باہم ملاکر ایک عجیب دلچسپ اور دلگداز بیان پیدا کیا گیا ہے وہ البتہ قابل داد اور توجہ ہے مجھے امید ہے کہ اس کتاب کے اہل نظر اور اہل ذوق دونون ضرور محظوظ ہونگے۔

راقمہ
افضل النسا خانم

قصیدہ

در تہنیت تقریب تاجپوشی اعلیحضرت فلک رفعت شہنشاہ اعظم کنگ جارج پنجم

قیصر ہند و علیا حضرت کوئین میری قیصرۂ ہند

کارونیشن ہے بڑی آج عجب شوکت ہند
قابل رشک ہے تو ہونا کو بھی اب رفعت ہند

جارج پنجم کی ہے یہ تخت نشینی کی رسم
کہ فزون جنت فردوس سے ہے جنت ہند

خاص دہلی مین ہے یہ تخت نشینی صد شکر
بڑھ گئی اور دو دل سے بھی تو اب دولت ہند

حکمران اسکو جوان بخت جوان سال ملا
اے زہی بخت رسا اور زہی قسمت ہند

شاہ عادل ہے رعایا ہے مطیع فرمان
سب ممالک سے فزون آج ہے کیا راحت ہند

راجے نواب رئیس آج کمر بستہ ہین
دیکھ لے آنکھون سے دنیا کہ یہی صولت ہند

عقل و تہذیب و تمدن کا ہی اب ہند مین دور
کیون سلف سے بھی دوبالا ہو نہ کچھ شہرت ہند

بر مین ہے ہند تو ہی بحر مین انگلینڈ قوی
دیکھ لین آج سلاطین زمن قوت ہند

شاہ پر اپنی رہی جان سے زر سے قربان
ہے سلف سے یہی آئین یہی عادت ہند

کالے گورے کا اٹھا فرق ملی لیل و نہار
آج دو ایک ہوئے جب تو بڑھی طاقت ہند

قیصر ہند کو رکھ اے مرے اللہ مدام
ہر گھڑی اور بڑھا امنیت و راحت ہند

دیگر

ہر طرف ہند مین ہے آج خوشی اور سرور ۔۔۔ شاد ہین باغ مین گل اور چہکتے ہین طیور
آسمان بھی ہے چراغون کی ضیا سے روشن ۔۔۔ ظلمت شب نظر آتی ہے نہ گم ہے کا نور
کہین حورون کی ہے آواز کہین نغمون کی ۔۔۔ ہے کوئی رقص مین مشغول کوئی ہے مخمور
کارونیشن کی خوشی سے ہے رعایا کو یہ جوش ۔۔۔ کہ بجز جشن و طرب اور نہین کچھ مذکور
قیصر ہند کا دربار ہے وہ پُر شوکت ۔۔۔ دیکھ لین آکے یہان قیصر و کسریٰ فغفور
جارج پنجم کی ہے یہ تخت نشینی کی رسم ۔۔۔ رعب سے جن کے سلاطین زمن ہین مقہور
سامنا ان کا کرے کوئی یہ کسکی ہے مجال ۔۔۔ ان کی قوت کے مقابل ہین جہان ہو مجبور
ایک پیرس کا ہے خداداد عجب حسن و جمال ۔۔۔ دیکھ لے ایک نظر بھر کے تو قربان ہو حور

یہ شہنشاہ شہنشاہ کی بیگم دونو
یا الٰہی یہ سلامت رہین تا روز نشور

قصیدہ

در مدح اعلیحضرت قدر قدرت حضور پرنور نواب میر عثمان علیخان بہادر نظام الملک آصفجاہ سابع سلطان دکن خلد اللہ ملکہم

کیوں نہ گلبرگہ کی ہو ارض مقدس پرنور / مہر باطن کی تجلی سے در و بام ہے طور

سب یہ ظاہر ہے کہ ظاہر پہ ہی حاکم باطن / روح قادر ہے تو اجسام ہیں بالکل مجبور

مادے کا کہاں بے روح کے دنیا میں وجود / جو نہ سمجھے کوئی یہ بات تو ہی عقل سے دور

ہے "انرجی" ہی پہ "مٹیر" کی جہان میں بنیاد / اور انرجی ہی کا عالم میں ہے سارا یہ ظہور

(روح) (مادہ)

اہل باطن کی حکومت ہی جہان میں قائم / اور اجسام ہیں ارواح کے مطلق مقہور

جسم حادث متغیر ہے مگر روح قدیم / فہم میں آئے نہ یہ گر تو ہے دانش کا قصور

حضرت خواجہ دلوں پر ہیں حکمران اب تک / مہر تسلیم خود آئے ہیں یہاں آج حضور

میر عثمان علیخان بہادر ذیجاہ / جنکی آمد سے ہیں حکام و رعایا مسرور

والی ملک دکن ظل خداوند جہان / مردم چشم تمنائے حضور پرنور

(مرحوم)

دیکھتے آج ہیں ہم انکو یہاں بے پردہ / نور موسی نے جو دیکھا تھا کبھی بر سر طور

مہر باطن کی تجلی ہے جبین سے ظاہر / ظلمت جسم اگرچہ ہے بہ رنگ دیجور

رخ ہے خورشید تو دل چشمۂ مہر انور / ارض سے تا بہ سما آج ضیا کا ہی وفور

چمن دہر میں اس نخل پہ آئی ہی بہار / رخ گل سے دل بلبل بھی تو ہے آج نفور

خلق کچھ انمیں سے راوی نہین سب خلقی ہین
وہ ہین ذی ہمت و ذی عزم و حلیم اور صبور

انکی ہمت سے ہے سلاطین زمن سی عالی
مرکز قدر نہین ان کا فقط حور و قصور

مئے وحدت کا جو چلتا ہے پیاپئی ساغر
نشۂ عشق سے ہے چشم جہان مین مخمور

ان کی ہر کام مین رہتی ہے نظر آخر پر
دل سے جاتا نہین ون بھر بھی کبھی خوف نشور

انکی نظرون مین ہین سب گبر و مسلمان یکسان
جمع الجمع سے نزدیک ہے اور فرق سی دور

انکا وہ رعب عدالت ہی کہ سب ڈرتی ہین
گردش چرخ ستائے تو بھلا کیا مقدور

ظلم کرتے نہین معشوق بھی اب عاشق پر
وصل سے شاد ہین سب کوئی نہین ہی مہجور

بانی ظلم و ستم جتنے تھے روپوش ہین سب
زندگی موت تو ول مردہ مکانات قبور

ہر مصیبت مین خدانے وہ دیا صبر جمیل
ہے فرشتون مین بھی چرچا کہ یہ ہی عبد شکور

وہ ترا گرز گران سے ہے کہ ہو ریزہ ریزہ
ہاتھ پڑجائے اگر کوہ پہ تیرا بھرپور

کچھ تعلی نہین ہے ہاتھ ترا ملک کا ہاتھ
اور سب ہاتھون کی قوت سی نہین یہ کچھ دور

اسطرح فتنہ کو لاتی ہے زبین سی تفتیش
جسطرح کھینچتا ہے دانت کو باہر زنبور

اسپتال اور دواخانون کی کثرت ہی مگر
زور کس کا ہے جو ہو حکم قضا سے رنجور

در دولت پہ سے ہے افلاک کا گو سر نیچا
پھر بھی ولین نہین دنیا کی حکومت کا غرور

ابتدا یہ ہے تو انجام مین کیا ہوگا عروج
قابلیت کو پرکھتے ہین جو ہین اہل شعور

آپ کے جود و سخاوت ابھی دیکھے کیا ہین
نام حاتم کی جگہہ آپ کا ہوگا مشہور

بار خاطر نہ ہو یہ طول کلامی کیسی
طبع نازک کا ہے پاس محب تجکو ضرور

ہے دعا یہ کہ رہے تا بہ ابد شاہ دکن
متقی۔ عابد و مقبول خلائق مسرور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جذبات محب

الحمد للہ

باسم اللہ الرحمن شروع ہی میری دیوان کا
بحمد اللہ سخن نے مرتبہ پایا ہے قرآن کا

خدا کے نام سے آغاز ہی اس میری دیوان کا
گمان کیونکر نہ ہو اس نظم ربانی پہ قرآن کا

زبان اُس کی کلام اس کا بیاں اُسکا ثنا اسکی
جو کرتا ہے کسی کی حمد وہ حامد ہے یزدان کا

تو ہی موجود ہے تیرے سوا کوئی نہین اصلا
نہین اچھا ہے آگ اور افشار از پنہان کا

ترا ہی فیض قدس ہے صدف مین باطن گوہر
ترا فیض مقدس ہے برسنا ابر نیسان کا

جہان کے نیک و بد سب دامن رحمت مین چھپتے ہین
نہ آے عقل مین وہ گھیر ہے رحمت کے دامان کا

کہون مین آپکو کیا جب نہین میری کوئی ہستی
نہین ہستی ہی جب پھر نام کیون کہا ہی امکان کا

نہ اسکی ابتدا کوئی نہ اس کی انتہا کوئی
پتا لگتا نہین اس ذات مین کچھ حد و پایان کا

یہی تو علم فطری ہے خدا کا ہی یقین سب کو
بتاؤ تو نہین کس شخص کو ادراک ہی جان کا

دوئی کو چھوڑتا اعمال کی پرستش نہ تو تجھ سے
جو ہین توحید پہ قایم انہین کیا خوف میزان کا

کیا سجدہ نہ آدم کو سمجھ کر خاک کا پتلا
نہ سمجھے مرتبہ جاہل فرشتے نوع انساں کا

محب آنکھوں کو کھولو ہر جگہ وہ جلوہ فرما ہے
کہاں کا حشر دنیا ہی مین ہے دیدار جاناں کا

دو بالا عرش سے ہے قصر عالیشاں محمدؐ کا
مکاں ہے لامکاں روح الامین درباں محمدؐ کا

کیا توحید کو شایع جو حق کا صاف رستہ ہے
ابتک سر پہ ہے انساں کے احساں محمدؐ کا

خدا کی تھی زباں گویا رسول اللہ کے منہ مین
کلام اللہ ہے ہرگز نہین قرآں محمدؐ کا

محمد کی حقیقت پوچھتے ہو گر تو وحدت تھی
کہ تھا وصل احد ہی آرزو ارمان محمدؐ کا

ٹھہرتا ہی نہین پہ ہادی برحق کی دہشت سے
جو نام پاک سنتا ہے کہین شیطاں محمدؐ کا

گزر ہی جائین گے وادی شک کے پیچ و خم سے ہم
خدا کا آسرا ہے ہاتھ مین داماں محمدؐ کا

قناعت صبر تسلیم و رضا کی گھر مین دولت تھی
ملایک دیکھتے تھے رشک سے ساماں محمدؐ کا

خدا خود آپ صورت مین محمد کی ہوا ظاہر
وجوب حق پہ ہلکا رنگ تھا امکاں محمدؐ کا

بغیر جسم ناممکن ظہور ذات مطلق تھا
خدا ہی کا تھا سارا ظاہر و پنہاں محمدؐ کا

حقیقت سے محمد کی خدا ہی ہے فقط واقف
نہ جانے کا خرد سے مرتبہ انساں محمدؐ کا

محب محبوب حق سے مل ہی جاؤ گے کبھی تم بھی
جو دل مین عشق ہے بے حد بلا پایاں محمدؐ کا

تری جبین کے مقابل قمر نہین آتا
عروج مہر مین کوکب نظر نہین آتا

ضرور دل مین ہے کچھ غیریت کی بو باقی
وہ اپنے سامنے بے پردہ گر نہین آتا

ہر ایک رنگ مین ہر جا اُسی کی جلوے ہین
وہ کور چشم ہین جن کو نظر نہین آتا

کوئی تو بات ہے اُس شوخ پرجفا مین کہ دل
حسین ہین لاکھ کسی پہ مگر نہین آتا

حجاب قلب میں اب تک نہیں ہوا روزن
کہ رخ کا نور اُدھر سے ادھر نہیں آتا

زمین دل میں نہ بو تخم خواہش دُنیا
یہ وہ شجر ہے کہ جس میں ثمر نہیں آتا

یقین ہے موت کا لیکن ہے اُس پہ یہ غفلت
کہ آخرت کا بھی خوف و خطر نہیں آتا

جو نور دل ہو کھلیں آدمی کے عیب و ہنر
نظر صدف میں کسی کو گہر نہیں آتا

ہر اک وجود میں ہے قابلیت ایک ایک
جہان میں کوئی بھی بے بال و پر نہیں آتا

صنم کو چھوڑ کے دنیا و دین کی فکر کریں
ہزار شکر کہ یہ درد سر نہیں آتا

کریں گے سجدہ کسی بت کو جا کے دیر میں ہم
خدا حرم میں تو ہمکو نظر نہیں آتا

مکان لایق مہمان بنے تو وہ آئے
عبث ہے شکوہ ہمارے وہ گھر نہیں آتا

کدھر سے دل میں وہ آتا ہے جای حیرت ہے
کہ اس مکان میں نظر کوئی در نہیں آتا

محب کو دور سے دیدار یار تو ہو نصیب
گلا نہیں کہ وہ پہلو میں گر نہیں آتا

ایک ہیں دونوں حقیقت میں گدا کیا شاہ کیا
خواہشیں جب مٹ گئیں پھر فقر کیا ہے جاہ کیا

راستے لاکھوں ہیں لیکن منزل مقصود ایک
جلوۂ حق مختلف ہیں مہدی و گمراہ کیا

بے سبب کہتی نہیں ہیں لوگ کچھ تو بات ہی
اُڑ رہی ہے آجکل بازار میں افواہ کیا

بوالہوس بے عشق صادق کب ہی آہوں میں اثر
جو نہ توڑے چرخ کا سینہ وہ تیر آہ کیا

بھوک سے مرتے ہیں لاکھوں کارخانی ہیں کہاں
ان غریبوں کی نہ پہنچیگی فلک تک آہ کیا

کام کے لایق نہ ہو تخفیف اُس کو کیجیے
بست سالہ عمر کیا ہفتاد کیا پنجاہ کیا

عشق صادق ایک روحانی تعلق کا ہی نام
خواہشات نفس پہ قایم جو ہو وہ چاہ کیا

آہ سنتے ہیں پہنچ جاتی ہے بام عرش تک
اُس کے دل تک بھی نہ پہنچیگی ہماری آہ کیا

کیا کشمکش ہے جس سے دو دل ایک ہوتے ہین عجب
کچھ بتاؤ تو ہمین بھی عشق کیا ہے چاہ کیا

ہر چیز کی خواہش ہے یہ ہوس کا تقاضا — دل بھی تو لیا اور ہے کیا ان کا تقاضا
راحت جسے کہتے ہین وہ ہے بعد مشقت — وہ رات کا ہے اور یہ ہے دن کا تقاضا
گفتار بھی کردار بھی ہو دل کے مطابق — ظاہر پہ ہے ہر وقت یہ باطن کا تقاضا
دنیا متقاضی ہے ادھر دین ادھر عشق — ہے ایک دل زار پہ کن کن کا تقاضا
ہے ایک خدا اور ہزارون ہی مذاہب — قایل ہی پہ ہے کافر و مومن کا تقاضا
بچون کو کتابون کا پڑھانا ہی ہے بیکار — ہو کھیل مین تعلیم یہ ہے سن کا تقاضا

اک دل تھا محب وہ بھی محبت مین کیا نذر
اب پاس ہے کیا اور جو ہو ان کا تقاضا

صورت جدا جدا قد بالا جدا جدا — ہر بت مین ہے خدا ہی کا جلوہ جدا جدا
وہ پالسی ہے پھوٹ کہ ہو جائے ملک مین — بھائی سے ہے بھائی اپنون ہی سے اپنا جدا جدا
معبود ایک اور معابد ہزار ہا — سمجھو نہ دیر و کعبہ کلیسا جدا جدا
یہ جسم سلطنت ہے مدبر ہے اسکی روح — کرتے ہین کام ملکے سب اعضا جدا جدا
ہین روح و نفس و جسم حقیقت مین ایک سب — پھر بھی ہے بادشاہ و رعایا جدا جدا
تعلیم و ملک و آب و ہوا سب تو ایک ہین — پھر کیون ہے یہ دلون کی تمنا جدا جدا
نکلے ہین اس دماغ سے کیا مختلف خیال — ہے کوہ ایک اور ہین دریا جدا جدا

اس قوم سے محب ہے ترقی کی کیا امید
ہر ایک جوڑ بند ہے جس کا جدا جدا

ہمارا دردِ دل راز نہان معلوم کیا ہوگا — مسیحا تجھ کو حالِ بے زبان معلوم کیا ہوگا
پس مرون ہماری قبر پر آنے کا وعدہ ہے — کسی بیکس کی تربت کا نشان معلوم کیا ہوگا
کیا کرتا ہے اپنا کام جو ہر روز محنت سے — اُسے مشکل سے مشکل امتحان معلوم کیا ہوگا
نہین اپنی حقیقت ہی سے جب ہم آپ خود واقف — تو قدرت کا ہمین راز نہان معلوم کیا ہوگا
جہان کامل نہین الفت وہان اظہار لازم ہے — کرین جب تک نہ منہ سے کچھ بیان معلوم کیا ہوگا
بغیر علم ان آنکھون سے کیا دیکھین گے دنیا کو — نہ ہوگی چشمِ دل روشن جہان معلوم کیا ہوگا
گلون کا توڑنا ہی تو ہے قتل بلبل شیدا — بغیر عشق تجھ کو باغبان معلوم کیا ہوگا
اسیر دام عزلت ہین ہمین کچھ باغ سے مطلب — ہمین اب فصلِ گل وقتِ خزان معلوم کیا ہوگا
کمالِ عشق مین آہ و فغان لب تک نہین آتی — جو آتش تیز ہو اُس کا دھوان معلوم کیا ہوگا

محبت چیز کیا ہے کیا کہین تم سے محب اس کا
بغیر تجربہ سود و زیان معلوم کیا ہوگا

ہجر مین یار کے جی بھر کے مین کیونکر روتا — سارے سوتون کو جگاتا جو مین دم بھر روتا
میرے رونے پہ نہ کچھ پھوٹ کے پتھر روتا — ابر بھی چشم سے ہر بار سمندر روتا
میرے نامے کے ہر اک لفظ مین ملفوف تھا درد — سنگ دل بھی مری تحریر کو پڑھ کر روتا
• غیر کا خوف تھا اپنون کی ملامت کا خیال — اپنی حالت پہ جو روتا بھی تو کیونکر روتا
ایک رونے سے مرے کچھ تو ہوئی تر یہ زمین — کاش ہر اہل دل میرے برابر روتا
ملگئی ہند کی سب خاک مین صنعت حرفت — کوئی غمخوار نہین ہے کہ جو اس پر روتا
کر دیا اپنی ہی غفلت نے ہمین آپ تباہ — اس ستم پر تو ہے خود چرخ ستمگر روتا

ضبط اس درد جدائی مین محب کام آیا

ورنہ عالم کو ڈبوتا جو مین دم بھر روتا

کبھی ہم مین بھی ہر فرد بشر ہمت مین کامل تھا — فدا اسے قوم سچائی کا حامی اور عادل تھا

نہ بھولون گا کبھی اُس شوخ کا وہ بے نقاب آنا — الٰہی بام پر خورشید تھا یا ماہِ کامل تھا

تنزل ہے کہان دنیا کو ہر لحظہ ترقی ہے — فلاطون بھی ہمارے علم کی نسبت سے جاہل تھا

حباب زیست کو موج فنا نے دم مین پہنچایا — سمجھتے تھے جسے ہم دور وہ نزدیک ساحل تھا

بدل جاتی ہے علم و فضل سے ماہیت حیوان — ارسطو اسقدر تعلیم کی قوت کا قائل تھا

نظر آتا ہے میلان طبیعت خوب بچون مین — سوئے لیلے دل مجنون لڑکپن ہی مائل تھا

گزر جاتا ہے سر سے ایک دم مین سیل نفسانی — محیط شرم مین ڈوبا ہوا خود آپ قاتل تھا

رسائی دیکھئے قسمت کی اسکی بزم تک پہنچے — حجاب شرم لیکن بیچ مین افسوس حائل تھا

عجب اسباب عقل و عشق بھی غیر اختیاری ہین

نہ خود مجنون تھا دیوانہ نہ افلاطون عاقل تھا

سلطنت حسن کی تیری ہے زمانہ تیرا — سب کی نظرون مین معزز ہے یگانہ تیرا

کچھ مصیبت شب ہجران کی تو گھٹ جاتی ہے — دل سناتا ہے جو خلوت مین فسانہ تیرا

شورش عشق سے دل آپ ہی ارگن باجا — ہر رگ و پے سے نکلتا ہے ترانہ تیرا

دل عشاق سے ہر بار الجھ پڑتا ہے — شوخیان کرتا ہے سر چڑھ کے جو شانہ تیرا

مکتب عشق مین پڑھتا ہے کتاب فطرت — عاقل دہر ہے دنیا مین دوانہ تیرا

[illegible] ناز کے زخمون کی حلاوت کو نہ پوچھ — کاش ہوتا دل صد چاک نشانہ تیرا

تیری [illegible] مین بلاؤن سے امان ہے دل کو — اب یہان سے نہ اُٹھائے کبھی شانہ تیرا

[illegible] سب چھوٹ گئی صوم و صلوٰۃ — اب تو عیدین مین پڑھتے ہین دوگانہ تیرا

مذہب عشق مین معبود حقیقی ہے صنم — دیر و بت خانہ مین پڑھتے ہین دوگانہ تیرا

کوچۂ عشق مین قسمت تجھے لائی ہی محب
اب یہین آب ہے تیرا یہین دانہ تیرا

دل سے چاہا جسے وہ بھی کبھی اپنا نہ ہوا — کشت الفت مین ثمر ایک بھی پیدا نہ ہوا
نامہ بھیجا نہ خود آئے نہ کبھی یاد کیا — آپ کا وعدہ کوئی ایک بھی پورا نہ ہوا
گھر مین اللہ کے اُس بت نے جو آنا چھوڑا — روئے عشاق کبھی سوئے کلیسا نہ ہوا
دل بیمار کو آخر ہوئی حاصل صحت — چارہ گر موت ہوئی گرچہ مسیحا نہ ہوا
دل پہ کچھ زور نہین عشق مین مجبوری ہے — ہم نے چاہا تھا بہت اور یہ شیدا نہ ہوا
وہی خالق وہی مخلوق وہی ارض و سما — پھر تعجب ہے کہ تجھ سا کوئی پیدا نہ ہوا

سات پردون مین بھی آئے وہ محب ہمکو نظر
مانع دید تجلی کوئی پردہ نہ ہوا

تھک گئی دست و زبان فائدہ اصلا نہ ہوا — ملک مین ایک ہم آواز بھی پیدا نہ ہوا
رل گئے خاک مین ہم علم کا چرچا نہ ہوا — ہے غضب مردہ دلی ایک بھی زندہ نہ ہوا
نہ مدارس ہین نہ فری اور نہ جبری تعلیم — کچھ علاج دل بیمار مسیحا نہ ہوا
تھے نہ اخبار جو یورپ مین تو تاریکی تھی — بے چراغون کے کسی جا بھی اجالا نہ ہوا
خود بخود قلب زمین سے نکل آئی ہین درخت — راز ہر چند چھپایا مگر اخفا نہ ہوا
سر مین یورپ کے جو تھا دولت دنیا کا جنون — مانع وحشت لوزدی کوئی صحرا نہ ہوا
کچھ تو سر مستی غفلت سے یہ ہوتے بیدار — شور تعلیم بھی اس جا کبھی برپا نہ ہوا
گھٹ گئے ہم تو بڑھین اور جہان کی قومین — اور ہم مین کوئی ہم پلہ آبا نہ ہوا

کر دیا ابر کرم نے ترے سیراب مجھے — شکر صد شکر کہ منت کش دریا نہ ہوا
لے مسیحا ترے بیمار کا ناقص ہے علاج — مرض جہل سے کچھ بھی تو افاقہ نہ ہوا

بس زبان روک محب حد سے نہ بڑھ جائے کہین
فائدہ کیا جو ہم آہنگ زمانہ نہ ہوا

کٹ گئی عمر کبھی داورِ زندان نہ ہوا — سامنے باغ رہا سیر کا سامان نہ ہوا
جمع ہو جاتے ہین ہوتے ہی جدا خود ذرات — یہ مرقع کبھی عالم کا پریشان نہ ہوا
خواہ لندن مین پڑھین خواہ علیگڑھ مین پڑھین — فائدہ کیا جو کوئی علم سے انسان نہ ہوا
گل ہزارون ہی غلافون سے نکل پڑتا ہے — جلوۂ حسن کسی طرح سے پنہان نہ ہوا
دل سے چھپتے نہین خلقت سے چھپائی بھی تو کیا — آدمی کیا جو گناہون سے پشیمان نہ ہوا
پھر وہی گل وہی بلبل ہے وہی فصل بہار — خاک مین ملکے بھی نابود گلستان نہ ہوا
دولت عشق سے ہے خانۂ دل مالامال — کیا ہوا گھر مین مرے عیش کا سامان نہ ہوا
خندۂ گل ہے ادھر گریۂ شبنم ہے ادھر — حال ارباب جہان کا کبھی یکسان نہ ہوا
ہم جو ڈوبے تو یہ سمجھے کہ یہ دنیا ڈوبی — کس زمانے مین کہان نوح کا طوفان نہ ہوا
چادر ابر مین منہ ڈھانک لیا شرما کر — تیرے چہرے کے مقابل مہ تابان نہ ہوا
حس نہ ہوتی تو حوادث بھی نہ ہوتے محسوس — سالک راہ خدا حیف ہراسان نہ ہوا
گنج قارون سے بھی جاتی نہین ویرانیٔ دل — بے محبت کہ یہ آباد بیابان نہ ہوا
صیقل عشق سے جب ہو گئے دل آئینے — راز دل پھر تو چھپائے سے بھی پنہان نہ ہوا

درد فرقت مین بھی راحت کا عجب پہلو ہے
غم ہی کیا ہے جو محب وصل کا سامان نہ ہوا

ہوتا نہیں ہے عشق جوانوں کو پیر کا — دیکھا نہیں قیام کمانوں میں تیر کا
اُس مہروش کے رُخ کا جو بنجائے آئینہ — ذرہ پہ بھی گمان ہو مہرِ منیر کا
دستِ سوال چھوڑ کہ عزت نصیب ہو — شاہوں سے بھی بلند ہے رتبہ فقیر کا
ہیبت بھی کی تو اُس ہی جو عالم کی جان ہے — احسان لیا نہیں نے کسی دستگیر کا
کر دور شرِ نفس کہ مٹ جائے شرِ خلق — جو کچھ ہے تجھ پہ ظلم وہ ہے اس شریر کا
حاصل ہے سلطنت جو حکومت ہے نفس پر — مالک غلامِ نفس نہیں ہے سریر کا
مٹتے نہیں ہیں سر سے خیالات مادری — گہرا اثر بدن میں ہے مادر کے شیر کا
محفوظ عشق سے نہ جوان ہے نہ پیر مرد — تودہ ہر ایک دل ہے محبت کے تیر کا
پکے پھلوں میں اور ہے کچوں میں جو کہ فرق — وہ حال ہو بہو ہے جوان اور پیر کا
دولت کے ساتھ رحم و سخاوت بھی ہو اگر — ظلِ ہما سے کم نہیں سایہ امیر کا
دونوں کو ایک جانتے ہیں دل میں اہلِ فقر — گاڑھے کا ہو لباس کہ جامہ حریر کا
دولت ملی جہان کی قناعت اگر ملی — دامِ ہما بدن پہ نشان ہے حصیر کا
پست و بلند دونوں میں ہے جلوہ گر کمال • — نقصِ نظر ہے فرق عزیز و حقیر کا
مجبوریوں سے قادرِ مطلق کی ہے ثنا — ورنہ خیال بھی نہ کبھی ہو قدیر کا
اچھا نہ ہو گا تا بہ ابد کشتۂ نظر — گہرا لگا ہے زخم کلیجہ میں تیر کا
اہلِ حجاب میں نہیں ہمدردی نسا — مشکل ہے قید سخت سے چھٹنا اسیر کا

احسان مجھ پہ جذبِ محبت کا ہے محب
ورنہ وہاں گذر نہیں مجھ سے حقیر کا

مرے دل میں جو قائم عکسِ روئے یار ہو جاتا — تو یہ دیدہ بھی اپنا روزنِ دیوار ہو جاتا

بچایا مسیح صورت سے جہان مین رحم نے ورنہ — عداوت سے بھی انسان تشنۂ آزار ہو جاتا
غرض کو چھوڑ کر جس سے ملا الفت ہوئی پیدا — وگرنہ خاطر احباب پر مین بار ہو جاتا
نہ ملتی خدمت قومی مین روحانی اگر لذت — تو آسان کام بھی بے منفعت دشوار ہو جاتا
اگر ہم خدمت قومی کو فرصت وقف کر دیتے — تو اب تک خرمن تصنیف کا انبار ہو جاتا
علاج کلفت دنیا نہین جز غفلت و مستی — مے الفت سے تیری کاش دل سرشار ہو جاتا
مہک سے خاک مین بھی روح رہتی تا ابد تازہ — عنایت میری تربت کو جو بوے یار ہو جاتا
رسائی سب رقیبون سے نہ ہوتی گر ترے در تک — تو مین بھی عاشقی مین طالب اغیار ہو جاتا
تمہارے عاشقون کی طرح سے مرتا نہ وہ ہرگز — فلاطون گر جنون عشق سے بیمار ہو جاتا
دوا کو بھی نہ ملتا ایک خدمتگار ڈھونڈے سے — اگر ہر آدمی اس دار مین زردار ہو جاتا
نہ رہتی پھر کبھی دنیا و دین کی کچھ ہمین خواہش — اگر وہ خودنما خوددار خودبین یار ہو جاتا
بھنور مین لذتون کے پھنس کے پھر مشکل ابھرنا ہے — بچے رہتے اگر ان سے تو بیڑا پار ہو جاتا
نہ ہوتی کچھ ضرورت قاصدون کی جذب کامل مین — دلون مین نصب دونون سمت برقی تار ہو جاتا
عداوت نفس سے رکھتے تو پھر دنیا ہی جنت تھی — سلوک و جہد سے یہ مار یار غار ہو جاتا
نہ ہوتی عقل گر انسان مین حظ نفس ہی ہوتے — تو حیوان کی نظر مین بھی ذلیل و خوار ہو جاتا

محب اس شوخ سے ملنا بظاہر گو نہین ممکن
کھلی ہوتی جو چشم دل تو ہان دیدار ہو جاتا

ہے یقین کس کو تیرے پانے کا — شوق ہے قسمت آزمانے کا
آ بنی عاشقون کی جانون پر — خوب یہ شغل ہے بنانے کا
اینٹ سے اینٹ خود علیحدہ ہو — یہ طریقہ ہے گھر گرانے کا
ہے کوئی غیر صبر جر ثقیل — دل یہ کوہ گران اٹھانے کا
درد دل مین نہین تو فائدہ کیا — ندیان آنکھ سے بہانے کا

دل سماتا ہے یار کے دل مین   ہے یہ انجام دل لگانے کا
روح کو تازگی ہے گراس سے   تو نہین بد رواج گانے کا
نہ نشانِ لحد نہ کلفتِ قبر   خوب دستور ہے جلانے کا
اپنے باجے تو ہین ذلیل مگر   فخر ہے پیانو بجانے کا
ہے مزا جب کہ دونو جانب سے   شغل ہو روٹھنے منانے کا
لاکھہ پردون مین اُس حسین کو ہے شوق   خود کو ہر رنگ مین دکھانے کا
پھر ارونا خوشی سے کیا کم ہے   ہے سبب ان کے مسکرانے کا
ہم بھی راضی ہین جان دینے پہ   گر ارادہ ہے آزمانے کا
دل نکلتا ہے آپ سینہ سے   نام لیتے ہین جب وہ جانے کا
پھر یہ عورت کے رخ کا پردہ کیا   ہے جنون پھول کے چھپانے کا
نوکری گر نہین ہنر ہی سہی   ہو سہارا تو کوئی کھانے کا
ہے یہ دستور ہند صحت خیز   روز وقتِ سحر نہانے کا
بے لڑائی لڑے بہادر و جنگ   فخر یہ ہے خطاب پانے کا
ہے یہ لندن سے واپسی مین رواج   دخترِ رز کو ساتھ لانے کا

ہے محبت محبؔ عجب دولت
تو ہے مالک بڑے خزانے کا

عشق کی منزلِ اول ہے فنا ہو جانا   اور انجام مین باقی بہ بقا ہو جانا
عبد و معبود مین ہے ایک دوئی کا پردہ   اپنی ہستی سے گزرنا ہے خدا ہو جانا
یہ ادائین تری عشاق کو تڑپاتی ہین   پیار کرنا کبھی خود آپ خفا ہو جانا
خاک مین ملکے تو اُس شوخ کے جو بیٹھنگے قدم   ہے تمنا یہی خاکِ کفِ پا ہو جانا
عشق کامل ہے یہی وصل کے معنی ہین یہی   ذاتِ معشوق مین عاشق کا فنا ہو جانا

دل اگر تجھ کو ہے پابوسیِ جاناں کی ہوس — صدمۂ ہجر سے پس پس کے حنا ہو جانا

ضبط دل کشتۂ سیماب سے بھی مشکل ہے — ہجر مین جان کا آسان ہے ہوا ہو جانا

ترک دنیا جسے کہتے ہین یہی ہے زاہد — خواہشین چھوڑ کے پابندِ قضا ہو جانا

ذکر و اشغال تو سب سہل ہین مشکل ہے مگر — فقر مین صاحبِ تسلیم و رضا ہو جانا

جس کا آغاز ہے غم اس کا ہے انجام خوشی — درد کا عشق مین لازم ہے دوا ہو جانا

تھا مقدر مین محب زلف رسا کو چھو کر
دام الفت مین گرفتار بلا ہو جانا

دیر تک ڈوبا پسینے مین رخ انور رہا — جلوہ گر خورشید پر کیا مجمعۂ اختر رہا

تیری ٹھوکر کی رہی بعد فنا بھی آرزو — ٹھوکرین کھاتا تری کوچے مین میرا سر رہا

کس خوشی سے بن سنور کر غیر کے گھر وہ گئے — اور مین تکتا ہوا حسرت سے سوئے در رہا

بھول کر بھی صید کی صیاد کو آئی نہ یاد — دام الفت مین تڑپتا ہی دل مضطر رہا

گھٹ گئین نسلین مسلمانوں کی ان کے ضعف سے — یہ اثر پڑ گیا ساری قوم پر ہو کر رہا

سہل ہو جائین گے پھر تو سب اٹھانے کو ستم — دل تمہارے ناز اٹھانے کا اگر خوگر رہا

سر بھی کاٹا اور صورت بھی دکھائی وقت قتل — تیرا یہ احسان اے قاتل مرے سر پر رہا

دود آہ گرم ہی سے کیا ہوئے پیدا سحاب — دامن صحرا بھی سیل چشم تر سے تر رہا

عشق کی تعلیم نے دل سے مٹائے سب علوم — ایک قصۂ عشق مجنون کا مگر از بر رہا

مادری خو بو کی ہے صورت مجسم آدمی — دل مین قائم عمر بھر عکس دل مادر رہا

فائدہ منقول سے کیا گر نہین عقلی علوم — عمر بھر پڑھتا رہا یہ شیخ لیکن خر رہا

کھینچ کے میری آنکھ مین تصویر ہو گی فرد جرم — خلق پر قاتل روان گر دیر تک خنجر رہا

شاہ ہو یا ہو گدا کوئی ہو پیرو شہید — ہر بشر دنیا مین زیر طاعت مادر رہا

کر ہی لینگے کچھ تو بوسیدہ عمارت کو درست
ابکی اس سیلاب باران مین جو قایم گھر رہا

واے غفلت تا قیامت نیند سی چونکے نہ ہم
گرچہ بالین پر بپا ہنگامۂ محشر رہا

تیرے کوچے مین جو پہنچا پھر نہ آیا راہ پر
کیا بتاتا راہ خود بھٹکا ہوا رہبر رہا

سیلے ہواے تازہ مٹ جائیگا سب حسن جمال
اور کچھ روز ون اگر پردے مین وہ دلبر رہا

تیرا ہی پیغام لاتا ہے عدم سے ہر وجود
ہر جگہ ہر آن آتا تیرا پیغمبر رہا

پردۂ نسوان سے گھر تو قید خانہ ہو عجب
خوش رہا احباب مین جب تک کہ مین باہر رہا

اسی کے حسن کا جلوہ ہے چارسو کیا کیا
ہر ایک گل مین اسی کے ہین رنگ و بو کیا کیا

وہی ہے شاد کہ جس دل مین آرزو ہی نہ ہو
دلون پہ آفتین لاتی ہے آرزو کیا کیا

رموز عاشق و معشوق کوئی کیا جانے
ہزار طرز سے ہوتی ہے گفتگو کیا کیا

نہ ہاتھ آیا کسی کے وہ حیف پردہ نشین
ہر ایک شخص نے کی اسکی جستجو کیا کیا

اٹھا ہے جب سے تکلف کا درمیان سے حجاب
مجھے سناتے ہین وہ روز دو بدو کیا کیا

جو دیکھا ماہ نے کل شب کو بام پر رخ یار
گھٹا ہے شرم سے وہ اسکے روبرو کیا کیا

ذرا سے وقت مین لے زاہد کرین ہم زہد
ادا نماز طواف حرم وضو کیا کیا

کیا ہے جہل و تعصب نے اسقدر تو ذلیل
دکھاے دیکھئے آگے ہماری خو کیا کیا

مری زبان پہ آیا جو نام پردہ ہند
تو آے کان مین آواز اقتلو کیا کیا

کمال حسن مین یکسان اگرچہ ہین سب گل
جدا جدا ہین مگر انکے رنگ و بو کیا کیا

سنا ہے جب سے کرین گے وہ اپنے ہاتھ سے قتل
رگون مین دوڑتا پھرتا ہے خود لہو کیا کیا

گرے ہوون کو اٹھاتا ہے تیرا دست کرم
نشیب ڈھونڈتا پھرتا ہے آب جو کیا کیا

جو مانگا پان تو انکار کرکے وہ بولے
خدا ہی جانے کہ مانگے گا اور تو کیا کیا

خدا نہ ڈالے کسی بدمزاج سے پالا
وہ بات بات میں لڑتا ہے جنگجو کیا کیا

بڑا ہے نہ قوم کے پودے ہزار کی تدبیر
ہوئی ہے خاک محب حسرت نمو کیا کیا

درد دل سنتے کہا ناراض دلبر ہو گیا
وائے قسمت خود مسیحا ہی ستمگر ہو گیا

میں نہ آتا تھا ترے کوچے میں لیکن کیا کروں
دل تڑپ کر آپ خود سینے سے باہر ہو گیا

پوچھتے ہیں آج مجھ سے ہجر کی کیا سختیاں
آپ کو کیا جو ستم ہونا تھا مجھ پر ہو گیا

میرے رونے نے کیا ہے مجھکو غرق چاہ عشق
کیا کوئیں کی سوت میرا دیدہ تر ہو گیا

دل میں آتے آتے آخر دل ہی میں وہ بس گئے
میزبان رخصت ہوا مہمان کا گھر ہو گیا

دو دلوں کا مثل آئینہ بہم پڑتا ہے عکس
تو اگر غمگین ہوا میں بھی مکدر ہو گیا

رات بھر کب آنکھ نالوں نے مری سونے دیا
جب کبھی میرا پس دیوار بستر ہو گیا

تاب حسن یار سے تنہا ماہ ہر نقش قدم
جس زمین پر وہ چلا ہر ذرہ اختر ہو گیا

کھنچ ہی آیا میرے جذب عشق سے وہ سنگدل
نالہائے آتشیں سے موم پتھر ہو گیا

ناز عشوے نے بنایا اُن کو گر بیدادگر
جور اٹھانے کا مگر میں بھی تو خوگر ہو گیا

رشتہ وحشت میں جنون فصاد کی حاجت نہیں
میرے تلوے کے لئے ہر خار نشتر ہو گیا

کیا خوشی دل کی کہوں جب ہنس کی قتل اس نے کیا
پھول میرے جسم پر ہر زخم خنجر ہو گیا

چودھویں شب کو جو آیا بام پر وہ رشک ماہ
چاندنی حیران ہوئی مہتاب ششدر ہو گیا

تیغ ابرو کا ہے احسان سر پہ میرے ای اجل
تھا امانت نذر قاتل آج وہ سر ہو گیا

دل میں میرے اب تو درد و یاس غم رہنے لگے
جو کبھی ویران تھا آباد وہ گھر ہو گیا

رات بھر آنکھوں سے برسا ہجر میں غم کا سحاب
جسم کشتی ہو گیا بستر سمندر ہو گیا

چھپ گیا زیر حجاب ابر خود شرما کے چاند
جب رخ انور کبھی پردے سے باہر ہو گیا

[illegible] وحشت میں رلوایا کسی کی یاد نے
دامن صحرا بھی اشکوں سے مرے تر ہو گیا

کیا عجب ہوگا ترے جذبِ محبت کا اثر
اُس بتِ بے رحم کا دل سخت پتھر ہوگیا

بگاڑے گا کیا چرخ مسکن ہمارا
زمین کے برابر ہے مدفن ہمارا

نہیں دل میں ہمارے تو کچھ تیغ کا بیم
اگر ہے شجاعت تو ہے رن ہمارا

صبا سا اثر گر روان کا [illegible] ہوگی
نکل جائیگا سن ہو توسن ہمارا

بہت تھا جو دشت میں دلچسپیاں ہیں
گلستان سے دلچسپ تر ہے بن ہمارا

فلک کر نہ برباد یہ نظم پروین
کہ ہے عمر بھر کا یہ خرمن ہمارا

بیابان میں گل نے کہا یہ صبا سے
ملا خاک میں مفت جوبن ہمارا

بناتے تھے جب عیش ہم گو یہین
کسی کے تو کام آئے تن من ہمارا

بہت بچکے حرص و ہوس سے جو ہم
بچا گرد [illegible] دامن ہمارا

ذرا پھر کے کر سیر دنیا کی زاہد
بھلا دیگا جنت کو گلشن ہمارا

نشان کس کا باقی رہا ہے [illegible]
عبث کیون بناتے ہیں مدفن ہمارا

اگر اب عجب ہیں تو عجب ہونگے
لباس اور بدلیگا یہ تن ہمارا

نورِ حق سے جب دلِ انسان منور ہوگیا
سارا عالم ایک آئینہ کے اندر ہوگیا

حق خدا ہے اور انسان مظہرِ ذاتِ خدا
خوں کی جستے کی حمایت وہ پیمبر ہوگیا

سچ کے کہنے سے کہیں رکھتے ہیں تیر جان نثار
سر سے اُترا چھیندر قوم جب سر ہوگیا

دیکھ لیتے تھے کبھی گلشن کو گھبرا کر اسیر
واے قسمت بند وہ بھی روزنِ در ہوگیا

جب اثر ہوتا ہے دل پر یاد رہ جاتی ہے بات
منہ سے نکلا شعر اور ہر سامع کو ازبر ہوگیا

آپ تو پھرتا ہے باہر گھر میں عورت قید ہے
بے سبب کیون بدگمان بیوی سے شوہر ہوگیا

لڑکیاں سب بند دروازے پہ پہرہ در میں قفل
پردہ داروں کا مکان محبس سے بدتر ہوگیا

کیا زنِ ناجنس کی صحبت کا کچھ کم ہے عذاب
واعظو دوزخ ہمارا ہی ہمین گھر ہوگیا

بے تکے قصون کے پڑھنے سے کہان ہتی ہے عقل
آدمی سے رفتہ رفتہ شیخ بھی خر ہوگیا

بورڈنگ کی تربیت تعلیم کا دیکھیں اثر
کھردرا پتھر بھی اس معدن مین گوہر ہوگیا

کیون مخالف ہو نہ آزادی کا وہ پابند رسم
ایک مدت سے غلامی کا جو خوگر ہوگیا

سچ ہی وہ جادو ہے پتھر مین بھی جو کرتا ہی گھر
منہ سے نکلی بات اثر دشمن کے دل پر ہوگیا

جان کا خوف خطر کرتا ہے پیدا بزدلی
ڈر کو چھوڑا آدمی نے شیر صفدر ہوگیا

نکتہ چینی سے کہین رہتی ہی قایم دوستی
آئنہ مین جب غبار آیا مکدر ہوگیا

عاشقون کا ہمنشین یار بھی معشوق ہے
خار بلبل کی نگاہون مین گل تر ہوگیا

دین و دنیا چھوڑ بیٹھے تھے **محب** پہلے سے ہم
دل جو تھا سینہ مین وہ بھی نذر دلبر ہوگیا

بام پر اُس بت خورشید لقا کو دیکھا
جلوۂ طور کو دیکھا کہ خدا کو دیکھا

تاب حسن یار ... [illegible] ... کیساتھ
یون تو دیکھے ہین حسین بھی [illegible]
علم و فضل ... وہنر و ناز و ادا کو دیکھا

آنکھ دیکھی تو ہوا تیر نگہ سے زخمی
تیغ ابرو کو جو دیکھا تو قضا کو دیکھا

ایک دن بھی نہ کبھی اپنی دکھائی صورت
خوب الفت کو تری اور وفا کو دیکھا

خوف سے ہمنے نظر بھر کے نہ دیکھا تجھ کو
اور دیکھا بھی تو پھر جور و جفا کو دیکھا

چشم بینا ہو تو ہر رنگ مین آتا ہے نظر
تجھ کو دیکھا بت کافر تو خدا کو دیکھا

مر گئے ساتھ گئی حسرت دیدار **محب**
اور جی بھر کے نہ اُس حور لقا کو دیکھا

اچھا نہین خیال کسی ساز باز کا
انجام انکشاف ہی ہر ایک راز کا

کر کار خیر فکر سر انجام کار چھوڑ
تیرا نہین ہے کام یہ ہے کارساز کا

نازان نہ ہو عروج پہ پستی سے ہو نہ پست
غافل یہ راستہ ہے نشیب و فراز کا

زاہد کے بھیس مین ہین یہان رند مے پرست
مشکل ہے مادہ نہو گر امتیاز کا

منظور قدر ہے تو خودی کو غرض کو چھوڑ | محمود شیفتہ تھا وفائے ایاز کا
ظالم وہی ہے اس میں بنا ہے جو زبردست | غافل سمجھ یہ بھید حقیقت مجاز کا
عالم میں بڑھ کے ایک سے ہو دوسرا حسین | لیکن نہیں جواب ترے حسن و ناز کا
دنیا کے فائدہ کا تو کچھ بھی نہیں خیال | ہر شخص خواستگار ہے عمر دراز کا
علم و عمل کی حرص خدا دے نہ حرص مال | ہے مرتبہ بلند اسی حرص و آز کا
پستی کو ہے قدم سے محمدؐ کے یہ عروج | پابوس آسمان ہے زمین حجاز کا
دنیا و آخرت کی بھی پروا نہیں مجھے | پرتو نیاز مند میں ہے بے نیاز کا
روشن ہے بزم دہر اسی شمع عشق سے | مہر فلک نمونہ ہے سوز و گداز کا
جھکنے سے سر کے سرکشی نفس دور ہو | مقصود یہ ہے صاحب دل کی نماز کا
ہے واشر بوسے حکم مئے عشق پی مدام | فتویٰ ہے زاہدوں کو بھی مے کے جواز کا
گم گشتگی سے راہ حقیقت تو کچھ ملی | انجام یہ ہوا مرے عشق مجاز کا
دنیا طلسم خانہ ہے سب کچھ ہے کچھ نہیں | حیرت مقام خاص ہے جویائے راز کا
یہ راہ عشق ہی تو ہے ہموار اور صاف | اس میں نہیں خیال نشیب و فراز کا
درد شب فراق چھپائے سے کیا چھپے | چھپنا ہی تو محال ہے الفت کے راز کا

ہے وصل میں سرور تو بے حد مگر محب
ہے لطف اور ہجر میں سوز و گداز کا

تجھ کو ظالم اس نے گر پیدا کیا | مجھ کو بھی تو بے جگر پیدا کیا
مان لیتے ہیں مری دشمن بھی بات | راستی نے یہ اثر پیدا کیا
دم میں چھوٹوں کو بڑا دیتا ہے وہ | جس نے دانے سے شجر پیدا کیا
پھر کیسا خوش ہے گو اللہ نے | شب کے ہے ماراسحر پیدا کیا
احولی ہے ایک کو دو دیکھنا | دو میں اک تار نظر پیدا کیا

کی مدد اس نے تو نیکی ہم نے کی
یوں دل دشمن میں گھر پیدا کیا

تھا گلہ میں پڑ نہ خود اقدس سے
کیا حسد شوخی و خطر پیدا کیا

پوچھتے ہیں غیر سے میرا مزاج
آہ نے کچھ تو اثر پیدا کیا

خانہ بربادی ہوئی تو کیا ہوا
آپ کے دل میں تو گھر پیدا کیا

واہ ری قدرت کہ شبنم سے یہاں
گل سے بھی رنگیں حجر پیدا کیا

دے گا ہم کو بھی وہی صبر و قرار
جس نے پتھر کو جگر پیدا کیا

ابر رحمت پر ہے سب کشت امید
کس نے رحمت سے شجر پیدا کیا

ان کی صورت کے تصور نے محب
اور اک دل میں قمر پیدا کیا

گل کی ہستی باغ کی بنیاد کیا
بلبل ناشاد کی فریاد کیا

یہ زمیں تا عرش سب بے بنیاد کیا
خاک میں سب نار و آب و باد کیا

ہو جس میں کچھ بھی شوق علم و فضل
قوم وہ ہوگی کبھی آزاد کیا

سب مذاہب کی حقیقت ایک ہو
کفر کیا اسلام کیا الحاد کیا

آدمی میں آدمیت شرط ہے
ورنہ بے تہذیب آدم زاد کیا

اپنی حالت پر کیا جب تم نے صبر
پھر کسی کا رحم کیا بیداد کیا

کام آئیں گے بغیر علم و فن
قوم کے سب بے انتہا افراد کیا

ہو رہے ہیں اپنے ہی ہاتھوں تباہ
پھر گلا غیروں کا کیا فریاد کیا

ہے بہت تھوڑی سی ہمدردی ملک
غیر کی تسکین کیا امداد کیا

قوم کا ہر فرد ہو جب تک خوش
ہوگا مال و زر سے کوئی شاد کیا

چھوڑ دی جب زندگانی کی ہوس
پھر قضا کا پنجۂ فولاد کیا

کیا بنائیں اس زمیں پر ہم مکان
بلبلے کی آب پر بنیاد کیا

دم بدم کیوں ہچکیاں آنے لگیں — کچھ انہیں بھی ہے ہماری یاد کیا

نفس کا بندہ ہے جب تک تو صحب
خلق سے ہو گا کبھی آزاد کیا

رنج و تکلیف میں اللہ کا شکوہ کیسا — جان تیری نہیں پھر جان کا دعوی کیسا

ایک تو سخت مرض جس کا نہیں سہل علاج — اور پھر ہم سے ہے بیزار مسیحا کیسا

نہ غرض علم سے کوئی نہ عمل سے مطلب — چھا گیا قوم پہ ادبار خدایا کیسا

بدر ہوتی ہے کوئی قوم کوئی گھٹ کر ہلال — چرخ دن رات دکھاتا ہے تماشا کیسا

منہ چھپاتے ہیں چھپا میں نہیں کچھ ان کو امید — مل گئے خاک میں ہم خون تمنا کیسا

وہ ہیں سمجھے کہ رہیں ہوش ہمارے بجا — طور پہ سنتے ہی موسیٰ کو دکھا وہ جلوہ کیسا

اس سے برباد ہوا شہر تو عالم ہے — رو و موسیٰ سے بنا شکوہ کا دریا کیسا

ہے یہ اس عہد مبارک کی حکومت کا اثر — رشک گلزار جہاں آج ہے صحرا کیسا

اب تو ہر گھر میں ہیں کچھ علم و عمل کے چرچے — حیدرآباد میں لندن کا ہے نقشہ کیسا

خانہ دل میں ہے موجود محبت یار
کعبہ کیسا حرم و دیر و کلیسا کیسا

اسی کا حسن جہاں میں بشکل حور آیا — فلک پہ مہر زمیں پر برنگ طور آیا

سمجھ کمال میں بھی اپنے آپ کو ناقص — زوال ہو گیا پیدا جہاں غرور آیا

وہ بیخودی ہوئی اک قطرہ محبت سے — خم شراب لنڈھائے نہ یہ سرور آیا

ضرور عاشق و معشوق میں لگاوٹ ہے — کہ خود بخود وہ سر بام کوہ طور آیا

اسی کی آئنہ دہر میں یہ شکلیں ہیں — وہی نظر مجھے نزدیک اور دور آیا

قریب منزل ہستی ملے عدم کے نشان — کبھی جو شہر سے میں جانب قبور آیا

بڑھی ہوئی ہے کتاب مبین کی شمس سے ضو — کہ اس سے کور خیالوں کے دل میں نور آیا

بیان سے کہ ضعف سے جو ہوتی نہیں ہو روح خراب وہ زیست خاک ہے جب عقل میں فتور آیا
بہشت میں بھی رہا روز و شب تصور یار ہمارے دل میں نہ مطلق خیال حور آیا
سمجھ نہ اسکو کبھی اعتبار کے لائق جو بات بات میں کہتا ہے جی حضور آیا

مری کشش ہی نہیں تھی جو خواب میں آئے
خیال ان کو بھی میرا محب ضرور آیا

حصول لذت ادنیٰ فقط ہے کام حیوان کا مگر علم و عمل بالذات ہے مقصود انسان کا
بہت ہوتا ہے نقصان قوم کو بیجا سخاوت سے برسنا سم ہے کشت خربزہ پر ابر نیسان کا
چلا تو قتل کر کے یہ نہ نکلا علم قاتل کو کہ میرے ہاتھ سے چھٹنا بہت مشکل ہے دامان کا
قدم رکھنا نہ بھولے سے بھی کوئی عشق میں ہرگز فضائے حشر سے ملتا ہے ڈانڈا اس بیابان کا
ہر اک جا جلوہ قدرت کا کر سکتے ہیں نظارہ بہت مشکل ہے لیکن ڈھونڈنا اسرار پنہان کا
فلک سے بھی زیادہ خواہشیں ہمکو ستاتی ہیں نجات دین و دنیا ہیں مٹانا دل کے ارمان کا
فرشتے بھی تو ایجاد بنی آدم کے قائل ہیں اڑایا گلشن فردوس نے خاکا گلستان کا

محب جذب محبت اپنے قابو میں نہیں ہرگز
تعلق جسم کا ہے اختیاری فعل انسان کا

بڑی مشکل سے ہے ہم کو صبح کرنا شام ہجران کا بروز حشر دیکھیں گے نکلنا مہر تابان کا
جو دولت چاہتے ہیں وہ علوم مغربی سیکھیں تجارت تخت صنعت تاج زرین ہے سلیمان کا
ہر اک جا ہند میں ہے اختلاف مذہب و ملت یہی مرکز ہے دنیا میں خیالات پریشان کا
مجدد کی بڑی عزت ہے اقوام مہذب میں ذلیل و خوار لیکن رہتا ہے قوم نادان کا
سرائے دہر میں آ کر ہیں کچھ دن چل کے جائیں مکان غیر پر کیا زور چلسکتا ہے مہمان کا
بنی آدم میں جب موجود ہیں افعال شیطانی تو کیوں کرتے ہیں پھر انکار یہ امکان شیطان کا
عرب کی وہ شجاعت یاد ہے اب تک زمانہ کو کہ جس سے دل لرز جاتا ہے ہر شیر نیستان کا

نہ گھبرا آفتاب وصل ہے بعد از شب ہجران
محب دنیا کی ہر مشکل مین اک پہلو ہے امکان کا

نہین ہے جوش جو اپنون کی خیرخواہی کا
یقین کیون نہو پھر قوم کی تباہی کا

تری گلی کی گدائی اگر ملے مجکو
خدا جو دے تو نہ لون تخت بادشاہی کا

رفاہ خلق سے مطلب نہین غرض ہے یہی کام
جبین قوم پہ یہ داغ ہے سیاہی کا

سمجھ ذلیل نہ ہرگز خدا کی خلقت کو
بڑھا ہوا ہے تمدن بھی مرغ و ماہی کا

حقیقت ایک ہے یہ نسبتین بھی ہین اسکی
مقابلہ ہے یہان فقر اور شاہی کا

کیا ہے علم نے حیوان پر جنھین برتر
انھین کو شوق ہے انسان کی خیرخواہی کا

خدا کا نور ہے یورپ مین یہ محبت و عشق
مگر یہان تو ہے یہ داغ روسیاہی کا

خدا نے علم و قناعت کی دی جسے دولت
اُسی نے فقر مین پایا ہے اوج شاہی کا

بغیر مزد کرو خدمت وطن تا زیست
محب جو حوصلہ تمکو ہے بادشاہی کا

کیا خیالون کا بھروسہ اور کیا گفتار کا
دل پہ پڑتا ہے اثر ہر شخص کے کردار کا

یہ نجوم و یہ عمل یہ فال سب ہین لغویات
ہے ضرر لاکھون کا ان سے فائدہ دو چار کا

تیرے ملنے کی کوئی صورت بھی نکلیگی کبھی
یا رہی کا داغ دل پہ حسرت دیدار کا

جبریہ تعلیم کا قانون نافذ ہو تو کچھ
ہو ازالہ جہل کے اس خوفناک آزار کا

صرف بیجا شان مین اور بخل ہے خیرات مین
خاصہ یہ ہے ہمارے ملک کے زردار کا

جس مریض عشق کا پوچھے مسیحا بھی نہ حال
پوچھتے ہو کیا مزاج اس جان بلب بیمار کا

غافلون کو دوست دشمن مین نہین ہوتی تمیز
تاڑ لینا اک نظر مین کام ہے ہشیار کا

فیصدی چورانوے سے بڑھ کے جاہل ہون جہان
کیا اثر اس ملک ناخواندہ پہ ہو دو چار کا

کیا مریض عشق کو صحت دوا سے ہو محب

سخت مشکل ہے علاج اس لا علاج آزار کا

تو کیا جدا ہوا کہ یہاں دل بھی کھو گیا
الفت میں تیری کیا ہم پہ جو ہونا تھا ہو گیا

بزم جہاں میں آ کے نہ دیکھا جمال یار
آنکھیں کھلیں رہیں مگر افسوس سو گیا

بیداری جہاں سب ہے یہ خواب گران موت
وہ جاگتا ہے یاد میں اس کی جو سو گیا

آنا ہمارا دہر میں سے فایدہ نہیں
تخم عمل ہر ایک جو یہاں آ کے بو گیا

عرفان بغیر اس کو نہ ہوگا وصال دوست
زہد و ورع کے ساتھ بھی دنیا سے جو گیا

اس بزم دلفریب میں تھا یار جلوہ گر
تو آتے ہی عدم سے یہاں کس لیے کھو گیا

آیا تھا جستجو میں کسی کی یہاں مگر
میں ڈھونڈتے ہی ڈھونڈتے خود آپ کھو گیا

دیکھا جہاں کو خواب سا ہے اصل اک طلسم
اپنی خودی کو چھوڑ کے دم بھر جو سو گیا

راحت ہے غم میں اور خوشی میں ہزار رنج
اچھا ہوا جو آ کے یہاں خوب رو گیا

طوفان نار غم سے اسیکو ملی نجات
مثل قطب نما جو تری سمت ہو گیا

جسنے خودی کو اپنے بنایا یہاں خدا
بحر فنا میں آ کے وہ کشتی ڈبو گیا

نام خدا کے ورد میں تاثیر ہے عجب
دل کا تمام میل شب و روز دھو گیا

محو خیال یار رہا رات بھر محب
باطن میں جاگتا رہا ظاہر میں سو گیا

حیف ہے جو مرد جاہل سے ملا
وہ ہوا کامل جو کامل سے ملا

انفعال جرم بھی چھپتا نہیں
دیکھ آنکھیں چشم قاتل سے ملا

جب خدا کی بتکدہ میں کی تلاش
خود پتا منزل کا منزل سے ملا

فیض صحبت سے ہو کب نا اہل اہل
کیا ہوا دریا جو ساحل سے ملا

سامعین کا دل چھپا جائیگا عجب
آنکھ اپنی اہل محفل سے ملا

جان غنا ہی کو دولت کا مآل
ہاتھ اپنا دست سائل سے ملا

ڈھونڈتے ہی ڈھونڈتے خود کھو گیا
نقش پائے یار مشکل سے ملا

دہریے سمجھے دہر کو ناخدا
حق نہ اسکو زعم باطل سے ملا

مست ہین سب ہست وہ ہی ایک ذات
سچ کو تو ہرگز نہ باطل سے ملا

موت میں ہے زیست سے بڑھ کر مزا
خود گلا تو تیغ قاتل سے ملا

حسن بے صند کے چمکتا ہی نہیں
نکتہ تیرے رخ کے تل سے ملا

صحبت بد نیک پر غالب ہوئی
شہد جب زہر ہلاہل سے ملا

اب تو ہے لیلی پڑی مجنون اٹھ
آنکھ اپنی چاک محمل سے ملا

آدم خاکی ہوا عالم کی جان
آفتاب روح جب گل سے ملا

سختی دل سے ہوئی پامال دہر
عاقلون کو یہ سبق سل سے ملا

بعد جسمانی سے کب ہوتا ہی فصل
ایک دل جب دوسرے دل سے ملا

کچھ محبت کا محب سے حال پوچھ
کس کو سچا عشق ناول سے ملا

کس قدر روشن ہے چہرہ چشم بد دور آپکا
مہر و ماہ و شعلہ و اختر مین ہے نور آپ کا

سامنے عاشق کے پھر کیون بے نقاب آتے نہین
اسقدر پردے پہ ہی جب نام مشہور آپ کا

ہاتھ مین ہے آپ کے میرا جلانا مارنا
عشق مین شاہون سے بھی بڑھ کر ہی مقدور آپ کا

آپ ملتے ہین تو دم بھر دلکو آتا ہے قرار
ماہی بے آب ہے ورنہ یہ مہجور آپ کا

مینے دیکھا آپ کو موسیٰ نے دیکھا نار کو
سامنا کیا کر سکے گا شعلہ طور آپ کا

جذبۂ الفت مجھے دیتا ہے سو انجن کا زور
گو نہین جنبش کی طاقت در گھر دور آپ کا

آپ ہی کو لوٹ گا مین جنت مین بھی اللہ سے
لائیگی یہ دل کہان سے خلد مین حور آپ کا

کون ہے دنیا مین وہ جو آپ سے واقف نہین
نام چھپنے سے ہوا کس درجہ مشہور آپ کا

آپ سے جب ہو نہین سکتا علاج درد دل
زیست سے مایوس ہو کیونکر نہ رنجور آپ کا

پردۂ غفلت جو اٹھ جائے تو روشن چشم ہو
فرش سے تا عرش ہر ذرہ مین ہی نور آپ کا

آپ کے خادم محبؔ کی ہے یہی اک آرزو
پاس قدمون کے رہے دن رات مہجور آپ کا

ملا جو دوست کبھی شاد آسمان نہوا
بلا سے ہجر وہ آئی کہ وصل جان نہوا

ملے جو آپ تو دل ہی مین دل کی بات رہی
زبان سے حال دل زار کچھ بیان نہوا

یہ بندشین ہین بدن پر مگر نہین دل پر
وہ آئے گھر مرے آگاہ پاسبان نہوا

ہمارے ضبط کو دیکھا کہ عشق مین تیرے
دل و جگر بھی سب جلے اور پھر دھوان نہوا

ترے سوا نہین دنیا مین اور سے مطلب
وہان سے گئے نہ کبھی ہم کہ تو جہان نہوا

تمہارے ساتھ بڑے عیش سے بسر کرتی
تغیرات سے خالی کوئی مکان نہوا

ادھر ہو عشق ادھر لوگ تاڑ جاتے ہین
ہزار ہمنے چھپایا مگر نہان نہوا

ترا ہی جلوہ ہے ہر سمت فرش سے تا عرش
یہ کون کہتا ہے عالم مین تو عیان نہوا

ہمارے دل مین رہے چھوڑ کر زمین و فلک
پسند یار کے عرش اور لا مکان نہوا

کھلی زبان تو کھلے رنج و غم کے دروازے
ہزار حیف کہ پیدا مین بے زبان نہوا

حرم مین دیر مین بزم غمی مین شادی مین
جہان مین ذکر جمیل آپ کا کہان نہوا

توئی ہے ظاہر عالم توئی ہو باطن خلق
نہان نہین ہے مگر وہم سے عیان نہوا

محبؔ عبث ہی تمھین ہجر یار کا شکوہ
تمہارے دل مین وہ کس روز مہمان نہوا

وہ بڑھ کے گئے پیچھے مجھے خود جان کو چھوڑا
صد حیف کہ غیرون کا کہا مان کے چھوڑا

تم لے گئے آرام مرا دل بھی جگر بھی
سامان نہ گھر مین کوئی مہمان کے چھوڑا

تم اٹھ گئے جو دم بھر کو گئے منہ کو چھپا کر
اور پاس مجھے حسرت و ارمان کے چھوڑا

قاصد کو بھی ملتی نہین آنے کی اجازت
خط ہاتھ مین آخر ترے دربان کے چھوڑا

وہ تیر کے ہمراہ گیا چھوڑ کے محب ہمکو
کیا یار نے حیران مجھے جان سے کے چھوڑا

پیدا کی سمت بھی نہ نکلی جو یہیں آیا
خود پردہ در یار نے پیکان کو یہ چھوڑا

دو دن ہاتھ سے جو اس ابرو و مژگان پہ نظر کی
میری طرف اک تیر کمان تان کے چھوڑا

اس لذت دنیا سے پہنچتے نہیں سو رنج
شاباش کہ ناصح کا کہا مان کے چھوڑا

طالب ہوئے واعظ ہوئے کافر ہوئے آخر
اس عشق کی مصدر کو بھی گردان کے چھوڑا

دنیا سے جو واقف نہیں کیا چھوڑنا اس کا
وہ مرد ہے جینے کو اسے جان کے چھوڑا

اس شوخ نے دل بھی لیا ایمان بھی جان بھی
کیا پاس محب سے سر و سامان کے چھوڑا

خواب میں تجھ سے لپٹ کر کبھی دم بھر روتا
اسی ارمان پہ ہے یہ دل مضطر روتا

وعدہ کر کے بھی جو پھر جائے تو کیا تجھ کو کہیں
ترے وعدے پہ ہے یہ چرخ ستمگر روتا

شربت وصل سے محروم ہی رہتا تا حشر
سر بھی گر پاؤں پہ اس بت کے میں رکھکر روتا

تنگ دل تجھ پہ یہ ہوتا کبھی رونے کا اثر
میں جو آنکھوں سے شب ہجر سمندر روتا

باغ میں یاد میں تیرے قد میں جو روتا میں کبھی
اشک شبنم سے لب نہر گل تر روتا

میں ہوں وہ تشنۂ دیدار کہ حسرت پہ مری
اشک خونی مرے قاتل کا بھی خنجر روتا

فرقت یار میں روتا جو میں اثنائے نماز
تیری مسجد کا بھی زاہد در و منبر روتا

درد سر مول لیا چھوڑ کے عشق جانان
اہل دنیا کی حماقت پہ نہ کیوں کر روتا

ذکر تیرا نہیں جس گھر میں نہیں آئیں خوشی
غفلت مردم خانہ پہ ہے خود گھر روتا

دیکھتا آنکھ سے یہ نفس پرستی غفلت
اس زمانہ پہ ہر امت کا پیمبر روتا

اسکی باتوں سے تو باقی نہیں امید وصال
کاش اک بار محب یار سے ملکر روتا

الفت کا تیری نشہ کبھی تھا سرور تھا
وہ دن گئے کہ عقل و خرد سے میں دور تھا

انکار وصل سے تھا تو آتے ہی میرے گھر — وعدہ کا پاس آپکو اتنا ضرور تھا
تھا ہوش کسکو یار کے مکر و فریب کا — میں تو شراب عشق کو نشہ میں چور تھا
تیرے بغیر مجھکو جہنم تھا باغ خلد — کب میں خدا سے طالب غلمان و حور تھا
دل دے کے لیے وفا کو لئے جسم و جان تباہ — اُس کا گلا نہیں یہ ہمارا قصور تھا
الفت میں فاصلہ نہیں رہتا ہے درمیان — نزدیک سے تھا وہ یار جو کوسوں ہی دور تھا
موسیٰ ہمیں تجھے شعلہ ہمیں سے تھے ہمیں شجر — یہ تو ہمارے ہی دل پر انوار کا طور تھا
زاہد ہی تھا حشر میں دیکھا ہوا خدا — دنیا ہی میں ہر آن میں پیش حضور تھا
کیا شان کبریائے حق کا نہ تھا ظہور — تجھ میں جو بے نیازی و کبر و غرور تھا
تو ہر جگہ رہا مری آنکھوں کے سامنے — دیکھا نہیں نے تجھ کو یہ میرا قصور تھا

امید وصل یار عبث تھی ہمیں محب
معلوم اب ہوا کہ بہت ہم سے دور تھا

عرض اس سے مدعا کرتا ہے کیا — سیدھا وعدہ وفا کرتا ہے کیا
قابل دیدار آنکھیں ہی نہیں — وہ جو چھپتا ہے برا کرتا ہے کیا
شوق سے رکھدے گلا تلوار پہ — دست قاتل کا گلا کرتا ہے کیا
دل کو لے کر ہاتھ سے اور لیے وفا — ہم غریبوں پر جفا کرتا ہے کیا
زندگی سے آپ ہی ہم ہیں خفا — اور تو ہم کو خفا کرتا ہے کیا
ہے یہ بیماری دل تو لا علاج — اے مسیحا تو دوا کرتا ہے کیا
اس سے ملنے میں بھی ہیں سو آفتیں — دیکھئے نمتند بپا کرتا ہے کیا
وعدہ کر لینا جو سمجھے دل لگی — وہ کبھی وعدہ وفا کرتا ہے کیا
اس بت عیار سے ہے سابقہ — دیکھیے آگے خدا کرتا ہے کیا
جب خدا ہے فاعل مطلق تو پھر — بندہ بے بس خطا کرتا ہے کیا

اس بت کافر کو سجدہ کر محب
جا کے مسجد مین ادا کرتا ہے کیا

لو بتون سے لگا کے کیا پایا
ہجر مین دل جلا کے کیا پایا

درد و رنج و غم و الم کے سوا
اور دل کو لگا کے کیا پایا

جل گیا شمع دم مین پروانہ
تو نے اس کو جلا کے کیا پایا

اے پری تو نے اپنا دیوانہ
مجکو ناحق بنا کے کیا پایا

روتے روتے گنوا مین آنکھین اور
آنکھ اس سے لڑا کے کیا پایا

قصہ درد ہجر طولانی
ہمنے اس کو سنا کے کیا پایا

نقش بر آب ہے جہان کی نمو
رنگ تو نے جما کے کیا پایا

بے وفا کب کسی کے ہوتے ہین
عشق اپنا جتا کے کیا پایا

پہلوے غیر اور تو افسوس
بزم مین تیری آ کے کیا پایا

جب امید وصال ہی نہ رہی
اُن کو غزلین سنا کے کیا پایا

مُنہ چھپائے ہوے وہ رہتا ہے
اسکو گھر مین بلا کے کیا پایا

میرے پہلو مین آ سے دل توڑا
غیر کے پاس جا کے کیا پایا

ہم نہ کہتے تھے بے وفا کو محب
دل کے ٹکڑے دکھا کے کیا پایا

جمال یار ہر انسان کامل مین نمایان تھا
نہ دیکھا ہمنے ہر سینے مین روشن ماہ تابان تھا

ہر اک کو فکر بخشایش کی دامنگیر تھی لیکن
ہمارے ہاتھ مین قاتل کا روز حشر دامان تھا

دیا آخر جواب صاف اس نے وادرے قسمت
بہت مجکو وصال یار کا دنیا مین ارمان تھا

بہت اچھا ہوا وعدہ خلافی کی جو قاتل نے
جو وعدہ وفا کرتا تو میری سر پہ احسان تھا

رقیبون کی بنانے سے ہمارا کام بن آیا
کہا ہمنے بھی مجنون بنکے جو کچھ دل مین ارمان تھا

گیا وہ غیر کے پہلو میں اٹھ کر پاس سے میرے — یہاں آیا نہ قاتل کو کہ میرے آج مہمان تھا
مجھے محروم رکھا وصل سے کیوں غیر کی خاطر — بتا دے یہ وفا تیرا کہاں وہ عہد و پیمان تھا
وہ کامل جذب ہے جو کھینچ لائے یار کو گھر میں — زلیخا عشق میں تھی مشتری یوسف نہ کنعان تھا
گنہگاری نہ ہوتی گر تو غفاری کہاں ہوتی — یہ رحمت کا نتیجہ تھا جو میں پشیمان تھا
جوانی میں رہا لذات حیوانی میں سرگردان — چھپا پیری کی ... سے یا کچھ خواہشوں میں جو انسان تھا

محب پیتا نہ کیوں کر ساغر اس ہاتھ سے اس کو
اسی دن کا تو اک مدت سے میرے دل میں ارمان تھا

چھینا ہمارے یار کو دولت نے کیا کیا — کھینچا نہ کچھ بھی جذب محبت نے کیا کیا
پروانہ تیرے حسن کا ہے جسکو دیکھیے — اے شمع رو غضب تری صورت نے کیا کیا
پیدا رقیب ایک مرا اور ہو گیا — مجھ سے سلوک یہ مری قسمت نے کیا کیا
پہلے سے بھی سوا وہ ہوا بدگمان اور — الٹا اثر یہ جذب محبت نے کیا کیا
گلزار میں بھی وحشت دل کچھ نہ کم ہوئی — صحرا کی اور دشت کی وحشت نے کیا کیا
رکھا نہ دین اور نہ دنیا کے کام کا — مجھ سے سلوک یہ تیری الفت نے کیا کیا
پہلو میں یار آکے گیا گھر میں غیر کے — اے بدنصیب یہ تیری قسمت نے کیا کیا
سب عمر کشمکش میں کٹی کچھ ملا نہیں — حرص و ہوا و عزت و شہرت نے کیا کیا
جانیں گنوائیں مفت سے گئے خانمان تباہ — اے ناسمجھ یہ دیکھ کہ شہرت نے کیا کیا
دائم ہے لطف پاک محبت میں خوب سوچ — انجام کار نفس کی لذت نے کیا کیا

ہے امتحان یار کا دیکھیں گے اب محب
غربت نے میری غیر کی دولت نے کیا کیا

بزم اغیار سے وہ شاد آیا — سوچ کر پھر کوئی بیداد آیا
فاتحہ کو بھی چھپائے ہوئے منہ — قبر پہ وہ ستم ایجاد آیا

ملے وہ کافر بے دین تھے ہم
دیکھا تجکو تو خدا یاد آیا

دیکھکر مجھکو وہ کہتے ہیں
قیس و فرہاد کا استاد آیا

ہوگیا دیکھکے مین دود اہ
سامنے جب وہ پریزاد آیا

لین بلائین ترے عاشق کی پریان
بیڑیان لیکے جو جلاد آیا

حکم پر اسکے جھکا دی گردن
جب مرے قتل کو جلاد آیا

تیرے کوچہ مین ہوا وہ آباد
آپ کو کرکے جو برباد آیا

رشک اغیار سے غم اور ہوا
کب تری بزم سے مین شاد آیا

عقل بھی جسکے تصور سے ہو دنگ
قید ہستی مین وہ آزاد آیا

دل مین پیدا ہوا پھر جوش محب
وعدہ یار مجھے یاد آیا

شکوہ نہین اب آپ کا وہ دل نہین رہا
میری طرف ذرا بھی تو مائل نہین رہا

مرنے کے وقت بھی وہی اے گا سامنے
دل زندگی مین یار سے غافل نہین رہا

زخمون کے درد اور تڑپنے سے چھوٹ گیا
قاتل کا شکر ہے کہ مین بسمل نہین رہا

سمجھاؤن کسکو آہ مین انجام کار عشق
پہلو مین دیکھتا ہون کہین دل نہین رہا

مہر و وفا کی کسکو تھی امید یار سے
غم ہے گلے پہ خنجر قاتل نہین رہا

وصل بہار مین تھی ہر اک کو ہوای گل
آئی خزان تو شور عنادل نہین رہا

قصے زبان پہ رہ گئے آزار عشق کے
لیلی و قیس و ناقہ و محمل نہین رہا

خیرات کا وجود گدا پر ہے منحصر
دیجئے گا بوسہ کسکو جو سائل نہین رہا

کسطرح چھوڑون دامن قاتل کو ہاتھ سے
اب اختیار ہی مین مراد ل نہین رہا

امید ہوگئی ترے ملنے کی شکر ہے
اب درمیان مین بجر وہ حائل نہین رہا

بھولا محب وہ غیر سے ملتے ہی مجھکو حیف

مین ایکدم بھی یار سے غافل نہین رہا

بام پر وہ سر شام مہ عذار چڑھا
تو چاند منہ کو چھپا کے برنگ نار چڑھا

ا کے بعد بھی کچھ کم ہوئی نہ سوزش دل
ترے فراق کا ایسا ہمین بخار چڑھا

یا جو اس مہ کامل سے پائمال مجھے
تو نور بن کے فلک پہ مرا غبار چڑھا

ین ہے نفس کے گھوڑے پہ بیٹھنا آسان
ہزار بار گرا اس پہ جب سوار چڑھا

بان ہم اور کہان تیرے وہ گل تازہ
ہماری قبر پہ باسی گلے کا ہار چڑھا

ہاری زلف سیہ بھی غضب کی افعی تھی
ہمارے ہر رگ و پے مین سے زہر مار چڑھا

راق یار سے کانٹون پہ لوٹتے گزری
بجاے گل مری تربت پہ چند خار چڑھا

ہوس رہی مجھے خنجر کے بوسہ دینے کی
وہ میرے سینہ پہ قاتل نہ ایک بار چڑھا

ہاری یاد جو آجاے وقت مے نوشی
تو بہلاے مری تربت پہ بادہ خوار چڑھا

بان خار ہی دیکھا غرض کی یاری کا
نہ آشنا سر پہ رقیبون کو گلعذار چڑھا

شب وہ یار کی تصویر سامنے دہر کر
اسی کے پاؤن پہ سر رکھ اُسی کو ہار چڑھا

عشق سے دنیا و دین کا غم گھٹا
یار کا تریاق غم سے سم گھٹا

گر بڑھانا چاہتا ہے عقل و روح
نفس کو اور جسم کو پیہم گھٹا

ہو گیا وہ چند پھر فرقت کا درد
تیرے ملنے سے جو دم بھر غم گھٹا

خواب مین بھی رات کو روتے ہین ہم
اضطراب دل نہ کوئی دم گھٹا

جب تجھے دیکھا تو دم بھر کیلئے
جوش سیل دیدہ پر نم گھٹا

موت سے ہو گی یہ سمجھے تھے شفا
درد ہجر یار لیکن کم گھٹا

عشق وہ قوت ہے جسکے زور سے
منزل ہستی کا پیچ و خم گھٹا

کیا برے کامون کی ہے تاثیر بد
اور حیوانون سے بھی آدم گھٹا

وہ جو مسجود ملائک تھا کبھی شامت اعمال سے پیہم گھٹا

جسم یہ دردِ جدائی سے محب
چاہیئے جتنا تھا اُس سے کم گھٹا

ہماری آرزو کی یاد رکھنا کلی دیکھو تو بو کی یاد رکھنا
دغا دیتی ہے دنیا آشنا کو تم اس خصلت کی خو کی یاد رکھنا
گلوں کے اختلاف رنگ و بو مین اسی سے رنگ و بو کی یاد رکھنا
نہ جانا دہر کی مضبوطیوں پر خدا کے ایک ہو کی یاد رکھنا
کہین ہم بھی جو کچھ تم کو تو کیا ہو تم اس گفتار تو کی یاد رکھنا
غلامی غیر کی تیرے لیے کی ہماری جستجو کی یاد رکھنا
لگاتے ہو جو تلوون مین حنا تم ہمارے بھی لہو کی یاد رکھنا
بگڑ بیٹھے جو مانگا تم سے بوسہ ذرا اس گفتگو کی یاد رکھنا
ہوے ہو ہمنشین زاہد کے لیکن ذرا جام و سبو کی یاد رکھنا

محب دنیا مین کر سیئے محبت
جو موقع ہو عدو کی یاد رکھنا

باب الباء

عشق مین آپ ہے خود یہ دل ناکام خراب ہے نہ صیاد بُرا اور نہ کچھ دام خراب
اچھے سب رنگ ہین ناظر کی نظر ہی مین فرق نہ تو گورے ہین بُرے اور نہ سیہ فام خراب
کامیابی ہے ترے عشق مین ہر ناکامی ورنہ ہر کام مین دنیا کے ہو ناکام خراب
بعد ملتے ہین کہین علم و حیات ابدی پہلے کچھ روز تو ہو راحت و آرام خراب
عام تعلیم ہے ہر ملک کی بنیاد عروج ہر جگہہ جہل سے دنیا مین ہین اقوام خراب

نیک و بد اپنے ہی اعمال کو سب ہین یہ اثر — ہین نہ افلاک نہ اوقات نہ اجرام خراب
ختم ہوتا نہین بد پہ اثر بدکاری — پشت در پشت ہو ہر نسل کا انداز خراب
خمر افیون مدک اور برانڈی وسکی — فی الحقیقت ہین یہ سب زہر کے اقسام خراب
انتخاب زن و شوہر نہین جب ہین ہین عیب — قبل تزویج سے کیون نامہ و پیغام خراب
دل سے ملتے ہین تو ہنیت ملک کی اغراض ہین دو — ہو گا تقسیم سے بنگال نہ آسام خراب
خدمت خلق سے مقصود ہے خوشنودی حق — اہل دنیا ہین دنی ان کا ہو انعام خراب
آنکھ مین جس کی مروت ہو وہ ہے سب کا عزیز — تلخی و نفرت کھتے نہین بادام خراب
اہل باطن کو تو گالی ہے دوا سے بہتر — دینے والے کو مگر زہر ہے دشنام خراب
کون کہتا ہے کہ ہے عیب ہر تہذیب جدید — سب سے بڑھ کر ہے تو اطوار و رسوم و حمام خراب
ہند مین حکم وہی قرآن ہو دہی ملت ہین — تخم اچھا ہے مگر باغ ہین ہین آم خراب
اسکی رحمت پہ بھروسہ ہے عمل پر کیا ہے — کبھی آغاز ہے اچھا کبھی انجام خراب
کام وہ ہے کہ نہین جس مین صلہ کی امید — طالب فائدہ قوم کا ہے نام خراب
یاد مین تیری نہ گزرے تو ہے برباد وہ عمر — سال و مہ ہفتہ شب و روز سحر شام خراب
قیمتی عمر ہوئی صرف حصول دنیا — بودی چیزین جو لین بھی تو ہوئے دام خراب
نسبت حق سے عبادت ہین جہان مین تمام — شرکت نفس سے ہین خیر کے بھی کام خراب

تزکیہ نفس کا سوچ سے بھی بہتر ہے مجیب
دل جو میلا ہے تو ہے جامۂ احرام خراب

عشق مین دل ہی سے مثل بادہ سرگوشی ہے خوب — صورت گل گلشن عالم مین خاموشی ہے خوب
رونق دنیا ہے غفلت اور ہشیاری ہے زہر — عقل کامل ہے مخرب اور مدہوشی ہے خوب
ہوش مین آئے تو ویرانی ہی دیکھی ہر طرف — اپنا یہ خواب گران اپنی یہ بیہوشی ہے خوب
امتیاز خیر بہت ہی ہے یہان تکلیف دہ — ہے خودی سب سے بری اور خود فراموشی ہے خوب

اہل دنیا کی پریشانی سے بچنے کے لیے　　گوشۂ عزلت ہی بہتر اور خاموشی ہے خوب
جز خدا جن کو نہین دنیا سے دون سی کچھ غرض　　اُن کو زیبا ہے تجرد اور روپوشی ہے خوب
دھو شراب عشق سے سجدہ کا پیشانی سی داغ　　زہد صد سالہ سے اک ساعت کی مے نوشی ہے خوب
ہے ریاکاری سے بہتر رند سے اہل صفا　　ظاہری صوم صلوٰۃ حج سی مے نوشی ہے خوب
اس چمن مین نالۂ بلبل سے ہے خود دام ہلاک　　صورت باد صبا ہر گل سی سرگوشی ہے خوب
پلا شراب عشق جس کی تا ابد مستی رہے　　دین و دنیا مین یہی تو ایک مے نوشی ہی خوب

وصل مین اُس شوخ کے ہین آفتین صدہا محب
دل مین تصویر خیالی سے ہم آغوشی ہی خوب

خود نمائی سے نمایش سی عمل پوشی ہے خوب　　نیت خالص ہی بہتر اور خاموشی ہی خوب
اہل دل سے کیجیے ظاہر خیالات دلی　　صحبت نا اہل مین ہر طرح خاموشی ہی خوب
اہل دنیا کی یہ ہشیاری وبال جان ہے　　جس سے راحت ہے وہ غفلت اور بیہوشی ہے خوب
خار ہے پہلو سے گل مین تاکہ ہو باہم تمیز　　اس جہان مین شادی و غم کی ہم آغوشی ہی خوب
جا کے لندن مین پڑھین آکر کرین نادان سی عقد　　لندنی عالم کی جاہل کی ہم آغوشی ہی خوب
قدردانی کے عوض ہو جس جگہ خوف ضرر　　عیب پوشی کی طرح اس جا ہنرپوشی ہی خوب
عیش مین سختی کی عادت ہو تو سختی بھی ہی عیش　　منقلب جب دہر ہے غم ہی ہم آغوشی ہی خوب
عورتون کو جس جگہ سڑکون پہ چھیڑین سب لے حیا　　اسجگہ عورات کی مردون سی روپوشی ہی خوب
حبس نسوان کی مضرت پر عبث ہی چیخنا　　جب مخاطب ہو نہ ملک و قوم خاموشی ہی خوب

ہے رواج عام پر ہر جا محب تہذیب ملک
اجنبی پوشش سے اپنی بادلہ پوشی ہی خوب

اہل دنیا تو ہین سب اس خواب ہستی مین خراب　　اہل دل دیکھے نہین اس دار ہستی مین خراب
اس خرابہ مین خرابی کے سوا کیا اور ہے　　کوئی عشق زر مین کوئی تن پرستی مین خراب

کچھ خدا کی یاد بھی دنیا کے دھندون مین رہے ۔ خانۂ دل کو نہ کیجے گھر گرستی مین خراب

ایک ہی رنگ سیہ گوہر مین ہو یا کانچ مین ۔ ہے وہی جنس گران مین خوب سستی ہو خراب

جز خدا ہر چیز بت ہے خواہ جنت ہو کہ نفس ۔ زاہد مرتاض بھی ہی بت پرستی مین خراب

ہو تجرد سے ہم آغوش اور علائق سے جدا ۔ دل ہے ویرانے مین معمور اور بستی مین خراب

نیست کو سمجھے ہین ہست اور ہست کو سمجھے ہین نیست ۔ اہل دنیا فلسفی دونون ہین ہستی مین خراب

عشق سے آبادی دل ہے محب اس دہر مین
بے چراغ سوز الفت گھر ہی بستی مین خراب

جسقدر اہل دول ہین تن پرستی مین خراب ۔ اس قدر مفلس نہین ہین تنگدستی مین خراب

لقمۂ تر سم قاتل ہی فقیرون کے لئے ۔ صحبت اہل دول ہو فاقہ مستی مین خراب

طالب دنیا و دین دونون کا انجام ایک ہی ۔ زر پرستی مین ہی وہ یہ خود پرستی مین خراب

گر حکومت ہو نہ ہو اخلاق اعلے چاہیئے ۔ اہل دل ہوتے نہین اس دار ہستی مین خراب

ٹھوکرین غفلت سے جو کھاتی ہین تو مونکو مگر ۔ کچھ سنور جاتی ہین کچھ ہوتی ہین پستی مین خراب

ہندؤن کے ہین اعلی گھر گرستی کی اصول ۔ ہو نہین سکتی ہے جس سی قوم پستی مین خراب

ہو تنعم مین بھی طرز زیست وہ سادہ محب
آسمان سے بھی نہ ہو جو دور پستی مین خراب

باب البائے فارسی

بات کہہ کر کیون مکر جاتے ہین آپ ۔ جھوٹ مین کتنا مزا پاتے ہین آپ

سامنے غیرون کی خود آتے ہین آپ ۔ دیکھتے ہی ہم کو چھپ جاتے ہین آپ

ذکر غیرون کا ہمارے سامنے ۔ عاشقون کو خون رلواتے ہین آپ

سرمگین نظرین تو ہین یہ برچھیان ۔ قتل کرتے ہین کہ شرماتے ہین آپ

بے وفائی آپ کی لاتی ہے رنگ
جب کسی کو با وفا پاتے ہین آپ

آپکو معلوم ہے وہ دل کی بات
کیون زبان سے میرے کہواتے ہین آپ

خود تڑپتا ہے یہ مشتاق جمال
منہ چھپا کر اور تڑپاتے ہین آپ

کیا اکیلے آپ جاتے ہین کہین
دل ہمارا ساتھ لے جاتے ہین آپ

کسقدر پردہ کا رہتا ہے خیال
خواب مین بھی جب کبھی آتے ہین آپ

وصل کے وعدے سے کر دیتے ہین خوش
عاشقون کو خوب بہلاتے ہین آپ

مجھ سے ناحق چھیڑ کر و کر رقیب
گالیان کیون اسکو دلواتے ہین آپ

غیر پر یہ بخششین لیکن ہمین
ایک بوسہ کو بھی ترساتے ہین آپ

بتکدہ مین بت ہو کعبہ مین خدا
کافر و مومن کو لڑواتے ہین آپ

ہے کہان شیطان و آدم کا وجود
خود بتا کر راہ بھٹکاتے ہین آپ

سامنے آتے نہین لیکن جھلک
آڑ سے چلمن کے دکھلاتے ہین آپ

آپ پہلو سے تو اٹھتے ہین مگر
کیا ہمارا دل بھی لے جاتے ہین آپ

چاند سورج سے بھی کرتے ہین حجاب
صحن مین تشریف جب لاتے ہین آپ

ہے محبت مین محب کچھ تو مزا
نا امیدی مین بھی مزا پاتے ہین آپ

مجھ سے ناحق وصل کا وعدہ کیا کرتی ہین آپ
غیر کا جب اسقدر دن رات دم بھرتی ہین آپ

ایک دل مین دو کی الفت کی گنجایش نہین
غیر پہ مرتا ہے وہ اور اسپہ پھر مرتی ہین آپ

آپکو دیکھو ذرا اور اس بت معذور کو
پوچھتا ہی وہ نہین پھر اسپہ کیون مرتی ہین آپ

آپ کو مرنے کی جینے کی اسے پروا نہین
بے وفا بے درد پہ پھر کسلئے مرتی ہین آپ

ہر قدم پر آفتون کا سامنا ہوگا ضرور
راہ الفت مین تو جلدی سے قدم دھرتی ہین آپ

وعدہ کرکے آپ پھر جاتے ہین یہ بجا نہین
خون میری آرزو کا کیون کیا کرتی ہین آپ

مال جب اچھا نہین رکھنے سے اسکی کیا حصول — دل کو لیکر پھر کبھی واپس نہین کرتے ہین آپ

روح باقی ہے توجہ کیجیے اسکی طرف — اس تن خاکی کے مر جانے سے کیون ڈرتے ہین آپ

جب نہین دل مین کسیکی سرد مہری کا خیال — سانس ٹھنڈی دم بدم پھر کسلیے بھرتے ہین آپ

عیش دنیا مین نہین جب حضرت حق کا خیال — جانور کی طرح اس میدان مین چرتے ہین آپ

ڈال دیجیے گردن دلدار مین باہین محب
جب محبت ہے اُسے پھر کسلیے ڈرتے ہین آپ

کوئی کرتا نہین بے حکم قضا آپ سے آپ — نہ محبت نہ عداوت نہ وفا آپ سے آپ

حسن خود آپ سکھاتا ہے حسینون کو جفا — ہوش آتا ہے تو آتی ہے ادا آپ سے آپ

چشم ظاہر سے محرک نہین آتا ہے نظر — کہین چلتی بھی ہے دنیا مین ہوا آپ سے آپ

نہ وہ پہلی سی محبت نہ وہ باتین نہ وہ پیار — بے سبب مجھ سے ہین کیون آپ خفا آپ سے آپ

اپنے اعمال ہی لاتے ہین بلائین ہم پر — کسپہ کرتا ہے فلک جور و جفا آپ سے آپ

کیون اُٹھاتا ہے دوا اور دعا مین تکلیف — وقت آتا ہے تو آتی ہے شفا آپ سے آپ

راست تدبیر بھی تقدیر پلٹ دیتی ہے — کوئی کرتا بھی ہے دنیا مین خطا آپ سے آپ

نہ فقیرون کی خوشامد نہ مشائخ سے غرض — دل مین الفت ہے تو آئیگا خدا آپ سے آپ

بولتا کون ہے اندر سے ترے او نادان — بانسری سے نہین آتی ہے صدا آپ سے آپ

حکم ہوتا ہے وہی کرتا ہے معشوق سلوک — کوئی کرتا بھی ہے عاشق پہ جفا آپ سے آپ

راز الفت نہ کہے تم سے محب وہ نہ کہے
باہر آجائیگا پردے سے خفا آپ سے آپ

باب التاے

حسرت یہی ہے دل مین کہ دل ہو فدائے دوست — آنکھون کی آرزو ہے کہ ہون خاکپائے دوست

راحت چھپی ہوئی ہے مصیبت کی آڑ مین در پردہ عین لطف و کرم ہے جفائے دوست
آنکھین کھلین تو عیب ہنر سے بدل گئے اپنی نظر مین اب تو ہنر ہے خطائے دوست
انمول دوستی ہے محبت کی قدر کر دو نو جہان بھی نہین ہرگز بہائے دوست
الفت پہ سب فدا ہین سخی ہو کہ ہو بخیل ہے جان و مال دوست جہان مین برائے دوست
بزم طرب ہو باغ ہو صحرا ہو یا مکان سنتے ہین گوش دل سے ہر اک جا صدائے دوست
ہمکو تو سوجھتا نہین دنیا مین کوئی عیب اہل جہان ہین دوست جو [illegible] تماشائے دوست
پر دوستی کی جھلک کر دکھانی مین عار ہے ہے دوستون کے ساتھ یہ ناز و ادائے دوست
ہمدرد ہین وہ لوگ جو غیرون پہ ہین نثار کیا فخر ہے جو دوست کبھی ہون فدائے دوست
سمجھو نہ اس مقام کی حالت کبھی درست دشمن کا گر قیام کہین ہو بجائے دوست
جب تک تمیز دوستی و دشمنی نہین امداد دوستی کے عوض ہے سزائے دوست
ہوتا ہے دوستون کا بلاؤن مین امتحان لیتا ہے سر پہ دوست خوشی سے بلائے دوست
بے فکر باغ دہر مین حاصل نہین ثمر سر مین ہر ایک گل کی بھری ہے ہوائے دوست
جاتے ہین روز کوچہ جانان مین اسلئے آنکھین ملین ملو جو کہین نقش پائے دوست
نظرون مین دشمنون کے ہنر بھی ہے عین عیب ہے دوست کی نظر مین ہنر ہر خطائے دوست
آنکھین کھلین جو دل کی تو معلوم یہ ہوا ہر آن نت نئی ہے بدن پہ قبائے دوست
ہوتی ہین دوستون پہ کہان مہربانیان جب تک نہ امتحان مین آئے وفائے دوست

ہم تو رقیب کو بھی سمجھتے نہین عدو
کم دوست سے نہین ہے محب آشنائے دوست

کہو نہ بزم مین غیرون سے جھجک کی کان مین بات کہ لوگ اپنی سمجھتے ہین اپنے دھیان مین بات
تمہارے عشق نے بوڑھون کو کر دیا ہے جوان کسیکے آ گئی یہ وہم مین گمان مین بات
کبھی وصال کا وعدہ کبھی ہے صاف انکار برنگ چرخ بدلتی ہے آن آن مین بات

مریض ہجر کو دم مین جلا دیا اُسنے
کبھی جو وصل کی چپکے سے مری کان مین بات

رہا سکوت ہی خلوت مین دونو جانب سے
کہ جیسے ہوتی ہے معیوب امتحان مین بات

جو لوگ کہتے ہین وعدہ خلاف اُنکو کہین
مری مجال کہون مین یہ اُن کی شان مین بات

یہان یہ حسن کے جلوے وہان ضیاے نجوم
کہان زمین کی آتی ہے آسمان مین بات

خدا بھی سنتا ہے دیوار و در بھی سنتے ہین
کہو نہ عیب کی چھپکر بھی تم مکان مین بات

جو ہوتا ماہ وہ خورشید رات کو آتا
نہ آے دن کو بھی آئیگی یہ گمان مین بات

کمال صدق و صفا سے یہ دی سخن کو فروغ
کہ لب پہ آتے ہی مشہور ہو جہان مین بات

کسیکا عیب کسی سے بیان نہ کر غافل
پہنچ ہی جاتی ہے خود آپ آکے کان مین بات

محب سے پوچھ محبت کے لطف پنہانی
بغیر عشق نہ آئیگی یہ دھیان مین بات

باب الثاے ہندی

جب سلسلۂ رشتۂ اغیار گئے ٹوٹ
فارغ ہوا دل قفل در یار گئے ٹوٹ

بے جسم نہین روح کو اعمال کا موقع
آواز کہان ساز کی جب تار گئے ٹوٹ

اک شب کی عروسی یہ ہے یہ ناز گلون کو
باسی ہوے ہوتے ہی سحر ہار گئے ٹوٹ

ہے دل مین پس از مرگ بھی کیا جذب محبت
تیر اُنکو نکالا بھی تو سوفار گئے ٹوٹ

اس حلقۂ گیسو مین ہوا دل جو گرفتار
دین چھوٹ گئے سبحہ و زنار گئے ٹوٹ

ہے کون تہ خاک جگر سوختہ یارب
اک آہ شرربار مین کہسار گئے ٹوٹ

دنیا کے بکھیڑون سے رہائی ہوی حاصل
جب خانۂ تن کے در و دیوار گئے ٹوٹ

آسان نہین امّارگی نفس پہ قابو
باندھے سے گئے جو بند وہ ہر بار گئے ٹوٹ

اثمار کی اس باغ مین کی لاکھ حفاظت
ثابت رہے دو چار تو دو چار گئے ٹوٹ

سختی سے جو بچنا ہے تو سختی کی ہو عادت — جب پاؤں ہوئے سخت تو خود خار گئے ٹوٹ
رکھا قفس پردہ میں عورت کو یہاں تک — سب بال و پر مرغِ گرفتار گئے ٹوٹ

پیتے ہی محب جامِ مئے عشق دل آرام
سب رشتۂ اغیارِ دل آزار گئے ٹوٹ

صبر و رضا سے دن مصیبت بلا کے کاٹ — پڑتے ہیں او جہد سے تیغِ قضا کو کاٹ
کبر و غرور چھوڑ کہ ہو قربِ حق نصیب — ذلت سے بند بند عدوِ خدا کے کاٹ
گر چاہتا ہے سیرِ سموات و عرش و فرش — پر اجتناب و صبر سے حرص و ہوا کے کاٹ
دل کو ہر ایک رسم سے دنیا کی پاک کر — پھندے ریاضِ سخت سے دامِ بلا کے کاٹ
دیدار ہو تو جان کے جانے سے غم نہیں — سر عاشقوں کے کاٹ تو صورت دکھا کے کاٹ
سن مدعا ہے دل کہ ملیں یا نہ پھر ملیں — تھوڑی سی ہے رات یار نہ باتیں بنا کے کاٹ
ہے منزلِ فنا ہی میں راہِ بقا کی سیر — یہ راہ عیش میں بھی مصیبت اٹھا کے کاٹ
کم جرمِ قتل سے نہیں حق کی مخالفت — سچ بات کو نہ بزم میں باتیں بنا کے کاٹ
مرنا ہے زیست سچ کی حمایت میں گر مریں — سر تن سے ایک وار میں جور و جفا کے کاٹ
غیر از خدا کسی سے نہ رکھ خیر کی امید — رشتے تمام خلق سے مہر و وفا کے کاٹ
لایق ہو قید و بند کے بدکار بد سرشت — بے عیب زن کے پاؤں نہ گھر میں بٹھا کے کاٹ
ہو جائے اور دستِ حنائی کا رنگ لال — سر عاشقوں کے کاٹ تو مہندی لگا کے کاٹ

گھر میں بغیرِ دوست نہیں لطف کچھ محب
دن زندگی کے کوہ بیاباں میں جا کے کاٹ

باب الثاے

کچھ بھی کرتا نہیں اب جور و جفا کیا باعث — آج ہم سے ہوا کیوں یار خفا کیا باعث

شربت وصل سے کچھ کم نہ تھا آب خنجر
ہم پہ ہوتے نہیں اب جور و جفا کیا باعث

وہ صفائی وہ مروت وہ محبت نہ رہی
تھیں بتلاؤ نہیں بہر خدا کیا باعث

ہو گیا بلبل شیدا ہی سے روپوش وہ گل
رخ بدلنے لگی گلشن کی ہوا کیا باعث

میرے دل کی نہیں یہ آہ تو پھر شور ہے کیا
در و دیوار سے آتی ہے صدا کیا باعث

خون عشاق کیا کرتے ہیں مشتاق مدام
شوق سے ذوق سے کیے جرم و خطا کیا باعث

دیکھو توبہ کا کبھی ملتا ہے عدالت میں ثبوت
کبھی ہوتی نہیں مجرم کو سزا کیا باعث

مائل حق ہے ہر اک گبر و مسلمان جیسے
جانب قبلہ رخ قبلہ نما کیا باعث

ضعف پیری سے تو گھٹتا ہے بدن ہر لحظہ
اور بڑھتی ہے بہت حرص و ہوا کیا باعث

وہ مسیحا ہے میں بیمار محبت ہوں مگر
میری کرتا نہیں کچھ بھی دوا کیا باعث

شام کا وعدہ تھا آیا نہ سحر تک وہ محب
جھوٹ ہم سے تو نہ کہتا تھا ہوا کیا باعث

باب الجیم

کتنا جواب صاف ملا بے وفا سے آج
مایوس جان بلب ہے امید شفا سے آج

کل تک تھا ان کو میری محبت میں کیا غلو
آتے ہیں مجھ سے پیش وہ جور و جفا سے آج

مقبول ہر دعا ہے مگر صبر چاہیے
لازم نہیں کہ کام بر آئے دعا سے آج

کل بعد مرگ بھی نہیں دوزخ سے ہے نجات
پائیں یہاں نجات جو حرص و ہوا سے آج

کل دیکھئے گا آپ کو دیتا ہے کیا دغا
رکھتے ہیں ارتباط تو اس بے وفا سے آج

کل گل وہ تھا جو پاس تو دل باغ باغ تھا
دل کی کلی کھلی نہ ذرا بھی صبا سے آج

جاتے ہیں بن سنور کے خدا جانے کس طرف
برپا کریں گے ایک قیامت ادا سے آج

راہ عدم میں کل نہ بھٹکتے پھرو کہیں
جو پوچھنا ہو پوچھ لو تم رہنما سے آج

غیرون سے التفات محب سے نہین کلام
بیٹھے ہوئے ہین پاس مگر ہین خفا سے آج
اچھا ہوا کہ قطع محبت ہوئی محب
چھوٹے ہزار رنج و مصیبت بلا سے آج

باب الجیم فارسی

اس حسن کی تعریف مین ہے میرا بیان ہیچ
بہتر ہے خموشی وہ کمر ہیچ دہان ہیچ
جس پیر مین ہو عشق جوانون سے وہ بہتر
دل مین نہ محبت ہو تو نوخیز جوان ہیچ
سایہ بھی درختون کا ہے جنت جو خوشی ہو
دل کو نہین راحت تو جواہر کا مکان ہیچ
حق جان جہان اور جہان جان کی صورت
بے یاد خداوند جہان کار جہان ہیچ
ہے ذاکر و مذکور وہی ذات مقدس
بے ذکر خدا ہیچ دہان اور زبان ہیچ
زاہد ہے و معشوق ہے مقصود عبادت
بے ان کے تو سب کوثر و فردوس جنان ہیچ
وہ ہست ہے تو نیست ہے پھر دعوی شہرت
بے بود کا بے اصل کا سب نام و نشان ہیچ
موجود ہے جب ظاہر و باطن وہی اک ذات
پھر غیر کا دل مین یہ تری وہم و گمان ہیچ
جز حق مجھے آتا نہین عالم مین نظر اور
آنکھین ہون تو خود دیکھو تشریح و بیان ہیچ
دنیا مین دھرا کیا ہے جو عقبے مین ملیگا
اور مجھ سے جو پوچھو تو یہان ہیچ وہان ہیچ
سمجھے تھے محب اپنا دلی دوست اُسی ہم
معلوم ہوا دوستی اہل جہان ہیچ

باب الحاے

ہمارا اُن کا تعلق ہے جسم و جان کی طرح
ہم اور وہ ہین جہان مین عیان نہان کیطرح
نہ رکھہ امید ثمر اس چمن کے پودون سے
ریاض کر نہ امیدون پہ باغبان کیطرح

چمن یہ رنگ بدلتا ہے ہر گھڑی غافل
بنا مکان کوئی تنکون کا آشیان کیطرح

ملے گا اسکے جو وہ یار شوخ چشم ظریف
کہونگا حال دل زار داستان کیطرح

نمود و بود ہین یہ زندگی نہ کر برباد
مٹے گا نام تربت کے نشان کیطرح

گئی نہ ہمت عہد شباب پیری مین
ہے عقل تیر بدن گرچہ ہے کمان کیطرح

زمین پہ جھکتے ہین جتنے بلند ہوتے ہین
خمیدہ پشت ہین اہل دل آسمان کیطرح

سلامتی ہے اسی مین کہ ہو رہے خاموش
جو غیر جنس کے حلقے مین ہو زبان کیطرح

محل ہین ہمکو اجازت نہین ہی آنے کی
رہین گے بیٹھ ترے در پہ پاسبان کیطرح

ہمارے عشق کی اُسکو خبر ہوئی کیونکر
رہے خموش بہت ہم تو بے زبان کیطرح

قدیم روح ہے کیا اسکو انقلاب کا خوف
شکست و ریخت ہی اجسام مین مکان کیطرح

چھٹے علایق دنیا سے جب ہوے آزاد
خزان کا خوف نہین سرو بوستان کیطرح

اُسی مین خوش ہین کہ جس حال مین خدا رکھے
غلام حرص نہین طالب جہان کیطرح

کبھی وصال کا اقرار ہے کبھی انکار
ہمیشہ رنگ بدلتے ہین آسمان کیطرح

محب ہی درد محبت مین بھی عجب لذت
نہین ہے رنج جدائی غم جان کیطرح

وہ دکھاتا ہی نہین مجکو ادا اچھی طرح
قتل ہو جاؤن تو ہو کس پر جفا اچھی طرح

گوش دل کھلتے ہین جب یہ بند ہو جاتے ہین کان
غیب سے آتی ہے کانون مین صدا اچھی طرح

کور چشمون کو دکھائے حسن اپنا کیا حسین
عاشقون کو وہ دکھاتا ہے ادا اچھی طرح

آپ پر شیدا ہوا ہی ہے یہی اسکی سزا
اس دل ناشاد پر کیجیے جفا اچھی طرح

بے وفائی کا کوئی پہلو اٹھا رکھین نہ آپ
وعدۂ خدمت کرین گے ہم وفا اچھی طرح

مجھ سے تیغ ناز کے زخمون کی کچھ لذت پوچھ
تا ابد رکھے تجھے قاتل خدا اچھی طرح

رخ بدل دیتا ہے کوئی تو طمانچے مار کر
چال جب چلتی نہین باد صبا اچھی طرح

جھوٹے وعدون سے بھی ہٹتا ہی کہین عاشق کا دل
امتحان لینا ہے تو دیجے دغا اچھی طرح

عہد اور سہو و دونون اصل مین گو ایک ہین
ہین صفات و اسم مین لیکن جدا اچھی طرح

سب درختون کو گراتی ہین کہان یہ آندھیان
جانتی ہے نیک و بد کو بھی ہوا اچھی طرح

چھوڑے دامن نہ ابکی وہ جو ملجاے محب
ایک دن تو کیجیے اسکو خفا اچھی طرح

باب الخاے

زیست اب تو ہوگئی ہے ساقی گلفام تلخ
دے بھی دے زہر آب کا بھرکر مجھے اک جام تلخ

بات تو ہے ایک لیکن دو مخالف ہین اثر
مجھ کو شیرین غیر کو تیرے ہین یہ دشنام تلخ

جی مین آتا ہے لب شیرین کو چومون بار بار
بات جب کہتا ہے منہ سے وہ بت گلفام تلخ

تیری فرقت مین عجب تلخی سے کٹتی ہی یہ عمر
صبح نصف الیوم۔ نصف اللیل وقت شام تلخ۔

حشر مین تم سے ملین گر وہ یہ قاصد نے کہا
بے مروت نے جو بھیجا بھی تو کیا پیغام تلخ

تیری آنکھین دیکھتے ہی دل جگر ٹکڑے ہوے
ہوگئے زہر ہلاہل مجکو دو بادام تلخ

عمر ہی کچھ تلخ کامی سے نہ گزری ہجر مین
ہوگیا مجھ کو لحد مین بھی تو اب آرام تلخ

بوالہوس شیرین سمجھ کر جام الفت پی نہ جاے
یہ وہ مے ہے جس سے ہوتی ہین زبان و کام تلخ

زہر بھی ہاتھون سے تیرے ہے مجھے آب حیات
اور دے ساقی مرے بھر کر مجھے ایک جام تلخ

غیر کو دیتے ہین بھر کر دم بدم جام شراب
اور مین مانگون تو مجھکو زہر کا اک جام تلخ

قسمت اپنی ہے محب کیا کیجیے اسکا گلا
غیر کو شیرین مجھے دیتا ہے وہ بادام تلخ

باب الدال

مغفرت کی مرے کیجئے گا دعا میرے بعد
یاد رکھئے نہ مری کوئی خطا میرے بعد

ایک خوشنودی حق کا مجھکو کافی ہی خیال
لوگ جو چاہین کہین مجھکو برا میرے بعد

منتین عشق کی جھیلین تو دعائین یہ کی
کوئی مجنون نہ ہو دنیا مین خدا میرے بعد

خاک میری درِ جانان سے نہ اٹھوائو کہین
کوچۂ یار مین جانا نہ صبا میرے بعد

آپ عیسیٰ ہین مرے آپکا مین ہون بیمار
آپکی آئے گی کس کام دوا میرے بعد

جانتا ہے کہ مری روح کی گستاخی ہے
چوسے گر پاؤن کو سوتے مین ہوا میرے بعد

خفگی آپکی ہر بار اٹھاتے ہین ہمین
ہو سکئے گا نہ کسی سے بھی خفا میرے بعد

منہ چھپائے ہوئے آتے ہین وہ تربت پہ مری
میری میت سے بھی کرتے ہین حیا میرے بعد

آپ کرتے ہین مجھے قتل تو کیجئے لیکن
کس پہ کیجئے گا بتائین تو جفا میرے بعد

اب تو کرتے نہین کچھ قدر مری خدمت کی
یاد آئے گی تمھین میری وفا میرے بعد

بوسۂ رخ بھی محب کو نہ ملا وصل کجا
وعدہ کیا حشر مین کیجیے گا وفا میرے بعد

باب الذال

نام میرے جو لگے یار کے آنے کاغذ
پڑھ کے آنکھون سے لگا مین بھی لگانے کاغذ

یہ محبت ہے عدو سے کہ جب آتے ہین خطوط
پڑھ کے رکھ لیتے ہین سو بار سرہانے کاغذ

تھی محبت تو چھپاتے تھے میرے خط سب سے
اب تو غیرونکو لگے آپ دکھانے کاغذ

سطر دو ایک بھی لکھتے نہین خط مین وہ مجھے
غیر کے جیب سے لگے ڈاک مین آنے کاغذ

غیر کا وصل ہو جلدی یہ تمنا لیکر
آئے تربت پہ مری وہ یہ لگانے کاغذ

سوز دل خط مین جو اس حسن کے شعلے کو لکھا
آگ ہو کر وہ لگا میرے جلانے کاغذ

کچھ تو پوشیدہ کسی غیر کے آتے ہین خطوط
کیون لگے آپ بتائین تو چھپانے کاغذ

دمِ تحریر رقیبوں کو جو ہیں آپ چھپا — وہ لگا شرم سے جاذب پہ دبانے کاغذ
تیری الفت کے خطوں سے ہویت آتا ہے سرور — دیکھ لیتے ہیں کبھی ہم جو پڑا سنے کاغذ
جوشِ گریہ کا لکھا خط میں عبث حال اسکو — لے گیا وہ مرا دریا میں بہانے کاغذ
لکھہ خطوں میں اسنے وہ قیمتی مضمون عجیب
کہ زرِ سرخ کے ہو جائیں خزانے کاغذ

باب الراے

دیدار یار گرچہ ہے روز شمار پر — عشاق جان دیتے ہیں اس انتظار پر
پوشاک نت نئی وہ بدلتے ہیں دم بدم — حیران باغ حسن ہے اُن کا بہار پر
وہ مے پلا کہ فکر دو عالم سے ہو نجات — ترجیح ہے سرور کو واعظ خمار پر
آتی ہے یاد توتہ بازو سے اتفاق — پڑتی نظر ہے چیونٹیوں کی جب قطار پر
گھڑ دوڑ میں قلب ہیں علانیہ سے جوا — تہذیب کا مدار ہے اب تو قمار پر
ہم دیکھتے ہیں اُن کو شب و روز ہر جگہ — وعدہ ہے جن کی دید کا روز شمار پر
منصور سے مسیح سے پوچھو مقام وصل — معراج عاشقوں کی ہے سولی پہ دار پر
میدان عشق میں وہی ثابت قدم رہے — کرتے تھے لاکھہ شکر جو قاتل کے وار پر
کرتے ہیں نیک بد کو بھی صحبت سے فیضیاب — سایہ فگن ہے دامن گل نوک خار پر
بے خلق و رحم ہیچ ہے سب جاہ و ملک و مال — زیبائش عروس ہے پھولوں کے ہار پر
اک ذات لاشریک پہ ایمان کا ہے مدار — لیکن یہان ہے پانچ پہ یا تین چار پر
ہے ثمرۂ حیات بشر عشق ذات پاک — وہ خاک ہے درخت جو لائے نہ بار پر
چونکے گی تا بہ حشر نہ غش سے محب کی روح
بھولے سے آئیں گے وہ کبھی گر مزار پر

کھلا آخر کو یہ راز نہان انسان کامل پر
کہ ہے پرتو فگن خورشید ذات آئینۂ دل پر

جھلک دیکھین تو کیا دیکھین حجاب نفس حائل ہی
شب دیجور کا پردہ پڑا ہی دل کی محمل پر

قرار رنگ و بوے گل نہین اکدم بھی جب بلبل
خدا جانے کہ پھر کیون جان دیتی ہی عبث گل پر

ہماری رغبت و نفرت بھی باہر ہے ارادے سے
بنائین لاکھہ گو صورت مگر قابو نہین دل پر

نہین خطرے سے خالی صحبت اہل غضب ہرگز
پٹک دیتے ہین آئینہ کو سنگین دل کبھی سل پر

عجب غفلت مین لطف زیست ہی کچھ کہہ نہین سکتے
ہمین آسان ہی ہر مشکل جو ہی دشوار عاقل پر

دل عشاق سے پوچھے کوئی قدر رخ انور
کرین قربان دو عالم ایک اس رخسار کے تل پر

نجات دو جہان ہی ہاتھہ سے اس شوخ کے مرنا
کہین کرتے ہین عاشق خون کا دعوے بھی قاتل پر

دل زخمی نہ ہو کیون شربت دیدار کا طالب
کہ ہو جاتی ہی غالب تشنگی سخت گھائل پر

ترے عاشق صدا کھینچ کر بھی وجد کرتے ہین
سماع و وجد کب موقوف ہی ڈھولک پہ محفل پر

گرایا نفس نے عرش برین سے قعر پستی مین
برستا ہے سمان عبرت کا اب تک چاہ بابل پر

رجوع قلب ہو تو غیب سے تائید ہوتی ہی
خدا کو یاد کر لے بندۂ مجبور مشکل پر

جو دانا ہین وہ مال و جاہ سے پرہیز کرتے ہین
مگر دیتے ہین نادان جان اس زہر ہلاہل پر

محب پیری مین یہ کیا حسن و وصل و ہجر کی باتین
جوانی مین ہنسا کرتے تھے تم تو عشق کامل پر

نہین موقوف دیدار خدا کچھ آنکھہ کے تل پر
حواس عالم امکان بھی قائم ہین اسی دل پر

نہین تعلیم اعلے سے بھی جب اخلاق ربانی
تو پھر کس بات مین ترجیح ہی عالم کو جاہل پر

سمجھ کر سوچ کر لکھیے مفید قوم کچھ باتین
مذاق عام ہے اب منحصر دلچسپ ناول پر

ڈھنڈورا پیٹنے سے بھی نہین ہوتی کوئی شہرت
نظر پڑتی ہی خود دنیا کی ہر انسان کامل پر

ستم ہے عورتین پردے مین دنیا سے رہین جاہل
وبال جان ہے یہ حبس نسا مردان عاقل پر

تعجب ہی کہ اہل ہند سے ہو یہ لماخالی
کرین انگلینڈ مین بحثین احباب ہند کے بل پر

جو عالی حوصلہ ہین بحر مین خود کو دپڑتے ہین کھڑے رہتے ہین کم ہمت یو ہین افسوس ساحل پہ

خدا محفوظ رکھے اصل بدکاری سے ہے بیکاری مسلط ہو نہین سکتا ہے شیطان مرد شاغل پہ

جھڑکنا ڈانٹنا گرچہ نہین زیبا فقیرون کو حرام محض ہے لیکن سوال رزق سائل پر

فری تعلیم جب دیتے نہین ہر جا مدارس مین تو پھر کیا جہل کا الزام ہے اس قوم غافل پر

چہکتے ہین بہت جا جا کے گلشن مین نہین اچھا بچائین حضرت صیاد سے اپنی عنادل پر

زبان اپنی سے ہے جو چاہئین کہین کیا فائدہ اس سے نظر پڑتی ہے گہری ہر جگہ اعمال قائل پر

رواج و رسم مین جکڑے ہوے کیونکر ابھی چھوٹین کہ دام حبس نسوان اور ہے بند سلاسل پر

گھرون مین عورتون کی ہر جگہ تعلیم ممکن ہے بجے ہین قوم کے نافہم کچھ اس زعم باطل پر

ادھر ہے قحط کی آفت ادھر افلاس کی کلفت خدا کی ایک رحمت ہے وبا اس قوم بسمل پر

ترقی بے علوم مغربی ممکن نہین ہرگز نہین کچھ فخر اہل شرق کو تحصیل حاصل پر

حقوقِ ملک کی تحصیل مین تیزی نہین اچھی بہت کم تیز رو پہنچے ہین دشواری سے منزل پر

محبت مین محب بیتابی دل ضبط کرتے ہین
تڑپنے مین بھی یہ ڈر ہے کہ آنچ آئے نہ قاتل پر

ہم تن ہین اور جان ہے وہ پھر ہین ہی دور ویران وہ مکان ہی رہے جو مکین سے دور

باتین بنانا ہین اہل خوشامد کا ہے شعار رہتے ہین اہل صدق چنان و چنین سے دور

ہے سحر چشم یار ادائین غضب کی ہین دل کو بچا کے رکھ نظر غضبگین سے دور

راحت جو چاہتا ہے تو دونون جہان کو چھوڑ آسودگی ہے حلقۂ دنیا و دین سے دور

خورشید جل رہا ہے بجھا آج تک نہین پھر کیون نہ عرش ہو نفس آتشین سے دور

کیا جانیے کہ قبر ہماری کہان بنے نزدیک یہ مکان ہے یا ہی مکین سے دور

دل سے خیال یار کی دوری محال ہے ممکن نہین کہ اہل زمین ہون زمین سے دور

دل سے ملکے پھر جدا ہون یہ ممکن نہین محب

ہے قرب ہر طرف سے نہین ہین کہین ہو دور

برجا رہے نہ ہوش رخ یار دیکھکر
سو بار غش مین آیا ہون اکبار دیکھکر

کیا کیجیئے علاج کہ اب تو طبیب بھی
گھبرا رہے ہین حالت بیمار دیکھکر

اہل نظر کھنڈر سے بھی لیتے ہین کچھ سبق
گزرے ہوون کے منہدم آثار دیکھکر

دیوانگی بخیل کی ثابت ہوئی مجھے
سرخ و سفید سنگ کے انبار دیکھکر

بڑھتی ہین رزمگاہ مین شیرون کی جراتین
جاتے ہین کھیل جان پہ تلوار دیکھکر

ثابت ہوا کہ رونق عالم ہے اختلاف
پہلوے گل مین نشتر خار دیکھکر

آنکھون مین پھر گئی وہ ترقی اہل دین
گرتے ہوے وہ گنبد و مینار دیکھکر

کھلتی نہین ہے چشم بصیرت بغیر عشق
ثابت ہوا یہ مصحف رخسار دیکھکر

لیتے ہین عقلمند ہر اک قوم سے سبق
رکھتے ہین پاؤن دہر کی رفتار دیکھکر

یاد آگئین وہ علم کی دلچسپ صحبتین
تیرے مکان کے در و دیوار دیکھکر

تصویر یار ہجر مین تسکین ہے محب
جیتے ہین مر کے صورت دلدار دیکھکر

ہر اک حیوان ہے دنیا مین قایم اپنی فطرت پر
مگر یہ حضرت انسان ہین قربان رسم عادت پر

نہین رکھتے قدم بھولے سے بھی راہ محبت پر
مثال کوہ ہین ثابت قدم لیکن عداوت پر

وہ انسان ہین جنھین اپنے رقیبون سے بھی الفت ہے
درندے جان لے لیتے ہین لیکن اس رقابت پر

بجز جہل و تعصب گر نہین ہین جوہر ذاتی
تو بیجا ناز ہے پھر باپ دادا کی شرافت پر

رسالت چاہتا ہے گر تو کر مخلوق کی خدمت
پیمبر جان دیتے تھے اسی اشرف عبادت پر

حقیقت ایک ہے سب کی خدا ہو یا کوئی بت ہو
ہنود و کافر و گبر و مسلمان سب ہین وحدت پر

خوشی اس زندگی کی کاہلون کو ہو نہین سکتی
کہ راحت آدمی کی منحصر ہے شغل و محنت پر

نہ ہار ہمت خدا کرتا ہے نیکون کی مدد ہر دم
رفاہ خلق کے سب کام ہین موقوف ہمت پر

خدا کو چاہتے ہین حور و غلمان ہی تو دنیا ہے
نہین کرتے عبادت ہم کوئی امید جنت پر

ہمارے امتحان صبر کی کچھ حد بھی ہے ظالم
نئی آفت پہ آفت ہے مصیبت ہر مصیبت پر

جو عاقل ہین رفاہ عام کے وہ کام کرتے ہین
جو جاہل ہین وہ اپنی جان دیدیتے ہین شہرت پر

محب قوم کو تحسین و آفرین کی نہین پروا
نہ فخر و ناز عزت پر نہ کوئی رنج ذلت پر

یہی تعلیم دلوائے گی آزادی اسیرون کو
قفس مین دیکھنا اک دن نکالے گی یہ عورت پر

غلامی حبس دایم پائمالی اور مجبوری
کہون مین کیا کہ کیا کیا ظلم ہو اک ذات عورت پر

قفس مین بند عورت ہو نہین کچھ کم یہ وحشت ہے
نکالے گی کوئی کیا اس سے بڑھ کر اور وحشت پر

زنا و فحش سے یہ بستیان کیون کر نہ ہون ویران
کہ قایم ہے تمدن گھر پہ گھر قایم ہے عفت پر

انہین چارون ستونون پر ہے قائم ملک کی دولت
حکومت پر صناعت پر زراعت پہ تجارت پر

شجاعت اور علم و فن ہی سے قومونکی عزت ہے
ذلیل و خوار بزدل ہین جو قانع ہین تجارت پر

مدارس مین فلاحت کی نہین تعلیم حیرت ہے
کہ اہل ہند کی ہے منحصر روزی زراعت پر

ترقی قوم کی دولت پہ دولت علم و فن پر ہے
مدارس پر تعلّم ہے تعلم اہل حکمت پر

گزارے عمر بے جرم و خطا یہ قید خانے مین
کوئی اس سے بھی بڑھ کر ظلم ہوگا اور عورت پر

محبت پر دل و جان ہی نہو کیونکر محب قربان
کہ بنیاد تمدن بھی تو قایم ہے محبت پر

اب اُنکے خیالات ہین کچھ اور نظر اور
دے مجکو بھی یا رب کوئی دل اور جگر اور

عالم مین اُسی ایک کے ہین مختلف اشکال
ہم اور زمین اور فلک اور قمر اور

ہر روز وہ ملتے تھے مگر اب نہین ملتے
وہ شام و سحر اور تھے یہ شام و سحر اور

پیری کا نہ غم ہے نہ کوئی موت کا کھٹکا
ہے فکر ہمین اور کوئی خوف و خطر اور

آیا جو نظر بام پہ وہ چاند سا چہرہ
سب دیکھ کے بولے کہ وہ نکلا ہے قمر اور

اجزا سے شجر دیکھ کہ وحدت مین ہے کثرت
اصل اور ہے برگ اور ہین گل اور ثمر اور

رکھتے ہیں انہیں چشم میں یا خانۂ دل میں — ہے ان سے بھی محفوظ زیادہ کوئی گھر اور
اس دل ہی میں کر لیتے ہیں ہم سیر دو عالم — یہ اور سیاحت ہے وہ لوگوں کا سفر اور
رکھتے ہیں وہی ایک زباں کاذب و صادق — سچوں کی مگر بات کا ہوتا ہے اثر اور
ظاہر کو تو سب دیکھتے ہیں عاقل و جاہل — ہوتی ہے مگر اہل بصیرت کی نظر اور

الفت میں محب جان بھی جائے تو نہیں رنج
کچھ اور ہے دنیا کی مسرت یہ ضرر اور

جز حسرت دیدار نہیں دل میں نہاں اور — کیجے نہ مری پاک محبت پہ گماں اور
آتا ہے جو کچھ دل میں وہ کہتے ہیں زباں سے — آزاد ہیں رکھتے نہیں دل اور زباں اور
آتی ہے نظر جامۂ تہذیب میں وحشت — نقال کا ظاہر تو ہے کچھ اور نہاں اور
غیروں کو ترقی ہے تو اپنوں کو تنزل — اب تو ہے فلک اور زمیں اور زماں اور
ٹکسال کی تعمیر ہیں ناحق کو کیا صرف — بنوائیں محاسب کے لیے بھی تو مکاں اور
رہتا ہی کہیں نقش پہ ہستوں کا یہاں نام — مٹتے نہیں تا حشر وہ ہیں نام و نشاں اور
جو کل تھا نہیں آج جو ہے آج نہیں کل — ہر وقت نیا دور ہے ہر آن سماں اور
کیا زیست ہے بیکار پڑے رہتے ہیں گھر میں — اس زیست پہ ہے اہل ریاضت کا گماں اور

الفت کو محب ناز ہی جاتے ہیں سمجھ
ہوتی ہے محبت کی نظر اور زباں اور

باب الراے ہندی

قطع الفت کو نکر جسم میں کچھ جان کو چھوڑ — میرے ویرانہ میں اس شمع شبستان کو چھوڑ
بت پرستی بھی عبادت ہی جو ہو دل میں ثبات — خاطر یار سے اسلام کو ایمان کو چھوڑ
بے خودی راہ محبت کی ہے پہلی منزل — دیکھ رخ یار کا خطرات پریشان کو چھوڑ

بوالہوس مرتبۂ عشق بہت اعلیٰ ہے
عشق صادق ہے تو اس جسم کو اس جان کو چھوڑ

یار کی جو ہے رضا اس کو خوشی رہتی سمجھ
کفر خواہش ہے تری وصل کے ارمان کو چھوڑ

بیڑیاں پاؤں میں ہیں دولت و جاہ و منصب
پہلی منزل ہی میں اس قید کے سامان کو چھوڑ

جا کے شہروں میں رخ یار کو اس آنکھ سے دیکھ
گوشۂ غار و سر کوہ و بیابان کو چھوڑ

ذات سے اپنی وہ قایم ہے جہاں اس سے ہے
دست واجب کو پکڑ دامن امکان کو چھوڑ

خار اس گل کی نگاہوں میں ہوا تو آخر
خواہش وصل دل آزار کو دامان کو چھوڑ

ہوگا شیطان کی پرستش سے خدا کب راضی
شہرت و عزت و نام آوری و شان کو چھوڑ

درد الفت ہی سے ہے دلکو محب کے تسکین
تیر مارا ہے تو اب زخم میں پیکان کو چھوڑ

باب الزاے

باقی رہے ہیں زیست کے ہیہات چند روز
کیا کیجئے تلافی ما فات چند روز

ہوتے وہی ہیں شمع شب افروز بزم دہر
گھلتے ہیں محنتوں سے جو دن رات چند روز

خائن کو مرتشے کو نہیں عیش دائمی
کھاتے ہیں مال مفت یہ ہیہات چند روز

آخر کبھی تو آئے گا روز وصال بھی
جھیلیں گو اور ہجر کے آفات چند روز

دایم نہ خرمی ہے نہ باران چشم تر
گرمی کی فصل ہے کبھی برسات چند روز

محفوظ انقلاب سے ہے کونسا مکان
بستی ہے چند روز خرابات چند روز

دو دل جو ایک جا ہوں غنیمت سمجھ اسے
ہوتی ہے دوستوں کی ملاقات چند روز

قاصد کو بھیجدیتے ہیں اور پوچھتے بھی ہیں
یہ بھی ہیں ہم پہ ان کی عنایات چند روز

برسوں کے اکتساب میں آتا ہے کوئی علم
کرتے ہیں کیوں خراب یہ اوقات چند روز

گھبرا محب نہ عشق کے صدموں سے تا بمرگ

دایم سرور اس مین رہے آفات چند روز

ہزار زہد مین کھاے رہین پیچ و تاب ہنوز — بغیر عشق نہ دل سے اُٹھے حجاب ہنوز
ال عشق ادہر ہے اُدہر وہی لذت — وہ سامنے ہین مگر رخ پہ ہے نقاب ہنوز
ازل مین مے عشق پی تھی یاد نہین — مرے دماغ مین ہے نشۂ شراب ہنوز
گے عشق سے پیری مین کیا جوانون کے — کہ ہر نفس کا باقی ہے پیچ و تاب ہنوز
سوال وصل پہ اتنے خفا ہوئے مجھ سے — کہ جوڑے ہاتھ بہت پھر بھی ہے عتاب ہنوز
کمال عشق مین دیکھین گے کون سر بہ ہو — کہ عاشقون کا وہ کرتے ہین انتخاب ہنوز
خیال یار مین دنیا و دین کی فکر نہین — بلند مہر ہے سر پہ مگر ہے خواب ہنوز
یا نہ خاک مین ملنے سے بھی تصور یار — وہی ہے سوزش دل اور اضطراب ہنوز
تمام عمر مجھے انتظار مین رکھا — دیا نہ صاف کوئی یار نے جواب ہنوز
کسی کتاب کو بھی غور و فکر سے نہ پڑھا — سمجھ مین آئی نہ اپنے کوئی کتاب ہنوز

فراق یار مین رویا ہون اسقدر مین محب
کہ سیل اشک سے ہے لاش زیر آب ہنوز

باب السین

ہے شمع سوز عشق سے ہر انجمن کے پاس — پروانے جان دیتے ہین پای لگن کی پاس
ابرو نہین ہین تیغ ہے شمشیر زن کے پاس — مژگان نہین ہین تیر ہین ناوک فگن کے پاس
غربت مین غیر سے تو عنایت کی ہے امید — کچھ اور جز حسد نہین اہل وطن کے پاس
قربان ان گلون پہ کیا وقت جان وزر — بلبل کی قبر چاہیے صحن چمن کے پاس
جب بیٹھتی ہے صبر سے گوشے مین عنکبوت — آتا ہے رزق آپ خود اڑ کر دہن کی پاس
طبع کان او ہیرا الماس ہے سخن — گوہر کی کچھ کمی نہین اہل سخن کے پاس

ہوش و حواس و عقل و خرد روح و قلب و نفس
سب کچھ ہے بعد مرگ نہیں کچھ بدن کے پاس

خوش خلق خوش مزاج خوش آواز خوش خرام
ایسا بھی کوئی لعل ہے ملک یمن کے پاس

کیونکر ہمیں سکون جہان میں نصیب ہو
جز انقلاب کچھ نہیں چرخ کہن کے پاس

ہے اتحاد روح طبیعت سے دوستی
کیا لطف عندلیب کو زاغ و زغن کے پاس

صیاد فصل گل ہے تڑپتی ہیں بلبلیں
رکھ دے قفس ہی اُن کا اُٹھا کر چمن کے پاس

پردے نے کر دیا ہے یگانوں کو بھی جدا
خلوت میں بیٹھتا نہیں بھائی بہن کے پاس

اسد یہ ہے شرم چھپکے بزرگوں سے رات کو
چوروں کی طرح جاتا ہے دولہا دلہن کے پاس

آئینگے غیر مرد نکیرین قبر میں
پردہ بھی ایک چاہیے رکھنا کفن کے پاس

یاقوت لب ہیں یوں در دندان کے متصل
گویا یمن کا ملک ہے بحر عدن کے پاس

ہیں میرے آفتاب کے چہرے پہ دو ہلال
تیغ ہلال ایک ہے چرخ کہن کے پاس

وہ کیا جدا ہوئے کہ ہوئی جان ہی جدا
اب کیا رہا ہے دل ہی نہیں جسم تن کے پاس

خدمت کے بعد کچھ تو وظیفہ ملا محب
اتنا تھا اور رزق ہمارا دکن کے پاس

ہے آرزو کہ دفن ہوں تیرے چمن کے پاس
مر کر بھی عندلیب رہے گلبدن کے پاس

فصل بہار میں بھی ہر اک گل ہے سینہ چاک
تازہ ہر آن ظلم ہے چرخ کہن کے پاس

قدموں کے چومنے ہی کی حسرت میں مر گیا
رکھ دے قدم کی خاک اُٹھا کر کفن کے پاس

پھولوں ہی میں بسا ہوا اب تک دماغ ہے
بیٹھا ہوں چند روز جو گل پیرہن کے پاس

نزدیک گل ہو نالۂ بلبل تو خوب ہے
وحشت کا بھی سماں نظر آئے چمن کے پاس

بے ذکر یار بات نہ نکلے زبان سے
ہے کان اُس سمیع کا تیرے دہن کے پاس

غیبت کسی کی منہ سے نہ زنہار کیجیے
غائب کا کان بھی تو چھپا ہے دہن کے پاس

تن پروری کا دیکھ یہ انجام بعد مرگ
سرمایہ ہوئے بد کا نقطہ ہی بدن کے پاس

غربت وہی غنیمت ہے جہاں ہو کوئی محب
الفت نہیں تو کچھ نہیں اہل وطن کے پاس

باب الشین

پر کاٹ کے چھوڑا ستم ایجاد کو شاباش
چھٹی طوقِ قفس اس دلِ ناشاد کو شاباش

مر کر بھی تو ہم دامِ محبت سے نہ چھوٹے
تربت پہ قفس رکھ دیا صیاد کو شاباش

سر میں یہی تھا شیریں کی محبت کا یہ سودا
سر پھوڑ لیا سنگ سے فرہاد کو شاباش

تھا میل پہ دریا کا مرے گریہ سے لیکن
ویراں نہ ہوا بلدۂ آباد کو شاباش

صد شکر کہ خشکی کا ملا اور دال کا پانی
طوفان زدہ اشخاص کی امداد کو شاباش

تو دل میں تھا کس طرح سے سیلاب ڈبوتا
طوفان سے بچا خانۂ آباد کو شاباش

حیران ہوں کہ کیونکر تری تصویر کو کھینچا
با ہوش رہے مانی و بہزاد کو شاباش

ہنگامۂ محشر میں بھی ہر ایک سے پوچھا
مر کر بھی نہ بھولے تجھے اس یاد کو شاباش

ہر بندِ غلامی کو بڑے صبر سے توڑا
دنیا کے چھٹا رنج سے آزاد کو شاباش

مایوسی و حرمان کا تو ہر سمت سماں ہے
اس پر بھی امید میں دلِ ناشاد کو شاباش

سنتا ہی نہیں یار کئے جاتے ہیں نالے
اس جان بہ لب ہجر کی فریاد کو شاباش

اغماض محبت سے ہے تو غیروں سے محبت
اس لطف کو اس ناز کو بیداد کو شاباش

باب الصاد

جلوہ گر ہر رنگ میں ہے آج کل تدبیرِ حرص
سر سے پا تک یہ نئی تہذیب ہی تصویرِ حرص

تھے غلامِ خلق جب تک حرص دامنگیر تھی
ہو گئے آزاد ہم تو توڑ کر زنجیرِ حرص

کشمکش مین حرص کی پڑتے نہین عاقل کبھی
کاٹتی ہے گردن آرام دل شمشیر حرص

منتی حرص و توکل ہین بتاؤن تجھکو مین
ترک خواہش ہو توکل جستجو تدبیر حرص

ہے قناعت ہی غنا و راحت و آرام قلب
مبتلائے غم رہے دل ہو یہی تاثیر حرص

عہد پیری مین بچون کیونکر مین حرص وصل سے
مادر الفت کی پستان سے پیا ہی شیر حرص

طالب دنیا بہت ہین طالب مولیٰ ہین کم
دیکھئے جسکو وہ ہے در پردہ دامنگیر حرص

اس ضعیفی مین بھی حسن و عشق کا ہون مین حریص
دیکھلے مجھکو نہ دیکھا ہو کسی نے پیر حرص

دل کو اک دم بھی خیال یار سے خالی نہ رکھ
اس نشانہ پر برستے ہین ہزارون تیر حرص

مال و دولت کو سمجھتے ہین مآل زندگی
قبر تک رہتی ہے مضبوطی سے دامنگیر حرص

آرزوے وصل جانان دل سے جاتی ہی نہین
عشق ہی جب تک محب باقی ہے یہ زنجیر حرص

باب الضاد

اب تو غرض ہی دوست ہی اور آشنا غرض
مذہب غرض ہی دین غرض اور خدا غرض

کرتے ہو تم جو سوچ کے حکم قدر ہے وہ
جاری ہر ایک شے مین ہے حکم قضا غرض

مرتے ہین جان و مال بھی کرتے ہین ہم فدا
رکھتے نہین کسی سے بھی اہل وفا غرض

کیا دوستی کا اہل غرض کی ہو اعتبار
ان کا ہر ایک پیار غرض ہے ادا غرض

چنگیز سے بھی بڑھ کے ستمگر ہین یہ حسین
نکلے نہ ان بتون سے کسیکی خدا غرض

عادت سے فعل بد مین بھی آتا ہے ایک لطف
کرتے ہین ظلم اور فقط ہے جفا غرض

بیماری غرض بھی عجب لاعلاج ہے
پائی نہ ہم نے ایک بھی اسکی دوا غرض

اعجاز عیسوی دم رفتار کیون نہ ہو
رکھتی نہین کسی سے بھی باد صبا غرض

جب تو ملا تو ساری خدائی ہمین ملی
اب عز و جاہ دولت و ثروت سے کیا غرض

پائین گے وہ نہ خیر سے بھی راہ حق کبھی — جنکی ہر ایک کام مین ہے رہنما غرض
کرنا نثار جان بھی وقت آئے گر محب
رکھنا نہ ان بتون سے برائے خدا غرض

باب الطاے

ڈر ہے لیلیے نہ کوئی قاصد کم ظرف سے خط — چھوڑ کر نام کو لکھتا ہون سر حرف سے خط
خون آخر وہ بہاے گا مرا ہے یہ یقین — غضب آمیز لکھا ہے مجھے شنجرف سے خط
آپ کہتے تو ہین کمظرف تنگ ظرف مجھے — پھر طلب کرتے ہین ہر بار تنک ظرف سے خط
سرد مہری کا تھا اس ماہ کی کچھ حال لکھا — ہو گئے ہاتھ مین قاصد کو مری برف سے خط
تھا اشارہ کہ ہوا خون تمناؤن کا — لکھا مین نے جو کبھی یار کو شنجرف سے خط
پڑھے ہیے اخبار و کتب عام لیاقت کیلئے — کیا لکھے جائین گے اس نحوسی اس صرف سے خط
جنکی آنکھین ہین وہ پڑھتے ہین کتاب فطرت — ہر دم آتے ہین یہان غیب کی ہر طرف سی خط
عشق دلدار ہین لکھین جو کتابین ہین نے — مانگ بڑھنے لگی آنے لگے ہر طرف سی خط
ورق برگ پہ لکھے ہین جو قدرت نے خطوط — کوئی خطاط ملائے تو کسی حرف سے خط
کرنا کم بات ہی نفرت کی علامت ہی صریح — اُن کا ہوتا نہین بڑھ کر کبھی دو حرف سے خط
تار بھیجین گے محب عالم برزخ سی اگر نہین
بند ہو جائین جو ناسوت مین اس طرف سی خط

باب الظاے

کون عالم مین ہے اُس زلف رسا سی محفوظ — خود بلا بھی نہین اس دام بلا سے محفوظ
خود تو دیتا ہے دغا خلق کو پھر چاہتا ہے — کہ رہون مین اثر اہل دغا سے محفوظ

یاد سے تیری جو رہتا نہیں دم بھر غافل
رہتا ہے وہی دل تو یہان سیر بلا سے محفوظ

پیر ہنکر جو کرے عمر مریدون کی خراب
رہتے گمراہ بھی اس راہ نما سے محفوظ

ترک خواہش کی جو توفیق عطا کی تو نے
ہین رہا ذلت سائل سے دعا سے محفوظ

نفس پر ظلم جو کرتے ہین کرم غیرون پر
وہی رہتے ہین زمانے کی جفا سے محفوظ

اس کے غصے سے بچین جو ہو ہر اک شے پہ محیط
نکر ہے کیونکہ رہین آب و ہوا سے محفوظ

سر تسلیم کو جو آپ جھکا دیتے ہین
وہی رہتے ہین یہان تیغ قضا سے محفوظ

چھوڑ تکلیف جہان اور جہنم کا خیال
کس کی طاقت ہے کہ ہو قہر خدا سے محفوظ

مرض عشق ہے بیماری دنیا کا علاج
مجھکو رکھا غم دلبر نے دوا سے محفوظ

عشق مین جو ہو مصیبت اسے راحت ہی سمجھ
رکھ محب دل کو نہ اس تیر جفا سے محفوظ

باب العین

عشق مین دل ہی نہین عقل رسا کو تابع
ہم بلا نوش ازل سے ہین بلا کے تابع

صبر کرتے ہین جفا پر تو وفا پر تعریف
ہم تو رہتے ہین صنم تیری ادا کے تابع

ضد ہی ہوتی ہے ہر اک شے کی ترقی کا سبب
تم جفا کے رہو ہم تو ہین وفا کے تابع

بت کافر کی اطاعت سے خدا ملتا ہے
سالک راہ رہے راہ نما کے تابع

حکمران جسم پہ روحین ہین خدا روحون پہ
ذرہ ذرہ ہے یہان حکم قضا کے تابع

بچ ستم سے کہ الٹ کر نہ کہین آجائے
تو نہ ہو جائے کسی اہل جفا کے تابع

بندۂ نفس ہی ہوتا ہے غلام دنیا
آدمی ہو نہ یہان حرص و ہوا کے تابع

سب لے دوا کے بھی تو ہوتی نہین ہزارون کو شفا
یہ بتاؤ تو شفا کب ہے دوا کے تابع

قابلیت جو طلب کرتی ہے ملتا ہے وہی — خود خداوند تعالے ہے دعا کے تابع
بندے ارادے کے نہین کوئی ہماری حرکت — دل ہمارا ہے مگر حکم خدا کے تابع

چین سے انکی گزرتی ہے محب دنیا مین
جو ہین ہر بات مین تسلیم و رضا کے تابع

باب الغین

الفت ہے دل مین اور زبان پر صنم دروغ — کہتے ہین دوستون سے منافق بھی کم دروغ
ہر شان اور رسم سے ظاہر وہی ہے ذات — بتخانہ جھوٹ۔ کعبہ غلط اور صنم دروغ
کچھ جھوٹ بولنے ہی مین آتا ہی انکو لطف — کہتے ہر ایک بات ہین وہ دم بدم دروغ
جز ر غ ۔ دم ۔ عدم کا نہین وجود — موجود جب خدا ہے خدا کا عدم دروغ
نقصان جھوٹ مین ہر تو سچ مین ہی منفعت — رحمت خدا کی صدق ہی ظلم و ستم دروغ
خاموش ہو رہین گے کہ نکلے نہ منہ سے جھوٹ — گر جان جاے بھی تو کہین گے نہ ہم دروغ
کہتے ہین آپ چاہتے ہین تجھکو دل سے ہم — اتنا بہت ہے کیجیے کچھ بھی تو کم دروغ
باتین ہی کچھ دروغ نہین جس کا ہوگلا — تحریر بھی تو آپکی ہے یک قلم دروغ
جو عرش پر ہے فرش زمین پر بھی ہے وہی — اسکے خلاف کہتے ہین اہل حرم دروغ
کہتے ہی سچ نہین کہ جو دل کو قرار ہو — وعدے دروغ اور تمہاری قسم دروغ
بڑھ کر درخت بیج سے ہوتا ہے بیج پھر — آواگون غلط نہ تناسخ جنم دروغ

سب جھوٹ تھا جو تم نے محب سے کیا بیان
چاہت غلط ہے اور جدائی کا غم دروغ

باب الفاے

ڈھونڈتے پھرتے ہین تجھکو دربدر چار و نطرف
دل مین تو ہے اور کرتے ہین سفر چار و نطرف

حب جاہ و مال سے ہین سب جہان کی کلفتین
ہے سپید و سرخ زر زنار سقف چار و نطرف

صبر پر عاشق ظفر ہے صبر کر ہر رنج مین
تجھکو آسے گی نظر فتح و ظفر چار و نطرف

ہے شب دیجور دن بھی کور باطن کیلئے
شام بھی روشن دلون کو ہے سحر چار و نطرف

اہل باطن ظلمت دنیا مین ہین مہر مبین
پڑ رہا ہے پرتو دل کا اثر چار و نطرف

عالم جبروت و برزخ مین لگا رکھے ہین تار
بھیجتے ہین اہل باطن بھی خبر چار و نطرف

اہل وحدت کو نہین دنیا مین کچھ بھی حزن و خوف
اہل کثرت پر مسلط ہین خطر چار و نطرف

بندشون سے حس ظاہر کی جو چھٹ جاتا ہو دل
بیٹھکر گھر ہی مین کرتے ہین سفر چار و نطرف

کثرت عالم نے دہوکے مین نہین ڈالا ہمین
ایک ہی آتا ہے ہمکو تو نظر چار و نطرف

تو ہوا سے بھی زیادہ اصل مین سیال ہے
چھوڑ ثقل جسم ہر شے مین گذر چار و نطرف

کفش برداری ہی کی خدمت مجھے دیدین محب
وہ اگر کرتے ہین دنیا کا سفر چار و نطرف

باب القاف

مجھ سے جلوت مین ملین تو آئیگا عفت مین فرق
غیر کی خلوت سے بھی ان کی نہین شہرت مین فرق

خالق و مخلوق دونون ایک ہین یا دو الگ
ہے یہی بس ایک تا وحدت و کثرت مین فرق

ایک ہی سمجھین ہین اسکو مومن و مشرک مگر
باڑہ سے تلوار کی باریک ہے وحدت مین فرق

سرو و طوبی مین کہان وہ راستی جو تجھ مین ہے
دونون خوش قامت ہین لیکن ہے بھی قامت مین فرق

غفلت دنیا سے اٹھ جاتی ہین دلکے سب حجاب
ہے بہت بیداری دنیا سے اس غفلت مین فرق

بات کم کرتا تو تھا تحریر بھی کردی ہے کم
آگیا ہے یار کی اب تو ہر اک عادت مین فرق

ظاہر و باطن پہ بل دیتا ہے دم مین عشق یار
عاشق صادق کی آجاتا ہی ہر حالت مین فرق

جملۂ موجودات عالم اصل مین یکتا ہین ایک ذات
اور پھر دیکھو تو ہر رنگت مین ہر حالت مین فرق

عشق مین مشکل تھا ضبط دل جو ہم سے ہو گیا
یار پہلو مین رہا آیا نہ کچھ عفت مین فرق

مال فانی دم بدم اور علم باقی تا ابد
ہے یہی تو گنج قارون علم کی دولت مین فرق

اسکی صورت بھی نہ دیکھی جس پہ مرتے ہین محب
کیا ہمین معلوم ہوگا وصل مین فرقت مین فرق

باب الکاف

رخ جانان کو دل مین اسقدر تک
نہ ہو شور قیامت کی خبر تک

رقیبون پر مجھے سبقت ہو کیونکر
نہین آتا خوشامد کا ہنر تک

مری محرومی قسمت تو دیکھو
نہ آیا نخل الفت مین ثمر تک

کہان وہ جذب دل جو کھینچ لاتا
ہوا اُس پر نہ آہون کا اثر تک

رہ الفت مین ہم ثابت قدم ہین
جو کام آئے تو حاضر ہے یہ سر تک

ہوئی ہے تیرے کوچہ مین رسائی
کبھی تو پہنچ ہی جائین گے در تک

سوال وصل پر تھی یہ ندامت
کہ آب شرم مین ڈوبا کمر تک

دلاسے سے ہوا امید وصل کس کو
ہوا ہے خاک جل کر دل جگر تک

ہوئی ہین بندشین ایسی کہ ہمراز
نہین دیتا مجھے تیری خبر تک

ہوئی ہے عشق ہی سے دور غفلت
خیال یار مین جاگے سحر تک

محب اس سے خیال خام ہی عشق
نہ آئے خواب مین جو بت نظر تک

باب الگاف

مجھ سے رہتے ہین وہ اسقدر پردہ نشین الگ تھلگ
جا کے ملے رقیب سے خود وہ حسین الگ تھلگ

اسکی جا صدف مین ہو در ثمین سے پوچھ لو
بیٹھ رہے عوام سے گوشہ نشین الگ تھلگ

ایک ہی جسم کائنات فصل کہین نہین مگر
حسن نظر غلط ہے یہ کب ہو زمین الگ تھلگ

میل ملاپ سب سے ہے کام کسی سے کچھ نہین
رہتی ہین گھر مین خلق مین سب سے ہمین الگ تھلگ

عرش سے لیکے فرش تک سب مین ہی وصل دائمی
کرہ ارض سے ہی کب چرخ برین الگ تھلگ

پرتو ماہ دیکھئے خاک پہ پڑ رہا ہے کیا
سمجھے یہ مہربانیان ماہ جبین الگ تھلگ

حسن کا زور دیکھئے آ ہی گیا ظہور مین
رہتی ہین کیا حجاب مین سب سے حسین الگ تھلگ

کعبہ و دیر ہے وہی خالق و خلق ہے وہی
بت ہو وہی خدا وہی وہ تو نہین الگ تھلگ

باطن خلق ہے وہی ظاہر خلق ہے وہی
خانہ دل مین ہو مکان پھر بھی مکین الگ تھلگ

اپنی غرض کی آشنا اہل جہان ہین بے وفا
اب تو رہین گے سب سے ہم جا کے کہین الگ تھلگ

دل کو لگائین کیا محب دیکھ چکے زمانہ کو
بیٹھ رہین گے جا کے ہم زیر زمین الگ تھلگ

باب اللام

بہار عمر ہے سیر کتاب کے قابل
خزان ہے مستی و شغل شراب کے قابل

حساب پر ہے تجارت مین منفعت کا مدار
عمل ہین روز ہمارے حساب کے قابل

متاع ہر دو جہان پیش کش کرین بھی تو کیا
دل شکستہ ہے لیکن جناب کے قابل

برا کہا جو کسی نے تجھے تو خود کو کہا
یہ کوئی بات بھی ہے پیچ و تاب کے قابل

شراب و صحبت رندان و خدمت ساقی
یہی تو شغل ہین عہد شباب کے قابل

تری جفا کو بھی سمجھے ہین مہر اہل وفا
نہین ہے ہر کس و ناکس عتاب کے قابل

سنین کلام بھی موسیٰ کی طرح گھر بیٹھے
بنائین آپکو پہلے خطاب کے قابل

جہان کی ہستی موہوم تو ہے موجِ فنا　　یہ سیر خواب ہے چشم حباب کے قابل
ترا قدم ہے سرِ عرشِ عالم بالا　　یہ کیا ہلال فلک ہی رکاب کے قابل
جہان بھر مین جو دیکھو تو قابلیت نہین　　بڑے ہوئے ہین یہان دو آب کے قابل
جہان مین کس کی ہے توحید اکمل و اعلیٰ　　یہی ہے مسئلہ اہل کتاب کے قابل
یہ رسم پردہ تھی عہد رسول مین کہ نہین　　یہی سوال ہے میرا جواب کے قابل
نہین ہے قابل ہشیار یہ جہان خراب　　مگر ہے مستی رندِ خراب کے قابل

جو دیکھنا ہے **محب** دل مین دیکھ صورت یار
یہ آئینہ ہے رخ آفتاب کے قابل

بڑا ہا ہجر مین اضطراب اول اول　　بہے ہے چشم سے سیل آب اوّل اوّل
ہوے غش ترا مصحف رخ جو دیکھا　　پڑھی عشق کی یہ کتاب اوّل اوّل
انا الحق نہ کہہ جام وحدت کو پی کر　　کہ کرتی ہے تیزی شراب اوّل اوّل
مری خواہش وصل پہ مسکرا کر　　دیا صاف اُس نے جواب اول اول
یہ خامی ہے سوزِ تپ غم سے رونا　　بہاتا ہے آنسو کباب اول اول
سنبھل کر قدم رکھ کہ لغزش ہے پا مین　　مئے آتشین ہے شباب اول اول
ثباتِ قدم ہے تو چل راہِ الفت　　کہ آتا ہے قہر و عتاب اول اول
نظر کو جمائے رہو رخ پہ ہر دم　　اٹھاتے نہین وہ نقاب اول اول
مصیبت کے دن بھی گزر جائین گے یہ　　کہ آتا ہے گھر کر سحاب اول اوّل
پئے جا پیا پے مئے عشق وحدت　　کہ ہوتی ہے کڑوی شراب اوّل اوّل

کہان وہ **محب** ان کی الفت کی باتین
مزا دے گیا کچھ یہ خواب اوّل اول

حسین کا عشق ہے دل کو کہ جیسے باغ کو گل　　ہزار صبر سے کیجیے ہر ایک داغ کو گل

تمیز ہی نہین جسکو وہ قدر کیا جانے
کہ خار وخس سے زیادہ نہین ہے زاغ کو گل

جنون عشق مین جنکو کمال حاصل ہے
وہ جانتے ہین جگر کو ہر ایک داغ کو گل

بڑھا ہر ایک سے الفت شہ دل مین بغض کو رکھ
کہ خار دشت کو زیبا ہین اور باغ کو گل

جو قابلیت طالب تھی وہ دیا حق نے
حسین عاشق شیدا کو اور باغ کو گل

ہمارے عشق کو وہ اسطرح چھپاتا ہے
کہ جیسے عیب سمجھکر چھپائے داغ کو گل

نہوگا بلبل شیدا کی طرح عاشق زار
دکھائے جلوہ ہزار اپنا گرچہ زاغ کو گل

ہزار بار فنا ہو کے پھر بھی آتا ہے
کہ پائے اپنی حقیقت کے کچھ سراغ کو گل

جو کچھ ہو معرفت حق تو عقل ہو روشن
ہوا و حرص جہان نے کیا چراغ کو گل

جو چاہتے ہین سخن مین مہک ہو پھولونکی
بنائین فکر سے پہلے دل و دماغ کو گل

یہان ہے فصل خزان اور وہان بہار محب
کرے نہ صبح کے بجھتے ہوئے چراغ کو گل

کوچے مین دیکھ بھال کے اہل وغل کو چل
ہر گام دام مکر و دغا ہے سنبھل کے چل

کر اختیار مرگ ارادی بصد تعب
خوش ہو کے آپ دو قدم آگے اجل کے چل

پستی ہی ہر غرور و تکبر کا ہے مآل
فوارہ کی طرح نہ زمین سے ابل کے چل

پروانہ وار شمع مین گر کر جلا تو کیا
ثاقب کی طرح راہ محبت مین جل کے چل

آیا جہان سے ہے وہین جانا بھی ہے ضرور
اب اختیار شوق سے چل یا مچل کے چل

یہ لذتین بدن کی ہین دام ہلاک روح
ہر ہر قدم یہ غار فنا ہے سنبھل کے چل

دنیا ہی وصل یار کا اعلے مقام ہے
بھر چوکڑی ہرن کی یہان اور اچھل کے چل

ناسوت سے گزر کہ کھلین آسمان کو در
پستی مین کیون کھڑا ہے یہان سے بھی نکل کے چل

دنیا کی خواہشون ہی سے چھٹنا نجات ہے
کب تک رہیگا بند مکان مین نکل کے چل

جسم کثیف و ریاضت سے کر لطیف
پیش حضور یار تو کپڑے بدل کے چل

خود آج وہ بلاتا ہے مجھکو زہے نصیب
آنکھون سے اور سر سے پہنچ جائیے چل

بتون کے عشق مین مرنے سے کیا ہوا حاصل
خدا کو زیست مین کر بندۂ خدا حاصل

ترا ہے فرض ہدایت نہ چھوڑ کام اپنا
کہ ہو ہی جائیگا کچھ اس سے ہما حاصل

اس ایک دل ہی مین دونون جہان کا عکس آئے
جو آئینہ کو ریاضت سے ہو صفا حاصل

ہے اصل مہر ہمارے دل حزین مین چھپا
ہم اپنے آپ سے کرتے ہین یہ ضیا حاصل

یہ خواہشون نکے برآنے کو چاہتے ہین نجات
کرین جو ترک تو ہو جائے مدعا حاصل

خودی کو چھوڑ کہ پردہ یہی تو حائل ہے
خودی اٹھی کہ ہوا خود بخود خدا حاصل

جما ہے وہم کہ غیر خدا بھی ہے موجود
جو یہ خیال فنا ہو تو ہو بقا حاصل

غرض کو چھوڑ کہ دنیا غرض کو کہتے ہین
چھٹا جو عالم فانی تو ہے بقا حاصل

خدا ہی جان ہے ہر شے کی اور اصل وجود
سمجھ کا پھیر ہے ورنہ ہے خود خدا حاصل

تم اس پہ مرتے ہو وہ غیر پر فدا ہے محب
یہ جوش گریہ یہ آہ و فغان ہے لا حاصل

باب المیم

اس بت مغرور سے اب ربط کم کرتے ہین ہم
ضبط دل پر صدمۂ کوہ الم کرتے ہین ہم

حج اکبر سے زیادہ ہمکو ملتا ہے ثواب
جب طواف اکبار بھی گرد صنم کرتے ہین ہم

بادشاہون کو بھی ہم کرتے نہین جھک کر سلام
کوچۂ دلدار مین سر کو قدم کرتے ہین ہم

کیا درخت عقل مین کثرت سے آتے ہین ثمر
شاخ حرص و آرزو کو جب قلم کرتے ہین ہم

مختلف شانین ہماری ہین یہ سب ممات و حیات
پردۂ حادث سے پوشیدہ قدم کرتے ہین ہم

جانشین حق ہمین ہین حق کی ہم مین ہین صفات
عالم دنیا کو پیدا اور عدم کرتے ہین ہم

مظہر حق ہین ہماری خاکساری پر نہ جا — قوت بازو سے پیدا رد رحیم کرتے ہین ہم
دل دکھاتے ہین دکھائین روح جسکی ایک ہو — آپ ہی اپنے پہ خود ظلم و ستم کرتے ہین ہم
بھول جاتا ہے قفس مین چھوڑ کر وہ سنگدل — یاد اسکو دل ہی دل مین دم بدم کرتے ہین ہم
ذات حق موجود ہے اور خلق ہے وہم و خیال — صورت وہمی کی مٹ جانے کا غم کرتے ہین ہم

اس سے ملکر اور کر لیتے ہین سوز عشق تیز
جان پر اپنی محب خود یہ ستم کرتے ہین ہم

آئینہ مین عکس ہین تنویر ہم — ہین اسی کی سر سے پا تصویر ہم
تاڑ لیتی ہین نگاہین خود بخود — عشق کو کرتے نہین تشہیر ہم
کیا خرابے مین بنائین ہم مکان — کر رہے ہین عرش پہ تعمیر ہم
خود بخود کھنچتا ہے دل اسکی طرف — دیکھتے ہین جذب کی تاثیر ہم
وقت جا کر ہاتھ پھر آتا نہین — خیر مین کرتے ہین کیون تاخیر ہم
غیر کو بوسے ہمین کو گالیان — پا رہے ہین عشق کی تعزیر ہم
ہے یہ تقدیر الہی کا یقین — چھوڑ بیٹھے یکقلم تدبیر ہم
کیون نہ دنیا کی نظر مین ہون ذلیل — چاہتے ہین خلق سے توقیر ہم
کرکے اظہار تمنائے دلی — آزماتے ہین کبھی تقدیر ہم
بیقراری ہجر مین بڑھتی ہے جب — دیکھتے ہین دمبدم تصویر ہم
جب بغیر سعی برآئے مراد — کیون نہ ہون پھر قائل تقدیر ہم
آرزوئے دل کسی عنوان سے — کرہی دیتے ہین انہین تحریر ہم

جذب الفت کو بڑھاتے ہین محب
وصل کی کرتے نہین تدبیر ہم

بڑھتی ہے علم و فضل تمدن سے شان قوم — گھٹتی ہے کاہلی و جہالت سے جان قوم

آئینہ بن کے [illegible] کو دکھاتے ہین اپنے داغ
[illegible] ہین آج عقل [illegible] ان قوم

ناقدردانیون کی زمانہ کی کب ہے گلا
[illegible] ان قوم

برعکس نفس و دون کی ہین سب ترجمان
وہ ہے زمین قوم [illegible] ان قوم

ہوتے ہین خارزار بھی رشک گلستان
کانٹون کو کاٹتا نہین جب باغبان قوم

کیونکر پڑھین نہ غور سے یورپ مین رات دن
اخبار کو سمجھتے ہین عاقل زبان قوم

اصلاح کی غرض سے دکھاتے ہین عیب خلق
ہین جان نثار و دوست یہی مصلحان قوم

پژمردہ بود ! [illegible] زمین خشک
شاداب کس طرح سے ہو پھر گلستان قوم

قایم ہون مدرسے کہین دارالشفا کہین
بڑھتی ہے فیض عام سے [illegible] شان قوم

کہنے دو بات منہ سے کہ کھا جائے دل کمال
کس نے کہا ہے بدزبان ہین [illegible] ان قوم

کیون خادمان قوم کے رتبے نہ ہون بلند
بالا ہے آسمان سے بھی آستان قوم

اہل دکن کے خلق و تواضع کی مین نثار
جاتا ہی پھر یہان سے نہین میہمان قوم

دایم رہے حفاظت اخلاق کا خیال
مٹتا ہے مثل نقش جہان سے نشان قوم

یہ خدمت وطن ہی خدائی کی شان ہے
ہین افتخار قوم یہی خادمان قوم

کیا ہو زبان غیر سے حاصل کمال علم
تعلیم کا ذریعہ ہے اعلےٰ زبان قوم

ہین مصلحان قوم کی دل سے حکومتین
ہے بادشاہ حاکم تن پاسبان قوم

باب النون

فراق یار مین کب دل کو اضطراب نہین
قرار دن کو نہین اور شب کو خواب نہین

ہمین سے پردہ ہے غیرون سے کچھ حجاب نہین
رخ قمر پہ ادھر ہے ادھر سحاب نہین

یقین ہے شکل پرستون کی سب بے ثباتی کا
مگر محبت ذاتی کو انقلاب نہین

گلا نہین ہے رقیبون کی کامیابی کا
یہ اپنی خوبی قسمت کہ باریاب نہین

وصال عشق کو لازم ہے دیر ہو کہ سویر
اسی اُمید سے اب دل کو اضطراب نہین

لگاوٹین ہین غضب کی بگاڑ مین اُنکے
کرم ہے مہر ہے در پردہ یہ عتاب نہین

وہ خیر شر ہے جو ہے خلق کو دکھانے کو
کہ شر نفس وجاہت مین ہے ثواب نہین

ذرا تو خواب کی حالت پہ غور کر غافل
یہ بعد موت کے پھر زندگی ہے خواب نہین

جو سوز ہجر سے جلتا ہے دل تو جلنے دو
ہو جو آگ سے ہمرنگ وہ کباب نہین

تمہارے ہجر مین مر مر کے کچھ جیے اب تک
زیادہ صبر و تحمل کی دل کو تاب نہین

محب کتاب محبت ہے انتخاب کتب
جو اس کا درس نہ لے قابل خطاب نہین

وہ شوخ پردہ نشین گرچہ بے حجاب نہین
جو اب عکس جبین لیکن آفتاب نہین

وہی ہے ہستی مطلق جو ظاہر و باطن
تو ہے یہ عالم حق عالم سراب نہین

خودی مٹا کے خدا کو اگر کرین ثابت
تو اہل نفس سے بھی پرسش حساب نہین

حرم کو دیر پہ کس بات مین فضیلت ہے؟
مرے سوال کا ای شیخ کچھ جواب نہین

بنایا پیر کو اُس نوجوان کے عشق نے شاب
شباب روح ہے گر جسم کا شباب نہین

ہر اک حسین مین ہے اظہار حسن کی خواہش
رخ قمر پہ رخ شمس پہ نقاب نہین

خفاے یار کا ہے کثرت ظہور سبب
وہ بے حجاب ہے اُسکو کوئی حجاب نہین

کتاب ولکو پڑہ اُستاد عشق سے جاکر
جہان مین مستند ایسی کوئی کتاب نہین

فراق یار مین ہین اشک و دود آہ کے ساتھ
غلط ہے یہ کہ بہم آتش اور آب نہین

وہ کیا نشہ ہے جو چڑہ کر کبھی اُتر جاے
شراب عشق سے بڑہکر کوئی شراب نہین

یہ جاہل و جمال یہ رنگین لباس سب ہیں ریا
جو فقر و علم نہین زہد اکتساب نہین

گھٹا بدن تو بڑہی دل کی عشق سے قوت
یہ کون کہتا ہے پیری مین بھی شباب نہین

تیرے محبوب کو ملی تیرے عشق سے راحت
ہزار شکر زمانے کا پیچ و تاب نہین

قوم جب اچھی غذا پاتی نہین — محنتون مین زور دکھلاتی نہین
بڑھ گئے محنت سے سب لیکن یہ قوم — کاہلی سے اپنی شرماتی نہین
وعدہ کرکے کیجیے کچھ تو وفا — آبرو کیا جھوٹ سے جاتی نہین
اپنے وعدے کی تمھین کچھ یاد ہے — یا کبھی بھولے سے بھی آتی نہین
آپکے آنے کا ہے کسکو یقین — موت بھی تو ہجر مین آتی نہین
تیرے آنے سے صبا کیا فائدہ — بوے زلف یار بھی لاتی نہین
غیر سے الفت ہے اپنون سے بگاڑ — ہمکو تیری یہ ادا بھاتی نہین
اسقدر یہ قوم ہے کیون ناتوان — سیر ہوکر کیا غذا کھاتی نہین

ہے محب تصویر جانان غمگسار
وہ بھی چپ ہے دلکو سمجھاتی نہین

قوم سے غفلت کی خو جاتی نہین — شرم اپنے حال پر آتی نہین
اسکے کوچے سے تو آتی ہو صبا — بوے پیراہن مگر لاتی نہین
نامہ و پیغام بھی ہو جاے بند — تار دل سے کیا خبر آتی نہین
مفلسی کے رنج یہ سہتی ہے قوم — مدرسے صنعت کے بنواتی نہین
رہ گئی غیرون سے پیچھے علم مین — قوم اس غفلت پہ پچھتاتی نہین
پستی و نکبت کی عادت پڑگئی — اب طبیعت بھی تو گھبراتی نہین
کیا بڑھین ہر فن مین یورپ کی طرح — وہ کلیجا ان مین وہ چھاتی نہین

دل لگی ہو غیر سے کیونکر محب
اسکی صورت جب نظر آتی نہین

نہین جو یار تو دل بستگی چمن مین نہین
جو دوست پاس ہو تو وحشت ہی کوئی بن مین نہین

ہمارے ملک مین زرخیزیان ہین کثرت سے
مگر محبت اہل وطن وطن مین نہین

الٹ پلٹ کے جو آتے ہین مبتذل مضمون
تو کوئی بات نہین تازگی سخن مین نہین

ہر ایک فن کی ترقی کو لازمی ہے مدد
مگر یہان تو محبت ہی اہل فن مین نہین

جو تیرے در کے گداؤن مین ہین کراماتین
حرم مین دیر مین وہ شیخ و برہمن مین نہین

بجز ریاض گل فکر صاحب توحید
ہمیشہ فصل بہاری کسی چمن مین نہین

خیال یار ہے دل مین کلام یار ازبر
مری زبان ہی گویا مرے دہن مین نہین

خلیق خود ہمہ تن زندگی مین نافہ ہے
یہ بو سے مشک کسی آہوئے ختن مین نہین

بغیر صنعت و حرفت ہوئی یہ حالت ہند
کہ جان دل مین نہین اور لہو بدن مین نہین

خدا کو شرم سے کیا جا کے منہ دکھائین گے
ہمارے ملک کا کپڑا کوئی کفن مین نہین

علوم و خلق سے ہوتے ہین فتح ملک و قلوب
بجز خرابی دنیا کچھ اور رن مین نہین

گھرون مین ملک مین ہر جا ہے اب تو تاریکی
کوئی چراغ ہدایت اس انجمن مین نہین

علوم و خلق و خیالات ہی مین قوت ہے
دلون کا زور بدن اور پیرہن مین نہین

خدا کے فضل سے آسودگی ہے علم و ہنر
یہ سب ہین جہل و تعصب مگر دکن مین نہین

وطن کی یاد اسے غربت مین خاک آئے گی
کہ جسکا دوست محب ایک بھی وطن مین نہین

قناعت سے جہان کو لعل و گوہر مول لیتے ہین
ترے در کے گدا اغنیا ہون سے افسر مول لیتے ہین

تمہارے ذکر سے ہوتے ہین راتون کو جو دل روشن
فلک سا تو انہین سے ماہ و اختر مول لیتے ہین

ہے فرق اتنا ہی اہل اللہ مین اور اہل دنیا مین
وہ لیتے ہین براق عرش یہ خر مول لیتے ہین

ترا کعبہ نظر مین اہل دل کے کیا بچے زاہد
وہ عالم جسکے کونے مین ہین گھر مول لیتے ہین

جو قابو پاکے دشمن سے بھی کرتے ہین سلوک اچھا
بہت ارزان وہی قاتل سے خنجر مول لیتے ہین

شہنشاہون کے سر بھی ٹھوکرین کھاتے ہین دنیا مین
مگر ہم جا ترے عشاق کے سر مول لیتے ہین

رضائے حق سے بڑھ کر اور کیا ہے دار فانی مین
یہ وہ گوہر ہے جسکو جان دیکر مول لیتے ہین

حظوظ نفس کو جو چھوڑتے ہین رب کی خاطر
وہی تو کوڑیان دیدیکے گوہر مول لیتے ہین

خوشی دنیا کی رکھتی ہے ہزارون رنج پنہانی
جہان کی آفتین ہم آپ اکثر مول لیتے ہین

نہین بے وجہ کوئی خدمت پیر مغان واعظ
فلک پر اڑ کے جانیکے لئے یہ مول لیتے ہین

رفاہ خلق پر کرتے ہین جان و مال سب قربان
ہزارون ذلتین پیرو ہمیشہ مول لیتے ہین

ترقی ہند کی جب منحصر ہے علم و صنعت پر
تو کیون جنگ و جدل سے فتنہ و شر مول لیتے ہین

ہماری دولت و عزت انہین کا ہے شکار آخر
جو علم و عقل سے شہباز کی یہ مول لیتے ہین

دلون سے زنگ عصیان گریہ و زاری سے مٹتا ہے
گہر دیکر کبھی ہم یہ دیدہ تر مول لیتے ہین

وظیفہ بھی تو کم پاتے ہین اہل سیف خدمت کا
بہت ارزان ہمارے ملک مین سر مول لیتے ہین

محب جذب محبت سے نہین بڑھ کر کوئی دولت
اگر بیچے کوئی ہم جان دیکر مول لیتے ہین

سودائے وطن نہین جو سر مین
کیا فرق ہے آدمی مین خر مین

بے علم و ہنر ہے قوم مردہ
دین آب تو پھل لگین شجر مین

تاریکی جہل جب ہو اندر
کیا لطف ملے کسیکو گھر مین

بے عیب خدا کی ایک ہے ذات
ہین داغ تو شمس مین قمر مین

دونون ہین سفر حضر برابر
وسعت نہین کوئی جب نظر مین

ہے علم غذائے روح انسان
آتی ہے اسی سے جان سر مین

گر کام نہ آئے کچھ وطن کے
کیا فرق ہے سنگ اور زر مین

ہوتے ہین وہی جہان سے واقف
رہتے ہین جو سالہا سفر مین

اخبار پڑھین تو ہو یہ معلوم
کیا فرق ہے رای مین خبر مین

عاقل ہے تو کر نہ راز افشا

ہے تخم نہان محب شجر مین

آے وہ کبھی ہمارے گھر مین ہو ایک خوشی تو عمر بھر مین

کیا پوچھتے ہو غم جدائی سوزش ہے غضب دل و جگر مین

پھرتے ہین تری گلی مین ونرات لگتا نہین جی ہمارا گھر مین

دروازے کو دیکھتے ہین پہرون دیکھا تھا تجھے کبھی جو در مین

ہے حسن مین بڑھ کے ایک سو ایک سب تجھسے ہین کم مری نظر مین

ہر جا ہے خیال صورت یار دل تو ہے وطن مین تن سفر مین

دزتک جو نہ ہو گی اب رسائی بیٹھینگے ہم اسکی رہ گزر مین

بہلاتے ہین دل کو ہجر مین ہم لکھتے ہین غزل اکیلے گھر مین

اس پردہ نشین سے خواہش وصل

سودا ہے محب یہ تیرے سر مین

کہان وطن کی محبت ہے خود پسندون مین ہے درد قوم کا اور اک درد مندون مین

گیا ہے سلسلۂ علم تا بہ عرش برین ہے زور دست ید اقتدار کمندون مین

ہے علم وفضل پہ انسان کو فخر و ناز مگر کہان وہ عفت و عصمت جو ہے پرندون مین

یہ منہ کہان ہے کہین ہم بھی تیرے عاشق ہین یہ ناز ہے کہ ہین تیرے نیاز مندون مین

ہے قوم و ملک کی حالت کا بھی کسیکو خیال پڑے ہوے ہین جو ہم سب گھمنڈ کے دھندون مین

خداویت کو جو سمجھے ہین غیر مشرک ہین ملینگے عارف کامل صنم پرستون مین

رواج و رسم سے چھوٹین تو کچھ ترقی ہو پھنسے ہوئے ہین یہ دام بلا کی پھندون مین

خدا کے دل مین تھی پہلی ہمارے بت کی شبیہ تو کیون نہ شریک نہ ہون ہم تو نکی بندون مین

محب یہ عاشق و معشوق اعتبار ی ہین

بیٹھے ہین خود ہی الفت سے کے آپ چپکے یزدان ہین

رات دن تیرے تصور میں بسر کرتے ہین — دل سے ہم ذکر ترا آٹھ پہر کرتے ہین
دخل انجم کو ہے کیا فطرت انسانی مین — کام ہم کرتے ہین کیا شمس و قمر کرتے ہین
یار جب پاس نہو خاک ہے جینے کا مزا — زندہ در گور ہین ہم خاک بسر کرتے ہین
ٹھوکرین کھاتے ہین گمراہ عقیدت مین مگر — عقل کی سمت نہین مڑکے نظر کرتے ہین
عشق مین نامہ و پیغام کی حاجت کیا ہے — ایک دو دل ہون ہم دونون خبر کرتے ہین
کاذب محض نجومی ہین غلط ہے یہ وہم — شمس کرتے ہین نہ کچھ اور نہ قمر کرتے ہین
کوئی چلتی نہین تدبیر تو ہو کر مجبور — تیرے ملنے کی دعا شام و سحر کرتے ہین
مہ و خورشید سے تنویر مین بڑھکر ہین ہم — سنگ ریزون کو بھی یہ لعل و گہر کرتے ہین

کیا کہین تم سے محب عشق مین کیا کیا گزرا
اب تو صحبت سے حسینون کی حذر کرتے ہین

برا جہان مین اگر ہم کہین تو کسکو کہین — نظر کو اپنی نہ ہم کم کہین تو کسکو کہین
تمہارے پاس ہے وہ دل بھی تھا جو پہلو مین — ہم اپنا مونس و ہمدم کہین تو کسکو کہین
بشکل آدم و حوا تو جب انور ہین بہت — تمیز و عقل مین آدم کہین تو کسکو کہین
نہ مانا عشق سے دل کو ہزار سمجھایا — برا بھلا نہ اسے ہم کہین تو کسکو کہین
اثر ہے کذب و خوشامد مین زہر سے بڑھکر — پھر اس پہ بھی انہین سم کہین تو کسکو کہین
نثار غیر پہ کرتے ہین جان عمر دراز — اگر ہم ان کو نہ رستم کہین تو کسکو کہین
جو اسکو فکر ہے دنیا کی اسکو عقبی کی — ہم ان مین کس کو خوش و خرم کہین تو کسکو کہین
امید ہجر مین خوف فراق وصل مین ہے — کسے سرور کہین غم کہین تو کسکو کہین
وہی تو نور ہے ذرے مین مہتاب مین — زیادہ کسکو کہین کم کہین تو کسکو کہین

حیات و مرگ کی دو حالتین محب ہین جدا

خراب ان مین سے گر ہم کہین تو کسکو کہین

شاعری سے کیا ملا ز رتنگ دستی مین ہمین — شغل کیا ہے جز ہنر اس جنس سستی مین ہمین

پست قومون کو فلک تک علم نے پہنچا دیا — جہل نے پھینکا بلندی سے ہے پستی مین ہمین

ان بتون کی دید سے آیا خدا کا بھی خیال — مل گیا مقصود عابد بت پرستی مین ہمین

نیستی ہستی سے بہتر ہے کہ اسمین غم نہین — کیا ملا جز رنج و غم اس ملک ہستی مین ہمین

دیکھ لین چل پھر کے ان آنکھون سے گلشن کی بہار — بھول کر لے آئی ہے تقدیر بستی مین ہمین

ہے زبردستی سے بچنا حکم الٰہی مین محال — شکر ہے رکھا خدا نے زیر دستی مین ہمین

قدر غیرون کی یہان ہے اور اپنون کی نہین — اب تو لیچل اے فلک تو اور بستی مین ہمین

اس عبادت مین کہان وہ لطف جنت مین نہین — جو مزا ملتا ہے زاہد بت پرستی مین ہمین

سامنے فطرت کے ہے سب صنعت انسان ہیچ — لطف ویرانہ مین ہے وہ کب ہے بستی مین ہمین

ہاتھ کھینچا پاؤن پھیلا کے عجب راحت ملی — دی قناعت نے فراغت تنگدستی مین ہمین

دین دنیا کے بکھیڑون سے ملی ہمکو نجات — خوب رکھا ہے شراب عشق مستی مین ہمین

کیا کہین تم سے کہ اس دل سے بہت مجبور ہین

عشق سوجھا ہے محب اس فاقہ مستی مین ہمین

کام آئین مفلسون کے وہ تونگر اور ہین — اہل دولت اور ہے ہین بندۂ زر اور ہین

تربیت تعلیم سے کرتے ہین وحشت کو ہلاک — وہ بہادر اور ہین وہ تیغ و خنجر اور ہین

صاد قون کے سامنے بے قدر ہین لعل و گہر — سنگ ریزے اور ہین انمول گوہر اور ہین

اہل یورپ جان دیدیتے ہین غیرون کے لئے — یہ شجاعت اور ہے یہ شیر صفدر اور ہین

کیا شعاع شمس سے ہو دور تاریکی جہل — جن سے روشن ہے زمین وہ مہر و اختر اور ہین

بے غرض کرتے ہین چھپکر قوم کی جو خدمتین — رہنما وہ اور ہین سب بے اصل رہبر اور ہین

خاندان و نسل ہین کیا چیز سب بے علم و عمل — ناز ہے انسان کو جسپر وہ جواہر اور ہین

سر اُتارا بھی جو قاتل نے تو اُترا بوجھ کب
جو نہ اُترین سر سے وہ احسان سر پر اور ہین

تیر نا گہرے سمندر مین بھی آسان ہے محب
بحر الفت مین جو تیرین وہ شناور اور ہین

چین دل کو کسی پہلو شب ہجران مین نہین
یہ تو سیماب ہے دل سینۂ سوزان مین نہین

آس جینے کی ہماری شب ہجران مین نہین
دل ہی پہلو مین نہین جان بھی اب جان مین نہین

مین تو مجبور ہون ہر بات مین تو ہے مختار
بات جو سہل ہے تجھ کو مری امکان مین نہین

گل نے بلبل سے کہا کون ہے اس باغ مین شاد
خار حسرت کے سوا کچھ مرے دامان مین نہین

حسرت و یاس تمنا نے بھی چھوڑا دل کو
مہمان ایک بھی اس خانۂ ویران مین نہین

لائق مہر نہین قہر کے قابل ہی سہی
تیری بیداد کا لطف اور کی احسان مین نہین

حسن و انداز و ادا علم و ہنر خلق و کرم
تجھ مین جو بات ہے دلبر کسی انسان مین نہین

خود بخود کھنچتا ہے دل تیرے ہی جانب قاتل
اپنے دل پر بھی تو قابو مرے امکان مین نہین

دل ہی سینہ مین نہ تھا خون کی کچھ بوند نہین
قطرۂ خون کے سوا تیر کے پیکان مین نہین

کس سے ہر بار الجھتا ہے تمہارا شانہ
دل عاشق تو کوئی گیسوئے پیچان مین نہین

گل یہ دو دن کی بہار اپنی دکھائین کس کو
ایک بلبل بھی تو صیاد گلستان مین نہین

بزدلی ہے جو نہین کرتے ہین نفسون پہ جہاد
سب یہ گیدڑ ہین کوئی شیر نیستان مین نہین

روزن در سے بھی دیکھے نہ کوئی شے عورت
مجرمون پر بھی یہ سختی کسی زندان مین نہین

اس کی تصویر ہی ہم دیکھتے رہتے ہین محب
جس کی صورت کو کبھی دیکھنا امکان مین نہین

یہ حسن و آب و تاب کہان ہے گلاب مین
چھپتا نہین ہے رنگ گلابی نقاب مین

دم بھر مین آسمان سے کرتا ہے ہمسری
تو ہین قزح کے رنگ ہین پیدا حباب مین

مدہوشی و ندامت و نقصان جان و مال
کچھ نفع جز ضرر نہین دیکھا شراب مین

فطرت کتاب حق ہے معلم ہے عقل و ہوش — ہر مسئلہ کو دیکھیے خدا کی کتاب مین

ہر علم و فن کی علم ریاضی تو ہے بنا — ناقص ہین وہ نہین ہین جو کامل حساب مین

وہ دل جو ایک ہون تو جدائی محال ہے — دن کو خیال مین ہین وہی شب کو خواب مین

پہلے سرور اور ہے آخر مین پھر خمار — دور زمانہ دیکھیے دور شراب مین

ہوتا ہے جسم غسل و وضو سے تو پاک و صاف — دل جس سے صاف ہو وہ نہین بات آب مین

گیسو ہوا سے آتے ہین چہرے پہ بار بار — دو مار گرد ماہ ہین کیا پیچ و تاب مین

محبوس عورتین ہین تو ہین مرد بھی غلام — آئی ہوئی ہے قوم خدا کے عتاب مین

پوچھے گا روز عدل جو اللہ جرم جس — پھر کیا کہیگا حامی پردہ جواب مین

بے دیکھے بھالے ہوتی ہین افسوس شادیان — دولھا دلہن ہمیشہ ہین دونون عذاب مین

چھپنے سے اور بڑھتی ہے دیدار کی ہوس — پردے مین ناز ہے تو کرشمہ نقاب مین

وہم و خیال ہی تو ہین یہ سب خوشی و غم — پاے ہزار لطف حقیقت سراب مین

یہ بے خودی یہ جوش کوئی بے سبب نہین — خون شہید عشق ملا ہے شراب مین

اوراق چاٹنے سے نہ ہوگا کبھی حکیم — چھوڑے اگر نہ حرف بھی کیڑا کتاب مین

لکھتا ہے روز کاتب اعمال کیا گناہ — آئین گے کب گناہ ہمارے حساب مین

ہوتے کہین ہین عاشق و معشوق بھی جدا — کردے فلک جدا بھی تو ملتے ہین خواب مین

مارا محب جو نفس تو پھر زندہ دل ہوا

پیری مین ہم جوان ہوے بوڑھے شباب مین

بنون مین اہل یورپ بستیان آباد کرتے ہین — مگر آباد گھر کو اپنے ہم برباد کرتے ہین

اثر تو دیکھیے صیاد کے دام محبت کا — رہائی پر اسیران قفس فریاد کرتے ہین

ہمارے سرو کو دیکھین تو کٹ جائین حجالت سے — قد بالا پہ اپنے ناز کیا شمشاد کرتے ہین

زبان غیر مین رکھتے ہین جو سرمایۂ علمی — وہ اپنے گھر کی قائم ریت پر بنیاد کرتے ہین

خدا کا تو ہے و معشوق کا وعدہ ہے جنت مین
شراب شیخ لیکن ترک کا ارشاد کرتے ہین

ہماری بیقراری سنکے بھجواتے ہین قاصد کو
غنیمت ہے کہ وہ پاس دل ناشاد کرتے ہین

چمن مین بھی نظر آتے ہین بزم شادی و ماتم
کہین گل شاد ہین بلبل کہین فریاد کرتے ہین

رہین کب تک غلامی مین ملے ہمکو بھی آزادی
غلامون کو جہان مین آجکل آزاد کرتے ہین

مصیبت مین خیال یار سے دل تو بہلتا ہے
شب ہجران مین روز وصل کو ہم یاد کرتے ہین

نہین اولاد سے جب فائدہ کچھ قوم و ملت کو
خدا جانے تو پھر کیون خواہش اولاد کرتے ہین

اٹھاتے ہین مصیبت غیر کی کلفت مٹانے کو
فرشتون سے بھی بڑھ کر کام آدم زاد کرتے ہین

گزر جاتی ہین نسلین چھوڑ جاتی ہین اثر اپنا
کیا اجداد نے جو کچھ وہی احفاد کرتے ہین

ہر ایک فن کی ترقی منحصر ہے قدردانی پر
ہزارون صنعتین یورپ ہی مین ایجاد کرتے ہین

اٹھاتے ہین مصیبت نفس امارہ کی طاعت سے
ہم اپنے آپ پر خود آپ ہی بیداد کرتے ہین

ہمارے عشق صادق کا اثر یہ ہے کہ اب وہ بھی
کلیجہ تھام لیتے ہین جو ہم فریاد کرتے ہین

سبق ہمدردیئے انسان کا کچھ پڑھ لو محب ان سے
مصیبت مین جو غیر اقوام کی امداد کرتے ہین

داغون پہ محنت جہان کھینچتے ہین
خدا کی خدائی وہان کھینچتے ہین

برابر وہ ابرو کے افشان کو چن کر
جبین پر خط کہکشان کھینچتے ہین

نہ ہو خشک کیونکر ہماری زراعت
کہ سب غیر آب روان کھینچتے ہین

بہار آتے ہی شاد ہوتے ہین جو گل
وہی رنج باد خزان کھینچتے ہین

نہین کوئی شے جسپہ شاعر ہمارے
عجب ہیئت آسمان کھینچتے ہین

سفیہون سے باتین خوشامد کی کر کے
زر سرخ اہل زمان کھینچتے ہین

جہان سے کے نکلتے ہین نامی وہان سے
لحد کا نشان ہم جہان کھینچتے ہین

محبت کے زخمون کی لذت نہ پوچھو
جگر سے کہین ہم سنان کھینچتے ہین

جگر پھک رہا ہے نہیں لب پہ آہین ہم اندر ہی اپنے دھوان کھینچتے ہین
جہالت کی آفت پہ سختی پر دہ یہ بار گران ناتوان کھینچتے ہین
مکانون سے کونون مین گھٹ گھٹ کے ہم تکالیف اہل مکان کھینچتے ہین
زبان سے کہے کوئی کیا عیب پردہ مسلمان منہ سے زبان کھینچتے ہین
کھنچے کیا مصور سے وہ دل کی حالت جو الفاظ سے خوش بیان کھینچتے ہین
نہ جا جھک کے ملنے پہ اہل غرض کے یہ صید افگن اپنی کمان کھینچتے ہین
نوشتہ پہ تقدیر کے بعد کوشش صحیح و غلط کا نشان کھینچتے ہین
فلک کا ہے کافی فقط شامیانہ مزارون پہ کیون سائبان کھینچتے ہین
کھنچین بھی سخنور تو کب چھوڑتے ہین خود اپنی طرف قدردان کھینچتے ہین
نہین جان لیکن یہ کیونکر سمجھ ہے کہ اپنی غذا استخوان کھینچتے ہین
نہین علم کوئی تو حاصل زبان سے دماغون پہ بار گران کھینچتے ہین

نہ ظاہر ہو غیرون پہ راز محبت
محب چھپ کے آہ و فغان کھینچتے ہین

خدا شاہد ہے اُن کو یاد ہم دن رات کرتے ہین وہ ہم کو یاد خط سے بھی نہین ہیہات کرتے ہین
چھپین پردے مین دکھلائین نہ صورت کیا تعجب ہے یہ کیا کم ہے کہ ہم سے بھی کبھی وہ بات کرتے ہین
کہو کیونکر نہ رشک آئے ہمین اُن خوش نصیبون پر بسر جو ساتھ تیرے عیش مین دن رات کرتے ہین
عجب چالین ہین دل لینے کی اس کیا و یہ فن مین بڑے شاطر کو بھی اک چال مین وہ مات کرتے ہین
تری تصویر ہی سے دل کو بہلاتے ہین ہجران مین غنیمت ہے تلافی غم مافات کرتے ہین
بجز درد جگر ہے پاس کیا ہم دردمندون کے روانہ آپکو ہر خط مین یہ سوغات کرتے ہین
ہم اسکے ساتھ سایہ کی طرح رہتے ہین اے زاہد صفات اسما کو کر کے ترک عشق ذات کرتے ہین
بھری ہین خواہشات نفس مین لاکھون ہی تکلیفین یہ پیدا آپ خود اپنے لئے آفات کرتے ہین

وجود و علم و قدرت بات ارادہ دیکھنا سننا — جہان مین حق کو ظاہر وصفِ حق یہ سات کرتے ہین
خدا کو کیا پڑی ہے بے سبب جو رنج دے ہمکو — گرفتار بلا حرص و ہوس شہوات کرتے ہین
تمام افراد انسان نفس واحد ہین حقیقت مین — ہم اپنے ہی لئے کرتے ہین جو خیرات کرتے ہین

ہمین اب تو محب ہے یار دنیا کی خوشی غم ہے
جدائی مین سحر کو شام دن کو رات کرتے ہین

دل کے بہلانے کو عشق خوبرو رکھتے تو ہین — ہم ضعیفی مین جوانون کا لہو رکھتے تو ہین
ہر تمنا کے لیے موجود ہے وہ چشمہ غم — حضرت دل سو طرح کی آرزو رکھتے تو ہین
ان گلون پر کیون نہ ہو پھر بلبل شیدا نثار — اس گلستان مین یہ تیری رنگ و بو رکھتے تو ہین
کافر و ملحد سہی بے دین و لامذہب سہی — بت پرستی مین بھی ہم اللہ ہو رکھتے تو ہین
دولت و ثروت نہو کیا کم ہے عشق لازوال — تیرے کوچے کی گدا جام و سبو رکھتے تو ہین
دام مین عنقا کا آنا عقل مین آتا نہین — تجھ سے ملنے کی مگر ہم جستجو رکھتے تو ہین
خبث باطن ہو کے حاصل کی ہے یہ پاکی نفس — زاہد و ارندی مین ہم ہر دم وضو رکھتے تو ہین
بعد مردن روح کو نغمون سے آئیگا سرور — کیون نہین پھر شغل موسیقی کا ہو رکھتے تو ہین
ان حسینون کی نمائش ہی غنیمت جانئے — گر نہین خلق انکو روئے نکو رکھتے تو ہین
دونون عالم مین نہین دوزخ مین جلنا ہی ضرور — ناک پر غصہ یہ اپنے تندخو رکھتے تو ہین
اہل دنیا سے عداوت ترک کی تو کیا ہوا — نفس ہی جب تک بدن مین اک عدو رکھتے تو ہین
لاکھ گھٹ جائین شجاعت مین کسی سے کم نہین — ہم بھی تو آخر عرب کا کچھ لہو رکھتے تو ہین

موسم گرما مین آتش کی ضرورت کیا محب
سردی پیری مین عشق شعلہ رو رکھتے تو ہین

کسی سے کہئے حسن کا جلوہ ہے زاہد روئے جانانہ مین — خدا کو دیکھ ان آنکھون سے جو بنتی ہی انسان مین
خدا کی دید سے انکار کرنا ہے عبث زاہد — یہ کس کا نور ہے فانوس مین سرو چراغان مین

تری فرقت مین آنسو چشم سے دم بھر نہین تھمتے
تسلسل یہ کبھی دیکھا نہین ہم نے تو باران مین

نہ پوچھ اب مجھ سے تو میرا مزاج انجان یون ہو کر
پریشانی ہوئی جھینکر تری زلف پریشان مین

برنگِ بلبل شیدا پھرینگے گرد اس گل کے
کبھی تو وہ ہوا کھانے کو آئیگا گلستان مین

خوشی دنیا کی ہے اُن کو جو تیرے پاس رہتے ہین
جو تجھ سے دور ہین وہ کاٹتے ہین عمر زندان مین

بدلتے کروٹین ہین صبح تک بیدار رہتے ہین
اُلجھتا ہے جو دل راتون کو اس گیسوے پیچان مین

رقیبون سے ہی خلوت اور ہم سے سخت پردہ ہے
بتاؤ تو سہی یہ بھی ہے داخل عہد و پیمان مین

جو وہ موجود ہے دل مین تو لطفِ زیست ہر جا ہے
رہین ہم شہر مین گلشن مین یا دشت و بیابان مین

غلامِ نفس حیوان ہے تو انسان اپنا حاکم ہے
یہی اک فرق ہے حیوان مطلق اور انسان مین

جسے کہتے ہین قدرت وہ بھی ہے اک شکل مجبوری
خیال آئے نہ دلمین کب ہے یہ انسان کی امکان مین

ہوا اس سبز باغ آرزو سے اور کیا حاصل
بجاے گل بھرے ہین خار و خس گلچین کے دامان مین

اسی اک ذات کا جلوہ ہے زاہد شک نہین اس مین
قمر مین شمع مین کوکب مین خورشیدِ درخشان مین

محب کب وصل کی دولت بغیر ہجر ملتی ہے
رہا کرتا ہے اک مار سیہ ہر گنج پنہان مین

تمہاری چاہ مین رو کر جو باہر گھر کے سوتے ہین
ڈبوتے ہین بیابان کو وہ چشم تر کے سوتے ہین

تصور خواب مین تیرا ہوا اُٹھکر بھی تجھ کو دیکھین
سر بالین تری تصویر کو ہم دھر کے سوتے ہین

یہ سونا جاگنا مرنے کے جینے کے نمونے ہین
کبھی ہوتے ہین پیدا اور پھر ہم مر کے سوتے ہین

دھوئین کا آسمان زیر فلک اک اور ہوتا ہے
شب فرقت کوئی دم ہم جو آہین بھر کے سوتے ہین

رہے ہے بعد مرنا بھی یاد تیری اے حسین دلمین
تجھی کو یاد وقت خواب ہر شب کر کے سوتے ہین

خدا سے کیا غرض دن رات کھانا اور پینا ہے
یہ بیلون کی طرح کشت جہان کو چر کے سوتے ہین

نہین لگتا ہے دل اسکی جدائی سے محب گھر مین
کبھی جو آ گئے اندر تو باہر گھر کے سوتے ہین

کہون مین آپ کو عاشق ترا مجال نہین — کرم ہو مہر کا ذرے پہ کچھ محال نہین
نظر کا اپنے ہی سارا قصور ہے ورنہ — جہان مین کون ہے ایسا جسکو کمال نہین
برے کو بھی مین بھلا ہی کہونگا اے واعظ — کہ وہ ہے شان جلالی اگر جمال نہین
یہ باد و برق یہ طوفان یہ زلزلے بھونچال — خدا سے پاک سے کیا مظہر جلال نہین
کمال روح کو حاصل ہوا گھٹا جو بدن — خمیدہ پشت ہے سالک خم ہلال نہین
وجود حشر کا ناحق ہے فلسفی منکر — طلسم خواب کا خلاق کیا خیال نہین
یہ لہو و لعب یہ عیش و طرب ہین سب بیکار — جو کارخانہ ہستی سے کیے یہ آل نہین
گلون کو چھوڑ کے جو باغبان کا دوست ہوا — وہ اس چمن مین کبھی غم سے پائمال نہین
ادھر سے آتی ہے خود آپ بے طلب ہر شے — کسی سے شکر ہے کچھ حاجت سوال نہین
وہی تو کرتا ہے مردون کو دم بدم زندہ — گواہ باغ مین کیا تخم کیا نہال نہین
ہر ایک گام پہ بچ بچ کے رکھ قدم سالک — یہ دیکھ لے کہ بچھا نفس کا تو جال نہین

محب کو تیری محبت نے کر دیا ہے فنا
وہ اس کا جسم نہین اور وہ خیال نہین

جہان مین کون ہے جسکو کوئی ملال نہین — مگر یہ عاشق شیدا کا تیرے حال نہین
سویدا دل عشاق کا یہ پرتو ہے — جبین رخ پہ تمہارے سیاہ خال نہین
ضرور اسکو پڑینگی لڑائیاں لڑنی مین — کہ جسکو نفس سے اپنے یہان جدال نہین
یہ فتنے بیٹھے بٹھائے یہ مذہبی جھگڑے — ہماری قوم پہ کیا آج کل وبال نہین
اٹھائے خاک سے مردونکو کیا بعید اس سے — کہ خواب ہمکو بتاتا ہے یہ محال نہین
یہ اصل مذہب رندان ہین سن تو لے زاہد — کہ احتیاج سے زاہد یہان حلال نہین
گواہ اس پہ ہین حیوان کی مختلف عمرین — کہ جس مین سب کے برابر مہ و سال نہین
یہ مفلسی یہ امارت سب اعتباری ہے — ضرر ہی کیا ہے جو کمتر ہے بر مثال نہین

جو روح اور انرجی[1] ہین دونون ایک ہی شے — تو فلسفی کو بھی مذہب مین قیل و قال نہین
فراق و وصل یہ دونون ہین ایک عشق کے رُخ — یہ درد ہجر ہی کیا کم ہے گر وصال نہین
وہ آدمی تو ہے حیوان سے بھی پست ذلیل — کہ جسکو اپنے گناہون سے انفعال نہین
خدا کے واسطے کرتے ہین جب یہ خدمت قوم — تو ہمکو خلق کے دشنام سے ملال نہین
کہان وہ ہم مین ہے یوروپین کی ہمدردی — لباس و قال تو سب ہین مگر وہ حال نہین
ذرا سے وجد مین کیون ناچتے ہین ڈھولک پہ — یہ پاک مجلس رندان ہے کوئی بال نہین
یہ قیل و قال سے ہوتی نہین ہے منزل طے — وہ ہیچ پوچ ہے مرشد کہ جسکو حال نہین

محب کو دینا ہو جو کچھ وہ بے طلب دیدے
گدا کو تیرے کوئی حاجت سوال نہین

[1] انرجی ایک انگریزی لفظ ہے جسکے معنی روح یا قوت کے ہین

قایم پس دیوار نہ ہونا تھا ہوا ہون — ہان طالب دیدار نہ ہونا تھا ہوا ہون
اب لب پہ ہے جان اور مسیحا نہین آتا — اس چشم کا بیمار نہ ہونا تھا ہوا ہون
پھرتا ہے تری راہ مین سر ٹھوکرین کھاتا — اتنا بھی مجھے خوار نہ ہونا تھا ہوا ہون
اظہار محبت جو کیا ظرف ہی کم تھا — اک جام مین سرشار نہ ہونا تھا ہوا ہون
آسان تھا مجھے درد کے افسانون کا لکھنا — اس عشق مین بیکار نہ ہونا تھا ہوا ہون
چھوٹون گا ابد تک نہ کبھی دام بلا سے — الفت کا گرفتار نہ ہونا تھا ہوا ہون
کب تجھکو گوارا ہے کہ با مین ہون گلے مین — گردن کا ترے ہار نہ ہونا تھا ہوا ہون
اظہار محبت کا تھا انجام جدائی — خود طالب دیدار نہ ہونا تھا ہوا ہون
غفلت سے جو چونکا تو خرابی ہوئی ظاہر — اس دہر مین ہشیار نہ ہونا تھا ہوا ہون

پردے سے محب یار نے خود شکل دکھائی
کیا عاشق رخسار نہ ہونا تھا ہوا ہون

دل پژمردہ کو دلدار سے کچھ کام نہین — بلبل مردہ کو گلزار سے کچھ کام نہین

وصل تھا غیر کی قسمت مین جو ہونا تھا ہوا
ہو چکا عشق بس اب یار سے کچھ کام نہین

یہ تجرد ہے کسی سے بھی تعلق نہ رہے
گھر مین رہتے تو ہین گھر بار سے کچھ کام نہین

دلکو دیتے ہین جو ہے دونون جہان سے بہتر
آپکو پھر بھی خریدار سے کچھ کام نہین

ہم تو عاشق ہین تری خوبی و رعنائی کے
حسن سے یوسف بازار سے کچھ کام نہین

مین فنا ہوگیا دلدار مین مدت گذری
اب مجھے وصل سے دیدار سے کچھ کام نہین

خاطر یار سے رکھتے ہین رقیبون سے بھی انس
ورنہ دنیا مین تو اغیار سے کچھ کام نہین

خبر یار کے مشتاق تو رہتے ہین یہ گوش
قصص غیر سے اخبار سے کچھ کام نہین

قتل کیجے مجھے ابرو سے کبھی مژگان سے
خنجر و نیزہ و تلوار سے کچھ کام نہین

وحشیون کو ترے ہے وحشت صحرا و جبل
فرش و بام و در و دیوار سے کچھ کام نہین

خاطر یار سے کہتے ہین محب اب تو غزل
دل پژمردہ کو اشعار سے کچھ کام نہین

غم و شادی کو ہم بھولے ہوئے ہین یاد دلبر مین
اسی کے پاس ہے دل اور جسم ناتوان گھر مین

تمھین غیرون سے الفت ہے ہمین تم سے محبت ہے
جو جذب دل قوی ہوگا تو لائیگا تمھین بر مین

جو چاہو تم تو ہر جا جلوۂ رخسار دکھلاؤ
کھڑے ہو جاؤ کھڑکی مین کبھی محراب مین در مین

نہین ہوتا ہے کچھ بے قابلیت کی یہان ظاہر
ہوا ہے عشق تو ہے وصل جانان بھی مقدر مین

مرے رونے سے دنیا مین ابھی سیلاب آئینگے
بھرا ہے بحر ناپیدا کنار اس دیدۂ تر مین

مجسم ہے خدا و بت مکان یا کعبہ ہے
دھرا کیا خاک ہے زاہد ترے چوکور پتھر مین

زمین سے تا فلک کس جا نہین اس شوخ کا جلوہ
جو ذرہ مین چمکتا ہے وہی تابان ہے اختر مین

قواے ظاہری و باطنی سب ہین لباس اسکے
وہی دل مین جگر مین ہے وہی ہے عقل مین سر مین

خدا کو ڈھونڈھتا ہے آسمانون پر عبث زاہد
خبر ہی یہ نہین موجود ہے وہ ہر جگہ گھر مین

کہان کرتا ہے کوئی قتل خود اپنے ارادہ سے
نہ قابو ہے خیالون پر نہ طاقت دست خنجر مین

کبھی ہوتا ہے پیدا کوئلہ کی کان مین ہیرا — کہان سے شکل و رنگ آتی نہین گر روح پتھر مین

ہمین ہین جانشین حق ہمین مسجود عالم مین — جو ہم مین زور بازو ہے کہان جبریل کے پر مین

کہان ہے مادہ مین عقل و دانش فاعلی قوت — بناتا ہے کوئی تو شکل و صورت بطن مادر مین

بنائے علم پیغمبر ہے استعداد امت کی — نہین ہوتی ہے یکسان قابلیت ہر پیمبر مین

خدا کا شکر زاہد انتظار حشر سے چھوٹے — نظر آیا ہمین تو چہرۂ حق روئے دلبر مین

وہ کہتے ہین محب مجھسے بلاتے تم تو ہم آتے
کہان ایسے مقدر تھے کہ وہ آتے مرے گھر مین

آج وہ غیر کے پہلو مین کہان بیٹھے ہین — آکے دل مین مرے سو اس وگمان بیٹھے ہین

دیکھئے کسکو کرین ابرو و مژگان سے شکار — لیکے وہ بزم مین یہ تیر و کمان بیٹھے ہین

بدگمانی مرے دل سے نہین جاتی یارب — نقش کی طرح نگینہ پہ گمان بیٹھے ہین

صحبت اہل خرابات کب آئیگی پسند — تیری مجلس مین تو اب اہل جہان بیٹھے ہین

صفحۂ دہر سے مٹ جاتے ہین نقش باطل — اس نگینہ پہ کہان نام و نشان بیٹھے ہین

دشت مین شہر مین ہر جا ہے تصور تیرا — دل ہمارا ہے کہان اور کہان بیٹھے ہین

کبھی فرصت ہو رقیبون سے تو آ جا باہر — تیری کوچے مین سر راہ نہان بیٹھے ہین

بے خودی کا یہ عالم کہ نہین ہوش ذرا — ہم وہان سے نہین اٹھتے ہین جہان بیٹھے ہین

سیل موسیٰ مین چھپا تھا مرا طوفان سرشک — ایک ساعت مین ہزارون ہی مکان بیٹھے ہین

چومتے ہین کبھی ملتے ہین انہین آنکھون سے — تیرے پاؤن کی جو تربت پہ نشان بیٹھے ہین

ساتھ یارون کے بڑے لطف سے باتین کرتے — ہم ہٹن پہ جیرو مین اے جان جہان بیٹھے ہین

شاہ صاحب نے کیا ایک سے ہے تیر جو شکار — اسکو کھاتے ہوئے خیمہ مین نہان بیٹھے ہین

شہر ہو دشت ہو یا باغ و بیابان ہو محب
جس جگہ اسنے بٹھایا ہے وہان بیٹھے ہین

روز دیکھین اُنکے جلوے کیا نصیب اورونکے ہین
بیٹھے کبھی پہلو مین میرے اب قریب اورونکے ہین

بات بھی کرنی ہمین مشکل ہے تجھسے دو گھڑی
رات دن خلوت مین بیٹھین یہ نصیب اورونکے ہین

اپنے ہی عیبون کو دیکھین گر تو خود ہون با ادب
نکتہ چین و عیب جو لیکن ادیب اورونکے ہین

چھوڑکر ہم کو کبھی دم بھر نہ جاتے تھے کہین
وہ ہمارے پاس تھے یا اب قریب اورونکے ہین

جان دیتے ہم ہین اُن پر غیر پر مرتے ہین وہ
خود مریض عشق ہین لیکن طبیب اورونکے ہین

منہ چھپائین ہم سے اتنا غیر سے ہون بے حجاب
غیر سے بدتر ہین ہمکو وہ حبیب اورونکے ہین

منہ سے کہتے ہین مگر کرتے نہین کچھ بھی عمل
اپنے واعظ ہم نہین لیکن خطیب اورونکے ہین

آنے والی نسل پردے کو اُٹھائیگی ضرور
پوچھتے ہو کیا محب ہم تو نقیب اورونکے ہین

سب صفات اس بت مین زاہد حضرت باری کی ہین
بت پرستی سے عیان آثار دینداری کی ہین

جان بھی دیتے ہین ملک و مال و زر کیا چیز ہے
عاشقان بے غرض لایق فقط یاری کی ہین

یہ اثر تعلیم یورپ کا جو لوگون پر ہوا
نفس کی پابندیان ہین شغل میخواری کی ہین

عورتین کہتی ہین ہم کو ملک و دین سے کیا غرض
ہم تو قیدی عمر بھر اس چار دیواری کی ہین

آگ مین پانی نہان ہے اور پانی مین ہے آگ
یہ ثبوت اضداد باہم قدرت باری کی ہین

یاد مین تیری رہین خاموش بیٹھے اک طرف
کام سب دنیا و دین کے شغل بیکاری کی ہین

قید مین اطلاق سے بڑھکر کوئی تو لطف ہو
عاشق صادق بہت کم حسن بازاری کی ہین

طالب دنیا کو دنیا ہی کی نظرون مین ذلیل
یہ غرور و فخر سامان ذلت و خواری کی ہین

سبز ہوتی ہے وفور درد سے کشت امید
پھل نہال وصل مین سب گریہ و زاری کی ہین

روح گھٹتی ہے درد و رنج سے صحت نصیب
سب جہان مین آدمی محتاج بیماری کی ہین

کس طرح پہنچون محب محبوب تک مین ناتوان
راستے سب کوچۂ الفت مین دشواری کی ہین

طلائی تیرے سینے پر کئے مالی غضب کے ہین | تیرے کانون مین دونون سمت دو بالی غضب کے ہین

ترے در تک تو پہونچے ہین اب آگے دیکھیے کیا ہو | پھرے عالم مین تیرے چاہنے والی غضب کے ہین

دل نازک پر اسکے ہو نہ جائے کچھ اثر یارب | ہمارے ضبط پر بھی نیم شب نالے غضب کے ہین

غرور و حرص وہ موذی ہین جن کا زہر قاتل ہے | یہ دونون اژدہے ہے جو آپنے پالی غضب کے ہین

جو پردے دل سے اٹھ جائین تو وہ ہر جا نظر آئی | خودی کے جہل کی آنکھون مین جالی غضب کے ہین

نہ کر شیخ و برہمن کی نمایش کو کبھی باور | یہ لمبی ڈاڑھیان ہاتھون مین یہ مالی غضب کے ہین

گرینگی بجلیان عاشق کے دل پر وقت نظارہ | یہ کانون مین تمہارے جھلملی بالے غضب کے ہین

نہین آسان حجاب باطنی کا دل سے اٹھ جانا | یہ پردے گرد اپنے یار نے ڈالی غضب کے ہین

جو وعدہ کر بھی لیتے ہو کبھی پورا نہین کرتے | تمہارے یہ بہانے اور یہ ٹالی غضب کے ہین

خدا سے مانگتے ہین موت اپنی زندگی اسکی
محب دنیا مین اسکے چاہنے والی غضب کے ہین

باب الواو

گل ہے بلبل کے لیے شمع ہے پروانے کو | یاد تیری دل وحشی کو ہے بہلانے کو

شعلہ خیز آگ کے نزدیک بھٹکتا ہے کوئی | آئین کیا حضرت ناصح مرے سمجھانے کو

مکتب عشق سمجھ دار فنا کو غافل | جان استاد جہان یار کے دیوانے کو

یہ طلسمات ہین دنیا کے فقط خواب و خیال | آئے ہین اپنی حقیقت کے یہان پانے کو

ماسوا اللہ نہ باقی رہے دل مین ساقی | مے عرفان سے تو بھر دے مرے پیمانے کو

جز مے و مہ ہے خرابات جہان مین سب ہیچ | رکھے آباد خدا دہر مین میخانے کو

بندۂ نفس سمجھتا ہی نہین عقل کی بات | مرد کامل ہو کوئی طفل کے سمجھانے کو

اہل دنیا کی عجب طرح کی الٹی ہے سمجھ | عاقل دہر سمجھتے ہین سمجھ دیوانے کو

قبل مرنے کے مٹا ہستی موہوم کا نام
تو یہاں آیا ہے رہنے کو نہیں جانے کو

گھر میں آنے سے علانیہ ہے گر تجھ کو حجاب
کون مانع ہے مرے دل میں ترے آنے کو

عمل خیر پہ نازاں نہیں ہوتے عاقل
دل میں بیٹھا ہوا شیطان بھی ہے بہکانے کو

اہل دنیا کو سمجھے حیوان کی طرح فکر معاش
عقل کہتے ہیں جسے ہے تری دیوانے کو

آسماں سے جنہیں آتی ہے غذائے روحی
غم نہیں اُن کو نہ ہو گھر میں اگر کھانے کو

حلق میں آتا ہے قطبین سے دم میں اڑ کر
حکم ہوتا ہے پہنچنے کا اگر دانے کو

مرگ عشاق ہے دنیا میں حیات ابدی
جل کے مرجانے کا کیا شوق ہے پروانے کو

بات ہم قوم کی سننے نہیں دیتا ہے غرور
عرش سے آئے فرشتہ کوئی سمجھانے کو

چھوڑ کر اصل کو جو سایہ کے پیچھے ہے دوان
خواب پڑھتے ہیں پریشان اُسی دیوانے کو

یاد اس شوخ کی ہر آن رہے دل میں محب
کیجیے آباد اسی شغل سے ویرانے کو

جو ناکامی میں گزرے عمر کیا دل میں تمنا ہو
بڑی مشکل ہے اسیری کہ ہم سے ترک دنیا ہو

وہ سوز عشق ہے یہ دل تو کیا پانی ہو پتھر بھی
محبت میں بڑی مشکل ہے صبر و ضبط و اخفا ہو

خوشی کے بعد دور غم جو دیکھا یہ کہا دل نے
کہ خلوت ہو نہ ساقی ہو نہ ساغر ہو نہ مینا ہو

مجھے وحشت میں آہو چشم کی الفت نے مارا ہے
شگاف کوہ تربت ہو کفن دامان صحرا ہو

اسے کہتے ہیں محرومی قسمت اور ناکامی
جب پہنچوں تا لب ساحل تو سارا خشک دریا ہو

خدا سے کیا شکایت اس بت مغرور کی کیجیے
وہ خود آئیگا جذب دل میں گر تاثیر پیدا ہو

خیال کفر و ایماں بھی نہ آئے اے خدا دل میں
حریم خلوت دل میں مرے وہ بت ہی تنہا ہو

سمجھتا ہی نہیں تو عشق کے زود بلیت کو
تجھے معلوم ہو نا ہیچ کسی پہ تو جو شیدا ہو

خموشی سے کہاں ممکن ہے راز عشق کا چھپنا
مری تصویر بھی دیکھیں تو درد دل ہویدا ہو

وصال یار کی شب روز ہجران سے کچھ کم تھی
یہی دھڑکا رہا مجھ کو سحر تک دیکھیے کیا ہو

عجب تاثیر دیکھی اس محبت مین محب ہم نے
یہ وہ چلتا ہوا جادو ہے جس سے غیر اپنا ہو

زمانے مین ستم کا تیر سے گر انداز پیدا ہو
زمین و چرخ سے فریاد کی آواز پیدا ہو

جو گوش دل سے کھنڈرون کے سنین افسانہ عبرت
تو ہر سنگ در و دیوار سے آواز پیدا ہو

کمال حسن پر پڑتی ہین نظرین عیب بینون کی
سمجھ کچھ تو بھی ہے تیار اگر غماز پیدا ہو

نہ ہنس اُن کشتگان ناز کے زخمون پہ ای زاہد
مزا اُس وقت ہے حورون مین بھی گر ناز پیدا ہو

زبان و فعل و دل تیرے اگر باہم مطابق ہون
تو اے ناصح تری ہر بات مین اعجاز پیدا ہو

بغیر امتحان ثابت نہین ہوتی ہے جانبازی
جو ہونا ہے دنیا سے تو پھر جانباز پیدا ہو

اگر سوز و گداز عشق گھر کر لے تری دل مین
تو رگ رگ سے تری آواز تار ساز پیدا ہو

الٰہی شمع کے تو گرد ہین لاکھون ہی پروانے
شب فرقت مین میرا بھی کوئی دمساز پیدا ہو

جو کھولین کان دل کے اور اُس بت سے مخاطب ہون
خدا ہی کی ہر اک پتھر سے پھر آواز پیدا ہو

بتون کو چھوڑ کر زاہد خدا کو ہم بھی پوجین گے
حسینون کا اگر حورون مین بھی انداز پیدا ہو

کہین کس سے الٰہی عشق کے اسرار پنہان کو
ہماری بات تو سمجھے کوئی ہمراز پیدا ہو

قناعت سے محب افلاس مین بھی ہم ہین آسودہ
نہین رکھتے ہین وہ دل جس مین حرص و آز پیدا ہو

بے خطا مجھ پہ خفا ہوتے ہو انصاف کرو
قتل کرتے بھی ہو اور روتے ہو انصاف کرو

پھر ملیگا نہ کوئی ہم سا وفادار کوئی
دل کو پا کر بھی جو تم کھوتے ہو انصاف کرو

مجھ سے نفرت کی یہ باتین نہین کچھ خار سے کم
حق مین کانٹے مرے تم بوتے ہو انصاف کرو

ہم تڑپتے ہین سر بستر غم راتون کو
سیج پر پھولون کی تم سوتے ہو انصاف کرو

ہم جو کرتے ہین کبھی ظلم و ستم کا شکوہ
اور تم ہم پہ خفا ہوتے ہو انصاف کرو

ہم جو مرتے ہین تو مر جانے دو افسوس ہے کیا
مارتے بھی ہو تمھین روتے ہو انصاف کرو

بے سبب عاشق شیدا کو کیا قتل پھر اب ‌ ‌ ‌ منہ کو اشکون سے بھی تم دھوتے ہو انصاف کرو
کیون یہ محنت ہے ضرورت کو ہی تھوڑا کافی ‌ ‌ ‌ بار خر پیٹھ پہ خود ڈھوتے ہو انصاف کرو

کل تو تم شوخیان کرتے تھے محب سے ہر بار
آج پابند حیا ہوتے ہو انصاف کرو

فیض و الطاف سے محروم نہ رکھہ یارون کو ‌ ‌ ‌ گھر سے جو کچھ کہ بچے دے اُسی نادارون کو
کبھی غصہ ہی کی آنکھون سے اُٹھا کر چلمن ‌ ‌ ‌ دیکھ لے ایک نظر چشم کے بیمارون کو
اپنے دامن سے چھپا لے تن لاغر کو مرے ‌ ‌ ‌ دامن گل بھی تو لیتے ہین چھپا خارون کو
یاد نے تیری بھلائے ہین دو نون عالم ‌ ‌ ‌ عیش دایم ہو مبارک تری غمخوارون کو
مست الفت تو ہین ہر حال مین آسودہ و خوش ‌ ‌ ‌ جز غم و درد میسر نہین ہشیارون کو
جان دے کر تجھے لینا بھی بہت ارزان ہے ‌ ‌ ‌ رُخ دکھا دے سر بازار خریدارون کو
تیرے دیدار سے مطلب ہے نہ کچھ وصل سے کام ‌ ‌ ‌ لذت غم ہی فقط چاہیے غمخوارون کو
ابروون نے ہی تو کشتون کے لگائے پشتے ‌ ‌ ‌ میان مین کیجیے ان برہنہ تلوارون کو
بیٹھتے تھے کبھی جس بام پہ ہم پاس ترے ‌ ‌ ‌ اسکی ہم دیکھتے ہین پاس سے دیوارون کو
یاس و محرومی و حرمان و دوامی حسرت ‌ ‌ ‌ بانٹ دیجیے مری امید کو ان چارون کو
تاکہ اس شوخ سے ہو خط و کتابت جاری ‌ ‌ ‌ شایع کرتے رہے ہم سیکڑون اخبارون کو
ان دواؤن سے علاج تب فرقت معلوم ‌ ‌ ‌ موت آئے تو شفا ہو ترے بیمارون کو

چھوڑ بیٹھے گا محب تو تو دو عالم لیکن
وہ شہ چھوڑے گا کبھی تیرے لیے یارون کو

جہالت دور ہو یارب لواے علم برپا ہو ‌ ‌ ‌ ہماری قوم کا تعلیم سے ادنی بھی اعلے ہو
امید و بیم کا دل سے مٹانا ہی تو راحت ہے ‌ ‌ ‌ اگر مٹ جائین یہ جنت سے بڑھ کر دل ہمارا ہو
خوشی مولود کی کیا ہے خلف جب نا خلف نکلے ‌ ‌ ‌ وہ بیٹا ہی نہ پیدا ہو کبھی جو ننگ آبا ہو

مجھے بھی دے الٰہی وہ دل آسودہ پہلو مین | کہ جس مین خوف عقبیٰ ہو نہ دنیا کی تمنا ہو
ہماری حسبِ ترقی ہے کہ جب ہم مین ہی سو اپنا | کوئی ہمدرد پیدا ہو کوئی غمخوار پیدا ہو
اگر تجھکو ہوس ہے رہبری قوم و ملت کی | تو پہلے قوم پر تو مال و جان و دل سے شیدا ہو
بقائے نام و عزت کی اگر خواہش ہو کچھ دل مین | تو تیرے سر مین بھی بہبودیٔ ملت کا سودا ہو
وہی رہبر ہے جو ثابت قدم ہو ہر مصیبت مین | مخالف ہون اُدھر لاکھون ادھر یہ ایک تنہا ہو
بڑی پہچان ہے یہ عاشقِ جانبازِ ملت کی | ذلیل و خوار ہو نظرون مین دنیا بھر مین رسوا ہو
عجب حیرت فزا ہے اختلافِ رسم و مذہب بھی | جو نازیبا اُنہین ہے وہ انہین افسوس زیبا ہو
نکال اس قوم بیکس کو الٰہی کس مپرسی سے | کسی کے دل مین تو ہمدردیٔ اسلام پیدا ہو

محب کی ہے تمنائے دلی یارب وہ دن آئے
نہ گھر مین قید عورت ہو نہ یہ منحوس پردا ہو

باب الہاے

ہین بت کے ساتھ دیر مین بھی ہم خدا کے ساتھ | مست شراب عشق ہے دائم فنا کے ساتھ
بے ترک خواہشات نمازون سے کیا حصول | پرہیز بھی ضرور ہے کڑوی دوا کے ساتھ
دنیا کی کاوشون مین پھنساتی ہین خواہشین | ہر دم جدال چاہیے حرص و ہوا کے ساتھ
اُسکے ستم کا آئے نہ لب تک کبھی گلا | در پردہ ہین ہزار وفائین جفا کے ساتھ
اسکے خیال کی ہے یہ قوت کہ آن مین | پیدا جہان ہو گیا کن کی صدا کے ساتھ
اللہ رے شوق کوچۂ قاتل کہ بعد مرگ | جاتی ہے اُڑ کے خاک ہماری صبا کے ساتھ
دل کی کھلی جو آنکھ تو دیکھے کچھ اور رنگ | ظلمت مین اک جہان نظر آیا ضیا کے ساتھ
بننے سے پہلے اسکی تباہی کا ہے یقین | رکھتے ہین یادگار جو سنگِ بنا کے ساتھ
آئینہ زنگ خوردہ سے ہے کیا دید کی امید | آتا ہے عکس یار دلون مین صفا کے ساتھ

ہمراہ ظلم و جور ہے قہر و عتاب حق — رحمت سرور قلب ہی مہر و وفا کے ساتھ
دل کو بچا گناہ سے صاف آئینہ ہے یہ — آتا ہے زنگ اڑ کے خیال خطا کے ساتھ
کوشش سے اور اپنے تھکاتے ہیں دست و پا — لڑتے ہیں جو لڑائیاں نادان قضا کے ساتھ
خواہش ہے عیش کی تو عدو سے بھی کر وہی — کرتے ہیں جو سلوک کہ یار آشنا کے ساتھ

اس شوخ دلربا نے محب کو کیا تباہ
دل لے لیا غریب کا ناز و ادا کے ساتھ

ردیف ی

تیری الفت کی شراب مست کو درکار ہے — دونوں عالم میں ہیں تو ایک تو درکار ہے
بھاگ اہل نفس سے اور اہل دل سے جا کے مل — جاہلوں سے دوستی کر کر عدو درکار ہے
وصل رعنائی تو ہے لیکن ہے خاموشی غضب — دل میں ہے تصویر جانان گفتگو درکار ہے
کون سی قوت ہے عالم میں جو انسان میں نہیں — قابلیت کے لئے لیکن نمو درکار ہے
بے طلب اللہ بھی دیتا نہیں بندے کو کچھ — بے قراری جس سے ہو وہ آرزو درکار ہے
زاہدو! منہ ہاتھ دھونے سے نہیں پاکی نفس — خبث باطن کے لئے دل کا وضو درکار ہے
جو مقید میں مزا ہے وہ کہاں اطلاق میں — گل کو [illegible] رنگ و بو درکار ہے
شکل و صورت رنگ و بو کی ہے محبت بے ثبات — پختگی عشق کو خلق نکو درکار ہے
زاہدو! یہ خودکشی کیوں ہے حق کے پانے کیلیے — ایک ساقی ایک ساغر ایک سبو درکار ہے
ہے خیال یار کا باندھا ہوا یہ سب طلسم — دونوں عالم کی فنا کو ایک ہو درکار ہے

ہے محب محبوب دونوں میں جو باہم اتحاد
تجھکو بھی دونوں جہاں میں مجھکو تو درکار ہے

نام الفت سے ہوا اب وہ دلربا بیزار ہے — عاشقوں کے دل کا لیکن پھیرنا دشوار ہے

کس کو کہتے ہین برا سب ہین حقیقت مین بھلے
دیکھ چشم دل سے دشت خار بھی گلزار ہے

مرضی حق پر خوشی سے جب جھکا دیتا ہون سر
کند ہے پھر تو قضا کی تیز گو تلوار ہے

وہ دل پر روز رہتا ہے بلاؤن مین بھی خوش
جو ہر اک حالت مین صبر و شکر پہ تیار ہے

کیا مریض عشق کا ہوگا مسیحا سے علاج
وہ ادھر پہلو سے اٹھا جان لب بیمار ہے

نامہ و پیغام کی کچھ عشق مین حاجت نہین
میرے انکے دل مین قایم ایک برقی تار ہے

تیری صورت کے سوا کچھ بھی نظر آتا نہین
اس سے بڑھ کر کیا تجلی اور کیا دیدار ہے

وائے حسرت وصل مین بھی ہجر کا ہی کچھ سمان
یار پردے مین ہی عاشق طالب دیدار ہے

بدگمانی کیون نہ ہو عالم ہے جب اسیر فدا
اور اسیر یہ غضب ہی خود شما وہ یار ہے

خلق کیون محبوب ہے حق کی سوا جب تجھے نہین
بھید ہے کیا اس مین یارب اور کیا اسرار ہے

ہوش تھا جب تک تو پڑھ لیتے تھے بھولے سے نماز
اب تو دل دائم شراب عشق سے سرشار ہے

قوم کی اصلاح اہل نفس سے ممکن نہین
انکی اصلاح مین نہین ادبار پر ادبار ہے

بے محبت کے محب کیا دولت و ثروت سے لطف
فقر مین بھی وہ غنی ہے جسکا کوئی یار ہے

جسکو دیکھو اس حسین کا طالب دیدار ہے
عشق مین ثابت قدم رہنا مگر دشوار ہے

بے وسیلے رات دن آتی ہین خبرین یار کی
دل نہین میرا یہ روزانہ کوئی اخبار ہے

بے جہاد نفس ممکن ہی نہین دیدار یار
یہ نماز و روزہ و تسبیح سب بیکار ہے

عیش دنیا ہی اگر کافی ہے دلکے چین کو
کیون دوامی عیش سے پھر آدمی بیزار ہے

دلکی معموری و ویرانی فقط ہے عشق پر
ہے وہی آباد گھر جس گھر مین وہ دلدار ہے

یاد اس بت کی ہر اک حالت مین دیتی ہے مزا
ہے خوشی مین ہمنشین اور رنج مین غمخوار ہے

درد عشق لادوا ہے جملہ دردون کی دوا
ہے وہی صحت مین کامل جسکو یہ آزار ہے

خاک مین ملنے پہ بھی باقی رہا ملنے کا شوق
میری روح نازنین اس کے گلے کا ہار ہے

لاکھ طوفان اور گرداب بلا ہو ڈر نہین
گر خیال یار خستہ ہے تو بیڑا پار ہے

مل نہین سکتے ہین دو دل دل ملے پہ بھی بہم
ہے کوئی مختار دیگر آدمی ناچار ہے

سیکڑون منصور کہتے ہین انا الحق ہر طرف
اب نہ وہ دور جہانت سے نہ تم دار ہے

وصل و ہجر یار سے ہم کو ہوا کامل یقین
وہ ہے آرام جنان اور یہ عذاب نار ہے

علم ظاہر سے نہین مقصود جب ایصال حق
صبر پہ روح نازنین کے بعد مردن بار ہے

خواب دیدن کو آخرت ہے اس جہان مین بھی عیان
گل گلے کا ہار ہے آتش مقام خار ہے

عاشقون کو ہین محبت دونون جہان دار الجنان
گر نہین عشق حقیقی آدمی فی النار ہے

پڑ گئی زرد حوادث سے جو صورت تیری
اور کم مدت نہی دیکھنے لگی نکہت تیری

منہ ہے کیا حور و پری کا جو مقابل ہو ترے
آئینہ دنگ ہے جو تو دیکھے صورت تیری

کس قیامت کی ادا تھی وہ غضب کی چتون
میری آنکھون مین پھرا کرتی ہے صورت تیری

کافر عشق ہین ہم دیر و حرم سے کیا کام
عین اللہ کی صورت ہے یہ صورت تیری

خانۂ کعبہ مین زیبا ہے کہ رکھ کر پوجین
دل مین اللہ کے موجود ہے صورت تیری

بات جو دل مین گزرتی ہے وہی ہوتی ہے
خاصیت روح کی رکھتی ہے طبیعت تیری

ہمت حق کو نہ سمجھے تھے مگر اب سمجھے
حال عشاق پہ دیکھی جو عنایت تیری

سونگھتا ہون جو کبھی باغ مین خوشبوئے گلاب
یاد آتی ہے پسینہ کی وہ نکہت تیری

کیا ہوا موت سے کیا تیرے محب کا بگڑا
دل تو موجود ہے اور دل مین محبت تیری

بسر خوشی سے ہوئی عشق مہ جبین مین ہے
فنا کے بعد بھی ہم پہلوئے حسین مین رہے

فنا ہوئے سے تو ہوا دل مین یار کے مسکن
نہ آسمان مین رہے ہم نہ ہم زمین مین رہے

رقیب خوب سمجھتے تھے دونو پہلو کو
مگر ہمین تری ہان ہان نہین نہین مین رہے

نہین ہے اسکے سوا اور کچھ صلی کی ہوس
کہ یہ کتاب مری دست نازنین مین رہے

وہ میرے دل مین ہین ہم انکے دل مین رہتا ہون
حسین کیون نہو وہ جو دل حسین مین رہے

ہم اسکی خاکِ قدم ہوکے بعد مردن بھی
برنگ کحل بصر چشم سرگین مین رہے

محب خموش کہ ہے کار عشق پردہ دری
کھلے نہ راز بھی فکر دوربین مین رہے

تمام عمر عبث بحث کفر و دین مین رہے
ملی نہ راہ حقیقت چنان چنین مین رہے

جمال یار تھا اس زندگی مین پیش نظر
فنا کے بعد جو ہم چشم حور عین مین رہے

ہوئی نہ زہد سے جز عشق دور سختی قلب
وہی ہے نرم جو دل آہ آتشین مین رہے

زمین سے تا بہ فلک جنکو عمر بھر ڈھونڈھا
کھلا یہ بعد فنا راز وہ ہمین مین رہے

ہمارے ہی غضب و کینہ و حسد تھے عدو
لڑے زمانہ سے یہ مار آستین مین رہے

سحر ہمارا رخ زرد تھا مقابل مہر
جو شب تصور رخسار مہ جبین مین رہے

خیال یار سے ہر نقش غیر دل سے مٹا
کہ اس کا نام دل آرام اس نگین مین رہے

یہ آب و گل کے محل دوسرونکو زیبا ہین
وہ کیا مکان مین رہے جو دل مکین مین رہے

بغیر عشق نہین زاہدون کو آزادی
چھٹے جو بندش دنیا سے قید دین مین رہے

شراب عشق سے اتنی تو بیخودی ہو محب
کہ کوئی فرق نہ دشنام و آفرین مین رہے

دل مین ہر دم وہ نظر آتے ہین اٹھتے بیٹھتے
وصل دایم کا مزہ پاتے ہین اٹھتے بیٹھتے

یاد اُن کو بھی ہماری آہی جاے گی کبھی
نام اُن کا ہم لئے جاتے ہین اٹھتے بیٹھتے

تیرے عاشق کو تو ہر لحظہ جہان مین ہی سرور
اہل دنیا رنج و غم کھاتے ہین اٹھتے بیٹھتے

شیخ جاے کعبہ کو مندر کو جاے برہمن
یار کو ہمراہ ہم پاتے ہین اٹھتے بیٹھتے

یار پہلو سے اٹھا جاتے رہے ہوش و حواس
جی نہین لگتا ہے گھبراتے ہین اٹھتے بیٹھتے

ڈر ہے یہ جور و جفا کی خو نہ پڑ جاے کہین — عاشقون پر آپ جھنجھلاتے ہین اٹھتے بیٹھتے
بے تکلف ہے باتین ہون الٰہی دن وہ آ سکے — ابتو خلوت مین بھی شرماتے ہین اٹھتے بیٹھتے
چھوڑتا ہے عشق کب دامن جو بھاگے ہم سے یار — دل مین اُن کو کھینچ ہی لاتے ہین اٹھتے بیٹھتے

راز الفت تم سے بھی ہم کہہ نہین سکتے محب
دل کو اپنے آپ سمجھاتے ہین اُٹھتے بیٹھتے

باغ جنت مین ترے چاہنے والے نہ گئے — تیرے کوچے سے پس از مرگ بھی ٹالے نہ گئے
عمر بھر حرص و ہوس ہی نے کیا خوار و ذلیل — ہم سے نادان یہ بچے بھی سنبھالے نہ گئے
صلح کل کی ہوئی مجلس بھی جو یورپ مین تو کیا — یہ رسالے نہ گئے اور یہ بھالے نہ گئے
چاہیے یہ کہ چھٹے قوم سے ہر رسم فضول — رسم چوتھی کی اُٹھی اور یہ چالے نہ گئے
ہم نے چاہا تھا کرین پیش خیالات جدید — بیچ پھولون کے مگر سنگ یہ ڈالے نہ گئے
ہند مین گرچہ ہے پر زور حکومت قائم — اس زمانے مین بھی بنکون کے دوالے نہ گئے
خواہشین نفس کی افلاس مین پوری نہ ہوئین — شکر صد شکر یہ زر و مال سے پالے نہ گئے
عمر بھر گرد سرابون کے پھرے سرگردان — دل سے دہشت نہ گئی پاؤن سے چھالے نہ گئے
سب کے انگریز بھی ہین ذات پہ پروے نثار — اس جنم مین بھی یہ دستور نرالے نہ گئے
لاکھ تخفیف ہو لیکن کسی دفتر سے کبھی — عہدہ دارون کے پسر بھانجے سالے نہ گئے

کیا ہوا فائدہ طول شب فرقت سے محب
سر فلک پر نہ گئین گرم یہ نالے نہ گئے

بھولتی جاتی ہے غربت مین وطن کی یاد بھی — کیا موثر ہے قفس بھی دام بھی صیاد بھی
غیریت نے چشم بینا کو بھی احول کر دیا — ایک تھا ورنہ یہان تو دین بھی الحاد بھی
اہل دنیا کو ہے دوزخ اہل تقوی کو بہشت — یہ جہان پر دغل ویران بھی ہے آباد بھی
تیرے دیوانے ہین عاقل اور سب نادان ہین — شاد بھی ہین اس جہان مین رنج سے آزاد بھی

آئیگا اُسدم مجھے جذبِ محبت کا یقین
اُسکو بھولے سے اگر آجائے میری یاد بھی

عشق کی دولت سے ہے کیا کم وصل اگر ممکن نہین
نغمۂ ساز و طرب سے کم نہین فریاد بھی

وہ ملے جس راہ سے بیشک وہی رستہ ہے ٹھیک
گمرہی ورنہ ہے دین بھی ملتِ اجداد بھی

تارکِ دنیا کو بھی غم سے نہین ملتی نجات
دل ہے جبتک ہر بشر ہر شاد بھی ناشاد بھی

دولت و ثروت گئی تھی خلق احمد بھی گیا
پڑ گئی ان آفتون پر اور یہ اُفتاد بھی

علم بھی دولت ہے پھر زر پر عبث گرتے ہین لوگ
چاہتے ہین آپ سا زردار ہو داماد بھی

تقوی و صوم و صلوٰۃ و حج فقط کافی نہین
فرض زردارون پہ ہے کچھ قوم کی امداد بھی

اس مجرد حسن کی کسطرح اُتریگی شبیہ
صورتِ تصویر ہین خود مانی و بہزاد بھی

جسنے پایا ہے سمجھے اسکا نرالا ہے طریق
ایک ہے اُسکی نظر مین دین بھی الحاد بھی

خون کا دعوی کرے عاشق تو پھر کسپر کرے
ہے حقیقت مین وہی خود صید بھی صیاد بھی

نوکری مین تھین محب سو طرحکی پابندیان
فقر مین لیکن ہین اب خوشحال بھی آزاد بھی

تمہارے عشق کی برچھی جگر پہ کھائے ہوئے
رہینگے تا بہ ابد لطف زیست پائے ہوئے

ہمین تو کاہ ہے دنیا کی ہر گران باری
کہ ہم ہین عشق کا کوہ گران اُٹھائے ہوئے

جو دیکھتے ہو علوم و فنون یورپ مین
ہمارے باغ کے پودے ہین سب لائے ہوئے

مرے فسانے کو سن چھوڑ ذکرِ وامق و قیس
ہزار بار کے قصے ہین یہ سنائے ہوئے

اگر نظر ہے تو آثار رفتگان ہے کتاب
عجیب نقش ہین یہ خاک پر مٹائے ہوئے

ہزار منزل مقصود تک ہون اندیشے
پھرینگے راہ سے کیونکر نشان پائے ہوئے

اگرچہ بیٹھے ہین احباب مین مگر دل مین
ہم اُسکے در پہ کھڑے ہین نظر جمائے ہوئے

بڑھیگی اور بھی نسبت عنب کے حسن کی قدر
بہت ہین ملک مین لندن سے پڑھ کے آئے ہوئے

ثبات و صبر طلب محنت و ریاض مدام
یہ علم و فضل کے رستے ہین سب بتائے ہوئے

یہ کس شمار مین ہے حشر تیرا اے زاہد
بہت سے فتنے ہین اُس شوخ کے اُٹھائے ہوئے

برنگ کشتۂ سیماب ہر مرض کی دوا
دُہن مین عشق کی آتش مین دل جلائے ہوئے

نظر مین جنکی سلاطین دہر ہین ناچیز
یہان گدا بھی ہین وہ تیر سے سنہ لگائے ہوئے

وہی ہے قائم و دائم وہی مکان و مکین
بگاڑتا ہے جو ہر روز گھر بنائے ہوئے

وہ سب ہے کراست تعلیم و تربیت کہ یہان
ہزار سالہ ہین مُردے بہت جلائے ہوئے

ہمین تو تحفۂ احباب مین بھی خلوت ہے
کہ ہم ہین رنج پہ کسی کے نظر جمائے ہوئے

ذرا سے دل مین وسعت عجیب قدرت ہے
کہ آسمان و زمین اس مین ہین سمائے ہوئے

بغیر حکم خدا کب کسیکو دیتے ہین
یہ اہل دولت و ثروت ہین آزمائے ہوئے

وہ بات کرتے ہین لیکن نہین ہے دل حاضر
کسی رقیب سے ہین چشم دل لڑائے ہوئے

ہماری یاد ہے اُن کو تو کیا یہ کچھ کم ہے
ہزار شکر کہ دل سے نہین بھلائے ہوئے

نئے زمانے مین کچھ باندھیئے نئے مضمون
دکھائیے نہ جواہر وہی دکھلائے ہوئے

مفید بات بھی ہم صاف کہہ نہین سکتے
نہ روٹھ جائین محب پھر کہین منائے ہوئے

خبر دل کی نہ ہو دل کو تو پھر خالی بیان کیا ہے
عیان ہے آپ پر سب حال دل پنہان کیا ہے

ذرا تو غور کر دل مین کبھی اس کارخانہ پر
کہ مین کیا ہون یہ مخلوق خدا کیا ہے جہان کیا ہے

ہم اپنے دل مین خود رحم و کرم سے لطف پاتے ہین
یہ تعزیتین ہین کیا بعد فنا نام و نشان کیا ہے

مخالف ہین باہم لیکن حقیقت ایک ہے سب کی
یہ خاک و باد کیا ہے آتش و آب و دخان کیا ہے

فریب چشم دنیا ہے امید خام عقبے ہے
بتائے تو ہمین کوئی یہان کیا ہے وہان کیا ہے

حقیقت عشق کی کھلتی نہین کچھ عقل حیران ہے
سہ در وصل رنج ہجر یہ آہ و فغان کیا ہے

عجب نیرنگیان ہین باغ عالم کی خدا جانے
گل و بلبل بہار و بوستان فصل خزان کیا ہے

کبھی تو دیکھ قدرت کے تماشے پوچھ یہ دل سے
نہین کیا نجم کیا شمس و قمر کیا آسمان کیا ہے

سمجھتے ہین محب ہم تو مکان یار کو جنت
خدا جانے کہ فردوس برین حور و جنان کیا ہی

ہمارے گھر کی طرف آج وہ کدھر سے پھرے — مریض درد جدائی خدا کی گھر سے پھرے
نہ بیٹھے کنج قناعت مین مثل مردم چشم — حریص ٹھوکرین کھاتے ہوئی نظر سی پھرے
انہین نے پائی ہے گم ہو کے راہ منزل عشق — بلند حوصلہ جو عام رہ گذر سے پھرے
ترے بیان کی تصدیق کیونکہ ہو واعظ — رہ عدم کے مسافر نہ پھر سفر سے پھرے
بھروسہ کسکو ہے وعدون پہ بے ثباتون کی — کبھی ادہر سے پھرے اور کبھی اُدھر سی پھرے
چلے تھے چھوڑ کے بتخانہ سوے کعبہ مگر — بتون کی یاد جو آئی خدا کے گھر سی پھرے
پھرے ہین ٹھوکرین کھاتے ہوئے وہی دردر — جو بدنصیب شہ علم دفن کے درسی پھرے

کبھی ملی نہ محب راہ اُسکے کوچے کی
تمام عمر یونہین شام تک سحر سے پھرے

فرقت کا جو ہے دل پہ غم کچھ نہین کہنے کے — منہ سے تو کبھی اپنے ہم کچھ نہین کہنے کے
خود آپ ہی کہتے ہین ہادی ہون مضل ہین ہون — اس سے تو کبھی ہم بھی کم کچھ نہین کہنے کے
جھکتے پہ نہ جا ان کے ملتے یہ نہین دل ہی — ان سخت کمانون کے خم کچھ نہین کہنے کے
مصنوع کی ماہیت صناع بھی کیا جانے — گر جام کو ہم پوچھین جم کچھ نہین کہنے کے
جنت مین کہ دوزخ مین جی چاہی جہان رکھین — مالک وہ ہمارے ہین ہم کچھ نہین کہنے کے
گر زہر بھی وہ دے گا امرت اسی سمجھین گے — مرجائینگے ہم کھا کر سم کچھ نہین کہنے کے
غیرون سے تو کیا کہتے تم سے بھی نہین ہرگز — جو دل پہ گزرتا ہے غم کچھ نہین کہنے کے
کیا پوچھتے ہو دل کی حالت کو طبیبو تم — سینہ سے نکل جائے دم کچھ نہین کہنے کے

موسیٰ کی طرح ہمنے دیکھے ہین محب جلوے
پردے کی یہ باتین ہین ہم کچھ نہین کہنے کے

مزا ہے جوش دلوں پر ہو گر برابر کی
تڑپ ہو دل کی ادھر اور ادھر برابر کی

فلک کو ناز ہے باران پہ ہم کو گریہ پر
وہاں سبک ابر یہاں چشم تر برابر کی

ادھر ہیں تیر حوادث ادھر ہے صبر جمیل
خدا نے دی ہے ہمیں بھی سپر برابر کی

ملینگے عقد سے دو دل اسی سبب سے فضول
کشش نہیں جو ادھر اور ادھر برابر کی

مزا ہے زیست کا شادی بشر بسر کی خوشی
زبان اور شکوہ ہیں محبت ہو گر برابر کی

با احباب جو مائل تو کچھ بھی ایک سی دیکھی
نگاہ مست ہے کیسے نظر برابر کی

یہ بحر عشق ہے جس نے بنایا ہے ہمسوں
ادھر بھی اور ادھر بھی خبر برابر کی

محب کے حال پہ کچھ تو کبھی عنایت ہو
نگاہ مست ہو مشکیب قمر برابر کی

خار میں گر وہ خوشبوے گل آتی
تار میں بھی بوے گل آتی

موت بلبل کی زیست ہو جاتی
کاش وہ رو برو سے گل آتی

دل میں بلبل کے وہ اگر بستا
بال و پر سے بھی بوے گل آتی

قابلیت اگر کوئی ہوتی
تار میں کچھ تو خوے گل آتی

گل میں ہوتی اگر نہ بو تیری
کوئی بلبل نہ سوے گل آتی

جب محب غیرت کی بو نہ رہی
یاد کیا گفتگوے گل آتی

گلزار خط کی رخ کی صفائی کی سیر کی
ہر آن ہم نے شان خدائی کی سیر کی

دل جلوہ گاہ یار ہے سینا سے بھی سوا
موسیٰ سے بڑھ کے جلوہ نمائی کی سیر کی

باغ وصال یار تو دیکھا نہ عمر بھر
تا حشر کو وہ وحشت جدائی کی سیر کی

جاپان مرے کہ روس مرے اس سے کیا غرض
ہمنے تو خوب ان کی لڑائی کی سیر کی

بنکر گدا سے قوم پھرے بھیک مانگتے
ثروت میں ہمنے خوب گدائی کی سیر کی

مطلب نکل گیا تو ہوئے آشنا جدا — اہل غرض کی کار روائی کی سیر کی
آہ شررفشان نے دکھائی عجیب بہار — فرقت کی رات انار و ہوائی کی سیر کی

آنکھیں کھلیں مراقبہ سے دل کی جب عجب
گھر ہی میں بیٹھے ساری خدائی کی سیر کی

جو اُس بت نے شان خدائی دکھائی — تو بندہ میں دی کبریائی دکھائی
رسائی ہوئی بھی تو محروم سے ملئے — نہ طالع نے اپنی رسائی دکھائی
کوئی ایک ہو تو کریں اُسکا شکوہ — زمانہ ہی نے کج ادائی دکھائی
بہت کی علایق سے چھٹنے کی کوشش — نہ دی کوئی شکل رہائی دکھائی
پلا ہی دیا دختِ رز نے پیالہ — بہت شیخ نے پارسائی دکھائی
لیا کام تو نوگرانی کا دل سے — اس آئینہ نے وہ صفائی دکھائی
دکھا کر جھلک سات پردوں میں اُسنے — عجب حسن کی خود نمائی دکھائی
خدا کرے نہ دیکھا ہو اُس بت کو دیکھو — کہ جس نے خدا کی خدائی دکھائی

محب کیجیے کیا فلک کی شکایت
کہ ہوتے ہی الفت جدائی دکھائی

جو ختم عمر کوئی اپنی عیش و بیس میں کرے — تو ایک کام بھی شاید وہ سو برس میں کرے
اُس عندلیب کو اس باغ کی خبر کیا ہو — تمام عمر جو اپنی بسر قفس میں کرے
اب اسکی رحم و کرم پر ہے زندگی اپنی — خدا کسیکو کسیکے کبھی نہ بس میں کرے
نظام شمس بھی مکڑی کا ایک جالا ہے — خدا جو چاہے تو پیدا اک نفس میں کرے
جو چاہتا ہے کوئی عیش و راحت دنیا — تو اسکو چاہیے تخفیف وہ ہوس میں کرے
کچھ اور حالت ہم قوم دس برس میں ہو — جو اپنے ملک کی خدمت بھی ایک دس میں کرے
[illegible] — تو ترقی کیا کوئی طاؤس اور مگس میں کرے

محب کو اس سے محبت کی کیا توقع ہو
جو ایک بار ملاقات دو برس مین کرے

تیرے در تک جو کبھی میری رسائی ہوتی — آرزوے دل مایوس بر آئی ہوتی
ایک جلوے پہ مین اس بت کے تصدق کرتا — میرے قبضہ مین اگر ساری خدائی ہوتی
چہرہ شمس و قمر سے تو مین دیتا تشبیہ — رخ انور کی اگر ان مین صفائی ہوتی
بعد مردن تو نکلتی ہوس پا بوسی — میری تربت ترے کوچے مین بنائی ہوتی
دانۂ خال کی تھی اس دل ناداں مین ہوس — دام صیاد سے کس طرح رسائی ہوتی
مل گئے خاک مین ہم اور رہا تم کو حجاب — عاشقون کو کبھی صورت تو دکھائی ہوتی

جذب الفت سے محب دلکو خبر ہو جاتی
یاد میری اگر اس شوخ کو آئی ہوتی

محب ہم قوم دلون مین جو سمائی ہوتی — مردنی قوم کے چہرے پہ نہ چھائی ہوتی
بندشین صاف زبان صاف تو خود ہو جاتی — گر دماغون مین خیالون کی صفائی ہوتی
مرد و عورت ہی بہم ملکے ہین سالم انسان — عقل ہوتی تو نہ دونون مین جدائی ہوتی
قبضہ غیر مین جاتی نہ فلک سے مٹتی — خلق کے دل مین عمارت جو بنائی ہوتی
نام کے واسطے لاکھون ہی کئے صرف تو کیا — بے غرض ایک سخاوت تو دکھائی ہوتی
شب دیجور سے دہ چند ہے تاریکی جہل — شمع تعلیم سر راہ جلائی ہوتی
کیا تمدن سے ہے ہارا کہ نہین زیست کا لطف — موت آتی تو بلاؤن سے رہائی ہوتی

سر سے پا تک ہون محب درد و الم کی تصویر
کیا بگڑتا جو یہ صورت نہ بنائی ہوتی

پردے مین اسطرف سے کوئی شکل حور کی — پھیلی ہوئی ادھر ہے ضیا کوہ طور کی
دل مین ہین اور پھر بھی ہین پردے کی آڑ مین — ہے رسم ہم کو یار سے نزدیک و دور کی

دیکھا ہے جب سے جلوۂ جانان کو ایک بار — بھولے ہین ہم کہانیان موسے و طور کی

یارب شب فراق کی ہوتی ہے صبح کب — وحشت بڑھی ہوئی ہے دل ناصبور کی

جلوت مین بھی اٹھاتے ہین خلوت کے ہم مزے — دل مین بسی ہوئی ہے جو صورت حضور کی

آتا ہے سوے گور غریبان وہ مست آج — حالت ہے ہر مزار مین روز نشور کی

اس شوخ کے وصال کی ہے آرزو محب
حاشا نہین ہوس ہے مجھے حور و قصور کی

الفت مین کیفیت ہے شراب طہور کی — زاہد پیے تو دیکھ لے لذت سرور کی

دوزخ مین ڈال یا مجھے جنت مین بھیج دے — عاشق کو خوف نار نہ پروا ہے نور کی

دنیا کی بے ثباتیان آتی ہین سامنے — کرتے ہین ہم کبھی جو زیارت قبور کی

اقبال و سلطنت مین ترقی ہو روز و شب — ہو عمر خضر عمر ہمارے حضور کی

ساری ترقیون کی ہے جڑ الفت وطن — گر سوچیے تو بات بہت ہے یہ دور کی

تعلیم و تربیت سے تو ہر قوم بڑھ گئی — ہم راہ دیکھتے ہین گھرون مین نشور کی

کیون فکر عاقبت ہے محب دل کو شاد رکھ
اسکے کرم کی حد نہ ہمارے قصور کی

اس کی الفت جو محب دل مین چھپا رکھی ہے — سات پردون مین شراب ہمنے لنڈھا رکھی ہے

دل مین ہے اس بت کافر کا تصور جو مدام — ہم سمجھتے ہین کہ تصویر خدا رکھی ہے

چاہتے ہین انہین جب دل مین بلا لیتی ہین — دل لگی کے لیے اک حور لگا رکھی ہے

دل کو ان تیر حوادث سے مفر کیونکر ہو — چرخ گردان نے کمان اپنی چڑھا رکھی ہے

جلوۂ یار نے اک بار جھلک دکھلا کر — ایک بجلی مرے سینہ پہ گرا رکھی ہے

ہم سا عاشق کوئی ہوئے گا کہین اے دنیا — روح اپنی تری خاطر سے مٹا رکھی ہے

چھوڑ کر عشق خدا تیرے ہی خادم بنکر — عزت اپنی تری نظرون مین گھٹا رکھی ہے

اپنے محلوں میں تو امیروں نے بڑے فخر کے ساتھ
صنعت غیر کی دوکان لگا رکھی ہے

ہم کو تلاش کیا صنعت و حرفت بیٹھی
کون سی بات زمانہ نے اٹھا رکھی ہے

ڈھونڈتا پھرتا ہے کیا دیر و حرم میں جا کر
دیکھ لے دل ہی میں تصویر خدا رکھی ہے

دام میں پھنس کے ملی شکر حیات جاوید
ورنہ ہر دانے میں پوشیدہ قضا رکھی ہے

تجھ سے کیا کیجئے اس طرح شکایت تیری
مجھ میں جینے کی وفا تجھ میں جفا رکھی ہے

آپ کہتے ہیں کہ تجھ سے ہے محبت ہم کو
شکل پھر آپ نے کیوں مجھ سے چھپا رکھی ہے

[illegible] انگریز ہو [illegible] عزت
کس لیے آپ نے صورت یہ بنا رکھی ہے

عرش پر کیا ہے وہ اور دیر و حرم میں کیا ہے
دل کے آئینہ میں تصویر خدا رکھی ہے

[illegible]

[illegible]

اس شوخ کے ملنے کی نہ تدبیر چلی جائے
[illegible] چلی جائے

اصلاح تمدن کا کیا کام ہے دونوں کا
[illegible] تدبیر چلی جائے

کانوں کو بھی کر لیں وہ گر بند تو خوب ہے
[illegible] کی تقریر چلی جائے

دیکھیں کہ نہ دیکھیں وہ کیا ہے غرض [illegible]
[illegible] تقریر چلی جائے

غفلت سے کہتے ہیں شاباش [illegible] یارو
ان کا [illegible] رہی میں تقدیر چلی جائے

معراج حکومت پہ پہنچیں بھی تو کیا ممکن
[illegible] کی تاثیر چلی جائے

تقدیر کے قائل ہیں ہم سست [illegible]
پورا [illegible] تدبیر چلی جائے

یاروں کے تصور میں [illegible] ہم
[illegible] آنسو سے تصویر چلی جائے

کوچے میں محبت کے ہر دم [illegible] ہیں
ڈر ہے نہ کہیں ان کی تاثیر چلی جائے

کون کہتا ہے اسے [illegible] دیکھا ہے
کی نظر [illegible] جب اس کو وہیں دیکھا ہے

نقش ہے دل پہ مرے الفت محبوب دکن — نام ایسا نہ کہین ایسا نگین دیکھا ہے
دل ہے سینہ مین تو ہے دل مین خیال دلبر — پردہ دار ایسا مکان اور نہ کہین دیکھا ہے
زار ایسا ہون مجھے دیکھ کے وہ کہتے ہین — یاد پڑتا ہے کسے ہمنے کہین دیکھا ہے
حسن صورت سے کہین بڑھ کے ہے حسن سیرت — کسنے دنیا مین مہذب سا حسین دیکھا ہے
اپنے سنہ دیکھین کہین کھڑے غیر ترقی پا مین — انقلاب ایسا کسی نے بھی کہین دیکھا ہے
حلقہ زلف مین دو ہین شب اول کے ہلال — ماہ ایسا بھی کہین چرخ برین دیکھا ہے
کھینچ لاے گی کشش دلکی انہین اے نادان — تونے ہر چیز کو مائل بہ زمین دیکھا ہے
وعدہ کر لیتے ہین کرتے ہین مگر اسکے خلاف — آپ سا وعدہ خلاف ہمنے نہین دیکھا ہے

درد فرقت سے سراپا ہون مین غم کی صورت
کوئی دنیا مین مصیب مجھ سا حزین دیکھا ہے

حب مردل کی ہو جسکا دلدار وہ ہے — مصیبت مین کام آئے غمخوار وہ ہے
کرے جب جو عمر بھر بھی خدمت وطن کی — جو پوچھو تو ملت کا سردار وہ ہے
ہمین اب تو ہے وصل سے ناامیدی — جو پابند ہم ہین گرفتار وہ ہے
مرے درد کو کیا دوا سے ہو صحت — نہ آرام ہو جسکو آزار وہ ہے
سخاوت سے ہو جسکی سیراب خلقت — حقیقت مین ابر گہربار وہ ہے
پئین خم کے خم بھی تو یہ نشہ کب ہو — مئے عشق پی جس نے سرشار وہ ہے
بغیر غرض قوم کے کام آئے — وطن کا مصیبت مین غمخوار وہ ہے
چلین بارہ پیر بھی ثبات قدم سے — نہ لغزش ہو پاؤن کو رفتار وہ ہے
سنے لاکھ واعظ اثر کیا ہے دل پر — بدلے خیالون کو گفتار وہ ہے
نہ یہ کھیل ہے اس رنگ مین شعر گوئی — جسے سہل سمجھے ہین دشوار وہ ہے

... کیا ہم ... پوچھتے ... حالت تو کہنا

ہمیشہ سے الفت کا بیمار وہ ہے

ہمارے ظلم سے ہم پر عذاب ایسے ہوئے — رہا مکان بھی نہ باقی خراب ایسے ہوئے
رہی نہ ایک بھی آبا کی ہم مین خو باقی — ہمارے ملک مین کچھ انقلاب ایسے ہوئے
امید ہی نہین ہم کو تو کامیابی کی — ہر ایک کام مین ناکامیاب ایسے ہوئے
ہمارے ملک کے فاقون سے مرگئے صناع — فری ٹریڈ سے کہیر عذاب ایسے ہوئے
دکھا دیا رخ روشن ہزار پردون مین — وہ عاشقون سے کبھی بے حجاب ایسے ہوئے
دیا وظیفہ بھی کم اور نوکری چھینی — کوئی تو جرم تھا جس پر عتاب ایسے ہوئے
تمہارے نہ رہے کے لائق نہ قابل دنیا — تمہارے عشق مین ہم تو خراب ایسے ہوئے
حقوق ملک خدا نے بھی کر لئے تسلیم — بروز عدل سوال و جواب ایسے ہوئے

قفس مین بند ہے عبرت ہے پر بھی کٹنے پر
محب تباہ تو کہیر عذاب ایسے ہوئے

یہ باتین ہین ایسے نازنین ٹیڑھی سیدھی — زبان ہو نہ جائے کہین ٹیڑھی سیدھی
وہ جاپان چو ہے سبے باتھی ہوا ہے — ہوئی روس کی دوربین ٹیڑھی سیدھی
نہ کیون منقلب حال اہل زمین ہو — کہ چلتی ہے چالین زمین ٹیڑھی سیدھی
یہی ہے منزل امید و خطر کی — کہین صاف راہین کہین ٹیڑھی سیدھی
بنایا ہے کچھ رو ہمین تربیت نے — ہماری طبیعت نہین ٹیڑھی سیدھی
یہان آکے گمراہ کیون کر نہ ہوتے — کہ ہے راہ دنیا و دین ٹیڑھی سیدھی
سمجھے ہی نہین حسن گر ہو کسی کی — طبیعت زبان اور جبین ٹیڑھی سیدھی
خم و پیچ کیون کر نہو کہکشان مین — کہ ہے راہ چرخ برین ٹیڑھی سیدھی

محب تیرے کہنے سے سیدھی نہ ہوگی
کہ ہے طبع اہل زمین ٹیڑھی سیدھی

خود پرستی سے تو اصنام پرستی اچھی ۔۔۔ دام تزویر سے میخوار کی مستی اچھی
صفت خورشید فلک سب کو ضیا دیتا ہے ۔۔۔ جس سے تعلیم ہر اک ملک مین سستی اچھی
نگہ ناز پہ ابرو کا اشارہ تھا غضب ۔۔۔ دل پہ اک اور لگی تیغ دو دستی اچھی
یون تو بے فائدہ جیتے ہین ہزارون انسان ۔۔۔ فائدہ جس سے ہو دنیا کو وہ ہستی اچھی
خوب جی بھر کے شب ہجر مین رو لیتے ہین ۔۔۔ بدلی راتون ہی کو ساون مین برستی اچھی
گر یہ فیشن ہی ترقی ہے تو ہم باز آئے ۔۔۔ اس بلندی سے ہماری یہی پستی اچھی
نہ جہان علم کا چرچا ہو نہ اخلاق کی قدر ۔۔۔ خاک ویرانے سے ہوتی ہے وہ بستی اچھی

جسم کا رستہ [illegible] سے روح کا اعلیٰ ہے مقام
ان نمازون سے بھی عشق کی مستی اچھی

اب عدو ریز کچھ نہین کرتے ۔۔۔ بات بھی تیز کچھ نہین کرتے
اپنے اہل وطن کا پاس و لحاظ ۔۔۔ کیا یہ انگریز کچھ نہین کرتے
وائے قسمت کہ وہ بھی اب باتین ۔۔۔ الفت آمیز کچھ نہین کرتے
غائت زندگی ہے خدمت قوم ۔۔۔ حیرت انگیز کچھ نہین کرتے
خود ہین پیری مین تیز عمر کے گام ۔۔۔ اسکا پرہیز کچھ نہین کرتے
قتل خون جتنا جہل کرتی ہے ۔۔۔ اتنا خونریز کچھ نہین کرتے
زہر ہے یہ خوشامد و تعریف ۔۔۔ اس سے پرہیز کچھ نہین کرتے
بڑھ گئین تم سے دوڑ مین تو مین ۔۔۔ اسپ کو تیز کچھ نہین کرتے
پڑھنے والے زہین جو پڑھتے ہین ۔۔۔ وہ اسے سیر کچھ نہین کرتے

ہے عجب سرد عشق کا بازار
آگ کو تیز کچھ نہین کرتے

خاک سایہ مین دل جلے بیٹھے ۔۔۔ جل اٹھا جس شجر تلے بیٹھے

زیر انا اک عاشق و معشوق — دیر تک کب ملے جلے بیٹھے
اشک تنہا نہ چشم تر سے گرے — ساتھ اپنے وہ گھر بھی لے بیٹھے
فتنے ہو جائیں گے ہزار کھڑے — چھوڑ کے ہیں وہ چٹکلے بیٹھے
خار صحرا نے پاؤں چوم لئے — قدم اُٹھے تو آبلے بیٹھے
زیست کس لطف سے گزرتی ہے — یار سے تجھ کبھی ملے بیٹھے
چھپ گیا پردۂ افق میں مہر — شام کو وہ جو سیر سے نکلے بیٹھے
گر کہوں منہ سے کچھ تو ہو تکرار — ہیں وہ کس بات پر تلے بیٹھے
علم وحشت کو دور کرتا ہے — لڑکے مکتب میں چلبلے بیٹھے
اپنے اہل وطن سے نفرت ہے — اور غیروں میں ہیں گھلے بیٹھے
ناز کیا ایک دم کی ہستی پر — اُٹھتے ہی اُٹھتے بلبلے بیٹھے

جسم سے گرچہ دور ہیں وہ محب
ربط گر دل میں تو ملے بیٹھے

کبھی پردے سے گھبرا کر وہ یار بے لقا نکلے — برآئے حسرت دیدار دل کا مدعا نکلے
رہ کعبہ سے پھر کر شیخ جائیں کیوں نہ بتخانے — جنہیں ہم بت سمجھتے تھے وہی آخر خدا نکلے
نہ چھوٹے عمر بھر قید محبت سے ترے وحشی — تری زلف رسا کے پیچ و خم دام بلا نکلے
نہ پایا سنگ دل اُن کو مجھے بھی صبر دے یارب — اُٹھاویں سختیاں اُنکی تمنا سے جفا نکلے
ہیں تو ہجر کی شب سے بھی بڑھ کر تھی شب وصلت — رہے خاموش وہ بیٹھے بہت ہم سے خفا نکلے
نہ آئے قبر پر بھی وہ جنہیں دعوی تھا الفت کا — پس مردن ہمارے آشنا ناآشنا نکلے
سر و تن کی جدائی سے بھی چھوڑوں گا نہ یہ دامن — جو دل سینہ سے بھی نکلے تو کب دل سے وفا نکلے
جو دیکھے اک نظر تو خندۂ گل گریۂ بلبل — ترے دل سے بھی آہ سرد ہو باد صبا نکلے

تڑا کر بیڑیاں قیدی تری بھاگی تو کیا بھاگے
اسیران اجل پھر کوچۂ قاتل میں آ نکلے

زبان عشق اسرار حقیقت کو اگر سمجھیں
تو ہر بت کی زبان سے صاف آواز خدا آ نکلے

وہ ہوں افتادہ میری خاک بھی اٹھ کر اگر چھوڑے
ترے کوچے سے دامن جھاڑتی باد صبا آ نکلے

نکالے کس طرح دل سے محب تیری محبت کو
نہیں ممکن خلا کیا خانۂ دل سے ہوا نکلے

کمسن ہیں اور چاند سا چہرہ ابھی سے ہے
عالم میں ان کے حسن کا چرچا ابھی سے ہے

وعدہ ہے آئیں گے وہ ہمارے مزار پر
مل جائیں خاک میں یہ تمنا ابھی سے ہے

رگ رگ پھڑک رہی ہے مری شوق قتل میں
بسمل کا رقص اور تماشا ابھی سے ہے

روز فراق یار کی سنتے ہیں ہم خبر
پہلو میں بیقرار دل اپنا ابھی سے ہے

گھر میں خدا کے وہ بت ترسا بھی آئے گا
رخ عاشقوں کا سوئے کلیسا ابھی سے ہے

ظاہر ہے ابتدا ہی سے انجام کار عشق
عاشق تمہارا خلق میں رسوا ابھی سے ہے

تیرے خرام ناز نے مردے جلا دیئے
ہنگامہ روز حشر کا برپا ابھی سے ہے

گزرے شب وصال ہماری خوشی سے کیا
روز فراق یار کا دھڑکا ابھی سے ہے

کیسی شب فراق کہاں کی امید وصل
پیغام قتل یار نے بھیجا ابھی سے ہے

پہنچے نہیں ہیں بال حسینوں کے تا بدوش
ان عاشقوں کو زلف کا سودا ابھی سے ہے

برپا کریں گے حشر وہ عہد شباب میں
فتنہ خرام ناز میں پیدا ابھی سے ہے

آغاز درد عشق چھپاتے ہو کیا محب
چہرے سے آپ کے یہ ہویدا ابھی سے ہے

رفاہ عام کا ہو کام دل کا مدعا نکلے
زبان خلق سے برسوں صدا ہی مرحبا نکلے

زبان پر ہے حکومت دل پہ کس کا زور چلتا ہے
دل مظلوم سے کس طرح ظالم کو دعا نکلے

عبث تکلیف حورون کے لیے زاہد اُٹھاتے ہین — جو ڈھونڈھین تو بتون کی زیر پا انکا خدا نکلے

دبے ہین خاک مین کتنے حسینان جہان یا رب — ہزارون کاسۂ سر ہر قدم پر زیر پا نکلے

نکالین حوصلے دلکے ملے گر خدمت قومی — بہائین خون ناحق خواہش جور و جفا نکلے

تری تدبیر کیا کیا عقل تیری اور کیا قوت — کوئی بچتا بھی ہے ترکش سے جب تیر قضا نکلے

یہ تسبیح و مصلے چھوڑ دے وہ کام کر جس سے — دل مخلوق سے صدیون ترے حق مین دعا نکلے

بتون کا عشق دل مین اور ہے ذکر خدا لب پر — جو بتخانہ مین دیکھا تو یہ سب پارسا نکلے

جنون پردہ نشینان نہین جاتا دماغون سے — الٰہی اس مرض کی بھی کوئی اچھی دوا نکلے

حجاب ظاہری سے کیا نگاہین پاک ہوتی ہین — دلون مین شرم پیدا ہو جو مصنوعی حیا نکلے

نہ چھوڑا عمر بھر قید جفا سے بدگمان تو نے — ہوئی تفتیش جب قیدی ترے سب بیخطا نکلے

جو پڑھ لکھکر بھی اپنی عورتون کو قید رکھتے ہین — خلف وہ ناخلف نکلے وہ لایق ناسزا نکلے

لڑے ہو دیو سے پردے کی تن پر زخم کھا کھا کر
محب اس جنگ مین تم تو بڑے ہی سورما نکلے

ہم انکا ذکر کیون کر کے انکے یارون مین نکالینگے — زبان کا کام لیکن سب اشارون مین نکالینگے

ہوا نسلون کے باہم میل سے جب حسن خود پیدا — تو پھر داغ نسب کیا ماہ پارون مین نکالینگے

کلام حق جو توریت و زبور انجیل و قران ہین — تو پھر کیا اختلاف و فرق چارون مین نکالینگے

نفاق باہمی اس قوم کا معلوم ہے ہمکو — ہم اپنی جان کے دشمن بھی یارون مین نکالینگے

ہنر اس جنس دائم کا محب سمجھین گے جب عاقل
وہ اپنی عورتون کو خود ہزارون مین نکالینگے

کمسن مین ذوق عشق کا پیدا ابھی سے ہے — رنگ بہار تازہ ہویدا ابھی سے ہے

پردے کا عورتون کو توجہ حیا ابھی سے ہے — جو ہونیوالا ہے وہ ہویدا ابھی سے ہے

بچپن مین لڑکیون کے تو ہین کھیلنے کے دن
پردہ مین بیٹھنے کا تقاضا ابھی سے ہے

لانیکو لب پہ ہم ہین جو پڑے کی سختیان
مجلس مین کچھ فساد سا برپا ابھی سے ہے

کیا کیا خدا ہی جانے اٹھائی ہین ذلتین
ہمدرد قوم خلق مین رسوا ابھی سے ہے

تعلیم و تربیت کا ہے بچون کی کس کو شوق
سہرے کے دیکھنے کی تمنا ابھی سے ہے

ان مجلسون سے کسکو ہے امید اتفاق
کچھ باہمی نفاق سا پیدا ابھی سے ہے

مجنون کو شباب مین دیگا یہ درس عشق
ہر طفل حسن و ناز کا شیدا ابھی سے ہے

چھوڑیگی لیکی جان ہی اب جہل و کاہلی
چہرے سے قوم کے یہ ہویدا ابھی سے ہے

تعلیم قید نفس سے ازاد کیا کرے
سر مین غلام ہونے کا سودا ابھی سے ہے

لاتی ہے رنگ دیکھئے تقلید اور کیا
جلسون مین دور ساغر و مینا ابھی سے ہے

چھوٹین گی قید و بند سے یہ عورتین ضرور
تیرے محب خیال کا چرچا ابھی سے ہے

جانے کا نام منہ سے تیرے نکل نہ جائے
آنکھون سے دیکھ میری چشمہ ابل نہ جائے

ہے دوست وہ ہمارا صحبت ہے دشمنونکی
ڈر ہے مزاج اُسکا ہم سے بدل نہ جائے

دل مین بھڑک رہی ہے کیا آتش محبت
دھڑکا یہی ہے ہر دم یہ گھر بھی جل نہ جائے

تیر نظر تو مارا ابرو کا وار بھی ہو
صیاد صید تیرا گر کر سنبھل نہ جائے

بیمار ہجر تیرا کس کی کرے شکایت
سو بار گر بلائے تو بھی اجل نہ جائے

بدبخت اُس غنی سے بڑھ کر کوئی نہ ہوگا
یورپ کے دیکھنے کو جو آجکل نہ جائے

مجلس مین جاہلون کی کیا ہم زبان کھولین
ڈر ہے یہی کہ باہم تلوار چل نہ جائے

ثابت قدم رہے گا پھر کامیاب ہوگا
ڈر سے تمہارے سائل ٹالی سے ٹل نہ جائے

اس ضعف و لاغری مین کس بل ہی ہین نہ بنیے
ہو جائے راکھ جلکر رسی کا بل نہ جائے

میدان حریت مین آگے قدم نہ رکھنا
بیٹھا ہے منہ کو کھولے اژدر نگل نہ جائے

گرچہ ہے سخت پردہ پھر بھی بڑا یہ ڈر ہے
اوڑ کر قفس سے باہر چڑیا نکل نہ آئے

غفلت میں کیا پڑا ہے کر لے جو کچھ ہے کرنا
سر پر رہے گا کب تک خورشید ڈھل نہ جائے

پہلو میں میرے دل ہے یا طفل ناسمجھ ہے
ہے خوف ان بتوں پر نادان مچل نہ جائے

چل راہ سر جھکا کر پاؤں کو بچا کر
پاؤں کے نیچے تیرے چیونٹی کچل نہ جائے

آتش بیانیاں ہیں تیری محبؔ غضب کی
پتھر کا پھر کلیجا کیونکر پگھل نہ جائے

بوٹے نہیں سیاہ یہ رُخ پر نقاب کے
روشن ہیں آفتاب پہ ٹکڑے سحاب کے

حیرت فزا ہیں رنگ جہانِ خراب کے
ذرّے میں انقلاب ہیں سب آفتاب کے

لاتی ہے ہر زمانہ کے عالم کو اسکے پاس
ممنون اہل علم نہ ہوں کیوں کتاب کے

اسکے کرم کی حد نہ ہمارے گناہ کی
پھر دغدغے فضول ہیں روزِ حساب کے

آتا ہے آپ خود ہی بجھانے کو تشنگی
ہوتے ہیں خوب گرم جو پہلو کباب کے

دندان شکن ہی دونگا نکیرین کو جواب
موقعے ملیں کہیں تو سوال و جواب کے

تجھ سا کریم اور یہ بندوں سے باز و پرس
عادی ہیں سود خوار حساب و کتاب کے

سیر و شکار سے نہ ہوں کیوں لیڈیاں حسین
بڑھتے ہیں دھوپ ہی میں تو پودے گلاب کے

مشکل پڑے تو صبر و تحمل سے کام لے
پڑتے نہیں ہیں راست قدم اضطراب کے

سینہ میں سوز عشق ہے آنکھوں میں اشک گرم
آتش میں پائے جاتے ہیں قطرے بھی آب کے

ملتے ہیں کسکو خبطی و مجنوں کے خطاب
ہوتے ہیں بوالہوس نہیں لائق خطاب کے

نظروں کے سامنے ہی بدلتی ہیں حالتیں
دنیا کے ہست و نیست ہیں دھوکے سراب کے

اے شیخ بعد مرگ وہاں بھی ہے کوئی بات
وعدے بڑے بڑے تو یہاں ہیں ثواب کے

کب کودتے ہیں بل پہ کسی کے زمانہ سنج
پابند شہسوار نہیں ہیں رکاب کے

دنیا میں لطف زیست محبت میں ہے محبؔ

سب ہیچ فائدے ہیں جہان خراب کے

عجب تقریر واعظ ہے کہ ہر عاقل کو سکتا ہے
کسی پاگل کی بڑ ہے یا کوئی ہذیان بکتا ہے

گلا کیا غیر سے اپنے ہی ہوں جب دشمن جانی
سگ دیوانہ گھر والوں ہی پر ہر بار لپکتا ہے

ترے مجنوں کو کیا ہے تیشۂ فرہاد کی حاجت
در و دیوار زنداں سے وہ اپنا سر پٹکتا ہے

جو اصلاح وطن پر اٹھ کے کستا ہے کمر اپنی
وہی نظروں میں نادانوں کی کانٹا سا کھٹکتا ہے

مئے الفت یہ کسکی جوش زن ہے شیشۂ دل میں
کہ ہر دم چشم تر سے اشک کا ساغر چھلکتا ہے

کہاں کی سیر گلشن رشک جنت ہے کھنڈر اپنا
بہار آئی در و دیوار پر سبزہ لہکتا ہے

گل مضموں ہزاروں رنگ کے دل سے نکلتے ہیں
پھڑک جاتے ہیں اہل بزم جب بلبل چہکتا ہے

تری تقریر بھی رندوں کی بڑ سے کم نہیں واعظ
مئے طاہر بہت پی ہے جو تو اتنا بہکتا ہے

ترے بیمار فرقت کا خدا ہی ہے حافظ و ناصر
لگی ہیں چھت سے آنکھیں نبض ساقط اور سکتا ہے

لئے سب عورتوں کے کام بھی ہیں احمق نے
نہیں غیرت کہ عورت جنکی ناک میں ٹلکتا ہے

بلندی پر پہنچکر جو اٹھاتا ہے سر نخوت
زمیں پر مثل ثاقب آسماں اسکو پٹکتا ہے

نہیں ممکن نہ پہنچیں گوشۂ تاریک میں کرنیں
علوم مغربی کا مہر مشرق میں چمکتا ہے

بڑھے ہے کسطرح سے آگے تمدن قوم جاہل کا
کہ اس گاڑی میں ہر ہر گام پر روڑا اٹکتا ہے

کھلے تھے پھول کچھ علم و عمل کے باغ عالم میں
جہاں اپنا نہیں پھولوں کی خوشبو سے مہکتا ہے

کھڑے ہیں ہم ترقی دیکھتے اسطرح غیروں کی
کہ جیسے کوئی حیرت سے کسی کے منہ کو تکتا ہے

نہ دیکھا تھا کبھی یہ انقلاب دہر آنکھوں سے
فلک کو بھی ہماری پستی و نکبت پہ سکتا ہے

ہمارا غنچۂ روزہ ہو پھر نہ پھول اسے گل کہو فانی
صدا اسے ماسوا دنیا ہے جب غنچہ چٹکتا ہے

تب عاشق کی آتش سے عالم کو کیا روشن
فلک پہ مہر ہے یا کوئی انگارا دہکتا ہے

خیال پختہ آسانی سے ڈھل جاتا ہے لفظوں میں
ٹپک پڑتا ہے خود شاخ شجر سے پھل جو پکتا ہے

تمہارے ہجر میں یہ ہے دل بیتاب کی حالت
کہ جیسے کوئی گرفتار قفس ہر دم پھڑکتا ہے

محب راز محبت کا چھپانا ہے بڑی مشکل
مئے الفت ذرا سی پی گے تو اتنا بہکتا ہے

ترے سوا کوئی ہم آشنا نہین رکھتے ۔ شریک عشق کوئی دوسرا نہین رکھتے
خدا کو چھوڑ کے بندون سے حاجتین مانگین ۔ یہ لوگ وہ ہین جو کوئی خدا نہین رکھتے
کہین گے منہ پہ کھری بات شاہ ہو کہ گدا ۔ زبان پہ لفظ درست و بجا نہین رکھتے
جو منہ سے کہتے ہین اسپر عمل بھی کرتے ہین ۔ جرس کی طرح سے خالی صدا نہین رکھتے
دُرِ سخن ہین وہ نایاب ہم گداؤن کے پاس ۔ کہ شاہ بھی یہ دُرِ بے بہا نہین رکھتے
تمہارے حسن کے جلوے ہین چاند سورج مین ۔ وگرنہ خود یہ کوئی بھی ضیا نہین رکھتے
نماز و روزہ و حج و زکات ہیچ ہین سب ۔ جو ہم قناعت و صبر و رضا نہین رکھتے
ہر ایک درد کا دنیا مین ہے علاج مگر ۔ مریض عشق اُمید شفا نہین رکھتے
متاع علم سے ہے جنکے مالدار جہان ۔ وہ گھر مین کچھ بھی بجز بوریا نہین رکھتے
بغیر عشق و محبت نہین ہے لطف حیات ۔ وہ خاک جیتے ہین جو آشنا نہین رکھتے
کیا ہے صبر و قناعت نے ان کو مالامال ۔ غرض کسی سے بھی تیرے گدا نہین رکھتے
خدا کی دین ہے یہ بھی محبت و الفت ۔ وگرنہ شاہ بھی گنج وفا نہین رکھتے
خدا و خلق سے آتی نہین ہے ان کو شرم ۔ جو اپنے آپ سے شرم و حیا نہین رکھتے
قلوب زہد مین کیا عشق یار ہو پیدا ۔ یہ وہ کرے ہین جو آب و ہوا نہین رکھتے
جو عدل دوست سمجھتے ہین ظلم پر دہ ہند ۔ وہ عورتون پہ ستم یہ روا نہین رکھتے
بجا ہے خاک شفا ال رہا ہے آب شفا ۔ یہ اسپتال غلط ہے دوا نہین رکھتے
نہین ہے کام امیرون سے ہم فقیرون کو ۔ خدا نے دی ہے قناعت تو کیا نہین رکھتے
نفاق و بغض حسد کے جو جانتے ہین ضرر ۔ وہ دشمنون کو بھی اپنے خفا نہین رکھتے
ترے سوا نہین دل مین کسی کی گنجایش ۔ ہم اہل قبلہ ہین ہم دو خدا نہین رکھتے

بتون مین زاہدو اسب شان کبریائی ہے — خدا کی طرح سے یہ بھی وفا نہین رکھتے
شب فراق مین مرنے کی آرزو ہے مگر — ہم اپنے بس مین حیات و قضا نہین رکھتے
بغیر علم چمکتے نہین ہین جوہر عقل — وہ سنگ آئینے ہین جو جلا نہین رکھتے

محب خدا سے لگا دل کو ان بتون سے ہٹا
یہ وہ حسین ہین جو مہر و وفا نہین رکھتے

سر جو کاٹا شمع کا ہے کیا خطا گلگیر کی — سرکشی ہے جرم تھی وہ مستحق تعذیر کی
ہاتھ مین انسان کے انسان کی قسمت ہے آہ — ملک کے قانون سے چلتی ہے کچھ تقدیر کی
جانتے تھے جن کو ناممکن وہ ہین اب سہل کام — دیکھ لی آنکھون سے قوت آپ نے تدبیر کی
سب کی نظرون مین ذلیل و خوار ہو جائیگی قوم — تربیت مین عورتون کی اب اگر تاخیر کی
حامیان پردہ کے بھی سخت دل اب نرم ہین — کچھ تو پتھر مین ہماری آہ نے تاثیر کی
قتل انسان سے بھی بڑھ کر جرم ہے قتل خیال — چھینئے ہرگز نہ آزادی کبھی تحریر کی
جو مرید نفس ہو پیری مین بھی مثل جوان — کیا مریدی کیجئے اس بندۂ زر پیر کی
بادشاہون کی حکومت ہے ہمارے جسم پر — اور قائم ہے دلون پر سلطنت تقریر کی
مدرسے بنوا کے قائم ہو بنائے دین حق — کیا ضرورت مقبرون کی آج کل تعمیر کی
قوم وہ لاریب وحشی ہے نہین ہے جسمین قدر — شاعری کی علم موسیقی کی اور تصویر کی
ہے کمان کے سر جھکانے کا کسی پر کچھ اثر — دل مین کرتی ہے جگہ وہ راستی ہے تیر کی
داغ ہوتے ہین نمایان جسقدر بڑھتا ہے ماہ — ہے کمال اوج علامت نقص کے تشہیر کی
ہے زبان کی تیغ مین لاکھون ہی شمشیرون کا کاٹ — جو نہ نکلا سکے ہو وہ قوت مین ہے تقریر کی

رسم پردہ کیا تر ہے ہاتھون وہ توڑی گی محب
ہر کڑی فولاد ہے اس رسم کی زنجیر کی

کون یہ پردے مین ہے کس شوخ کی آواز ہے — جسکی باتون سے عیان حسن و ادا و ناز ہے

روٹھ جاتے ہیں کبھی ملتے ہیں لڑتے ہیں کبھی
ان حسینوں کی محبت کا عجب انداز ہے

کب ہی آزادی غلام نفس کی کیا حقیقت
کون ہے جو آزاد ہے جبکہ دل میں حرص و آز ہے

پھرتے ہیں کوچے کوچے لے کے [illegible] کچھ راستے
نام کو عاشق گدا ہے صبح کو ہزاز ہے

[illegible] کر دیا سوز و گداز
اب تو رگ رگ میں بھرے آواز تار ساز ہے

قوم [illegible] اپنے علم سے
ایک یہ ادنیٰ سا اہل علم کا اعجاز ہے

[illegible] کبھی [illegible] زبان
گو زمانہ آج کل اپنا بڑا غماز ہے

[illegible]
[illegible] دو رخ سے [illegible] تو ہر دم باز ہے

[illegible]
طائر فکر رسا کی بھی عجب پرواز ہے

[illegible] اور طلسم [illegible]
وہ کہاں بغداد و لاہور کہاں شیراز ہے

[illegible] کرنا [illegible] اہل وطن
سارے اخلاق و مذاہب کا یہی اک راز ہے

بات آزادی کی ہے لیکن [illegible]
کیا نکاح کا [illegible] اور کیسا آواز ہے

نادان [illegible] نادان کو ہے فخر و ناز
اور دانا کو فقط علم و ہنر پہ ناز ہے

فائدہ کیا [illegible] ازدواج میں [illegible] وفا
ان نکاحوں سے بہتر ازدواج قاز ہے

ابتدا و انتہا دونوں [illegible] انسانی حالتیں
ورنہ ہے انجام کوئی اور نہ کچھ آغاز ہے

خود بخود دل میں خیال یار آتا ہے مجھے
کنج خلوت میں ہمارا ایک یہ دمساز ہے

کھلے میں پھول گلشن کی ہوا کچھ اور کہتی ہے
گلوں کے کان میں باد صبا کچھ اور کہتی ہے

حقیقت کیا ہے اس عالم کی کچھ کھلتا نہیں یارب
فنا کچھ اور کہتی ہے بقا کچھ اور کہتی ہے

بنا ہیں قہر کی صورت تو کب چھپتی محبت ہے
نگہ کچھ اور کہتی ہے ادا کچھ اور کہتی ہے

نہ گھبرا بلبل نالاں گلوں کی خشکی لب سے
ہوا بدلی ہے ساون کی گھٹا کچھ اور کہتی ہے

نہ جا غیروں کے کہنے پر بغیر تجربہ ہرگز
کبھی اچھوں کو بھی خلق خدا کچھ اور کہتی ہے

بجز صبر و رضا کیا کیجئے اس شوخ کا شکوہ — جفا کچھ اور کہتی ہے وفا کچھ اور کہتی ہے
جہان بدلا نہ بدلے ہم رہے اک حال پر قایم — مگر اب تو زمانہ کی ہوا کچھ اور کہتی ہے
جدھر دیکھو اُدھر ہین علم و فضل و قوم کے چرچے — سماں بدلا ہے مغرب کی ہوا کچھ اور کہتی ہے
ادھر مہر و محبت ہے اودھر قہر و غضب اسکا — جزا کچھ اور کہتی ہے سزا کچھ اور کہتی ہے
ترے بیمار ہجران کی بیان کیا کیجئے حالت — دوا کچھ اور کہتی ہے قضا کچھ اور کہتی ہے
زمانہ نے بہت پیسا فلک نے بھی بہت روندا — دلِ خستہ سے نا امید خدا کچھ اور کہتی ہے

بہت جھاڑین نہ چھوٹے گا غبار راہ دامن سے
محب کی خاک بھی بعد فنا کچھ اور کہتی ہے

عشق کا اُس بت عیار کے دعویٰ کیا ہے — حضرت دل ابھی آفات کو دیکھا کیا ہے
ہے تصور مین وہی دل مین وہی آنکھون مین — اور پھر یار سے ملنے کی تمنا کیا ہے
ہجر مین مرتا ہون پھر وصل مین جی اُٹھتا ہون — موت کا زیست کا اللہ یہ جھگڑا کیا ہے
سجدہ کرتے ہین قدم رکھتا ہے وہ بت جسجا — سجدہ گاہ ہین نہین پھر نقش کف پا کیا ہے
اپنے ہی آپ کے عاشق ہین نہین غیر کوئی — روئے معشوق سے کیا یہ دل شیدا کیا ہے
کون معشوق ہے یہ جلوہ گری ہے کس کی — اتنے اظہار پہ پھر راز کا اخفا کیا ہے
ہجر مین وصل کی امید سے کیون اتنی خوشی — دل ناشاد امیدون کا دلاسا کیا ہے
شادیانے کہین بجتے ہین کہین ہے ماتم — شادی و غم کا یہ دنرات تماشا کیا ہے
جان دین اُس پہ تو ہم ہو وہ فدا غیرون پر — ہے مقدر کا گلا یار کا شکوہ کیا ہے
چھپنا عاشق ہی سے ہے خاص ادا یہ بھی ایک — سامنے سب کے ہین پھر آپ کا پردا کیا ہے
آپ سچے سہی اور میرا گمان بھی بیجا — غیر سے آپکی الفت کا یہ چرچا کیا ہے
دونون عالم مین اگر تو نہین ہر شے مین محیط — پھر یہ الفت تری ہر دل مین خدایا کیا ہے
تیرے وعدے بھی وہ وعدے کہ نہین جنکو قرار — اور پھر زیست کا خود اپنی بھروسا کیا ہے

چشم تر لب پہ فغاں ضعف بدن درد جگر
حال بیمار غم ہجر کا اچھا کیا ہے

تم رقیبوں میں رہو خوش ہمیں مر جانے دو
پرسش حالت بیمار سے کیا ہے

ہم پہ کیا گزری شب ہجر میں کیا تم کو خبر
نیم بسمل کا دم ذبح تڑپنا کیا ہے

عشق بیمار ہیں معشوق مقدم ہے عجب
وصل کا یار پہ ہر بار تقاضا کیا ہے

جس بت کی محبت نے پھرایا ہے خدا سے
کیوں اسکی پرستش نہ کریں صدق و صفا سے

اس بت میں ہے سب شان جمالی و جلالی
سجدہ اسے کرتے ہیں جو واقف ہیں قضا سے

رخسار نہاں درد میں صحت نہیں ہوتی
افزوں ہے مرض اور نہ ہوتا کام دوا سے

وہ لطف نہ ملا درد محبت میں کہ اب تو
ہم ہاتھ اٹھا بیٹھے ہیں تدبیر شفا سے

گھبرا کے جدائی سے کہا کس دن ہو وصل
بولی کہ بچا شب ہجراں کی بلا سے

عالم تہ و بالا ہے رفتار سے مثل
ہنگامہ محشر ہے تری ایک ادا سے

ہر بات نکلتی ہے دل مست میں عشق
ذری ہوش میں ثابت ہوئی گنبد کی صدا سے

جب اسکی جفاؤں میں بھی الطاف و کرم ہیں
خوش کیوں نہ ہوں ہم یار کی ہم جور و جفا سے

آنکھیں تری ملوں سے نہیں خواب میں اتنی
زردی ہے ترے چہرے کی گئی رنگ حنا سے

اتنی ہی تمنا ہے کہ خلوت میں جو پاؤں
آنکھوں کو ملوں آپ کے نازک کف پا سے

کب ہوش رہا یار کو بے پردہ جو دیکھا
اچھا ہے کہ پردہ رہے اس ہوش ربا سے

خود اپنے ارادے پہ بھی قابو نہیں اپنا
جا لگیں جو کہیں اور ہوں نزدیک قضا سے

اس شوخ کی رنجش بھی نہیں پیار سے خالی
دل میں تو ہیں خوش اور بظاہر ہیں خفا سے

اس گل کے پسینے کی تو خوشبو کبھی لاتی
اتنا بھی ہمارا نہ ہوا کام صبا سے

برسوں میں نہ ہوتا وہ کیا عشق نے دم میں
ہم چھوٹ گئے نفس کی سب حرص و ہوا سے

ہے عشق تو مذہب میرا معشوق ہے قبلہ
کیا کام کسی شیخ سے اور راہ نما سے

اپنی کوئی خواہش نہیں جز مرضی دلدار　　پابند مشیت ہیں نہیں کام دعا سے
ہر رنج میں ہے صبر و تحمل سے ہمیں کام　　لڑتے ہی لڑائی نہیں تقدیر و قضا سے

ہے کفر محبت میں محب غیر سے الفت
شرک نہیں رکھوں جو غرض غیر خدا سے

زیست ہر دم قضا سے لڑتی ہے　　شمع روشن ہوا سے لڑتی ہے
کام آتی نہیں وفا اُس وقت　　آنکھ جب بیوفا سے لڑتی ہے
کب شفا کی مریض غم کو اُمید　　جب طبیعت دوا سے لڑتی ہے
دم میں آیا شباب دم میں گیا　　عمر باد صبا سے لڑتی ہے
وار ہوتے ہیں اور سخت کہ جب　　عقل انسان قضا سے لڑتی ہے
ہم لڑاتے نہیں بتوں سے آنکھ　　خود وہ حکم خدا سے لڑتی ہے
دل کے لینے کو چشم معشوق ہے　　آنکھ کس کس ادا سے لڑتی ہے
صبر ہے انتقام سے بہتر　　کیوں طبیعت جفا سے لڑتی ہے
خواب میں اُسکے دیکھ کر تیور　　آنکھ دزد حنا سے لڑتی ہے
تاک میں ہے اُسکے گھر کا نشان　　چشم ہر نقش پا سے لڑتی ہے
مانگئے کیا دعا کہ خود تقدیر　　نا مقدر دعا سے لڑتی ہے
کیا ضرورت ہے ہمکو لڑنے کی　　راستی خود دغا سے لڑتی ہے
جس طبیعت میں فطرتاً ہے فساد　　وہ لڑا نا ہوا سے لڑتی ہے

ہجر میں خواہش وصال حبیب
آرزو کیا قضا سے لڑتی ہے

بس کسی کا اپنے دل پر گر چلے　　کوچۂ الفت کو کترا کر چلے
چشم سے جاری ہیں میرے اشک غم　　خود نکلکر سیپ سے گوہر چلے

ہر قدم پر تیرے گھر کی راہ میں
ٹھوکریں کھاتے ہوئے رہبر چلے

بے محبت کے زمین شعر میں
بے تکے بکتے ہوئے شاعر چلے

رنج و غم سے کیا ملے ہم کو نجات
زخم پھر تازے ہوئے جب بھر چلے

دونوں عالم کے کیئے سیر و سفر
عمر بھر ہم اپنے ہی اندر چلے

آرزو یہہ ہے کہ قاتل بعد قتل
تیرے قدموں سے لپٹ کر سر چلے

بادۂ الفت میں ہے دائم سرور
دم نکلنے تک یہی ساغر چلے

تیرے عاشق کا مکان لاہوت ہے
دونوں عالم سے بھی ہم باہر چلے

عمر کھوئی جمع کرکے مال و زر
جب قضا آئی تو خود بے پر چلے

شکر ہے کام آئی اپنی زیست کچھ
سنگ آزادی نسوان دہر سے چلے

دل کی قوت باطنی بڑھنے لگی
جب حواس ظاہری سب مر چلے

تھا دل اقدس میں اپنا مقام
اس چمن کی سیر کرکے گھر چلے

دونوں عالم کا تماشا ہم میں ہے
دیکھئے کس چیز کو باہر چلے

ہجر میں کیا لطف جینے کا محب
زندگی مر مر کے پوری کر چلے

مری نظر میں ہے قاتل کی ہر ادا اچھی
وفا سے غیر سے بے انتہا جفا اچھی

ہمارے خط وہ رقیبوں کو دیکے کہتے ہیں
خیال خوب ہے طرز بیان ادا اچھی

مریض ہجر کو کیا ہو علاج سے صحت
جو موت آئے تو سمجھو کہ ہے دوا اچھی

نہیں ہے قابل برداشت صحبت بد خلق
بری ہو شکل تو ہو خوئے آشنا اچھی

تری جفاؤں میں لذت ہمیں کو ملتی ہے
یہ دل لگی نہیں غیروں سے دلربا اچھی

بغیر کفر کے اسلام کا وجود کہاں
ہر ایک راہ جہان میں ہے رہنما اچھی

ہمارا خون تمنا گر اس میں شامل ہو
تو پھر کھلے کف پا میں ترے حنا اچھی

بتون مین شان جمالی کہین جلالی ہے
ہر ایک رنگ مین ہے صورت خدا اچھی

بقا ہے نام کا نادان خیال باطل ہے
خودی مٹا کہ یہی سب سے ہے بقا اچھی

کہان نصیب کہ مرنے سے پہلے مر جائین
ہزار عمر سے دم بھر کی یہ فنا اچھی

وہ بے رخی تری گویا کہ آشنا ہی نہ تھا
بری ہے کون سی یہ بھی ہے اک ادا اچھی

بری ہے حرص جو دنیا کے مال و جاہ مین ہو
ترے وصال کی سب حرص سب ہوا اچھی

مصیبتون کو برا جانے ہی سے یہ غم ہے
سمجھ یہ دل مین کہ خواہش سے ہے رضا اچھی

بغیر یار کے کیا اس چمن مین دل خوش ہو
ہزار خوب ہون گل اور ہو ہوا اچھی

پڑا نہین مجھ سے رقیبون سے [illegible] ہے
یہ التفات کے پہلو مین ہے جفا اچھی

اگرچہ تلخ بہت ہے شراب الفت
غم جہان کے لئے ہے یہی دوا اچھی

تمہارا لطف تو ہے خاص و عام سب کے لئے
نہین ہین ایک مگر بخشش و غضب کے لئے

وصال کی دل بیتاب نے بھی خواہش کی
سزا ضرور ہے اس شوخ بے ادب کے لئے

یہ مال و جاہ یہ حور و قصور سب ہین فضول
بس ایک یار کوئی ہو غم و طرب کے لئے

وہی ہے ہستی مطلق مسبب الاسباب
[illegible] سبب کے لئے

جو قہر حق سے دو عالم مین جا بجا ہے نجات
تو آب حلم کا اور کہہ آتش غضب کے لئے

بڑہین جو بخل و دنائت مین غیر فخر ہے کیا
بہادری و سخاوت تو ہے عرب کے لئے

غرور و فخر تو ہے ایک امر شیطانی
یہ جان دیتے ہین پھر کیون حسب نسب کے لئے

ربوبیت سے یہی نیک و بد مین ہو نہ تمیز
خصوصیت نہین ربا کرم مین سب کے لئے

ہزار ہا ترے در تک ہین مختلف راہین
نہین ہے ایک کوئی خاص راہ سب کے لئے

کھچے جو یار تو کیجے خوشامد اس کی محب
یہی ہے ایک دوا رنج بے سبب کے لئے

چھپے پردے مین سب سی رونمائی کی تو ہمنے کی گلون مین رنگ ہوکر دل ربائی کی تو ہمنے کی
پھرے تم ساتھ غیرون کی تو سب کو چھوڑ ہم بیٹھے وفا کی آپ نے اور بے وفائی کی تو ہمنے کی
نہ چھوڑا خانۂ دل مین خیال غیر تک باقی بھرے گھر کی تری خاطر صفائی کی تو ہمنے کی
نہین کرتا ہے قہر و مہر ہم پر بے سبب کوئی برائی کی تو ہمنے کی بھلائی کی تو ہمنے کی
ہمین ہین پردہ دار حضرت حق ظاہر و باطن جو سچ پوچھو تو عالم مین خدائی کی تو ہمنے کی
ہمین ہادی ہمین شیطان ہمین ہین آیۂ رحمت جو بہکایا تو ہمنے رہنمائی کی تو ہمنے کی
امارت اور نکبت حالتین دونون ہماری ہین جو شاہی کی تو ہمنے کی گدائی کی تو ہمنے کی
ہمین مشکل کشا ہین وقت مشکل کام آتے ہین جہان مین ہر زمان حاجت روائی کی تو ہمنے کی
بہت آسان ہے ترغیبون سی بچنا کنج عزلت مین مگر رندی مین زاہد پارسائی کی تو ہمنے کی
قناعت وہ غنا ہے جسکے آگے سلطنت کیا ہے غنی ہوکر ترے در کی گدائی کی تو ہمنے کی
رقیبون کے گلے مین ہاتھ ہین اور ہمسی پردہ ہے بتاؤ تو سہی یہ کج ادائی کی تو ہمنے کی
گلا کیا کیجئے فرقت کی ان کالی بلاؤن کا تری زلف سیہ سے آشنائی کی تو ہمنے کی
ترے در پر بت کافر نہایت خاکساری سے خدا کا گھر سمجھ کر جبہہ سائی کی تو ہمنے کی

ہوا وہ بدگمان اظہار الفت سے محب آخر
محبت مین عبث یہ خود نمائی کی تو ہمنے کی

تجھ سے ملنے کی غرض میری نظر مین اور ہے میری جانب سے گمان کچھ تیری سر مین اور ہے
جو نہ سمجھے تجھ کو وہ تیرے گویا کعبہ کو جاسے چومنا تیرے قدم کو رہ گزر مین اور ہے
خیر و شر دونون ہین اک امر اضافی لازمی فائدہ ہے خیر مین کچھ اور شر مین اور ہے
اختلاف قابلیت ہے وراثت کی خلاف ہے پدر مین اور کچھ لیکن پسر مین اور ہے
تیری الفت غیر کو ہوتی نہ ہوتا تندرست حالت اعضا سے تن درد جگر مین اور ہے
مین بُرا ہوت غیر کی نظرون مین اسکا غم نہین شکر ہے صورت مری اسکی نظر مین اور ہے

وڑا نہین کو ہے جو غیر اللہ سے رکھی ہین کام
لطف عاشق کو ترے خوف و خطر مین اور ہے

مال و دولت جاہ و حشمت مین ہین ناقص طاقتین
زور بازو سے خدا لے بال و پر مین اور ہے

حسن مین ہے دل فریبی چار دن کی شان نہین
دائمی دلبستگی علم و ہنر مین اور ہے

وہ خوشی وصل وہ رنج جدائی الحذر
شام کو تھا کچھ سمان لیکن سحر مین اور ہے

دید کے قابل ہے وہ عالم جو اپنے دل مین ہے
کچھ سیاحت کا مزا اس بحر و بر مین اور ہے

میرے رونے سے ہوئی تازہ دل پژمردگان
اور ہے باران مین قوت چشم تر مین اور ہے

اس سراپا حسن کے اعضا ہین سانچے مین ڈھلے
کچھ تناسب اعتدال اسکی کمر مین اور ہے

وصل کے وعدہ سے کر دیتے ہین دل کو خوش کبھی
نامہ بر تاثیر اس جھوٹی خبر مین اور ہے

یون تو ہر شے دم بدم تسبیح کرتی ہی مگر
قابلیت حمد باری کی بشر مین اور ہے

مین ہون بیمار محبت مرگ ہے میری دوا
سم بظاہر تلخ ہے لیکن اثر مین اور ہے

ہے دوئی مین شرک واعظ توبہ کر اسلام لا
عرش پر ہے وہ تو کیا دیوار و در مین اور ہے

حشر مین ملنے کی وعدہ پر ہے مرنے کی خوشی
ایک یہ باقی خیال خام سر مین اور ہے

جو ترے پہلو مین ہے اس دل مین بھی ہے اک رقیب
ہو بہو ایسی ہی صورت میری گھر مین اور ہے

جان جاتی ہے محبت مین تو غم کیا ہے محب
نفع ہم کو سو طرح کا اس ضرر مین اور ہے

تمہاری یاد ہی مین دم نکل جائے عجب کیا ہے
مریض ہجر کی حالت سنبھل جائے عجب کیا ہے

قرار آتا ہے دل کو ہجر مین تیرے تصور سے
تری تصویر ہی سے دل بہل جائے عجب کیا ہے

دل بیتاب سے جھوٹے ہی وعدہ مین ہے کیا نقصان
تمہارے دم دلاسے سے سنبھل جائے عجب کیا ہے

جسے دیکھو تمہاری ہو بہو صورت کا ہے عاشق
ہمارا بھی دل نادان مچل جائے عجب کیا ہے

عجب تاثیر ہے نظرون مین تیری اے بت پرفن
دل فولاد بھی دم مین پگھل جائے عجب کیا ہے

شب ہجران کی وہ کالی بھیانک شکل وہ رنگت
دل رستم بھی دہشت سے دہل جائے عجب کیا ہے

کہان تک دیکھیے تسکین قرار آتا نہین دل کو / تڑپ کر جان سینہ سے نکل جاے عجب کیا ہے
خوشی وصل سے جب اس دل وہ مین جان آئی / غم ہجران سے گر صورت بدلجائی عجب کیا ہے
ذرا دیکھو ڈبویا شہر کو سیلاب موسی نے / مری آنکھون کا چشمہ گر ابل جائی عجب کیا ہے
حرارت عشق کی اس آگ سے سو چند ہی بڑھ کر / دل عاشق تپ ہجران سی جلجائی عجب کیا ہے
محبت سے دل وحشی بھی دم مین رام ہوتی ہین / ہمارا سحر الفت تجھ پہ چلجائی عجب کیا ہے

محبت مین محب سے حضرت محبوب بنتے ہین
تری زلف سیہ کا ہم سے بل جائی عجب کیا ہے

کیا مزا ہستی کا تھا جب آپ تنہائی مین تھے / ہم نہ تھے تو آپ بھی گمنام دانائی مین تھے
ہم مکان غیر کے ہوتے تھے صدقے بار بار / تم جہان مشغول شب کو محفل آرائی مین تھے
حشر کے دن سبکو فکرین اپنی بخشائش کی تھین / عاشقان روے جانان بادہ پیمائی مین تھے
لاکھ سر مارا حقیقت کو نہ پہنچے فلسفی / دوربین و خوردبین کی نقص بینائی مین تھے
تھی جدائی مین کسی پردہ نشین کی بیقرار / میری ہی نالون کی سب انداز شہنائی مین تھے
تو جدھر بن ٹھن کی نکلا قتل لاکھون ہو گئے / حشر کی فتنے تری ہر طرز زیبائی مین تھے
مین برنگ آئینہ تکتا رہا صورت مگر / آپ خلوت مین بھی اپنی محو رعنائی مین تھے
انقلاب دھر کو دیکھا تو یہ ہم پر کھلا / رنگ کچھ تیری ادا کے چرخ مینائی مین تھے
کوہکن - فرہاد و مجنون کا مین وارث کیون نہ ہون / عشق کی اسباب سب جاگیر آبائی مین تھے

تھا ادب مانع جو کہتے درد دل ان سے محب
بارہا خوش قسمتی سے پاس تنہائی مین تھے

بیٹھے ہین ترک عالم امکان کئے ہوئے / دل مین خیال صورت جانان کئے ہوئے
جاتے ہین آج منزل ہستی سے گور مین / دل مین ہزار وصل کے ارمان کئے ہوئے
بیٹھے ہین رخ دکھا کے وہ پردے کی آڑ مین / عالم کو مثل آئینہ حیران کئے ہوئے

کل پوچھتے نہ تھے جسے مرنے پہ اُسکے آج — بیٹھے ہین رُخ پہ بال پریشان کیے ہوے
تجھ سا ملا نہ ایک بھی گل باغ دہر مین — بیٹھے ہین ہمتو سیر گلستان کیے ہوے
وقت انیس دل سے وہ نکلے گا کسطرح — گذری ہے عمر یار کو مہمان کیے ہوے
جاتے ہین پاس غیر کے کس اضطراب سے — میری طرف ہی منہ پہ وہ دامان کیے ہوے
جاتا ہے کسطرف کو وہ مست خرام ناز — آبادیون کو دشت و بیابان کیے ہوے
ہم بھی تو یاد وصل دلاتے رہین کبھی — مدت ہوئی ہے یار کو پیمان کیے ہوے
محروم آپ کیجیے مایوس کیجیے — جاتے نہین ہین وصل کی ارمان کیے ہوے
بزم رقیب مین وہ بلاتے ہین مجھ کو آج — بیٹھے ہین میرے قتل کا سامان کیے ہوے

جاتے ہین دیر و کعبہ مین ہم محب
دل مین خیال یار کو پنہان کیے ہوے

ملتے نہین کہہ دیتے ہین اب کام بہت ہے — ہان سلسلۂ نامہ و پیغام بہت ہے
پہنچے جو قریب اُسکے وہ جانے تپش مہر — رخسار کا جلوہ بھی تہ بام بہت ہے
دیدار کی خواہش سے تڑپتے رہے برسون — چھوڑی یہ تمنا تو اب آرام بہت ہے
تھی وصل کی امید تو تھا جوش غزل مین — ہر کام مین پست اب دل ناکام بہت ہے
بس ہاتھ سے اُس ساقی مہوش کی شب ماہ — تھوڑی سی مجھے درد تہ جام بہت ہے
بوڑھے ہون جوانون پہ جو عاشق تو عجب کیا — پیری مین یہ سچ ہے طمع خام بہت ہے
ہو نفس جو آزاد تو خطرے ہین ہزارون — آرام کو پوچھو تو تہ دام بہت ہے
سمجھے تھے ترے عشق کو آسان غلط تھا — ہم کو تو اب اندیشۂ انجام بہت ہے
حیوان قناعت سے ہین چھٹے فکر جہان سے — انسانون کو فکر سحر و شام بہت ہے
بدنامی و شہرت ہین اُسی ایک کی شانین — سمجھو نہ بُرا اُسکو جو بدنام بہت ہے

کیا رشک محب غیر کو جتنی وہ پلائے

ہم کو بھی عنایت ہو تو اک جام بہت ہے

حالت بُری ہے اب تو دلِ ناصبور کی
مر جائیں گے یہی ہے جو مرضی حضور کی

جُز حق نہیں ہے اور کوئی اس جہان میں
آئی یہ میرے کان میں آواز صور کی

اس شعلہ رو کے عشق میں جب سے جلا ہوں میں
دل میں جو دیکھتا ہوں تجلی ہے طور کی

آتیں کہاں عدم سے جہان میں یہ صورتیں
ہوتی اگر نہ یار کو خواہش ظہور کی

چکوا مرے تو زیست ہے چکوی کی بھی محال
انسان میں کہاں ہے محبت طیور کی

الفت وہی ہے جسمیں کہ دو دل ہوں مل کے ایک
جسموں کی میل جول سے نسبت ہے دور کی

بزمِ رقیب میں جو گیا دیکھتا ہوں کیا
پردے میں ایک شکل سراپا ہے نور کی

نکلے کبھی تو حسرت پابوسیٔ رکاب
آجائے میرے گھر میں سواری حضور کی

کیوں دل تڑپ رہا ہے میرا آج بے سبب
بھولے ہیں یاد آپ نے میری ضرور کی

معیار حسن ایک نہیں ہے نظر میں فرق
دل جس پہ ہو فدا وہی صورت ہے حور کی

تھا وعدۂ وصال بھی اک دل لگی محب
آئیگا وہ سمجھ میں کسی ذی شعور کی

دمِ آخر ہی جو صورت کا نظارا کرتے
صحبت حور نہ جنت میں گوارا کرتے

کشتۂ چشم سے منہ پھیر کے وہ جاتے ہیں
اس طرف بھی نگہ ناز خدارا کرتے

بوسۂ پاے حنائی بھی جو لیتا تو رقیب
تیرے قدموں پہ وہیں خون ہمارا کرتے

خاطرِ غیر سے محفل میں نہ دی راہ مجھے
کچھ تو دیرینہ محبت کا مدارا کرتے

جانتے گر کہ نکل جائے گی اسکی الفت
تجھکو ہم او دل ناشاد نہ پیارا کرتے

تمکو زیبا تھا کیا راز ہمارا افشا
شکوہ ہم غیر سے کسطرح تمہارا کرتے

آپ دیتے تو ہیں یہ حکم قناعت کا ہمیں
ایک بوسہ ہی جو ملتا تو گوارا کرتے

خواہش وصل کو چھوڑا جو خفا آپ ہوئے
خاطر یار سے مرنا بھی گوارا کرتے

جانتے پہلے ہی گر آخر کار الفت
تجھ سے ہم او بت عیار کنارا کرتے

تیری صورت کو ترستی ہیں ہماری آنکھیں
تو جو آتا تو کبھی ہم بھی نظارا کرتے

نزع میں چھوڑ کے جاتے ہیں محب کو اپنے
کچھ علاجِ دلِ بیمار خدارا کرتے

دل آپ پہ آیا یہ بڑی اُس کی خطا ہے
جو چاہو کرو ظلم یہی اُسکی سزا ہے

پھرتا ہی نہیں اُس بت کافر سے مرا دل
بت خانہ کی جانب ہی رخ قبلہ نما ہے

وہ دل میں مرے بیٹھ کے کرتا ہے یہ باتیں
جو شعر نکلتا ہے وہ گنبد کی صدا ہے

ملتی ہے کہاں نفس پرستوں کو یہ دولت
سمجھے ہیں محبت جسے وہ حرص و ہوا ہے

فتنے دم رفتار ہر ایک گام سے اُٹھیں
برپا ہو قیامت وہ تری ایک ادا ہے

ہے عشق اگر غیر سے اُسکو تو مبارک
کیوں عاشق بیچارہ سے ناحق وہ خفا ہے

غیروں پہ یہ الطاف یہ شفقت یہ عنایت
ہر آن مگر ہم پہ نئی ایک جفا ہے

عاشق ہیں صنم پر نہ کسی حور و پری پر
معشوق ہمارا تو وہی ایک خدا ہے

معشوق کا لب پر بھی نہ آئے کبھی شکوہ
جو چاہے کرے ظلم وہ عاشق یہ روا ہے

جی بھر کے کریں آپ جفائیں نہیں شکوہ
دل آپ پہ آیا تو یہی اسکی سزا ہے

ہے عشق ہو اللہ نہ چھوڑو محب اسکو
پردے میں چھپا اس بت کافر کے خدا ہے

ترے عشق کی آگ دل میں نہاں ہے
مری آہ کے ساتھ اُٹھتا دھواں ہے

تصور میں رہتا ہے تو میرے ہر دم
دل عاشقِ زار تیرا مکاں ہے

دلی دوست تھا ایک وہ بھی تو بگڑا
مخالف مرا اب تو سارا جہاں ہے

جو کچھ کام یاروں کے آئے تو لیں
نہیں پاس دولت مگر ایک جاں ہے

غلامی کریں گے تری بے غرض ہم
ہماری محبت کا اب امتحاں ہے

رقیبون سے ملتے ہی ہم سے ہی نفرت — ہماری محبت کا دعوے کہان ہے
بڑھاپا جوانی سمجھ اہل دل کا — خمیدہ ہو جتنی کڑی وہ کمان ہے
چھپائے سے چھپتی ہی الفت کہین بھی — بھڑکنے سے شعلہ کے پہلے دھوان ہے
زبان پر نہ آئے کبھی نام الفت — کہ ہے گنج محفوظ جب تک نہان ہے
یہان تک بڑھا فکر خاموش ہو کر — نہ معلوم ہو تیرے منہ مین زبان ہے
چھٹے خواہشون سے تو ہے راحت دل — در خلد و دوزخ ہمارا دہان ہے
نہین عشق وہ تو ہے خواہش پرستی — کہ کوئی غرض جسکے اندر نہان ہے
عبادت بھی ہوتی ہے وہ بت پرستی — ہماری غرض کوئی گر درمیان ہے

وہ پھر جائے مجھ سے محب کچھ نہین غم
نہ چھوڑین گے الفت کو جب تک یہ جان ہے

پھر آج مہربان غریبون پہ یار ہے — قہر و عتاب کا بھی توکل انتظار ہے
پھر دیجیے شراب محبت کا ایک جام — جاتا رہے گا آپ کو جو کچھ خمار ہے
آتی نہین ہے عاشق شیدا کو فربہی — پہلو مین گل کے بھی وہی خشکی خار ہے
قسمت ہے اپنی اپنی نہین یار کا گلا — کوئی ہے زیر پا کوئی گردن کا ہار ہے
اس زخم کا علاج ہی ممکن نہین مسیح — تیر نگاہ یار کلیجے کے پار ہے
آسان نہین ہے عشق کی منزل خدا بچائے — ہر ہر قدم پہ خون ہے سولی ہے دار ہے
دانے کو چگ کے بھاگتے ہین وحشیان دشت — قسمت سے کوئی دام مین آتا شکار ہے
ہم کو بھی باغ حسن سے کچھ دیجیے ثمر — یہ اور چند روز کی فصل بہار ہے
اس شعلہ رو کے جذب کا بیشک ہی کچھ اثر — سیماب کی طرح سے جو دل بیقرار ہے
وعدہ تھا پانچ لحظے مین آئین گے پھر کے ہم — چھ ماہ گزرے اور وہی انتظار ہے

کس سے کہین جو دل پہ گزرتا ہے ہجر مین

کوئی محب ہے اور نہ کوئی غمگسار ہے

پارس ہے وہ جو عاشق شیدا کہین جسے
کچھ ہے وہی عوام نہ اچھا کہین جسے

دل آئے جس پہ لاکھ بُرا ہو تو خوب ہے
اچھا وہی ہے آپ بھی اچھا کہین جسے

ممکن نہین کہ عشق ترا دل سے دور ہو
لاؤن کہان سے اور کہ تجھسا کہین جسے

دی جان جس پہ ہم نے رہا غیر ہی وہ حیف
ایسا ملا نہ ایک بھی اپنا کہین جسے

آباد آرزو و تمنا سے ہے جو دل
اتنا تو ہو خراب کہ صحرا کہین جسے

دے سب بے حساب اور نہ رکھ صلہ کی امید
مرد کریم وہ ہے کہ دریا کہین جسے

دل صاف کر کہ جس مین نظر آئے ہر جہان
صوفی نہ بن کہ لوگ تماشا کہین جسے

اک آرزوے وصل تھی وہ بھی تو مٹ گئی
اب کیا رہا ہے دل مین تمنا کہین جسے

تو ہر جگہ ہے دیر و حرم ہو کہ بت کدہ
وہ کون سا مکان ہے نہ کعبہ کہین جسے

کیا جانے کس سے فائدہ ہو کس سے ہو ضرر
قائل وہی نہ ہو کہ مسیحا کہین جسے

سب سے بُرا ہون آپ کا لیکن محب تو ہون
وہ سگ بھی خوب ہے کہ تمہارا کہین جسے

ہر ایک بات مین اسکی ادا نکلتی ہے
وفا جفا مین جفا مین وفا نکلتی ہے

مرض بھی خوب ہے کرتا ہے روح کو یہ پاک
ہر ایک درد مین دل کی دوا نکلتی ہے

تمہارا عشق مرے دل سے جائے یہ ہی محال
نکالنے سے کہین بھی ہوا نکلتی ہے

ہوئی جو زیست کی خواہش تو ہو گئے پیدا
جو چاہین مرگ ہمین مین قضا نکلتی ہے

مین ایک نے ہون نہین مجھ مین تو کوئی آواز
جو میرے دل مین ہے اسکی صدا نکلتی ہے

یہ ایک دم کی تو صحبت کی دیکھئے تاثیر
چمن سے عطر مین ڈوبی صبا نکلتی ہے

وہ کعبہ مین ہے کہان بتکدہ مین ہے جو بات
بتون کے منہ سے صدائے خدا نکلتی ہے

یہ مہربانیان عاشق پہ رنگ لائین گی
تمہارے مہر مین بوے جفا نکلتی ہے

لگے وہ پاؤن مین تیرے کبھی تو پیس پیس کر
اس آرزو مین زمین سے حنا نکلتی ہے

سمجھ مین آیا نہ اب تک مزاج یار ہے کیا
کہ بے وفائی مین بوئے وفا نکلتی ہے

محب جو بیٹھ تو صحبت مین اہل دل کی بیٹھ
مثالِ شمس دلون سے ضیا نکلتی ہے

شب تاریک تنہائی ہے ہم ہین یاد جانان ہے
یہ وہ خلوت ہی جس پر بزم شاہانہ بھی قربان ہے

بہت مشکل ہی راہ عشق مین ثابت قدم رہنا
زبان سے عاشقی کا نام لے لینا تو آسان ہے

بہشت و دوزخ و کرسی و عرش و لوح و حشر و نشر
ہی عالم مین یہ سب کچھ ہے تری نظرون سی پنہان ہے

خوشی ہے پیش خیمہ رنج کا اس باغ ہستی مین
کوئی دم مین ہے زیر خاک وہ گل جو کہ خندان ہے

نہین گر دل کو راحت مال و دولت سے تو کیا حاصل
زر و گوہر ہین پتھر منزل راحت بھی زندان ہے

نکالون تو نکل جائے گا دل بھی ساتھ سینہ سے
ترے تیر نگہ کا جو کے بیٹھا دل مین پیکان ہے

وصال یار ناممکن ہے دنیا مین مگر پھر بھی
تعجب ہے کہ کیون اس دلمین ناممکن کا ارمان ہے

نہین سب خواہشین دنیا کی باقی نام ہے اس کا
مرا دل شکر ہے اللہ ہو کا ایک میدان ہے

نہین لائق مین اسکی صحبتون کے کیا گلا اس کا
جو مل جائے کبھی وہ مجھسے یہ بھی اسکا احسان ہے

ملک ہو آدمی ہو دیو ہو یا دل ہی اپنا ہو
جو دے ترغیب فعل بد کی انسانکو وہ شیطان ہے

محب کو قتل کر کے وہ نکل جائے نہین ممکن
کہ دست کشتۂ بیداد مین قاتل کا دامان ہے

خاکساری سے محب اب خاک پا ہو جایئے
سرمۂ اہل نظر یا کیمیا ہو جایئے

پائے بوسی کی ہوس مین خاک پا ہو جایئے
خون کر کے دل کو غم سے یا حنا ہو جایئے

کشتگان عشق پاتے ہین حیات لازوال
ہے بقا کی گر تمنا تو فنا ہو جایئے

آپکے آنے سے آ جاتی ہے پھر قالب مین جان
پھر کے گھر سے غیر کی یان بھی ذرا ہو جایئے

خو جفا کرنے کی پڑ جائیگی کیجے ہم پہ ظلم
آپ تھے اہل وفا اہل جفا ہو جایئے

مٹ گئی جب یہ خودی ہر بات حق کی بات ہے
عالمِ ہستی مین گنبد کی صدا ہو جائیے

آپ کے حق مین جو بہتر ہے کہونگا مین وہی
میری باتون سے جو ہوتے ہو خفا ہو جائیے

نامِ آزادی نہ لیجے خواہشین مین گر قوی
نفس کے پنجے سے تو پہلے رہا ہو جائیے

اس بتِ رعنا کی پابوسی کی خواہش ہے اگر
ہجر کے صدمون سے پس کر حنا ہو جائیے

اہلِ دنیا مائلِ پستی ہین اہلِ دل باوج
ہمتِ عالی اگر کچھ ہے خدا ہو جائیے

صحبتِ اہلِ دغا سے کنجِ عزلت خوب ہے
خود غرض لوگون سے بہتر ہے جدا ہو جائیے

جس جگہ غصہ کی آتش شعلہ زن ہو پھر وہان
یا تو رہیے خاک ہو کر یا ہوا ہو جائیے

زندگی بے یار بدتر موت سے ہے اب محب
قیدِ ہستی ہی سے بہتر ہے رہا ہو جائیے

فرقت نصیب کو نہین مرنے سے باک ہے
پہلو مین دل نہین ہے تو جینے پہ خاک ہے

غفلت کو مار تا کہ نہ دیکھے خدا کا قہر
وہ موردِ عتاب ہے جو خشمناک ہے

خوف و رجا اسی سے ہے دنیا سے ہے غلط
ڈرتا اگر خدا سے ہے پھر کس سے باک ہے

اندر ہے زہر اور بظاہر ہے خوشنما
یہ اژدہائے نفس بڑا خوفناک ہے

روزِ ازل سے تا بہ ابد سب ہے آئینہ
دل آئینہ کی طرح اگر صاف پاک ہے

آتے ہین عرش سے مجھے اخبار و واقعات
قائم ہر ایک عالمِ بالا پہ ڈاک ہے

کر خواہشون کو ترک کہ ہو رنج سے نجات
لذت مین نفس کے جو پڑا وہ ہلاک ہے

کس کو خوشی ہے باغِ جہان مین بغیر رنج
دستِ خزان سے گل کا گریبان بھی چاک ہے

تن پروری کا دیکھ تو انجام بعد مرگ
کچھ تو سمجھ کہ جسم ترا مشتِ خاک ہے

قائم ہے روح اس کی تو پروا ہی کچھ نہین
محوِ خیالِ جسم ہے جو مشتِ خاک ہے

اہلِ غرض کا عشق بھی ہوتا ہے کچھ محب
الفت ہے وہ جو نفس کی خواہش سے پاک ہے

خواب مین طالعِ بیدار جگاتا ہی مجھے ‏ ‏ ‏ دل مین عکسِ رخِ جانان نظر آتا ہی مجھے
ہجر مین نیند جو آتی ہے تو ہوتا ہی وصال ‏ ‏ ‏ وصل دائم کا مزہ ہجر چکھاتا ہے مجھے
دردِ دل ہو تو ہر اک درد کا ہوتا ہے اثر ‏ ‏ ‏ غیر کے ہجر کا صدمہ بھی رلاتا ہی مجھے
کیا کہون شوخیان اُس شوخ کی حد سی گذرین ‏ ‏ ‏ جی مین آتا ہے جو کچھ وہ کہے جاتا ہی مجھے
دوست بنتا ہے کبھی اور کبھی بیگانہ ‏ ‏ ‏ ان اداؤن سے وہ دیوانہ بناتا ہی مجھے
تیری صورت کے تصور مین ہی کیا راحتِ دل ‏ ‏ ‏ جنگِ ہستی مین شب و روز سلاتا ہی مجھے
پائے بوسی ہی کا ہے شوق کہ ہم رنگ حنا ‏ ‏ ‏ سیکڑون بار زمین سے جو اُگاتا ہے مجھے
تنِ بے جان کو نہین حاجتِ تابوت و لحد ‏ ‏ ‏ چشمِ پُر آب کا سیلاب بہاتا ہے مجھے
اس خرابی سے بھی چونکا نہ دلِ خانہ خراب ‏ ‏ ‏ کوچۂ یار مین پھر یہ لیئے جاتا ہے مجھے
بزمِ اغیار مین وہ چہچہے کرتے ہین وہان ‏ ‏ ‏ اور فرقت مین یہان غش پہ غش آتا ہی مجھے
تم جوان اور کہن سال عدو کا پہلو ‏ ‏ ‏ یہ سمان بھی فلکِ پیر دکھاتا ہے مجھے
کرکے ظاہر زرہِ لطف و کرم عشقِ رقیب ‏ ‏ ‏ آتشِ رشک سے دن رات جلاتا ہی مجھے

وہ ستمگر کبھی خلوت مین جو ہوتا ہے مصاحب
قصۂ عاشقیِ غیر سناتا ہے مجھے

الٰہی بیقراری جائے کیونکر دل سے غم نکلے ‏ ‏ ‏ یہی بہتر ہے سینہ سے شبِ فرقت مین دم نکلے
اثر ہوتا نہین دل پر زبان سے کچھ کہے کوئی ‏ ‏ ‏ ہوا جن کا اثر دل پر وہ دعوے جھوٹ کر نکلے
وہی کعبہ مین ہے زاہد جو بت خانہ مین بجتا ہے ‏ ‏ ‏ دوئی جب اٹھ گئی تو ایک سب دیر و حرم نکلے
ہمارے دل ہی کا پرتو ہے یہ عالم سمجھ زاہد ‏ ‏ ‏ ہمین سے مہر و ماہ و کوکب و لوح و قلم نکلے
نہین گر ابتدا اپنی تو پھر کیا انتہا ہوگی ‏ ‏ ‏ کیا جب غور بے معنی یہ موجود و عدم نکلے
جنھین سمجھے تھے ہم ظلم و ستم اس دارِ فانی مین ‏ ‏ ‏ کیا جب غور وہ بھی آپ کے رحم و کرم نکلے
کہان تک دردِ دل سے مرغِ بسمل کی طرح تڑپون ‏ ‏ ‏ شبِ فرقت مین نیند آجائے سینہ سے جو دم نکلے

سمجھے تھے جنھیں دل کی تسلی واہ ری قسمت
فلک سے بھی وہ بڑھ کر بانیِ جور و ستم نکلے

تماشا ہر دو عالم کا دلِ صد چاک میں دیکھا
ہمارے ایک سینہ میں ہزاروں جامِ جم نکلے

رہِ اسلام ہی ہے اک خدا تک راستہ سیدھا
مگر اس کے سوا سب راستوں میں پیچ و خم نکلے

محب صابر وہی ہے جو بلاؤں میں مصائب میں
بہت سختی سہے حرفِ شکایت منہ سے کم نکلے

اب آپ سے ظاہر کبھی الفت نہ کریں گے
دردِ غمِ پنہاں کی شکایت نہ کریں گے

عاشق ہی سے چھپتے ہیں بگڑتے بھی ہیں ہم میں
اپنی وہ کبھی ترک یہ عادت نہ کریں گے

جز آپ کے ہے کفر مجھے اور سے الفت
کیا آپ بھی غیروں سے محبت نہ کریں گے

آئیں گے سرِ حشر تو کیا اپنی ادا سے
برپا وہ قیامت میں قیامت نہ کریں گے

دیتے ہیں وہ غیروں کو جو دینے کے ہیں لائق
بوسہ بھی کبھی ہم کو عنایت نہ کریں گے

اے بت تری الفت ہی سے پہنچے ہیں خدا تک
ہم شیخ سے ظاہر یہ کرامت نہ کریں گے

جس بات کو لوگ کہا وہ ہمیں میں نظر آئی
ہم اب سے کسی کو بھی ملامت نہ کریں گے

حوروں کی تمنا ہے نہ میووں کی ہے خواہش
ہم خوک کی اور سگ کی عبادت نہ کریں گے

ان نفس پرستوں کی یہ شہوات ہی رب ہیں
حق بھی جو کہے ترک یہ شہوت نہ کریں گے

راحت ہے محبت میں عداوت میں ہے کلفت
ہم دشمنِ جاں سے بھی عداوت نہ کریں گے

مر جائیں گے چپ چاپ محب ہجر میں لیکن
غیروں سے مسیحا کی شکایت نہ کریں گے

کہاں جہان میں ہے جانباز آشنا کوئی
نہیں ہے دوست بجز تیری ای خدا کوئی

کسی کا دوست کوئی ہے نہ آشنا کوئی
غرض کا یار کوئی ہے تو آشنا کوئی

ملا ہمیں تو ہے جانباز آشنا کوئی
ہزار شکر کہ ہے یارِ باوفا کوئی

یہ دردِ دل نہیں جانے کا ان دواؤں سے
بجز وصال کے اس کی نہیں دوا کوئی

اُٹھا دیا ہے مجھے در سے جو نامِ وصل لیا
ملی رقیب کو لیکن نہین سزا کوئی

جفائے یار مین پاتے ہین لطف و مہر و وفا
اثر ہی دل پہ نہین لاکھ ہو خفا کوئی

رقیب ڈھونڈھتا پھرتا ہے تجھکو راہون مین
کہین تو دیکھی ہے اُس نے تری ادا کوئی

جو خواب مین بھی نہ چومے ترے قدم اکبرؔ
تو دیکھ سکتا ہے پابوسیٔ حنا کوئی

ہزار دل کو پھرایا مگر نہ تجھ سے پھرا
تو ہی بتا کہ ہے اس مین مری خطا کوئی

شبِ وصال بھی پردہ ہے واہ ری قسمت
اب اس سے بڑھ کے جہان مین نہین جفا کوئی

غمِ فراق زمانہ سے کم نہین ہوتا
بلا ہے ہجر سے بڑھکر نہین بلا کوئی

بری ہو ابھی عدالت سے گر کوئی مجرم
تو مل ہی جاتی ہے دنیا ہی مین سزا کوئی

نہین ہے صبر بلاؤن پر اس جہان کی اگر
تو ڈھونڈھ لے نئی دنیا نیا خدا کوئی

عبودیت مین ہے معبودیت نہان در اصل
برائے نام ہے بندہ کوئی خدا کوئی

جو آئے قید مین زاہد وہ کیونکہ مطلق ہو
ہمین سا عرش پہ ہوگا ترا خدا کوئی

محب وہی ہے جو الفت مین تیری مٹ جائے
غرض کا اپنی تو ہر جا ہے آشنا کوئی۔

اُس بت مین عجب شان دکھائی ہے خدا نے
دل لے لیا زاہد کا بھی نقشِ کفِ پا نے

دیدار کی حسرت بھی نکلنے نہین دیتا
بے رحم کے بس مین مجھے ڈالا ہی خدا نے

تھا پاس مسیحا کے مرے درد کا درمان
ناحق مجھے مارا ہے طبیبون نے دوا نے

مجھکو یہ تمنا تھی کہ چومون ترے تلوے
آنکھون سے مری خون رُلایا ہے حنا نے

ملتے تو ہین لیکن نہین صورت وہ دکھاتے
انداز نیا خوب سکھایا ہے حیا نے

بوسہ ترے تلوے کا جو مانگا تو خطا کی
اب بحرِ ندامت مین ڈبویا ہے خطا نے

مرتا ہے کوئی چشم پہ قد پر کوئی رُخ پر
کس کس کو کیا ذبح ترے حسن و ادا نے

تو سیر کو نکلا بھی تو منھ ہم سے چھپا کر
چومے گلِ رخسار ترے بادِ صبا نے

تھا روز ازل ہی مین معین جو ترا عشق — پہنچا دیا تجھ تک مجھے دنیا مین قضا نے

گستاخیِ دل کی مجھے دیتے ہین سزائین — مانگا تھا جو بوسہ کبھی اِس شوخ گدا نے

محبوب کی ہستی ہی سے ہستی ہے محب کی
باقی ہی رہا وہ جو کیا نیست فنا نے

یا جفا یا وفا کرے کوئی — دل کو کیونکر جدا کرے کوئی
تلخ باتین بھی اس کی شیرین ہین — پھر مجھے کیا خفا کرے کوئی
ہم نہ چونکین گے خواب غفلت سے — حشر سر پر بپا کرے کوئی
چھوڑ دے احتیاج خود اپنی — کس کی حاجت روا کرے کوئی
خیر کرنے سے کام ہے ہمکو — دوست دشمن ہوا کرے کوئی
مرض عشق جا نہین سکتا — عمر بھر گر دوا کرے کوئی
عقل اس کے دماغ ہی مین نہین — جان کر گر خطا کرے کوئی
ہم تو سجدے مین پیش بت ہین مدام — جا کے مسجد مین کیا کرے کوئی
اپنی بیتی پرائے قصون مین — اُن سے کب تک کہا کرے کوئی
دامن یار چھوٹتا ہے کہین — لاکھ اُس کو خفا کرے کوئی

درد ہی دل مین جب نہین ہے محب
اس سے کیا التجا کرے کوئی

گذری یہ عمر حد بھی کوئی انتظار کی — صورت خدا دکھائے تو دیکھین گے یار کی
وعدہ کیا تھا جس نے کہ آئین گے پھر کر ہم — ہم دیکھتے ہین راہ اُسی شہسوار کی
منظور تھا کہ عشق کا کچھ کھیل کھیلئے — میری اور اُس کی شکل یہان اختیار کی
ہم مٹ گئے جہان بھی مٹا حشر ہو گیا — پروا ہی اب نہین ہمین روزِ شمار کی
عاشق ہین ہم تو ایک اُسی یار غار کے — بارہ کی پانچ کی نہ محبت ہے چار کی

اب اس سے بڑھ کے اور ہو کیا آرزوئے وصل / ہر آن پیش چشم ہے تصویر یار کی

ہر چیز مین نہان ہے وہی ایک ذات حق / جیسے ہر ایک سنگ مین ہستی شرار کی

اس غم کدہ مین آکے مئے عشق پھر نہ پی / ہے بعد مرگ بھی وہی پستی خمار کی

تن پروری سے روح یہ پژمردہ ہی رہی / دیکھی نہ اس گلاب نے صورت بہار کی

قالب بدل بدل کے پھرے تجھکو ڈھونڈتے / صورت تھی نور کی تو کبھی شکل نار کی

اب تو وہ تیرے عشق سے بیزار ہے محب
کیا کیجئے یہ بات نہین اختیار کی

یہ زور عشق ہے پیری مین ورنہ دم کیا ہے / بہت ہے موسم سرما مین آگ کم کیا ہے

خمیدہ پشت ہی بار الم اٹھاتے ہین / جو بوالہوس ہین جوانی مین ان مین دم کیا ہے

جوان کا عشق ضعیفی مین ہے شراب کہن / شباب سے یہ بڑھاپا ہمارا کم کیا ہے

خلل دماغ کا ہرگز نہین ہے پیر کا عشق / جو عیب راستی تیغ ہے تو خم کیا ہے

خدا کو ڈھونڈھ کہ ہے جان دونون عالم کی / یہ ملک و مال یہ اولاد یہ حشم کیا ہے

نظر جو آئے وہ موجود جو نہ آئے عدم / حدوث دہر ہے کیا اور یہ قدم کیا ہے

ظہور حضرت حق ہے یہ عالم محسوس / وجود خلق ہے کیا اور یہ عدم کیا ہے

نہ انقباض کی حد ہے نہ انبساط کی حد / جو وا ہو چشم کھلے بوند کیا ہے یم کیا ہے

کیا تھا ظلم کسی پر تو پھر شکایت کیا / خدا کا عدل ہے تجھ پر نیا ستم کیا ہے

بندھا ہوا ہے سر زلف سے یہ تار کہان / ذرا سمجھ لو کہ سینہ مین تیرے دم کیا ہے

سرور عشق پہ قربان ہزار لذت نفس / نہین وصال جو ممکن تو اس کا غم کیا ہے

ملے جو دوست تو دنیا ہی آخرت ہے محب
بہشت و کوثر و حور و جنان ارم کیا ہے

خراب عمر نہ کر دولت جہان کے لیئے / یہ زندگی ہے تری عمر جاودان کے لئے

شب فراق مین مرتے تو غم سے چھٹ جاتے
ہزار رنج اٹھائے ہین ایک جان کے لئے

ہمارے دل مین ہے تو تیری دلین اور کوئی
مکین چاہیئے کوئی تو ہر مکان کے لئے

کبھی گلے سے لگاتے رہے تری تصویر
کبھی خیال مین بوسے ترے دہان کے لئے

مری نظر کو بتا کر خراب چھپتے ہین
بہانہ چاہیئے کوئی تو بد گمان کے لئے

ہمارا ظلم ہمین پر پلٹ کے آتا ہے
نہین ہے اور سبب جور آسمان کے لئے

نہین ہون مین وہی کہتا ہی مجھ مین بیٹھ کے مین
زبان چاہیئے اس راز کے بیان کے لئے

بتون مین ظاہر و باطن خدا کا جلوہ ہے
عیان نہان کے لئے ہی نہان عیان کے لئے

کہون مین صاف نہین اس مین شک کہ آئینہ ہے
جہان ترے لیئے اور تو جہان کے لئے

بوقت ذکر ہین نزدیک ذاکر و مذکور
خدا کا ذکر ہی نعمت ہے ہر زبان کے لئے

ملے جو یار تو دنیا ہی ہی بہشت **محب**
جو وہ نہین تو عبث فکر ہے جنان کے لئے

امید وار ہی رہے ہم وصل یار کے
لوٹے مزے رقیب نے فصل بہار کے

خواہش ترے وصال کی کرتا ہے دل مگر
قابو مین کر لیا ہے اُسے مار مار کے

غیرون کے ساتھ رات کو پی ہی کہین ضرور
چہرے سے چھپتی ہی نہین رنگتین خمار کے

آہٹ پہ کان در پہ نظر دل مین اضطراب
ہوتے ہین کچھ عجیب مزے انتظار کے

ہر چال مین ہوئی ہمین آخر کو برد و بات
بازی ہمین تو عشق کی بیٹھے ہین ہار کے

کہدو یہ بوالہوس سے کہ آسان نہین ہے عشق
چلتے ہین سر فروش ہی سایہ مین دار کے

ہے میل جول غیر سے اس کا نہین گلا
لائق ہمین نہین تری الفت کے پیار کے

سوز غم فراق سے جلتے ہین رات دن
دوزخ سے کیا ڈرین گے کہ پتلے ہین نار کے

تن کو گھٹا کہ دامن گل تک ہو دسترس
بلبل! گل گلاب سے ہے پہلو مین خار کے

وہ غیر پر فدا ہو تو ہو کیا ہے اختیار
ہم تو ہزار جان سے قربان ہین یار کے

پوچھو محب حبیب سے کیا ہیں یہی شعار
اخلاص کے وفا کے محبت کے پیار کے

نظارہ شوخ تغافل سے گر ادھر نگرے
ہماری چشم بھی کوتاہی نظر نہ کرے

قفس میں جس کو ہو امید پرسشِ صیاد
وہ تا بہ حشر تمنائے بال و پر نہ کرے

وہ خاک عاشقِ صادق کا مرتبہ پائے
جو تیرے نقشِ قدم پر نثار سر نہ کرے

شبِ وصال ہو کیا دیدِ یار سے وہ خنک
شبِ فراق جو بستر کو چشم تر نہ کرے

کبھی جو آگیا رونا تو پی گئے آنسو
کہ ہم نشین تجھے اس حال کی خبر نہ کرے

خوشیِ وصل ہو کیا اس کو تا ابد حاصل
جو ایک عمر غم ہجر میں بسر نہ کرے

جسے نصیب ہوا ایک بار بھی ترا دیدار
پری و حور پہ بھی وہ کبھی نظر نہ کرے

شبِ وصال یہ مانگا کئے دعا دل میں
کہ رات ہی رہے پیدا خدا سحر نہ کرے

نظر کے سامنے تصویر اور دل میں خیال
نہ ہو یہ حال تو عاشق کبھی سفر نہ کرے

وہ ہو گا خاک مقاماتِ عشق سے واقف
تری گلی میں جو رہرو کبھی گذر نہ کرے

خدا کا نام بھی عنقا سے بڑھ کے ہو معدوم
بتوں کے سامنے سجدہ اگر بشر نہ کرے

خیال یہ ہے ہمارے جو دوزخ و جنت
تو خیر ہی کرے انسان اور شر نہ کرے

جسے نصیب ہوا ایک بار بھی حضوری کا
مقیم دل وہ رہے کعبہ کا سفر نہ کرے

طیورِ صبح کی اس کو خوشی نصیب ہو کیا
جو یادِ یار کو اٹھ کر دمِ سحر نہ کرے

محب ثباتِ قدم سے کھڑے رہو در پر
محال ہے وہ کبھی سوئے در نظر نہ کرے

دل پر ہزار صدمۂ ہجراں اٹھائیے
سر پر نہ بارِ منتِ جاناں اٹھائیے

مہماں نواز مظہرِ رزاق ہے یہاں
خوش ہو کے بارِ خاطرِ مہماں اٹھائیے

کیا انقلابِ دہر پہ قابو کسی کا ہے
سر پر خوشی سے گردشِ دوراں اٹھائیے

فرقت مین مرگ بھی تو شہادت سی کم نہین — دل پر ہزار صدمۂ ہجران اٹھائیے
تھا عشق کا بھی وقت ہوا اور گذر گیا — کیون دل پہ رنج خواب پریشان اٹھائیے
آدم مین آپ ہمت آدم بھی ہے ضرور — بار وفائے وعدہ و پیمان اٹھائیے
ہے کیا کمال پردۂ نسوان اگر اٹھا — واجب ہے کہ رخ سی پردۂ امکان اٹھائیے
اب چھوڑیئے امید وصال آرزوئے دید — مرجائیے کسی کا نہ احسان اٹھائیے
اب تو دل حسین مین ہے الفت رقیب کی — مہمان سرائے یار سے سامان اٹھائیے
سیلئے بہت ہی سوچ کر ان کو خوشنے آپ — کانٹے بھی گلستان مین ہین دامان اٹھائیے

حکم قضا سے خوب نہین سرکشی محب
خوش ہو کے ہر مصیبت زندان اٹھائیے

صنم کو پوج کہ دل کی صفا اسی مین ہے — خدا کا گھر ہے یہی اور خدا اسی مین ہے
نہ چھوٹا جہد سے بھی عشق بے وفا ہم سے — یقین ہو گیا اپنی قضا اسی مین ہے
رہے تصور رخسار یار دل مین مدام — کہ آفتاب فلک کی ضیا اسی مین ہے
ملین وہ غیر سے بے پردہ لاکھ بار مگر — چھپائین آپ کو ہم سے ادا اسی مین ہے
سمجھ نہ حضرت آدم کو خاک کا پتلا — خدا و خلق خدا سب خفا اسی مین ہے
ہزار بار بھی دیکھی جو بے وفائی یار — تو سمجھا عاشق شیدا وفا اسی مین ہے
ہزار شغل سے بہتر ہے ایک خدمت خلق — کدورتون سے دلون کی جلا اسی مین ہے
سمجھ نہ عالم امکان کو غیر ذات الہ — یہی مکان خدا ہے خدا اسی مین ہے
جو دام نفس سے چھوٹا وہ ہو گیا آزاد — کہ مال و جاہ کی حرص و ہوا اسی مین ہے
مریض عشق کا دل ہے عجب دوا خانہ — ہر ایک درد جہان کی دوا اسی مین ہے

لفافہ یار کا آیا ہزار شکر محب
ہمارے درد جگر کی دوا اسی مین ہے

ہے پسند ان کو میری رسوائی — دل لگانے کی یہ سزا پائی
علم وہ ہے کہ اُس کو پہچانین — ایک کوری ہے ورنہ بینائی
عقل قربانِ عشق کر تو ملے — حکمت وانکشاف ودانائی
عیش مین بھی ہزار کلفت ہے — واژگون ہے یہ چرخ مینائی
وہ خدا ہی کی کچھ مشیت ہے — لوگ کہتے ہین جس کو خودرائی
مجھکو بھی یاد خط سے کرتے ہین — یہ بھی ہے ایک عزت افزائی
غیر سے بے حجابیان افسوس — مجھکو دیکھا تو ان کو شرم آئی
اس پہ مرنا ہی جرم کیا کم تھا — خوب ہم نے بھی تو سزا پائی
وصل کی آرزو نہ کرتی تھی — ایک یہ لاکھ آفتین لائی
زیب و زینت کی کیا ضرورت ہے — ہے سراپا وہ شکل زیبائی

نہ ہوی عمر بھر محب کو نصیب
درِ جانان پہ جبہ فرسائی

جو آئی کسی پر طبیعت ہماری — تو پوری ہوی سب ریاضت ہماری
وہ پہلوے دشمن سے گھبرا کے اُٹھے — عجب رنگ لائی ہے وحشت ہماری
گیا غیر کے ساتھ ہم کو نہ پوچھا — نہین بے وفا کو مروت ہماری
اُٹھایا ہمین اور عدو کو بٹھایا — نہین کوئی نظرون مین عزت ہماری
بچایا ہمین نفس کی فربہی سے — خدا داد نعمت ہے عسرت ہماری
کہا ہے پیمبر نے الفقر فخری — فقیری مین ہے شان و شوکت ہماری
لڑین نفس سے ہم کہ کافر یہی ہے — اسی جنگ مین ہے شہادت ہماری
نشان بے نشانی اہلِ فنا ہے — زمین کے برابر ہے تربت ہماری
شکستین اُٹھا کر بھی ز نفس سے پھر — لڑائی سے بڑھتی ہے قوت ہماری

نہین ہم سا عالم مین ہے اور نہ ہوگا　　یہ کثرت مین ثابت ہے وحدت ہماری
خودی ہی سے قائم ہین ہم اور عالم　　فنا بے خودی ہے قیامت ہماری

محب ہے شبِ ہجر تا صبحِ محشر
رہے گی تڑپ تا قیامت ہماری

پی شرابِ عشق زاہد پارسائی ہوچکی　　عبدیت قائم ہے یہ جب تک خدائی ہوچکی
تیری تدبیرون سے کیا حاصل بجز رنج و تعب　　چھوڑ فکرِ دہر قسمت آزمائی ہوچکی
جسم ہوسکتے ہین جدا روحین نہین ہوتین الگ　　دل جو مل جائین بہم ان مین جدائی ہوچکی
کافری پہلے ہے زاہد اور ایمان بعد کفر　　راہ سے بھٹکے نہ جب تک رہنمائی ہوچکی
خیر و شر کرتا وہی ہے تو عبث ملزم نہ بن　　وہ نہ چاہے گر تو شیطان سے برائی ہوچکی
امتحانِ جنگ مین ہم ہی رہے ثابت قدم　　صلح کی ٹھہرائیے اب تو لڑائی ہوچکی
جان نکل سکتی ہی تن سے جان سے کب جاتا ہے عشق　　تا ابد اس دامِ الفت سے رہائی ہوچکی
عاشق و معشوق کا آخر مین ہے برعکس حال　　بندگی اب آپ بھی کیجے خدائی ہوچکی
تجکو عشق اُس سے ہی اُسکو تجھ سے یہ نفرت دلی　　آئینہ ہی جب مکدر ہے صفائی ہوچکی
خواہشاتِ نفس مین بھی بعد سرحد کے ہی جزر　　دشمنی کا دور آیا آشنائی ہوچکی

غیر سے ملنے کی کوشش ہم سے استغنا محب
ہوچکی نا آشنا سے آشنائی ہوچکی

آنکھون مین اور دل مین ہے تصویر یار کی　　تسکین فقط یہی ہے دلِ بیقرار کی
وعدہ خلافیون سے تری جان پر بنی　　بھولین گے سختیان نہ کبھی انتظار کی
پیری مین نوجوانون کا ممکن نہین وصال　　صحبت کہان خزان سے ہی فصلِ بہار کی
بچ ارتکابِ جرم سے انجام کو سمجھ　　ہوتی نہین معاف خطا بار بار کی
جی چاہتا ہے وہ کوئی دم بھی نہ ہو جدا　　کیا کیجیے کہ بات نہین اختیار کی

پیتے ہیں دستِ یار سے ہم وہ مئے طہور — تلخی نہیں ہے جس میں نہ پستی خمار کی
برسات میں ہے دیدۂ گریاں کا کچھ اثر — کچھ برق میں تڑپ ہے دلِ بیقرار کی
پہنچی نظر نہ اس کفِ پا تک جو زیست میں — بعدِ فنا پہنچ تو ہے میرے غبار کی
دل سے گئی نہ خواہشِ دیدارِ روئے یار — سو بار ترک ہی نہیں کی لاکھ بار کی
تو اور اس کا وصل کدھر ہے ترا خیال — تجھ کو امید بھی نہیں دیدارِ یار کی
ترکِ مراد میں ہے بر آنے سے بڑھ کے لطف — گر دل میں آرزو نہ کبھی وصلِ یار کی
کیا اس کے قولِ وصل کا دل کو یقین ہو — کہتا نہیں وہ بات کبھی اعتبار کی
جلتا ہوں اس کو دیکھ کے پہلوئے غیر میں — حالت ہے زندگی ہی میں اصحابِ نار کی

محرومیٔ وصال کا شکوہ نہیں محبؔ
اپنی وہی رضا ہے جو مرضی ہے یار کی

بشر کیا وہ جو کوئی شعر نکالے — زبان سے فتنۂ محشر نکالے
معاون سے ہماری شاعروں نے — نکالے بھی تو کیا ہنر نکالے
بروزِ عدل کوئی پیشِ داور — ہمارے خون کا محضر نکالے
کھلے اس وقت لوگوں کی حقیقت — کوئی جب ڈھونڈھ کر دفتر نکالے
تعصب نے جہالت نے ہمیشہ — ذرا سی بات میں خنجر نکالے
جلا دیتی ہے ہر قوت کو تعلیم — اسی نے تیغ میں جوہر نکالے
اس اردو شاعری میں کیا دھرا تھا — ہمیں نے خاک سے گوہر نکالے
قفس میں بھی نہ ہم سے بدگمانی — کتر ڈالے جو بال و پر نکالے

سمایا ہو جو دل میں صورتِ جان
محبؔ اس کو کوئی کیونکر نکالے

قصائد

صداقت

ہے صداقت میں عجب زور خدائی پنہان | جسکے آگے ہے سبک کاہ سے بھی کوہ گران
کوئی قوت نہین اس زور پہ غالب آتی | سامنے اس کے ہین بیکار تفنگ اور سنان
جھوٹ کا گرچہ ہو بازار کبھی گرم تو کیا | کیا کثیف ابر سے دب جائے گا مہر تابان
صدق کے سامنے کب کذب کو ہوتا ہی فروغ | رخِ خورشید کو دیکھا کہ ہوئی رات نہان
جھوٹ چھپتا ہی نہین لاکھ چھپائے کوئی | شب کے پردے مین جو گذرا تھا ہوا دن کو عیان
دل مین رکھ لیتے ہین حق بات کی ہر جا ہی وہ قدر | گوہرِ صدق کی ہیرے سے بھی قیمت ہے گران
صدق کے سامنے کیا کذب ٹھہر سکتا ہے | روبرو ماہ کے سالم نہین رہتا ہے کتان
صدق ہے منزلِ مقصود کی اک سیدھی راہ | کذب ہے وادیِ پرپیچ و خم و بے پایان
راستبازی ہی سے انسان کو ملا رتبۂ ملک | مکر و حیلہ ہی سے ہوتا ہے فرشتہ شیطان
کذب مین صدق مین دانا ہی کو ہوتی ہے تمیز | جھوٹے سچے کو نہین جانچتا ہرگز نادان
سایہ کی طرح سے سچون کے رہو ساتھ مدام | اور جھوٹون سے گریزان رہو مانند دخان

حب ملت و دین

ہے محبت جہان مین نور خدا | اس سے روشن ہے ارض اور سما
الفتِ ہم وطن ہے سب پہ فرض | کوئی عالم ہو شاہ ہو کہ گدا
اہلِ یورپ مین قابلِ تعریف | جان و زر سے جو ہین وطن پہ فدا
جن کے دل مین نہین محبتِ قوم | ان کو انسان کہین تو ہے بیجا

جانور کو بھی ہے وطن سے لگاؤ — کوئی بستی ہو یا کوئی صحرا
چھوڑتے خوفِ جان سے بھی تو نہین — ہے بسیرے کا جو مقام ان کا۔
اُڑ کے آتے ہین منزلون سے وہین — ہے جہان ان کا مسکن و ملجا
جانور سے بھی پست ہے وہ بشر — جس مین الفت نہ ہو وطن کی ذرا
حب قومی ہے جان ملت و دین — جان ہی جب نہ ہو تو جسم ہے کیا

قوتِ برق

کچھ عجب علم نے دنیا کی پلٹ دی کایا — ہین خیالات نئے اور تمدن ہے نیا
معجزے اور کرامات جنھین سمجھے تھے — آج وہ علم جدیدہ کی ہین باتین ادنا
سہل ہین آج وہی کام جو کل تھے مشکل — علم نے کر دیئے اسباب ترقی پیدا
سو برس پہلے کسی کو بھی یہ آتا تھا خیال — دم مین پہنچے گی خبر ہند سے تا امریکا
برق کے علم نے دنیا مین کئے ہین وہ کام — کہ فرشتون سے بھی ہونا نہین ممکن جن کا
قوتِ برق سے کر لیتے ہین باتین دونون — غرب مین دوست ہو گر شرق مین اسکا شیدا
تار برقی ہے عجب اور عجب ٹیلیفون — ان کی ایجاد سے ہے فصل جدائی عنقا
چاندنی روشنیِ برق سے ہوتی ہی خجل۔ — چشمۂ مہر نظر آتا ہے شب کو دریا
گر کوئی پوچھے کہ یہ برق کی قوت ہی کہان — تو کہا جائے گا ہر جسم مین ہے پوشیدا
ذرہ ذرہ مین ہے پنہان یہی برقی قوت — جب ابھرتی ہے تو ہوتا ہے وہی خود تارا
آسمان مین جو رگڑتے ہین بہم دو بادل — تو تصادم سے وہین ہوتی ہے بجلی پیدا
کششِ جذب تصادم کی ہے علت اصلی — ہین اسی قوت برقی سے یہان نار و ضیا
نار سے ہوتے ہین اجسام سیہ نورانی — شمس در اصل ہے جلتا ہوا آگ کا گولا
برق مین نور و حرارت مین بہم نسبت ہے — اور ان تینون مین ہے ایک خدا کا جلوا

آ سکے جرأت نہیں اتنا تو کہیں گے عاشق — عشق باقی ہے فقط اور ہے ہر شے کو فنا

قصیدہ

در تہنیت جشن چہل سالہ سالگرہ مبارک اعلیٰ حضرت بندگان عالی حضور پرنور سپہ سالار مظفر الممالک فتح جنگ ہز ہائینس نواب میر محبوب علیخان بہادر نظام الملک نظام الدولہ آصف جاہ جی سی - ایس - آئی - جی سی بی خلد اللہ ملکہ والی ریاست حیدرآباد دکن

یہ باغ عالم میں کس جشن کی ہے تیاری — کہ خار و خس بھی ہیں جوش طرب سے گلناری
کہا یہ مجھ سے کسی نے یہ اسکی جبلی ہے — کہ جس کا سکہ و فرمان دکن میں ہے جاری
خدیو ملک دکن بادشاہ نیک نہاد — کہ جس کو اپنی رعایا ہے جان سے پیاری
محب ملک ہے محبوب خاص و عام ہے وہ — فدا ہیں جان سے اس پر شریف و بازاری
بھری ہے اس کی محبت کی یہ دلوں میں شراب — کہ مسجدوں میں عبادت ہے اب تو میخواری
زبان اس کی ثنا و صفت میں ہے قاصر — مبالغہ سے ہر اک وصف اسکا ہے عاری
وہ عدل و داد میں رحم و کرم میں یکتا ہے — گواہ اس کی رعایائے ملک ہے ساری
صفائے قلب سے ہیں ایک ظاہر و باطن — نئے زمانہ کی اس میں نہیں ہے مکاری
فقیر دوست گدا پرور و غریب نواز — نہ کچھ غرور ہے اس میں نہ کوئی خودداری
وہ جانتا ہے کہ ہے راستی ہی پالیٹکس — جہان میں قابل نفرت ہے مکر و عیاری
لکھوں وہ مطلع تو ایک مدح حاضر میں — کہ جس میں مہر درخشاں کی ہو نمو داری

مطلع

وہ تیرا عدل وہ تیرا اکرم وہ دینداری — رہین گے تا بہ قیامت یہ فیض سب جاری
ترے عتاب مین بھی رحم کے ہین سو پہلو — ہر ایک حکم سے تیرے عیان ہے دلداری
تری خوشی و غضب کی نہین کسی کو خبر — مجال ہے کہ کہے راز کوئی اخباری
کرے جو خندہ بے جا تری حضوری مین — تو گل کے سر پہ چلے برگ کی رہین آری
ترا ہی دل ہے جو بار گران اُٹھاتا ہے — ہے سلطنت مین وگرنہ بڑی گران باری
ترے ثبات کے آگے ہے کیا ثبات جبال — صنو بتون مین بھی ہمت کبھی نہین ہاری
اُٹھا نہ خاک سے تیرا عدو کبھی گر کر — وہ اسپ چرخ نے لات اسکی زور سے ماری
ترے زمانہ کا نظم و نسق ہو کس سے بیان — مدبرون کو بھی اس کام مین ہے دشواری
ترا وزیر ہے وہ نوجوان با تدبیر — کہ جس کے سامنے ہے دست بستہ ہشیاری
یمین سلطنت و دست بازوے سلطان — ہر ایک کام سے جسکے عیان ہے دینداری
وہ چار رکن ریاست معین نظم و نسق — کہ جن پہ ختم ہے انصاف اور بیداری
ثمر ہے فکر کا تیرے وہ کیبنٹ کونسل — کہ جس کا رعب ہے حکام وقت پر طاری
ترے ہی عہد مین قائم ہوئی لیجسلیٹو — کہ جس سے ہوتے ہین قانون ملک مین جاری
حساب و مال کا ہے انتظام وہ اعلے — کہ ایک پائی کے اصراف مین ہے دشواری
یہ کشت کاری کی اس عہد مین ترقی ہے — کہ آسمان کی طرح ہے زمین بھی زرنگاری
ہوی ہے باغ و چمن کی دکن مین وہ کثرت — کہ بن کے بن نظر آتے ہین پھولونکی کیاری
ہر ایک قسم کے میوے وہان بھی ملتے ہین — جہان نصیب نہ تھی اس سے پہلے ترکاری
جبال و دشت مین خود رو شریفے ہوتے ہین — کہ جن کے سامنے ہے گرد انار قندھاری
گدا بھی تیرے زمانے کے عیش کرتے ہین — نظر نہین کہین آتی ہے کوئی دکھیاری
ترے زمانہ مین ہے اہل ملک کی یہ قدر — کہ ہر جگہ ہی کرتے ہین کار سرکاری

بسبب مرتبہ دیتا ہے خدمتیں لکی | حسد کی آگ سے سب جلتے نہیں ہیں اب ناری

نہ تھا خیال لیاقت کا اگلے وقتوں میں | ملی ہے عہد میں تیرے ہنر کو سرداری

ترے زمانہ میں اس درجہ ہے پولس بیدار | کہ بند در نہیں کرتے ہیں شب کو بیوپاری

مجال ہے کوئی جور و جفا کا نام تو لے | مٹی ہے حرف غلط کی طرح جفا کاری

ترے زمانہ میں عنقا کی طرح سے ہم نے | سنا ہے نام پہ دیکھا نہیں ہے بیگاری

ترے زمانہ میں تعلیم کی پڑی بنیاد | وگرنہ شہر میں تھے چند حافظ و قاری

ترے ہی عہد میں قائم ہوا یہ دار علوم | کہ جس سے علم ادب کی ہے گرم بازاری

ترے ہی دور میں رائج ہوئے علوم و فنون | کہ جن سے جہل کی گھٹنے لگی ہے بیماری

ترے ہی عہد کا کالج ہے یہ بنام نظام | کہ جس سے علم کی نہریں ہیں ہر طرف جاری

بنایا تو نے عزیزوں کے واسطے مکتب | ہے نام جس کا اعتزا عمل وفاداری — مدرسہ ۱۲۵۴

یہ تیرے عہد کی سب سے بڑی ترقی ہے | کہ عورتوں کے مدارس بھی ہو گئے جاری

ترے زمانہ میں نکلا معلم نسواں | کہ جس نے کھول دیئے بڑھ کے بند دشواری

ترے ہی عہد میں جاری ہوئے ہیں اخبارات | کہ جن کا کام ہے اہل وطن کی غمخواری

ترے زمانہ میں نکلا بھی اور بند ہوا | وہ حیف علم و عمل جس میں تھی وفاداری

اگرچہ ملک کو تو نے تو دی ہے آزادی | اٹھا میں فائدہ کیونکر کہ بوجھ ہے بھاری — ۵۲ علم و عمل

ترے زمانہ میں یہ طب کا مدرسہ بھی کھلا | کہ جس سے طب کی دکن میں ہے گرم بازاری — اخبار کا اجرا

ترے طبیبوں سے بقراط کو ہے کیا نسبت | یہ سرجری میں ہیں کامل وہ اس سے تھا عاری — ۱۲

یہ تیرے ملک میں کثرت سے ہیں دواخانے | کہ بے دوا نہیں کوئی غریب آزاری

وہ اسپتالوں میں ہوتے ہیں روز و در مرض | کہ تھی علاجوں میں جن کے ہزار دشواری

ترے ہی عہد میں قائم ہوا زچہ خانہ | بغیر جس کے تھی زچہ پہ زندگی بھاری

بنایا تو نے ہے بچوں کا وہ شفاخانہ | کہ ننھی جانوں پہ نازل ہے رحمت باری

ترقیان تو بہت ہین ترے زمانہ کی　　بیان سے ڈر ہے کہ سامع کو ہو گران باری
محب دعا یہ کہ اب ختم اس قصیدے کو　　کہ اہل بزم کو ہے اور کار سرکاری

بلند مرتبہ تیرا محب ہو دنیا مین
ترے عدو کو جہان مین رہے نگوساری

قصیدہ در مدح مسٹر جے سی گگوریا ہیڈ ماسٹر ہائی اسکول حیدر آباد دکن

عجیب گردش افلاک بھی ہے ناہنجار　　کہ جس سے روز تغیر کا گرم ہے بازار
کبھی وصال کی شادی کبھی ہے ہجر کا رنج　　بدلتے رہتے ہین احوال مثل لیل و نہار
ہمین خوشی تھی کہ استاد فن تعلیمات　　ہمارے سر پہ تھا مانند شمس نصف نہار
وہ کون یعنی کہ مسٹر گگوریا صاحب　　کہ جن کے فیض سے جاری ہین علم کی انہار
انہین کی کوشش و محنت سے ہوگئے سرسبز　　دکن کے ملک مین پژمردہ علم کے اشجار
ہے جانفشانیون کا ان کی یہ اثر ظاہر　　کہ خشک پودون مین اس سرزمین کے آیا بار
یہ انکے درس و تعلم کے فیض کی ہے دلیل　　ہزارون آج ہین ملک دکن مین برسرکار
بتائے تو کوئی ایسا معلم مشفق　　کہ ہو دے درس و تعلم پہ اپنی جان سے نثار
ہزارون اور مدرس ہوئے مدارس مین　　نہ دیکھا ہوگا زمانے نے ان سا کار گزار
نہین ہے اس مین تعلی کہ جانتے سب ہین　　گگوریا سا نہین بارکش کوئی زنہار
انہین تھا کام نہ دعوت سے اور جلسون سے　　تھا مدرسہ ہی سے اپنے انہین فقط سروکار
ہوئی ہے مدرسے کو ان کی ذات سے رونق　　یہ سچ ہے اس مین کسی کو نہین ذرا انکار
وظیفہ پاکے بہت نیک نام جاتے ہین　　خدا انہین کی طرح دے سبھو کو نیک اطوار

دعا ہے میری کہ یارب انہین سلامت رکھ
یہ مہر و ماہ ہین جب تک فلک پہ لیل و نہار

قصیدہ در مدح لارڈ منٹو ویسرائے و گورنر جنرل ہند

آپ سے ہے آج ہندوستان کو فخر و اعتبار ذاتِ عالی سے بڑھا ہے ویسرائے کا وقار
یون تو آئے بھی گئے ہندوستان مین ویسرائے آپ سا آیا نہ کوئی ایک فردِ روزگار
تھے مصاحب آپکے ناناکے گر دادا مرے آپکا خوش قسمتی سے مین بھی ہون خدمتگزار
میرے دادا نے کئے ہین جو نمایان کارزار ہو نہین سکتا ہے ان اشعار مین اُن کا شمار
جان نثاری کا نہین اس سے کوئی بڑھکر ثبوت جان پر کھیلے ہوئے اکثر اجل سے وہ دوچار
تھلکہ مین پڑ کے زخمون سے ہوئے وہ چور چور پھر بھی بیہوشی مین لب پر یہ صدا تھی "مار مار"
مرگ تک تھی خدمتِ سرکار ان کا فرضِ عین افسرون کا حکم وہ سمجھے تھے حکمِ کردگار
خیرخواہی کا سبق ہمکو بھی ہے ان سے ملا ہم بھی ہین ان کی طرح سرکار پر ہر دم نثار
امتحان کے وقت ہوجائیگا ظاہر جوشِ دل یون تو کہنے سے نہ آئیگا کسی کو اعتبار
ہے گلا قسمت کا گمنامی جو ہے ہم کو نصیب ورنہ ہوتے آج ہم بھی صاحبِ عزت و وقار

آپکے رحم و کرم سے ہم کو یہ امید ہے
آئیگی پھر اس چمن مین جھومتی فصلِ بہار

محبت

ہے محبت مین عجب سرِّ خدائی پنہان سارے عالم کی یہی ایک محبت تو ہے جان
کششِ جذب سے اجرام فلک پھرتے ہین گرد شمس کے عاشق کی طرح طوف کنان
ڈھونڈھتا پھرتا ہے کس زہرہ جبین کو مہتاب شعلہ رو کون ہے وہ مہر ہے جسپر قربان
ہے کوئی شمع تو اس پردۂ زنگاری مین جسپہ پروانہ صفت گھومتے ہین اجسام جہان
ہے زمین پر بھی اسی ایک محبت کا ظہور ذرے ذرے کی ہے دلمین کششِ مہر نہان
ہوتا ذرون مین نہ گر جذبِ محبت کا وجود تو کسی جسم کا ہوتا نہ کہین نام و نشان

جذب الفت سے ہم ایک ہین اجزاے بدن   جب جدائی ہوئی ان مین تو فنا ہے انسان
بے محبت نہین کچھ زیست کا دنیا مین مزا   ہیچ ہے سامنے سب اسکے زر و مال جہان
جان دینے سے بھی ملتی نہین سچی الفت   اور ملجاے تو پورے ہوئے سارے ارمان

خوش نصیب اس سے تو بڑھ کر نہین دنیا مین کوئی
جسکے ہاتھ آئے کہین عشق کا گنج پنہان

علم و دولت کا سیدھا راستہ محنت ہے

محنت ہے اصل دولت اور جان تندرستی   افلاس اور نکبت ہے کاہلی و سستی
محنت سے آج اپنی یورپ تو آسمان ہے   ہے کاہلی سے اپنی ہندوستان کو پستی
جاپان کو تو دیکھو محنت سے کیا ہوا ہے   کیا آگے روس کی تھی اسکی بھی کوئی ہستی
لیکن ہے آج رستم وہ زرد پست قامت   مانے ہوئے ہین روسی خود اپنی زیر دستی
صنعت مین آج کچھ وہ یورپ سے کم نہین ہے   بکتی ہین اسکی چیزین دنیا مین سب سے سستی
غیرون سے سیکھتا ہے علم و ہنر کو دایم   ہم سی نہین ہے اسمین شیخی و خود پرستی
ہے مرکز تجارت چھوٹا سا یہ جزیرہ   جسمین جہان کی دولت ہے ابر سان برستی
وہ انتظام ملکی وہ نظم خانہ داری   یورپ بھی سیکھتا ہے اب اس سے گھر گرستی
تعلیم و تربیت سے جاہل ہوا ہے عالم   ہے عزم مین بلندی ہے راے مین درستی
اس کاہلی نے لیکن افسوس ہم کو مارا   ہے ملک مین ہمارے افلاس و تنگدستی
ہم تو یہی کہین گے گر کوئی ہم سے پوچھے   دولت کا راستہ ہے چالاکی اور چستی

ہے حب ذات ہی نے عالم عجب رچایا
ویران کیون نہ ہو پھر بے عشق دلکی بستی۔

حقیقت آدم

قصیدہ در مدح انسان کامل

ثمر باغ قدم اصل وجود آدم
افضل خلق سب ہے تو اور ہے جان عالم

تیرا باطن ہے جو اللہ تو ظاہر ہے خلق
ہے تو ہی سر حدوث اور تو ہی سر قدم

بت پرستی ہے کہوں تجکو اگر غیر خدا
کہ ازل ہی سے ہی مسجود ملائک آدم

کور ہے وہ جو اللہ کی دیکھے صورت
شان مین اسکی ہے قرآن مین اعمےٰ ابکم

چشم یہ کسکی ہے یہ نور نظر کسکا ہے
دیکھتا کون ہے آنکھون سے جہان کو پیہم

حضرت حق ہی ہین دنیا مین سمیع اور بصیر
حصر نے کر دیا آئینہ یہ امر مبہم

یہ سماعت یہ بصارت ہے اسی کی تجھ مین
پڑھکے قرآن کو نہ سمجھین گے جو ہین عقل مین کم

خم ابرو کا اشارہ ہے جھکا دو گردن
واسجد واقترب واصاف ہے قرآن مین رقم

جسم ہے خلق ترا روح تری حضرت حق
سینہ کرسی ہے ترا دل ترا عرش اعظم

تو ہی اوّل تو ہی آخر ازلی ہے ابدی
تیرا ظاہر ہے حدوث اور ترا باطن ہے قدم

اپنی نسبت سے تو ہر بات مین تو ہے مجبور
نسبت حق سے ہے مختار قدیر عالم

ترے ہی تابع فرمان ہین یہ سب ملک و ملک
دیکھتے روز ملائک ہین ترا جاہ و حشم

ہے تو ہی برزخ کبریٰ توئی عالم ہے کبیر
تجھ مین خلق اور خدا دونون ہین موجود بہم

کفر و ایمان ہین ادائین تری غمزے تیرے
تو ہی کعبہ مین ہے اللہ تو مندر مین صنم

لامکان کہتے ہین جسکو وہ ہے شان تنزیہ
شان تشبیہ سے سب گھر ہین ترے دیر و حرم

جانشین کون ہے اللہ کا جز تیرے یہان
نہ فرشتہ نہ پری اور نہ کوئی حور ارم

تیرے قبضے مین ہین سب جن و ملائک بخدا
عقل و فہم و غضب و کینہ و نفس اظلم

غیریت کا یہ نتیجہ تھا کہ مردود ہوا
سر جھکایا جو نہ ابلیس نے پیش آدم

مردم دیدۂ حق کیون نہ کہون مین تجھکو
دیکھتا ہے تری آنکھون ہی سی حق یہ عالم

تیرے ہی ذات سے ہے حفظ جہان ناسوت
تو ہے عالم کے خزانہ پہ خدا کی خاتم

شان مین تیری پڑہون مطلع روشن کوئی اور
کہ ہو تاریک دلون مین بھی اُجالا اسدم

مطلع

تو سراپا ہے خدا گرچہ ہے بشکل آدم
تجھ مین اطلاق و مقید کے ہین جلوے باہم

تیری بیداری و غفلت کی عجب شانین ہین
زندگی چونکنا تیرا ہے تو ہے خواب عدم

دل اللہ مین وا اللہ ہے مسکن تیرا
کہ ہے قرآن مین اللہ محیط بھی رقم

تجھ مین اللہ کے موجود ہین سب ذات صفات
نقل کعبہ ہے تو ہی اصل مین ہے بیت حرم

ترے گھر کا نہین کرتے ہین وہی لوگ طواف
کور جنکی ہے نظر اور سمجھ جنکی ہے کم

چشم احول ہے جو دیکھے تجھے اور حق کو دو
عین کو غیر سمجھنا ہی ہے کفر اعظم

تجھکو اور حق کو سمجھتے ہین جو نافہم جدا
مہر ہے انکے دلون پر وہ ہین کفار اثم

جامعیت ہے وہ تجھ مین کہ ملائک مین نہین
احدیت کی طبیعت کی ہے تکمیل بہم

قوت و علم و خوشی سب ترے اندر مین نہان
ذات مین تیری ہین اسما و صفات عالم

حق کو اطلاق کی حالت مین نہ دیکھے گا کوئی
دیکھنا تیرا ہے دیدار خدا سے اکرم

تیرے افعال ترے وصف ترا حسن و جمال
بحر وحدت کی ہین دنیا مین یہ موجین پیہم

کعبہ و دیر و کلیسہ مین ہین تیرے جلوے
سجدہ گاہ دل عشاق ہے ہر نقش قدم

ہر نفس دہر مین جاری ہے بقا اور فنا
متحرک جو ترا تار نفس ہے ہر دم

گردش چشم سے ظاہر ہے جمال اور جلال
جام امرت کا اُسے اور اسے ساغر سم

زاہد خشک نے باندھا ہے خیال باطل
ترے کوچے مین ہین سب جنت فردوس ارم

تو مقید بھی ہے مطلق بھی ہے بندہ بھی خدا
سب نسب ہین یہ ترے تو تو ہے موجود اتم

ترے ہی فیض قدم سے ہے یہ آباد جہان
ورنہ بے جان تھا بے روح تھا جسم عالم

لوحِ محفوظ ہے دل تیرا قلم تیرا خیال	تو ہے نقاشِ ازل یہ ہین تیرے لوح و قلم
رزم مین بزم مین دونون مین تیری شانین ہین	بوق و قرنا ہے کہین اور کہین تیغ و علم
کل یومٍ ہو فی شان ہے حالت تیری	کبھی آنچل ہے دُوپٹے کا علم کا پرچم
لکھون وہ مطلع برجستہ تری مدح مین اب	کہ پھڑک جاے دلِ عارفِ کامل اسدم

مطلع

رونق کون و مکان باعثِ خلقِ آدم	ہے تو ہی واجب و امکان تو ہی موجود و عدم
تو ہے آئینہ حق حق تیرا آئینہ ہے	دونون عالم مین ہے واللہ تو موجود اتم
تو الٹ دے جو کبھی چہرہ انور سے نقاب	حشر ہو جاے اُٹھین خاک سے مردے پیہم
شرم آتی کہون رخ کو ترے شمس و قمر	تیرے رخسار کی کچھ ان مین جھلک ہے کم کم
مثل تیرا نہین عالم مین مین دون کس کی مثال	کیا لکھون مدح تری میری زبان ہے ابکم
حسن مین ثانی یوسف مین کہون کیا تجکو	تو ہے سرتاجِ حسینانِ عرب ہند و عجم
فیضِ اقدس ترا ہر آن ہے عالم مین عیان	ہے یہ تحقیر کہون تجکو جو مین جو ابر کرم
اس جہان مین تو نہین تیری سخاوت کی مثال	تیرا آزاد غلام ایک عرب تھا حاتم
ترے ابرو ہی کا پرتو ہے فلک پر مہ نو	خم محراب کہین اور کہین تیغ دودم
خندۂ گل ہے کہین گریۂ شبنم ہے کہین	تیرے ہی مختلف احوال ہین سب شادی و غم
قبض اور بسط کی تیرے نہین حد و پایان	بند کوزہ مین ہو اور پھیل کے ہو جاے یم
حضرت آدم و حوا تو تھے نقشِ اول	نقش ثانی ہے ترا مظہر اللہ اتم
سچ ہے توحید سے بڑھ کر نہین کوئی نعمت	نعمتِ حق دو عالم ہے علیکم اتمم
قربتِ حق کی مبارک ہو ترقی تجھ کو	شکل انسان مین تو لاکھون ہی سے لیتے تو نی جنم
تھا درختون مین نہان اور کبھی حیوانون مین	تیرا مسکن تھا کبھی کوہ زمین مان کا شکم
تجکو ظالم جو کہون مین تو نہین کچھ بیجا	کہ ہے خود نفس پہ اپنے ہی ترا ظلم و ستم

ترے ہی شان مین قرآن مین ہو رحمٰن ورحیم — ذرّے ذرّے پہ ہے عالم کے ترا رحم وکرم
بحر وحدت ہی سے دلمین ترے دریا ہی روان — کہ زبان پر ترے جاری ہون علوم اور حکم
ہے زبان حق ہی کی گویا یہ دہن مین تیرے — تیری باتون پہ ہین قربان کلیم اور کلم
انفعالی بھی ہے اور فاعلی قوت یکجا — تجھ مین ہین خالق ومخلوق کے اوصاف بہم
پیر رومی روح کی ہے اور طبیعت کی کبھی — ہے کبھی نفس مجسم کبھی روح اعظم
کبھی الفت کبھی نفرت ہے کبھی لطف وعتاب — یہ ہین سب شان جلالی وجمالی پیہم
جو گزرتا ہے ترے دل مین وہی ہوتا ہے — ترے خطرے نہین کچھ وحی سے الہام سے کم

قطعہ

پھول کو کب یہ خبر ہے کہ مین جڑ سے ہون ملا — اپنی ہستی کو سمجھتا ہے الگ اور اتم
اصل مین شاخ مین گل مین تو جدائی ہی کہان — فصل اصلا نہین ہے وصل ہی ان مین باہم
سمجھے تجکو بھی جو اقدس سے گر کوئی جدا — کافر حق ہے وہی منکر قرآن وحکم
پھر بھی پوری نہین ہونے کی تری مدح اگر — ترے اوصاف لکھین تا بہ ابد اہل قلم
تو ہی خادم بھی ہے مخدوم بھی آقا بھی غلام — نسبتین خادم ومخدوم کی اسمین ہین بہم
کیا تعجب ہے کہ ہے مرتبۂ وحدت مین — ایک ہی عالم ومعلوم خدا سے اعظم
تیرے ہی ہمت عالی کی کشش تھی ورنہ — شعر یہ مجھ سے نکلتے یہ کہان مجھ مین ہے دم
کیا دعا دون تجھے تو تو ازلی ہے ابدی — بس دعا ہے یہی مجھ پر بھی رہے دست کرم
اپنی ہستی کا ذرا بھی نہ رہے تجکو خیال — ہست ہو جائے حقیقت مین خودی ہیچ بعدم

وصف کیا جان دوعالم کے تو لکھیگا محب
گنگ ہے تیری زبان اور شکستہ ہے قلم

قطعات

ایک جاہل اور عالم کے سوال و جواب

اک روز ایک جاہل و کج فہم رند نے
رہتا تھا غرق آٹھ پہر جو شراب مین

پوچھا یہ ایک عالم نادار سے بعجب
رہتا تھا جو کہ محو ہمیشہ کتاب مین

رہتے ہین کیون کتاب مین دن رات آپ مست
کیا ہے کوئی جنون دماغ جناب مین

کیا زندگی ہے آپ کی واللہ بے مزہ
حاصل ہمین ہے لطف شراب و کباب مین

جلسون مین محو ستون کے گزرتے ہین رات دن
یا نغمۂ سرود مین چنگ و رباب مین

کچھ مسکرا کے عالم دانا نے یہ کہا
کیا مین کہون سوال ادق کے جواب مین

جس نے شراب علم کا چکھا نہ ہو مزا
کیا جانے وہ سرور ہے کیا اس شراب مین

ہے یہ وہ نشہ جو کہ اترتا نہین کبھی
آتا نہین خمار کا کھٹکا بھی خواب مین

اسکے نشے کے سامنے سب گرد ہین نشے
لطف مے طہور بھی ہے کس حساب مین

بڑھتے ہین اس نشے ہی سے ادراک عقل و ہوش
پڑتی نہین ہے روح کبھی پیچ و تاب مین

یہ نشہ وہ ہے جسکے کہ بدمست و بدحواس
رہتے ہین ہوشیار جہان خراب مین

اس جام مے سے ہو جو تجلی حق عیان
وہ ہے ضیا سے نور کہان آفتاب مین

خاموش اس کے مست ہین لیکن نہین ذرا
لغزش ہے پاؤن مین نہ ہے دل اضطراب مین

ہوتا ہے اس شراب سے بزدل بھی وہ شجیع
رکھتا ہے شیر نر کو بھی جو رعب داب مین

معشوق اور کون ہے بڑھ کر کتاب سے
عاشق نہین ہے ہجر کے جسکا عذاب مین

ہر دم وصال یار ہے دن رات ہے خوشی
آتا نہین خیال جدائی بھی خواب مین

ہر روز اس حسین کی ہے حسن کو فروغ
پیری مین جو ہے لطف کہان وہ شباب مین

کیا چیز ہین کتاب کے آگے رباب و چنگ
نغمے ہزار رنگ کے ہین اک کتاب مین

تھکتے نہین ہین کان وہ آواز نرم ہے
ہے یہ کہان بتاؤ تو چنگ و رباب مین

بجتے ہین دل مین ساز خوشی کا ہی سمان — جسطرح سے ہو متحرک حباب مین
خلوت مین علم والون کو جلوت کے ہین مزے — آئیگی کب یہ بات دماغ حباب مین
ہین علم زور اور ارادہ خدا کے وصف
لیکن محب ہے علم ہی اول حساب مین

خلق اللہ کی خدمت ہی تمام عبادتون سے افضل ہے

صحرا سے ایک روز جو آیا مین شہر مین — دیکھا کہ ایک قبر پہ عالم ہے نور کا
چارون طرف مزار کے روشن ہین بام و در — گنبد پہ آسمان کا چراغون سے ہے سما
مجمع ہے خاص و عام کا جھکتے ہین در پہ سر — بیت الحرم سے بھی وہ بزرگی مین ہے سوا
جاتا بڑے ادب سے ہے اندر ہر ایک شخص — کر کے سلام قبر کو پڑھتا ہے فاتحہ
مرقد کے پاس آتے ہی با عز و احترام — پہلے طواف قبر کی کرتا ہے رسم ادا
جھکتا ہے پھر سجود مین با عجز و انکسار — سنگ لحد کو اور ہے ہر بار چومتا
دیکھی جو مین نے قبر کی تعظیم اسقدر — دل مین کہا کہ کون ہے یہ شخص باخدا
کیا زندگی مین اس نے کیا تھا کہ بعد مرگ — زندہ رہے گا نام نکو اس کا سالہا
شاہون کے مقبرون پہ بھی جاتا نہین کوئی — حشرات ارض اور درندون کے ماسوا
دیکھو بغور حالت آثار رفتگان — ہے رہنمائے منزل مقصود نقش پا
حالات اس بزرگ کے معلوم کیجیے — کچھ تو ملے گا شہرت و عزت کا راستہ
یہ کہہ رہا تھا دل مین کہ آیا نظر مجھے — کونے مین اس مزار کے اک پیر با صفا
پوچھا یہ مین نے اس سے کہ یہ کون ہین بزرگ — حرمت ہے جنکی قبر کی کعبہ سے بھی سوا
ہنسکر کہا یہ اسنے کہ رہتے ہو تم کہان — جو پوچھتے ہو نام و نشان آفتاب کا
یہ وہ ہین جنکے قوم پہ احسان عام ہین — آثار فیض ان کے ہین قایم ہر ایک جا

خدمت مین ملک و قوم کی کاٹی ہے عمر سب   دنیا سے وہ دن کے عیش کا چکھا نہین مزا
جز فکر قوم اور نہ تھی ان کو کوئی فکر   خواہش نہ زندگی کی نہ اندیشہ قضا

قصہ ہے طول وقت ہے کم مختصر یہ ہے
انسا محب قوم نہ تھا کوئی دوسرا

سوا خدا کے لوگون سے امید رکھنا ہی عذاب ہے،

امید ہے خدا سے کہ بر آئے آرزو   کرتا ہے جو قبول ہر اک شخص کی دعا
مشکل ہین جو بات ہے آسان ہے اُسے   مردون کو ایک دم ہی مین دیتا ہے وہ جلا
رحمت سے اُسکی کون ہے مایوس خلق مین   کرتا ہے مور کو وہ سلیمان کا تخت عطا
شاہِ دکن سے ہمکو اعانت کی ہے امید   بعد اُسکے ملک و قوم کا کچھہ کچھہ ہے آسرا
ہے یہ بھی کچھہ امید کہ ارکان سلطنت   حکام ذی وقار رعایا سے باوفا
یہ سب جو کار خیر مین دینگے ہمین مدد   راضی رہین گے ان سے خدا اور مصطفی
لیکن خدا کے ہاتھ مین انسان کا ہے دل   وہ چاہیگا تو یہ بھی مدد دینگے برملا

مرضی نہین جو اسکی تو ان مین سے ایک بھی
کوڑی نہ دے گا انکو محب ہے یہ تجربہ

نقالی

۹ [illegible]

ہیملٹ دیکر اگر صاحب بنے   اور مینڑدن پر اڑالی بھی جو رم
فائدہ کیا ملک کو حاصل ہوا   عزت قومی ہوئی افسوس کم
گھٹ گئے تقلید سے عقل و شعور   بڑھ گئے وحشت مین اول سے بھی ہم
نقل سے نقال کی عزت نہین   اچھے انسان بنکے بندر بنے ہم

مشیت حق

ہر آن دکھاتا ہے نئے رنگ فلک
ہے ماہ کبھی بدر کبھی گھٹکے ہلال

جنگل کبھی بستی ہے کبھی بحر عمیق
جو آج ہین میدان وہی کل ہین جبال

ہر سمت کبھی باغ مین ہین پھول کھلے
ہین خار کے انبار کبھی خشک نہال

انسان کی بھی حالت مین تغیر ہے یہی
ناشاد کبھی اور کبھی ہے خوشحال

جب حال یہ دنیا کا ہے پھر فکر ہی کیا
ہم پر بھی گزر جا ینگے سب رنج و ملال

اسباب و نتائج کی نہین کوئی حد
فطرت یہ ہے انسان کی حکومت تو محال

سچ پوچھیو تو کس بات کی قدرت ہے ہمین
ہین اور کے قابو مین ہمارے افعال

ما در چہ خیالیم و فلک در چہ خیال
کارے کہ خدا کند فلک را چہ مجال

بدخلقیون کا رواج

پوچھا یہ ایک طالب دولت نے ایکدن
اک پیر سے کہ تجربہ دنیا کا جسکو تھا

کیا کیجیئے کہ ہاتھ لگے جس سے مال و زر
عہدہ کوئی بڑا سا ملے اور مرتبا

بولا وہ پیر مرد یہ ہنسکر کہ اے جوان
انکے حصول کے تو ہین اسباب ہی جدا

یورپ مین ہین علوم جدیدہ یہان ہین اور
ان مین کمال ہے تو بر آئے گا مدعا

پہلے تو دروغ مین انسان کو ہو کمال
بولے کرور جھوٹ ہزارون مین برملا

شیطان کو سکھائے نئے کذب کے فنون
ہر بات مین دروغ ہو ہر فعل مین ریا

اسکے سوا خیانت و رشوت مین ہو کمال
مالک کے ملک و مال کو سمجھے کہ ہے مرا

سو مین جو دس اٹھائے تو نوّے کو آپ کھائے
حصہ ہو جنس و مال مین آدھی سے بھی سوا

چھوڑے نہ دوستوں سے بھی موقع اگر ملے — سمجھے ہر ایک کام کا رشوت ہی کو صلا
ساتھ لے سکے پھر ہو علم خوشامدین بھی کمال — آقا کہے جو رات کو دن یہ کہے عجب
عزت کا ہو لحاظ نہ کچھ آبرو کا پاس — بدنامی و وقاحت و ذلت ہو سب روا
اپنی غرض سے کام ہو مر جائے گرچہ خلق — محسن سے بھی کرے نہ کبھی بھول کر وفا
حاصل ہوں یہ فنون تو ہو آپ کی بھی قدر
ہے آجکل انہیں کو تو ہر شخص پوچھتا

آدمی کا رزق کسی کے بند کرنے سے بند نہیں ہوتا

روزی کو جو کرتے ہیں عداوت سے کہیں بند — کرتا ہے خدا اور سبب رزق کے پیدا
دشمن کے جو نزدیک ہیں اسباب ہلاکت — کرتے ہیں وہی زیست کے سامان مہیا
روٹی بھی ہماری وہی پہنچائے گا رازق — آوازِ سگان کم نہ کند رزق گدا را

مقدس گیت

(۱) جوانو! بڑھو رزم گاہِ جہاں میں — علم خلق احمد کا ہمراہ لیکر
لڑو نفس دشمن سے ہر دم لڑائی — کہ جسکے سبب سے یہ ہیں فتنہ و شر
جہاد اب کرو جہل پر سلکے باہم — کہ ہے جاہدوا و اقتلوا حکم داور
نہ گھبراؤ مشکل سے ہے بعد راحت — محمد ہیں آگے تو اللہ سر پر
(۲) کرو ذکر حق تا کہ شیطان کا لشکر — نکلجائے دل کی حکومت کے باہر
زبان پر ہو جاری بعبد صدق و ایمان — ثنائے خدا و درود پیمبر
مجاہد کی عزت ہے دونوں جہان میں — کہ ہے تاج فتح و ظفر اسکے سر پر

نہین اسکو خطرون مین کچھ خوف جانکا — خدا اسکا حامی ہے احمد ہے رہبر
(٣) جہان کے مجاہد مسلمان سارے — ہین افواجِ حق کے سپاہی مقرر
وہ سب حق پرستی مین اک جسم و جان ہین — نہین ہوتے حکم خدا سے وہ باہر
کڑے مارچ صبر و تحمل سے کرکے — شیاطین کے لشکر پہ ہین حملہ آور
وہی دور کرتے ہین محنت اُٹھا کے — مصیبت جو ہے نوع انسانکے سر پہ
(٤) تغیر ہے ہر دم زمین و زمان مین — سلاطین ہین ہر آن راہِ فنا پر
بجاتے تھے دنیا مین جو اپنے ڈنکے — مقابر ہین اُنکے زمین کے برابر
مگر ایک اسلام کی یہ حکومت — بدلتی نہین مثل خورشید و اختر
تغیر کے ہاتھون سے محفوظ ہے یہ — کہ حافظ ہے اسکا خدا و پیمبر
(٥) ابد تک رہیگا یہ اسلام زندہ — کرورون برس اسکا چمکے گا اختر
اسی پر رہین گے فدا صدق دل سے — ملک جن و انسان و پیر و پیمبر
حیات ابد اور علم و مسرت — ملین گے اسی دین برحق کے اندر
جوانو اگر دو تم نہ اوقات ضایع — محب کے چلو ساتھ کمرونکو کس کر

(مثنویات)

امید

ہے نفس کی یہ غلام دنیا — ہے رنج و خوشی کا نام دنیا
سب شاہ و گدا ہین اسکے بندے — ہین دام بلا اسی کے پھندے
اس دام سے چھوٹنا ہے مشکل — جب تک یہ چمن ہے اور یہ دل
ہوتی نہ اگر امید راست — کرتا انسان کبھی نہ محنت
قایم مذہب امید پر ہے — قربان امید ہی پہ سر ہے
ہوتی نہ امید عیش و جنت — کرتا زاہد نہ یہ عبادت

امید وصال یار جب ہے — پھر موت سے کوئی خوف کب ہے
ہوتا آسان ہے جان دینا — سر دیکے جنان کا مول لینا
دنیا کی یہی ہے جان امید — پیدا ہوتا ہے اس سے ناامید
امید وصال پر ہین جیتے — ہجور جو خون دل ہین پیتے
ہوتی نہ اگر امید انعام — کرتا خادم کبھی نہ پھر کام
امید خطاب و عزت و جاہ — انجام سے جسکے کم ہین آگاہ
لیتی ہے یہی تو جان انسان — کرتی ہے بھری گھرون کو ویران
چلتے امید پر ہین سب کام — معلوم نہین اگرچہ انجام
امید ہے زندگی انسان — حرمان ہے مردگی انسان

امید سے دل کو رکھ تو خالی
دنیا تو محب ہے سب خیالی

انجام شراب

ہے رات اندھیری ہو کا عالم — اوڑھی ہے جہان نے چادر غم
ہے سقف سیاہ چرخ ہفتم — بجھتے ہوئے کوئلے ہین انجم
یہ برج نہین فلک کے اوپر — انبار ذغال مین ہین اخگر
ہوتا ہے گمان کہکشان پر — ہے دود سفید آسمان پر
کمل کا ہے فرش سبزۂ باغ — لالہ ہے تمام صورت داغ
ہر سرو ستون سنگ موسیٰ — ہر چشمۂ آب مردم آسا
صحرا گلشن پہاڑ بستی — ظلمت مین ہے نیست سب کی ہستی
اس ظلمت شب مین ایک عورت — ہے چاند سے بڑھکے جسکی صورت

بیٹھی ہے مکان میں اکیلی　　اوڑھے ہوئے چادر ایک میلی

آنکھوں سے برس رہے ہیں آنسو　　ہے ماہ کی سطح پر رواں جو

ہر سمت اگرچہ ہے اندھیرا　　حجرے میں مگر ہے کچھ اجالا

چھوٹا سا بچھونا اک بچھا ہے　　بچہ کوئی اس پہ سو رہا ہے

بیٹھی مردے کے پاس ماں ہے　　دریا آنکھوں سے اک رواں ہے

کہتی ہے کہ دے گئے دغا تم　　اتنے ہوئے ہائے بیوفا تم

غربت میں اکیلا مجھکو چھوڑا　　افلاس میں مجھ سے منہ کو موڑا

فاقوں نے نہ چھوڑا ہائے جیتا　　ہوتا گر دوا ہی تو یہ بیتا

واری نہ ہوئی دوا میسر　　افلاس سے ہو سکا نہ جاں بر

میں بھی تو ہوں تین دن سے بھوکی　　کھائی ہوں قسم ترے لہو کی

اسمیں نہیں کچھ قصور میرا　　بے بس مجبور رہوں میں دکھیا

خاوند ملا ہے وہ شرابی　　ہے جسکے سبب سے یہ خرابی

اٹھ جائے شراب یہ جہاں سے　　آفت آئی ہے یہ کہاں سے

غارت ہوں شراب کی دکانیں　　جاتی ان سے ہیں اب تو جانیں

ملکوں سے شراب بھر کے لائیں　　مردوں کو ہمارے سب پلائیں

اللہ مٹے شراب خواری　　ہو جائے تباہ آب کاری

جل جائیں یہ سیندہن خدایا　　دنیا میں رہے نہ نام ان کا

سرکار کو رحم ہم پہ آئے　　محصول شراب پہ بڑھائے

سیندہی کی بھی کاشت بند کر دی　　محصول ہر اک دکان سے لے

یورپ کی شرابیں پھر نہ آئیں　　بھاری ہی ٹیکس ان پہ گر لگائیں

افلاس کی کیا کروں شکایت　　ڈہائی ہے خدا نے ہم پہ آفت

صنعت حرفت تجارتین سب / برباد ہوئین رہا ہے کیا اب
اب کیا ہے معاش کا ذریعا / قلاش نہین ہے کوئی ہم سا
مردے کو کفن نہین میسر / افلاس نہ ہوگا اس سے بڑھکر
یہ کہکے لگی وہ خوب رونے / سر پیٹنے اور جان کھونے
اتنے مین سنی کسی کی آہٹ / آہستہ کھلے کواڑ کے پٹ
شوہر کو جو آتے اس نے دیکھا / منہ پھیر کے یہ کہا خدایا
آئی نہین مجکو موت کمبخت / پتھر سے بھی جان ہے مری سخت
کلثوم مرے رہون مین جیتی / کیا زور ہے اس مین تیری مرضی
تم چین سے اب شراب اوڑاؤ / سیندھی پیو اور کباب کھاؤ
ہم بھی ہین کوئی دنون کے مہمان / کیا کیجیے سخت ہے مری جان
رونے لگا سن کے اس کا شوہر / آنکھون سے رواں ہوا سمندر
بولی رُونے سے فائدہ کیا / قسمت مین جو تھا ہوا اگلا کیا
مردے کو کفن کہان سے لاؤن / زیور نہین جو گرو رکھاؤن
کرتا گوٹے کا ایک اس کا / پہنا نہین اسنے ہے وہ کورا
بازار سے اسکو بیچ لاؤ • / قیمت جو ملے کفن منگاؤ"
یہ کہکے اُٹھی وہ دکھ کی ماری / لائی کرتا اور ایک ساری
یہ دے کے کہا کہ جلد جاؤ / میت ہے پڑی کفن منگاؤ
لیکر کرتے کو وہ دل افگار / آیا مغموم سوئے بازار
رستے مین ملا کلال خانہ / دل کو ہاتھ آیا اک بہانہ
جی نے کہا پی شراب پہلے / کچھ آئے تو دل مین تاب پہلے
عادت مین خرد مین پھر ہوئی جنگ / تھا عقاب سے کے در پہ وہ کھڑا دنگ

عادت ہوئی عقل پر جو غالب — ساقی سے ہوا وہ مے کا طالب
دیکھا جو شراب کا پیالہ — آنکھون مین بھرا چمن کا لالہ
کرتا مہبت کا اس نے ویکر — پی خوب شراب مول لیکر
جب پی چکا خوب جام پر جام — ثابت ہوا اسکو مے کا انجام
امڈا دریا سے شرم اکبار — آئے نظر اسکو اپنے کردار
لعنت کرتا تھا اپنے اوپر — کہتا تھا یہ دل مین اپنے رو کر
کمبخت شراب تو نے مارا — سر پر ترے خون ہے ہمارا
برباد کیا مرا بھرا گھر — فاقون سے ہوئے نہ طفل جانبر
ذلت رسوائی اور خواری — نکبت افلاس دلفگاری
سب مجکو ملی تری بدولت — حیوان سے بدتر اب ہی حالت
بے گور و کفن وہان سے مردہ — پیتا ہون یہان شراب بیٹھا
کس منہ سے مین جاؤن ہائے گھر مین — ہون خوار مین اپنی ہی نظر مین
صورت اسکو مین کیا دکھاؤن — بہتر ہے کہ مین بھی مرہی جاؤن
یہ کہکے اٹھا وہ جی سے بیزار — گرتا تھا قدم قدم پہ ہر بار
گرتا پڑتا چلا بمشکل — آخر ہوئی طے بعت کی منزل
دریا کے قریب جب وہ آیا — کپڑون کو اتار کر نہایا
پھر کر کے وضو نماز پڑھکے — مانگی یہ دعا خدا کے آگے
یارب یہ شراب بند کردے — محصول ہزار چند کردے
ٹھیکا نہ شراب کا دیا جائے — نذرانہ بھی اب نہ کچھ لیا جائے
بستی سے دکانین بھی اٹھا دین — میخانون پہ پاسبان بٹھا دین
کم عمر کو دی نہ جائے سیندھی — برباد نہ عمر ہو کسی کی

توبہ کرتا ہون مے سے مین اب — تو بخش گناہ میرا یارب"
یہ کر کے دعا اٹھا وہ ناشاد — تھی آہ لبون پہ اور فریاد
کودا دریا مین پھر وہ ناکام — میخوار کا خودکشی ہے انجام
ڈوبا ایسا کہ پھر نہ ابھرا — پینے کا یہی تو تھا نتیجہ

کر تو یہ دعا محب خدا سے
اللہ بچائے اس بلا سے

قانون

عجب مضبوط ہے عالم کی فطرت — بدلتا ہی نہین قانون قدرت
گدا ہو شاہ ہو یا صاحبِ زر — سمجھنی ہے قضا سب کو برابر
نہین ممکن اجل سے ہو رہائی — مدد پر بھی ہو گر ساری خدائی
نیاز و نذر پیرون کی دعائین — اجل آئے تو پھر وہ کیا بنائین
بغیر ابر کیا برسا ہے پانی — چلی بے وقت کب باد دخانی
بغیر تخم کب کوئی شجر ہے — کہین بے گل کے بھی آیا ثمر ہے
اصول و نظم ہے جان خدائی — انہین سے ہے عیان شان خدائی
نہین جس ملک مین قانون و آئین — ترقی پر وہان دنیا نہ ہے دین
برائے نام قانون سے حاصل — رعایت پر اگر حاکم ہے مائل
نہ ہوگا انتظام ملک اس جا — رعایت کا جہان ہوئے گا چرچا
رعایت ہے خلاف عدل لیکن — محب چھوٹے یہ ہم سے ہے یہ ممکن؟

دوستون کی ملاقات

اکبر - لائیے لائیے یہان تشریف　　خیریت آپ کا مزاج شریف
نادر - پوچھتے کیا مزاج ہو صاحب　　عقل گم ہے حواس ہین غائب
اکبر - کیا بلا آئی کیا غضب ٹوٹا　　گھر کسی نے ہے آپ کا لوٹا
کچھ کہو تو زبان سے بہر خدا　　گر مرض ہے کرینگے اُسکی دوا
نادر - کیا کہین کچھ کہا نہین جاتا　　اور چپ بھی رہا نہین جاتا
درد ہے وہ نہین ہے جسکا علاج　　کیا کہین تم سے کیون بڑا ہی مزاج
اکبر - خیر سمجھا مین آپ ہین عاشق　　اور ہین اپنی زندگی سے دق
نادر - مین نہ فرہاد ہون نہ مجنون ہون　　اپنی حالت پہ آپ محزون ہون
قوم کی دیکھتا ہون جب حالت　　اور اسکی جہالت و غفلت
سب خوشی اپنی بھولجاتا ہون　　غم ہم قوم دل مین پاتا ہون

اکبر - آپ بھی کچھ عجیب احمق ہین　　دیتے لوگون پہ جان ناحق ہین
دوسرون کے لئے اٹھائے ضرر　　کوئی اُس سے بھی بڑھکے ہوگا خر
دوست ہوتا ہے قوم کا دشمن،　　اسکو دیتے ہین لوگ رنج و محن
جتنے گزرے ہین مصلحان قوم　　سمجھے جاتے تھے دشمنان قوم
آپکی بھی کچھ آئی ہے شامت　　کی نصیحت تو پھر بنے گی گت
نادر - یہ خیالات آپ کے ہین پست　　آپ اپنی غرض مین رہئیے مست
مین تو انسان ہون اور صاحب درد　　کچھ زنانہ نہین ہون مین ہون مرد
درد قومی سے ہے نعمت باری　　آدمی کا شرف ہے غمخواری
انس جس مین نہین نہین انسان　　سگ ہے بہتر اگرچہ ہے حیوان
فرض ہمپر ہے قوم کی خدمت　　اس سے بڑھ کر نہین کوئی عزت

بے امید صلہ ہو خدمت قوم
عین عزت ہے اپنی عزت قوم

قوم کی گر ذلیل ہے حالت
تو نہین شاہ کی بھی کچھ عزت

قوم ہے گر کسی کی آسودہ
تو گدا بھی نہین ہے افسردہ

قوم پر ہے اگر کہین ادبار
گل بھی نظرون مین اسکی ہین خار

اکبر مین نے مانا کہ آپ سچے ہین
عقل مین لیکن آپ بچے ہین

مل کے جب سب کرین تو ہو کچھ کام
ایک ہوتا ہے کر کے خود بدنام

کوئی کرتا نہین ہے اسکی مدد
اور کرتے ہین سب خلاف مین کد

جانتے ہم خیال کو ہین ولی
اور مخالف کو دشمن ازلی

اسکو دیتے ہین سو طرح کے عذاب
اسکی تکلیف جانتے ہین ثواب

کسکو جرءت ہے جو کرے اصلاح
خواہ نکبت انہین ہو خواہ فلاح

نادر — ہم نے مانا کہ قوم ہے غافل
ان مین کچھ تو ضرور ہین عاقل

وہ سمجھتے ہین اپنا نفع و ضرر
اور کرتے ہین قدر علم و ہنر

ایسے لوگون پہ گر اثر ہو جاے
جنگ اصلاح پھر تو سر ہو جاے

اور یہ بھی اگر نہ ہون قائل
تو بھی ہونا نہ چاہیے بزدل

مدد خیر فرض ہے ہم پر
جان کا بھی اگر ہو خوف و خطر

جان دیتے نہ مصلحان قوم
بڑھتی پھر کسطرح سے شان قوم

کرتے گر رہبری نہ یہ رہبر
ہوتے ہم آج خر سے بھی بدتر

ہم نتیجے ہین اپنے اگلون کے
رہنما آنے والی نسلون کے

دین ہم پر ہے اپنے آبا کا
• نکرین ہم ادا تو ہے عیب

گر کرینگے نہ ہم ادا یہ ادھار
ہونگے دنیا مین ہم ذلیل اور خوار

آنے والے برا کہین گے ہمین
وحشی پر خطا کہین گے ہمین

گورے کالے کا ازدواج

ایک یورپین جوان خوش رو
صاحب علم و خوش بیان خوش خو

تھا وہ سونے کی کان کا مالک
کالے گوروں کی جان کا مالک

تھا وہ بنگال مین مقیم جوان
گنج قارون تھا ہر قدم پہ جہان

اسکے خدام مین تھی اک عورت
مشرقی حسن کی تھی وہ مورت

تھا غضب کا تناسب اعضا
جسم سانچے مین تھا ڈھلا گویا

کالی رنگت پہ تھا خدا کا نور
گل سوسن مین حسن کا تھا ظہور

اس خدا داد حسن پردہ پری
عیب ناز و غرور سے تھی بری

دل سے کرتی تھی خدمت آقا
اور آقا بھی اس پہ تھا شیدا

چاہتا تھا ہزار جان سے اُسے
جانے دیتا نہ تھا مکان سے اُسے

دونون باہم تھے عاشق و معشوق
کالے گورے تھے گرچہ وہ مخلوق

دل مین کہتا تھا وہ جوان ہر دم
کس طرح اس کی ہو محبت کم

دل پہ قابو نہین محبت مین
بے لبسی ہے غضب کی الفت مین

عقد بھی اس سے کر نہین سکتا
کس طرح لاؤن سر پہ اپنے بلا

کیا کرون اپنی قوم کا مین گلا
ہے تعصب تو اس مین سب سے سوا

کالے گورے کا فرق ہے بیجا
حسن مین دونون رنگ ہین یکتا

غیر قومون سے ازدواج نہین
وسعت قوم کا رواج نہین

یہ تعصب یہ کبر یہ نفرت
کہہ رہے ہین کہ ہے ابھی وحشت

ترکیب بند اور ترجیع بند

قوتِ علم

جہان مین علم سے بڑھکر نہین کوئی قوت	ہزار دیو کی ہے اسکے جسم مین طاقت
اسی کے زور سے کرتا ہے فیل مست کو زیر	وہ آدمی کہ ہے مور ضعیف کی صورت
اسی نے حرب کے آلات وہ کئے ایجاد	کہ لشکرون کی برابر ہے قلت و کثرت
اوڑا ہی دیتا ہے دم مین پہاڑ ڈانامیٹ	اسی کی ذرۂ بارود مین ہے یہ حدت

خدا کے ہاتھ کی طاقت ہے اسکے بازو مین
جہان کے ملک و سلاطین ہین اسکے قابو مین

بنایا علم نے اقوام پست کو اعلے	زمین مصر نے پایا اسی سے اوج سما
اسی سے خطۂ یونان کی بھی ہوئی شہرت	اسی سے روم کا بیٹھا جہان پہ سکا
اسی سے اہل عرب کو ہوا شرف حاصل	اسی سے آج ہے یورپ کا اوج پر تارا
اسی سے آج ہے جاپان روس پر غالب	ذرا سی فوج نے لاکھون کو کر دیا پسپا

بغیر علم کے قومین ہین بھیڑون کے گلے
چھری جو ایک ہے قصاب کی تو لاکھ گلے

ہمیشہ جہل پہ غالب رہا ہے علم و ہنر	نہین دماغ تو انسان خر سے ہے بدتر
غذا ہے علم دماغون کو بھی ضروری ہے	کہ بے غذا کے وہ ہوتے نہین ہین طاقتور
ملے غذا نہ بدن کو تو مضمحل ہو جائے	دماغ علم نہ پائے تو وہ جئے کیونکر
قیام جسم کو لازم ہے چار وقت غذا	غذا دماغ کی ہے کسب علم آٹھ پہر

اگرچہ زور و زر و جاہ و مال ہے طاقت

جہان مین سب سے ہے اعلٰے دماغ کی قوت

کردنی خویش آمدنی پیش

ہے جہان کا راز گرچہ گو مگو　　ہین مگر پاتے وہی بوتے ہین جو
ان مین آتی ہے کہان نیکی کی خو　　سب جو کرتے نہین خلق نیکو
دیکھتے حالت کو اپنی تم رہو
از مکافات عمل غافل مشو

نشۂ دولت مین ہوجاتے ہین مست　　لب پہ لاتے ہین انا الحق والست
جانتے وہ یہ نہین ہے نیست ہست　　منتقم کا ہے جہان مین بندوبست
پاؤگے اکدن وہی کرتے ہو جو
از مکافات عمل غافل مشو

ہے برائی کا نتیجہ بھی برا　　ہر عمل کی ہے جزا بھی اور سزا
ظالمون کو چھوڑتا ہے کب خدا　　اور مظلون کو ملتی ہے جزا
دشمنون کو بھی نہ تم تکلیف دو
از مکافات عمل غافل مشو

سچائی

کیجیے سچ کی عزت افزائی　　ملک کی ہے اسی سے زیبائی
صدق مین ہے عجب مسیحائی　　مردے پاتے ہین اس سے گویائی
ہے تمدن کی جان سچائی

سچ سے موتی نے آبرو پائی

جھوٹ کا جب رواج ہوتا ہے — ملک پھر اعتبار کھوتا ہے
آبرو اپنی سب ڈبوتا ہے — صحن گلشن مین خار بوتا ہے

ہے تمدن کی جان سچائی
سچ سے موتی نے آبرو پائی

صادقون کی زبان مین ہے اثر — بات کرتی ہے ان کی دل مین گھر
نکتہ چینیون کا کیا اسے ہے خطر — اور کندن دمکتا ہے تپ کر

ہے تمدن کی جان سچائی
سچ سے موتی نے آبرو پائی

سچ کہے جاؤ کچھ نہ گھبراؤ — آفتون مین نہ سچ سے باز آؤ
نہ پھرو راستی سے مرجاؤ — جھوٹ بولو نہ تم قسم کھاؤ

ہے تمدن کی جان سچائی
سچ سے موتی نے آبرو پائی

کاذبون کی اگر ہے قدر کہین — اور ہین راست باز گوشہ نشین
ہے وہین تو خرابیون کا یقین — اور لازم زوال ملت و دین

ہے تمدن کی جان سچائی
سچ سے موتی نے آبرو پائی

سچ مین پنہان ہے زور دست خدا — ہے پہاڑ اسکے سامنے تنکا
گر ہون دنیا کی قوتین یکجا — تو بھی جنبش نہ ہوگی سچ کو ذرا

ہے تمدن کی جان سچائی
سچ سے موتی نے آبرو پائی

ہمارے مزدوروں اور کسانوں کی حالت

دکھائیں کسکو یہ اپنی حالت نہیں کسیکو بھی درد ملت
پڑی ہے ان پر عجب مصیبت فلک کی کرتے ہیں فہ شکایت
نہ تن کو کپڑا نہ سر کو ٹوپی نہ پیٹ بھر کر انھیں ہے روٹی
لباس ان کا ہے اک لنگوٹی کہ جس سے ظاہر ہے انکی عسرت
ڈنر ہے انکا اُبالے چاول کری کا ہے انکی نہ ماہی چٹنی
نمک بھی جسکو نہیں میسر کہ اسکی ارزاں نہیں ہے قیمت
چنے بھی ملتے نہیں ہیں انکو کہ کھولیں روزہ فجر کو اُٹھکر
اور اُڑائے میزوں پہ چائے بسکوٹ کہاں ہی مزدور کی یہ قسمت
نہ انکو مکھن نہ ان کو روٹی نہ ان کو میوہ نہ انکو بوٹی
جوار بیجھڑ کی دو یہ روٹی سمجھتے اپنے لئے ہیں نعمت
ہمارے مزدور ہیں وہ مفلس کہ ان سے بہتر تو یہ گدا ہیں
یہ عیش کرتے ہیں بے مشقت وہ اپنی محنت سے بے نوا ہیں

میاں سکے تن پہ ہے اک لنگوٹا پھٹا سا بیوی کے بر میں لہنگا
گزی کے چھیتڑے کا ہے ڈوپٹا برہنہ بچے ہیں سر تا پا
پھٹی سی چادر ہے اوڑھنے کو زمین کا ہی فرش انکا بستر
ملے جو جاڑے میں کہنہ کمل تو اسکو سمجھیں نیا دوشالا
نہ سر پہ ٹوپی نہ بر میں کرتا نہ انکے پاؤں میں کوئی جوتا
جہاں میں ڈھونڈو نہ پاؤ گے تم کہیں یہ افلاس کا نمونہ

کسان یورپ کے ہین پہنتے ہمیشہ پتلون اور جاکٹ
جو پاؤن مین بوٹ پاسے تابہ تو ہیٹ کا انکے سر پہ سایا
بدن مین بچون کے گرم کپڑے تو عورتون کے بروئین سائے
عجب کسانون کی بیویان ہین کہ ان پہ دھوکا ہے لیڈیونکا
کسان یورپ کے با ہنر ہین ہمارے مزدور بے ہنر ہین
نہ اپنے پیشون سے باخبر ہین نہ اپنی محنت سے بارور ہین

—— ۱۰۲ ——

مکان دڑبے ہین مرغیون کے کہ جن مین رہتے نہین ہین انسان
لحد مین جیسے پڑے ہون مردے کسان ہین انمین ایسے پنہان
نہ ان مین بیڈنگ نہ انمین لگ اٹھنگ نہ ان مین بیڈنگ کا کوئی کمرا
اُسی مین رہنا اُسی مین سونا اسی مین کہانا اُسی مین سامان
دہرے ہین مٹی کے چند برتن توا کڑاہی کٹورہ لوٹا
یہی ہے اسباب خانہ داری کہ جس سے افلاس ہے نمایان
کسان یورپ کے آدمی ہین کہ جنکی گھر مین ہے میز کرسی
مگر تمدن مین جانور ہین ہمارے ہندوستان کے دہقان
کسان مزدور کی یہ حالت ہے جہل مطلق کا یہ نتیجہ
اگر نہین یہ تو پھر بتا ئین کہ ان کے افلاس کا سبب کیا

—— ۱۰۳ ——

نہ ان مین تعلیم و تربیت ہے نہ ان مین صنعت نہ مدنیت ہے
نہ انکو دنیا کی کچھ خبر ہے نہ اپنے حرفون کی علمیت ہے
نہ ان کی خاطر فری مدارس نہ ان کو ترغیب علم و فن کی

نہ انکو تعلیم دستکاری نہ ان کو کاموں کی تربیت ہے
غریب بچوں کے واسطے ہے جہاں میں تعلیم مفت ہرجا
مگر یہاں تو ہیں فیس لیتے عجیب الٹی ہماری مت ہے
حقوق اپنے نہیں سمجھتے ہزار تکلیف ہیں اٹھاتے
زباں سے کرتے نہیں شکایت ملے جو تھوڑا انہیں بہت ہے
وبا جو آئے تو انکو کھائے جو قحط آئے تو انکو مارے
انہیں پہ پھر مار ٹیکس کی ہے بُری انہیں کی جہاں میں گت ہے
فلک زمین سب انہیں کے دشمن انہیں پہ حکام کے مظالم
انہیں کے کاندھے پہ بار خلقت انہیں کے سر پر ہے بار حاکم

یہی کمائیں تو کھائیں روٹی انہیں کے محتاج ہیں یہاں سب
نہیں ہے بیجا کوئی کہے گر کہ بعد خالق یہی تو ہیں رب
انہیں سے قائم ہے قصر شاہی انہیں سے محلوں کی رونقیں ہیں
انہیں سے آباد مسجدیں ہیں انہیں کے دم سے ہی قوم و مذہب
انہیں سے دربار کی ہے عظمت انہیں سے حکام کی ہے شوکت
انہیں کے اہل قلم ہیں خادم انہیں کے نوکر سوار و اشہب
انہیں کے دم سے ہے یہ امارت انہیں کے قدموں سے ہے یہ ثروت
رہیں جو باقی نہ یہ زمیں پر تو جاہ و منصب رہیگی یہ کب
یہی ہیں اولاد شاہ و قیصر یہی کماؤ ہیں پوت انکے
انہیں کی تعلیم ہے مقدم انہیں کی اصلاح چاہیے اب
جو ہوگی ان کی خراب حالت تو پھر نہ ہوگی کسیکو عزت

رہیگی قائم ہمیشہ عسرت کہ جس سے ہر قوم کو ہے ذلت

سچی دوستی اور دلی محبت

بقا ہے ایک محبت کو اور سب کو فنا — اسی کے جذب سے قایم ہے ارض اور سما
کشش سے عشق کی باہم جو مل گئے ذرے — ہوے زمین و فلک اور جسم سب پیدا
ملایا جذب محبت نے پھر بسائط کو — عدم سے ہو گئے موجود دم میں آب وہوا
بڑھی جو عشق کی سوزش کشش عناصر مین — تو ان کے میل سے ذی روح کا وجود ہوا
ہوئی جو آدمیون مین محبت و الفت — تو حسن و عشق سے آباد ہو گئی دنیا

کسیکہ یار وفادار و مہربان دارد
سعادت ابد و عمر جاودان دارد

یہ دوستی ہی تو دو دل کو ایک کرتی ہے — اسی سے عمر بڑے عیش سے گزرتی ہے
طلا کی طرح سے ہوتی ہے صاف ہجر مین جان — جلے جو عشق مین ہر بار وہ نکھرتی ہے
جو ہجر موت ہے عاشق کی اور وصل حیات — تو جان اسی کی فنا ہو کے پھر ابھرتی ہے
عجیب لطف ہے تیغ ادا کے زخمون مین — کہ جان بعد فنا دم اسی کا بھرتی ہے
ملے نہ دوست جہان مین تو زیست ہے بے لطف — بغیر عشق کے انسان کی روح مرتی ہے

کسیکہ یار وفادار و مہربان دارد
سعادت ابد و عمر جاودان دارد

جہان مین دوست سے بہتر نہین کوئی نعمت — کہ اسکی جان سے بھی بڑھ کے ہے گران قیمت
ہزار قیصر و کسریٰ سے وہ گدا ہے امیر — کہ جسکے پاس ہے گنج محبت والفت
خدا ملے تو ملے آشنا نہین ملتا — ملے کسیکو تو سمجھو وہی ہے خوش قسمت

ہر ایک چیز یہان زور و زر سے ملتی ہے — خرید سے عشق تو دیکھین حکومت و دولت
نہ زور و زر سے نہ جاہ و سے یار ملتا ہے — خدا ہی دے تو ملے آدمی کو یہ نعمت

کسیکہ یار وفادار و مہربان دارد
سعادت ابد و عمر جاودان دارد

خوشی و شادی و عشرت کا یار سے ہے مزا — جو یہ نہین تو ہے پھر ہیچ نعمت دنیا
غم و الم بھی تو یارون کے دم سے شادی ہے — خوشی ہے رنج سے بدتر جو کوئی ہو تنہا
مزیل رنج مقوی روح فرحت قلب — یہ ایک دوست ہے دنیا مین ہر مرض کی دوا
عجیب عشق و محبت مین ہے مسیحائی — کہ اس کے فیض سے ہوتے ہین مردے بھی زندا
ہوئی کسیکو میسر کبھی نہ صحت قلب — بغیر صحبت یاران پاکباز اصلا

کسیکہ یار وفادار و مہربان دارد
سعادت ابد و عمر جاودان دارد

نہ ہو کسی کا الٰہی کبھی حبیب جدا — فراق یار سے بڑھکر نہین کوئی صدما
عذاب نار جہنم ہے ہجر کی تکلیف — تب فراق سے پھکتا ہے جسم سرتا پا
جگر مین درد کبھی لب پہ آہ سرد کبھی — چھپا کے منہ کبھی خاموش لیٹنا رونا
جو بعد ہجر کے ہو جاے وصل یار نصیب — تو پھر بہشت کی حورون کی کسکو ہو پروا
جہان مین گرچہ ہے محبوب حسن و دولت و جاہ — نہین جہان کی نعمت مین دوستی کا مزا

کسیکہ یار وفادار و مہربان دارد
سعادت ابد و عمر جاودان دارد

مضرت شراب

زہر قاتل کا پیالہ ہے نہین جام شراب — خودکشی مفلسی و ضعف ہے انجام شراب

کوئی چھٹتا ہی نہین جس سے وہ ہے دام شراب　　سخت ناقابلِ برداشت ہین آلام شراب
پی کے ہو جاتے ہین مجنون جو ہنگام شراب
عقل رکھتا ہے تو لینا نہ کبھی نام شراب

دام دے دے کے خریدے جو کوئی خود آزار　　ہے سمجھ بوجھ پہ اس شخص کی افسوس ہزار
نور سمجھے ہین جسے وہ تو حقیقت مین ہے نار　　آتش مے سے نہین بچتا ہے قلب میخوار
شعلۂ نارِ جہنم ہے یہی جام شراب
عقل رکھتا ہے تو لینا نہ کبھی نام شراب

ہے جو بدمست کی مجنون کی حالت یکسان　　فرق ان دونون مین کرنا نہین ہرگز آسان
عقل و ادراک کا دونو مین نہین نام و نشان　　اور دونون کے دماغون مین غضب کا طوفان
سخت ناقابلِ تعمیل ہین احکام شراب
عقل رکھتا ہے تو لینا نہ کبھی نام شراب

دشمن عقل ہے مے دشمن جان دشمن مال　　دوستی دشمن جانی سے تو ہوتا ہے محال
قابل رنج و تاسف ہے جو میخوار کا حال　　چاہیے اسکی مضرت کا ہر اک آن خیال
جز تباہی نہین دیکھا کوئی انجام شراب
عقل رکھتا ہے تو لینا نہ کبھی نام شراب

صنعت و حرفت

علم روزی پڑھائیے ہمکو　　کار آمد بنائیے ہمکو
کسب زر کچھ بتائیے ہمکو　　راہ دولت دکھائیے ہمکو
کچھ تو صنعت سکھائیے ہمکو
مفلسی سے چھڑائیے ہمکو

خوب تعلیم یہ ہماری ہے — پڑھ چکے تو امیدواری ہے
عمر دفتر میں سب گزاری ہے — بے وسیلہ کے سخت خواری ہے
کچھ تو صنعت سکھائیے ہمکو
مفلسی سے چھوڑائیے ہمکو

ایک خدمت جو ہو کہیں خالی — جسکی ہو ماہوار دس حالی
ہیں نصیب اسکے جسنے وہ پائی — گرچہ پاتا ہے پندرہ مالی
کچھ تو صنعت سکھائیے ہمکو
مفلسی سے چھوڑائیے ہمکو

ایم اے بی اے جو ہو گئے بھی تو کیا — نہ ملی نوکری تو پھر ہیں گدا
دفتروں میں نہیں جگہ اصلا — نوکری ہو گئی ہے اب عنقا
کچھ تو صنعت سکھائیے ہمکو
مفلسی سے چھوڑائیے ہمکو

جب کوئی شے نہ ہم سے بن آئیں — تو کہاں مزدور کام ہم پائیں
بھیک مانگیں نہ ہم تو کیا کھائیں — نہ ملے بھیک بھی تو مر جائیں
کچھ تو صنعت سکھائیے ہمکو
مفلسی سے چھوڑائیے ہمکو

تھے کبھی ہم بھی صاحب صنعت — دستکاری میں تھی ہمیں شہرت
خاک میں مل گئی وہ سب حرفت — نہ وہ دولت ہے اور نہ وہ عزت
کچھ تو صنعت سکھائیے ہمکو
مفلسی سے چھوڑائیے ہمکو

جب نہ صنعت کا ہو کوئی پیشہ — کیوں نہ ہو جائیں اہل ملک گدا

مول لیتے ہین مال غیرون کا   کھچکے جاتا ہے ملک سے پیسا
کچھ تو صنعت سکھائیے ہمکو
مفلسی سے چھوڑائیے ہمکو

گر بنائین یہین سوئی دھاگا   پیٹ کچھ تو بھرے غریبون کا
بھیک دینے سے فائدہ ہی کیا   اور بڑھتے ہین ملک مین فقرا
کچھ تو صنعت سکھائیے ہمکو
مفلسی سے چھوڑائیے ہمکو

ان مدارس سے فائدہ کیا ہے   امتحانات کے سوا کیا ہے
آخر ان سب کا مدعا کیا ہے   پاس ہو جائین پھر صلا کیا ہی
کچھ تو صنعت سکھائیے ہمکو
مفلسی سے چھوڑائیے ہمکو

طرز تعلیم یہ نہین اچھا   اس سے ہوگا نہ ملک آسودہ
پڑھ کے ہوجائینگے ہم اور گدا   نہ ملیگا ہمین کہین پیسا
کچھ تو صنعت سکھائیے ہمکو
مفلسی سے چھوڑائیے ہمکو

ہے محب کی یہی صدا ہر بار   ملت و ملک پر ہو جان سے نثار
مل کے باہم کرین یہی گفتار   اور ہم سب کہین پکار پکار
کچھ تو صنعت سکھائیے ہمکو
مفلسی سے چھوڑائیے ہمکو

———— ۱۰۱ ————

دولت عشق

مذہب و ملت ہے زیبا اُن کو جو ہیں دین شعار — ہو مبارک قوم کے مصلح کو قومی یادگار
دولت دنیا ملے ان کو جو ہیں زر پر نثار — ہو نصیب اہل تقوی حور و جنت کی بہار

عاشقِ یارم مرا با کفر و با ایمان چہ کار
تشنۂ دردم مرا با وصل با ہجران چہ کار

ذکرِ جاناں لب پہ ہے دل میں ہے تصویرِ صنم — ہے بتوں کی دید سے یادِ خدا بھی دم بدم
سنگِ در اُس کا ہے اسود اور رہگذر اس کا حرم — سجدہ گاہِ عاشقِ سرمست ہے نقشِ قدم

عاشقِ یارم مرا با کفر و با ایمان چہ کار
تشنۂ دردم مرا با وصل با ہجران چہ کار

ہیچ ہے دنیا و دین جاہ و حشم حور و جنان — عشق میں اسکے جو لذت ہے وہ دونوں میں کہاں
راحت و آرام سے خالی ہیں یہ دونوں جہان — ساتھ اسکے گوشۂ دل ہے نہ دنیا ہے امان

عاشقِ یارم مرا با کفر و با ایمان چہ کار
تشنۂ دردم مرا با وصل با ہجران چہ کار

دولت و دنیا ملے بھی گر تو کب ملتی ہیں رنج — مار سے خالی نہیں دنیا میں ہرگز کوئی گنج
بات ہے یہ بال سے باریک سمجھیں نکتہ سنج — ہے کھلاڑی کی تماشا گاہ یہ کاخِ سپنج

عاشقِ یارم مرا با کفر و با ایمان چہ کار
تشنۂ دردم مرا با وصل با ہجران چہ کار

عشق ہے دونوں جہاں کی جان ہیں شک نہیں — جب کہ یہ دولت ملے پھر ہیچ ہے دنیا و دین
ہے محب تیرا بزیرِ سایۂ عرشِ بریں — اور سب آخر کو بعد مرگ ہیں خاکِ زمیں

عاشقِ یارم مرا با کفر و با ایمان چہ کار

تشنۂ دردم مرا یا وصل و یا ہجران چہ کار

ہجر اور وصل

دشت وحشت میں جو گھبرا کے نکل جاتا تھا — ہر طرف مجکو نظر آتا تھا عالم ہو کا
بولتے تھے نہ چرندے نہ چہکتے تھے پرند — شیر خاموش تھے ساکت تھے مویشی ہر جا
جانوروں کے کہیں گرنے کا نہ تھا شور کوئی — بولتے تھے کہیں مینڈک بھی نہ جھیلوں میں ذرا
آب میں تھی نہ روانی نہ ہوا میں تیزی — مرغ آبی بھی تھے چپ چاپ بہ رنگ مینا

آتی ہی تھی نہ مرے کان میں کوئی آواز
میرے ہی دل کے دھڑکنے کی فقط تھی آواز

بیٹھ جاتا تھا کبھی تھک کے میں زیر اشجار — کھینچتا تھا کبھی تلووں سے ببولوں کے خار
کبھی سایہ کو درختوں کے میں تکتا تھا کھڑا — دن جو گھٹتا تھا تو بڑھتا تھا یہ سایہ ہر بار
بڑھ گئی مجھ سے کئی بانس مری پرچھائیں — آدمی زاد پہ تھے دیو کے طاری آثار
اضطرابی وہ خموشی وہ مری تنہائی — اور سنسان وہ جنگل وہ پہاڑوں کی قطار

آتی ہی تھی نہ مرے کان میں کوئی آواز
میرے ہی دل کے دھڑکنے کی فقط تھی آواز

شام ہوتے ہی اٹھا لیلی شب کا پردا — بام افلاک سے انجم نے زمیں کو جھانکا
دیکھتا تھا میں سوے چرخ بڑی حسرت سے — کہ ہوئی رات نہ آیا وہ مرا ماہ لقا
پوچھتا تھا کبھی گھبرا کے ستاروں سے یہی — چاند میرا ہے کہاں کچھ تو کہو بہر خدا
چپکے سنتے تھے نہ دیتا تھا کوئی مجکو جواب — ایک سناٹے کا عالم تھا فلک پر چھایا

آتی ہی تھی نہ مرے کان میں کوئی آواز
میرے ہی دل کے دھڑکنے کی فقط تھی آواز

پھر تو آنکھون سے ہوا اشک کا دریا جاری — انتظاری مین ہر اک لحظہ تھا مجھ پہ بھاری
ہاتھ گردن مین مری آ کے کسی نے ڈالا — جسطرح پیار سے کرتا ہے کوئی غمخواری
دستِ نازک نے مجھے اپنی طرف جب کھینچا — پھر تو سمجھا مین محب ہے وہی میری پیاری
وہ اُدھر چپ تھی اِدھر مین بھی تھا خاموش کھڑا — ایک سکتے کا تھا ہم دونون پہ عالم طاری

آتی ہی تھی نہ مرے کان مین کوئی آواز
میرے ہی دل کے دھڑکنے کی فقط تھی آواز

سہرا بہ تقریب رسم تسمیہ خوانی مرزا بہادر علی بیگ ولد نواب نادر جنگ بہادر مرحوم پسر کرنل نواب سر افسر الملک بہادر کے سی۔ آئی۔ ای۔ ایم ڈی او۔ اے ڈی سی۔ کمانڈران چیف افواج سرکار عالی واقعہ ۱۸ شعبان سنہ ۲۸ھ

تسمیہ خوانی کا سب سے ہے یہ بہتر سہرا — اور ہر علم و ہنر کا ہو ترے سر سہرا
افسر الملک نے باندھا ہے ترے سر پہ جو ہے — ہو مبارک یہ بہادر تجھے افسر سہرا
تیرے چہرے ترے سہرے مین دون کس سے مثال — رُخِ خورشید پہ ہے مجمعِ اختر سہرا
آب موتی کی ہے یہ موتیے کے پھولون مین — کہ مسلسل رُخِ انور پہ ہے گوہر سہرا
رُخ پہ سہرے کی یہ لڑیان ہین کہ سلکِ اعیان — کشف سے دیکھئے ہے مجمعِ جوہر سہرا
جلوہ گر کون ہے اس صورتِ نورانی مین — اور ہے کسکے بتاؤ تو یہ سر پہ سہرا
بس خموش اب یہ دعا مانگ خدا سے تو محب — کہ دکھائے ہمین شادی کا بھی خوشتر سہرا

رباعیات

بدقسمتوں کی حالت

لوگوں سے ملے ولین مگر گھر نہ ہوا — آرام کسی جا بھی میسر نہ ہوا
پا بوسی دریا سے ہوا کیا حاصل — ساحل کا لب خشک کبھی تر نہ ہوا

عشق کے نتیجے

دل مین ہے خیال یار میرے ہردم — معشوق تو موجود ہے عاشق ہی عدم
کہتے ہین جسے عشق یہ ہین اسکے ثمر — ناکامی و محرومی و مایوسی و غم

جھوٹ کا رواج

کثرت سے رواج جھوٹ جب پاتا ہے — کاذب نہین پھر کذب سے شرماتا ہے
رہتی نہین سچائی کی عزت باقی — سچون کا بھی اعتبار اُٹھ جاتا ہے

وعدے کے دھنی

جو مرد ہین وہ بات پہ مرجاتے ہین — کہتے ہین زبان سے وہی کرجاتے ہین
نامرد ہے وعدے سے جو پھر جائے محب — سچائی پہ سچون ہی کے سر جاتے ہین

وفائے وعدہ

رندی تو ہے سہل اتقا مشکل ہے — ثابت قدمی اس سے سوا مشکل ہے
دے بیٹھئے جلدی سے کسیکو نہ زبان — وعدہ تو ہے آسان وفا مشکل ہے

حالت تنزل

صنعت مین ترقی ہی نہ حرفت مین کمال — افلاس کا کچھ رنج نہ دولت کا خیال
حیوان کی طرح زیست بسر کرتے ہین — حیرت ہے کسیکو بھی نہین فکر مآل

صنعت وحرفت پر ملک کی ترقی

جاپان کو ہر علم میں حاصل ہے کمال — ہے قوت تعلیم کی یہ ملک مثال
غیروں کی زباں تو انکو جو سیکھا بھی تو کیا — بے صنعت و حرفت کی ترقی ہے محال

اولاد وطن کا وطن پہ حق

ہے حب وطن کتاب فطرت کا سبق — ہر دل سے ہے اسی جلد مطلقاً کا ورق
کیونکر نہ ہوں خدمات وطن پر مامور — اولاد وطن کا ہے وطن پہ یہ حق

انسان مجبور ہے۔ قادر نہیں

رکھتے ہیں بہت علم و ہنر عقل و شعور — کوشش بھی کیا کرتے ہیں حتی المقدور
چلتی نہیں تقدیر کے آگے تدبیر — گر غور سے دیکھو تو ہے انسان مجبور

ہجر معشوق کی حالت

رونا ہے کبھی لب پہ کبھی ہے فریاد — ہے رشک کا طوفان کبھی شورش باد
جز درد جدائی نہیں کوئی مونس — آتا ہے شب ہجر خدا ہمکو یاد

صنعت و حرفت

کرتے نہیں جو اپنی صناعت پہ بسر — ہوتے ہیں وہی مفلس و قلاش اکثر
غیروں کی ہر اک بات میں ہیں دست نگر — محتاج کوئی قوم ہے ان سے بڑھکر؟

تعلیم انسان اور ملک و ملت کی جان ہے

تعلیم سے قوموں کو ہے حاصل عزت — قائم ہے فن حرب پہ ملکی طاقت
ہے جان تمدن کی زراعت لیکن — آتی نہیں بے صنعت و حرفت دولت

قومی عزت قابل فخر ہے نہ شخصی عزت

تہذیب کہاں ملک میں جب ہے وحشت — ہے جہل عوام سے وطن کو ذلت
بیکار ہے سب شوکت و شان شخصی — ہے قابل فخر و ناز قومی عزت

اختلاف علما رحمت خدا ہے

یورپ کی ہے آزاد خیالی مشہور — دنیا مین مگر ایک ہمین ہین مجبور
رحمت ہے خدا کی اختلاف علما — باہم جو ملین رنگ تو ہو پیدا نور

دنیا مین علم سے بہتر کوئی چیز نہین

دنیا کی ہر اک چیز سے بہتر ہے دماغ — اور عشق سے مے طہور دل ہے ایاغ
بے علم و عمل نہین جہان مین رونق — یہ عقل تو قندیل ہے اور علم چراغ

پچھلا تمدن نئی تہذیب سے بہتر ہے

تھے میز نہ یہ لمپ نہ کرسی لنتر — آسودگی تھی ملک مین اندر باہر
کیا فائدہ اس علم و تمدن سے ہمین — پتلون سے گڑگی[۱] تھی ہماری بہتر

نمایشی تہذیب

آسودگی ملک نہ حاصل ہو اگر — بے شبہ تمدن مین ہے نقصان و ضرر
ہے جسم مین کوٹ اور خالی ہے شکم — تہذیب نمایشی سے وحشت بہتر

خیالات کا ظاہر ہوتا ہی بہتر ہے

اچھا نہین سر مین ہون خیالات نہان — بہتر ہے نکل جائے دماغون سے دہوان
کرتا ہے پہاڑ و نکو بھی ٹکڑے ٹکڑے — ہوتا ہے کبھی بند زمین مین جو دخان

تعلیم کی غایت معاد و معاش ہے

خوش حال تھے بر آتے تھے ارمان دلی — افلاس سے بہتر تھی جہالت اگلی
ہے غایت تعلیم تو دین اور دنیا — اس علم سے روٹی بھی تو ہمکو نہ ملی

عشق حقیقی سے ابدی زندگی پیدا ہوتی ہے

الفت مین حیات جاودانی پائی — اور مردہ دلون نے زندگانی پائی
اس عشق کی ادنی سی کرامت یہ ہے — پیری مین زلیخا نے جوانی پائی

۱؎ گڑگی دکھنی زبان مین پاجامہ کو کہتے ہین ۔

جھوٹ سے سچ ہی بہتر ہے

کیا فائدہ گر جھوٹ سے رتبہ پایا   سچوں کا فلک سے بھی ہے برتر پایا
حیرت نہیں صادق سے جو کاذب بڑھ جائے   پیچھے ہے جو آفتاب آگے سایا

مصیبت کے بعد راحت ہے

گردش میں ہے ذرات زمین شمس و قمر   ہر آن نئے رنگ نئے ہیں منظر
گھبرا نہ مصیبت ہے پیام راحت   آتی ہے شب تار کے پیچھے ہی سحر

ارادت اللہ غالب

ہوتے ہیں جو اسباب تب ہی کامل   امداد سے ہے کوشش سے نہیں کچھ حاصل
طوفان پہ نہیں زور کسی کا چلتا   چاہے جو خدا دم میں ہے آسان مشکل

عشق ایک مصیبت ہے

پیغام جدائی ہے سینوں کا وصال   دم بھر کی خوشی اور ہے برسوں کا ملال
خوشحال ہے جو دام محبت سے بچا   دنیا میں یہی عشق ہے جی کا جنجال

بے تعلیمی کے نتائج

یہ ڈھیڑ یہ ناگ جو ہیں دنیا میں حقیر   تھے مالک ملک و تاج و اورنگ و سریر
تعلیم سے غفلت کا نتیجہ یہ ہوا   ہیں آج وہی ذلت و نکبت میں اسیر

رنج کے بعد راحت ہے

ہے گردش افلاک کا شکوہ بے جا   دیتا ہے خدا صبر جو آتی ہے بلا
گھبرا نہ مصیبت سے کہ طوفان کے بعد   خود آپ ٹھہر جاتا ہے آب دریا

آفتاب کو حجاب کے پیچھے سے ہی دیکھ سکتے ہیں

اُس بت میں خدا کا ہم نے جلوہ دیکھا   پردے میں عجب نور کا لکا دیکھا
رخسار پہ کب آنکھ ٹھہر سکتی تھی   پانی میں مگر مہر کو پورا دیکھا

معشوق عاشق کے دل مین رہتا ہے

اس عشق مین بندگی خدائی کیسی پردہ کیسا ہے رونمائی کیسی
ہوتے ہی نہین عاشق و معشوق جدا جو دل مین رہے اس سے جدائی کیسی

مہمان بہت روز میزبان کے گھر رہنے سے ذلیل ہو جاتا ہے

ہے عمر طویل کی تمنا بیکار دنیا مین خوشی کم ہے تو ہین رنج ہزار
رہنے سے بہت روز کسی کے گھر مین ہوتا ہے عزیز بھی نگاہون مین خوار

قومی اخبارون کی ضرورت

جس قوم کا اپنا نہین کوئی اخبار اظہار خیالات ہے اسکو دشوار
صدمات دلی کر نہین سکتا ظاہر گونگے کی اسی وجہ سے ہے حالت زار

اخبار محافظ ملک ہین

ہے باغ خیالات کا حافظ اخبار رہنے نہین دیتا کوئی گلشن مین غبار
باغون مین نہ ہوتے جو ہزارون مالی پھولون کی عوض خار کا ہوتا انبار

انّ اللہ مع الصابرین

انسان بلاؤن مین اگر گھر جائے صابر رہے وحشت سے نہ کچھ گھبرائے
ہے غم ہی مصیبت غم کا علاج بالمثل صد شکر جو پیہم کبھی آفت آئے

نکاح سے پہلے دولھا دولہن کا دیکھنا کار آمد ہے اور شادی کے بعد تو یہ جلوہ کی رسم فضول ہے

شادی مین بھی ہمکو نہین کچھ آزادی اندھون کی طرح کرتے ہین ہم سب شادی
ہے بعد نکاح دیدہ بازی کی رسم آبادی خانہ ہو کہ ہو بربادی

جسمانی علاج کی طرح روحانی علاج بھی مفت ہونا چاہیے

ہے شاہ و رعایا مین جو نسبت پدری تعلیم عوام سے ہے کیون بیخبری
ملتی ہین دوائین تو غریبون کو مفت لیکن نہین تعلیم مدارس مین فری

جبریہ تعلیم ضروری ہے

ہے فرض جوان باپ پہ تعلیم پسر — اس فرض کو چھوڑین تو ہین ملزم یکسر
سرکار رعایا کی ہے اصلی وارث — کیون جبریہ تعلیم نہین فرض اسپر

صنعت اور حرفت کی دستگیری بھی سخاوت ہے

صناع امیرون کے ہین سب دست نگر — ہے انکی امارت پہ غریبون کی گزر
جو مال کی صنعت سے اٹھاتے ہین عیش — وہ عیش پسند ہین سخی سے بہتر

عذاب کے بعد رحمت کا ظہور ہوتا ہے

ہر آن بدلتے ہین یہین لیل و نہار — ہے شام خزان اور کہین صبح بہار
گھبرا نہ بلاؤن سے کہ آتی ہے سحر — اس پردۂ شب مین ہین نئے رنگ ہزار

انسان کا ارادہ مشیت حق کا تابع ہے

کیا علم ہمارا کیا ہماری قوت — بچون کے ہین کھیل یہ تدبر حکمت
قابو مین نہین دل تو ارادہ کیسا — ہے غیر ارادی بھی تو دل کی حرکت

غریبی بہت سے صدمون سے خالی ہے اور امارت مین ہزارون خطرے ہین

ہر حال مین کر شکر خداے ازلی — صابر کو ہے پستی مین بھی آسودہ دلی
دنیا مین امیرون ہی کو خطرے ہین سوا — گرتی ہے بڑی عمارتون پہ بجلی

انسان کے دلی خیالات اور جذبات اسکی تحریر اور تقریر سے ظاہر ہوتے ہین

تصنیف دل سرد کو گرماتی ہے — اصلاح عوام خوب ہو جاتی ہے
پکتے ہین خیالات دماغون مین مگر — آوے مین نہین آگ نظر آتی ہے

ہر شے خدا کی صورت پہ ہے فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ

کل مجلس رندان مین عجب تھی حالت — ساقی نے لنڈھائی تھی شراب وحدت
وہ جوش وہ ولولہ وہ مستی کیا تھی — تھی جام مین کس کی آفتابی صورت

ہر پیشہ اور صنعت کے لیے تعلیم اور اکتساب ضروری ہے

خود رو کہیں شاعر کہیں فطری خدام | کرتے ہیں مقدر کا گلہ سب یہ مدام
ہر کام کی تعلیم سے ہوتی ہے قدر | ناقابل وقعت ہے اناڑی کا کام

انسان کے جوہر ذاتی تعلیم اور اکتساب سے ظاہر ہوتے ہیں

بالطبع ذہین اگر ہوئے بھی تو کیا | بے کار ہے سب بے علم و ہنر ذہن رسا
ہیرا جو نہ ترشا تو رہا وہ پتھر | پتھر جو ہوا صاف بنا آئینہ

پیری جوانی سے افضل ہے

صد شکر کہ طوفان جوانی گزرا | ہر موج فنا کا سر سے پانی گزرا
پیری میں عجب حرص و ہوس سے چھوٹے | زندہ ہوا دل جو عیش فانی گزرا

اسی دنیا ہی میں عالم آخرت موجود ہے

اس زیست میں ہے موت بھی طاری ہم پر | دن بھر تو ہیں زندے اور مردے شب بھر
جب بند ہوئی آنکھ کھلا روزن دل | غافل یہی خواب ہے جہان دیگر

ہو الاول ہو الآخر

اک تخم سے ہے اصل گل و شاخ و ثمر | پھر بیج وہی پھل میں جو ہے اصل شجر
ہر جزو ہے گو کل سے بہ نوع دیگر | اول ہے وہی اور وہی آخر ہے مگر

نفس پرستی سے خدا نہیں ملتا

گر ہے طلب حق تو اٹھا رنج و محن | از تیغ ورع گردن امارہ بزن
کس طرح ہو مقبول خدا نفس پرست | ہوتا ہے محب یار عدو بھی دشمن

انقلاب زمانہ یہ ہے کہ لوگ روح کے مقابلہ میں جسم کی کچھ قدر نہیں کرتے

ہے مادہ بے نور مگر روح ہے بدر | وہ ثقل سے پائیں تو لطافت ہی یہ صدر
لیکن عجب انقلاب اس دور میں ہے | موتی کی نہیں قدر صدف کی ہے قدر

دنیا مین کوئی چیز بغیر روح یا باطن کے موجود نہین۔ مگر بغیر اس مادّے کے
بھی روح پائی جاتی ہے

اجسام مکانات ہین ارواح مکین — بے مغز کے پوست کی حاجت ہی نہین
بے مادّہ ہین خواب کے اشکال مگر — بے روح کے پاتے نہین ہم جسم کہین

تصفیہ روح تکلیف اور مصیبت ہی سے ہوتی ہے

ہے روح کو ہر درد و الم سے راحت — لازم ہو مصیبت مین بھی شکر نعمت
کیون تصفیۂ قلب نہ ہو غم سے محب — آتش سے نکھرتی ہے طلا کی رنگت

عورتون کی آزادی کے بغیر لطف سیر و تماشہ نہین

عورت کے بغیر لطف دنیا ہی نہین — بے حور کوئی جنت عقبیٰ ہی نہین
اس جس سے کم ہو گئی مردون کی خوشی — بے شرکت زن سیر و تماشا ہی نہین

خودی سے چھوٹنا بہت مشکل ہے

ہے مقصد تعلیم فقط صیقل دل — پر جس سے نہ حاصل ہو وہ ہے لاطائل
مشکل نہین آزادی ملک و ملت — لیکن ہے خودی سے رستگاری مشکل

ملکی صنعت و حرفت کی قدردانی ضروری ہے

اس لیپ سے سو درجہ وہ ڈیوٹ بہتر — جس سے رہے ہر گھر مین محب تابش زر
آسودگی ملک ہو پیدا دم مین — ملکی ہی صناعت پہ قناعت ہو اگر

خدا اور بت دونون حقیقت مین ایک ہی ہین مگر ان مین فرق بھی موجود ہے

حیران ہو کہ پردے مین نہان کیا دیکھا — اس عشق نے جو کچھ کہ دکھایا دیکھا
تجھے اصل مین بت اور خدا دونون ایک — پھر دونون مین فرق عجب تماشا دیکھا

انسان مین قابلیت سے ہے اور حسب و نسب اعتباری ہین

انسان مین فطرت سے ہے حسب ہی نہ نسب " — بیٹے تو شیاطین ہین ولی مادر و اب

ہو کیون نہ وراثت طبیعی بے اصل — ایک شاخ کے دو برگ بھی یکسان نہون جب

قوت برق سے زمین کے ذرات پیدا ہوتے ہین

جو ہر ہی یہ اعراض یہان ہین سب مینے — ہے جسم فنا روح کو لیکن ہے بقا
کسطرح نہ ہم روح کے قائل ہون محب — جب برق سے ذرات زمین ہون پیدا

آرزوئین اور امیدین بھی خاک مین مل جاتی ہین

وہ مجھ سے ملین کہان یہ قسمت میری — جاتی نہین کوشش سے نحوست میری
اک عمر بسر ہوئی امیدون مین محب — ہو جائے گی خاک بھی حسرت میری

طلب دیدار

وہ مجھکو بلاتے ہین نہ خود آتے ہین — تفریح کو باہر تو کبھی جاتے ہین
رستے ہی مین مل جائین تو مشکل کیا ہو — صورت کے دکھانے مین بھی عذر ہین

چشم ستمگر سے خدا بچائے

بانکی وہ ادا فتنۂ محشر تیری — نیچی نگۂ ناز وہ نشتر تیری
لڑتے ہی نظر دل ہی نہ تھا پہلو مین — دیکھے نہ کوئی چشم ستمگر تیری

حشر مین دیدار خدا کسی شکل و صورت مین ہوگا۔

تنزیہ کی شان کیا نظر آئے گی — کیا روح کو چشم بشری پائے گی
یہ بت ہی خدا حشر مین آئین گے نظر — تشبیہ جمال اپنا جو دکھلائے گی

خالق و مخلوق کو وہ سمجھنا ہی شرک ہے

زاہد تیری آنکھون مین نہین نور ذرا — بت جنکو سمجھتا ہے وہ ہین عین خدا
گر بت یہ خدا نہین تو پھر کیا ہین — ہوتا ہے دوئی سے شرک باری پیدا

انسان اور کعبہ مین بڑا فرق ہے یہ کامل ہے اور وہ ناقص

زاہد ترے کعبہ مین دھرا ہی کیا ہے — چو کور عمارت کے سوا ہی کیا ہے

اللہ مجسم تو وہ بت ہے گھر میں ۔ محراب میں دیدار خدا ہی کیا ہے

معشوق کی بیماری عین عاشق کی بیماری ہے

دل درد غم ہجر کا آزاری ہے ۔ ہر آن مصیبت کی بڑی بھاری ہے
کہتے ہیں شب و روز تردد میں محب ۔ بیمار نہیں وہ سمجھے بیماری ہے

شب فرقت

کاٹے سے نہیں رات یہ کٹتی یارب ۔ آگے سے نہیں بلا یہ ہٹتی یارب
گھٹتی تو ہے سب کی بڑی رات مگر ۔ میری شب فرقت نہیں گھٹتی یارب

تدبیر عین تقدیر ہے

ہو گا وہی تدبیر سے قسمت میں جو ہو ۔ پھرتے رہو جستجو میں یا بیٹھ رہو
پہنچے ترے در تک بھی تو محروم پھرے ۔ کوشش سے ہے کہتے ہیں مقدر اسکو

دوستوں سے ملاقات عید کا مزا دیتی ہے

یکسو جو ہوا دل تو ہوئی غیب کی دید ۔ راحت سے ہو اقرب بکلفت سے بعید
اک عید کا دن ہے سال بھر میں لیکن ۔ ملتے ہو جو تم مجھ سے تو ہر روز ہے عید

عید قربان سے غرض قربانی نفس ہے

فاقے سے ہو خود غیر کی مہمانی کر ۔ یاروں کے لئے خون کو بھی پانی کر
ہے نفس کا مارنا خدا کو جو پسند ۔ بکروں کی نہ کر نفس کی قربانی کر

معشوق کے ہاتھ سے مرنا بھی حیات ہے

اس بت کی محبت سے نہ ہٹئے جو دی ۔ نیکی ہے نظر میں پیر سے ہر اک کی بدی
زد و ضرب ہے ہاتھ سے اپنے جو محب ۔ ہو جاسے سب مجھے موت حیات ابدی

عشق میں مرنا بھی شہادت ہے

اس جسم کو اس عمر کو کیا لے کے کریں ۔ کیوں گھر میں جہان کا مال بیکار بھریں

ہے پاک محبت مین شہادت مرنا — پھر عشق مین اس یار کے ہم کیون نہ مرین

منہ چھپانا دلیل نفرت ہے

دیدار کی اے کاش نہ حسرت ہوتی — یا پیش نظر اُسی کی صورت ہوتی
کیونکر ہو محب اسکی محبت کا یقین — وہ منہ نہ چھپاتا جو محبت ہوتی

دور ہی کی ملاقات بہتر ہے

نے اپنی طرف سے یار جو کچھ ہو وہ بس — گرتے ہین مٹھائی پہ پٹارنے سی مگس
ملنے مین پڑے ہی سے نگاہی ماہے — بس اس سے زیادہ ہے محب حرص و ہوس

دیدار یار کا وعدہ حشر پر موقوف ہے

کیا کیجیے محرومی قسمت کا گلہ — پھل نخل محبت کا نہ ہم نے چکھا
یہ عمر تو سب ہجر کی سختی مین کٹی — شاید وہ کرین حشر مین وعدہ کو وفا

عشق حقیقی کو عفت اور عصمت لازم ہے

عاشق مین محب دیکھہ کمال عصمت — اوباش مین پائی نہین جاتی عفت
وحشی سے بھی بدتر مین غرض کر انسان — ہوتی نہین جو پاؤن مین باہم الفت

عشق و محبت انسانون مین ہوتا ہے نہ کہ بوالہوسون اور حیوانون مین

اوباش کی اک یار سے الفت معلوم — بھونرے کی کسی گل سے محبت معلوم
پوچھے کوئی عاشق سے محبت کے مزے — حیوان کو نہین عشق کی لذت معلوم

جو مراد دنیا مین بر نہین آتی وہ آخرت مین ملتی ہے

وہ دل سے تو نزدیک ہے گو جسم سے دور — اسکی مئے الفت سے ہین دائم مخمور
دنیا مین نہین تو آخرت مین تو ضرور — ہو جاینگے ہم وصل سے اسکے مسرور

عاشق کے دل سے کسی نا امیدی مین بھی تمنائے وصال نہین جاتی

دنیا مین تو ممکن نہین ملنا تیرا — عقبےٰ کی امیدون پہ بھروسہ ہے کیا

اسپر بھی ہے پھر دلمین تمنائے وصل — بو ہو نہین سکتی ہے کبھی گل سی جدا

معشوق خیالی معشوق جسمانی سے بہتر ہے

دنیا مین ہو وصل تو پروا کیا ہے — تو دلمین ہے پھر اور تمنا کیا ہے
معشوق مجسم سے خیالی بہتر — ہے لطف لطافت مین کثافت کیا ہے

تصور یار تغیرات جسمانی سے محفوظ ہے

ہے مادہ اسفل تو خیال عالی ہے — وہ حسن ہو تو یہ حجاب حالی ہے
ہے جسم کثیف یار غیرونکے لیے — معشوق تغیر سے مرا خالی ہے

جوانی کا تقوی پیری مین بہت کام آتا ہے

کیا جلد شباب اہل ہوس کھوتے ہین — تا مرگ یہ صحت کے لیے روتے ہین
ہوتے ہین جوانی مین جو تقوے سے ضعیف — پیری مین وہی مرد جوان ہوتے ہین

عیش و آرام سے دماغی قوتین گھٹتی ہین۔

کیا علم و عمل مین ہے سرور و لذت — قربان ہے سب اس پہ جہانکی دولت
پرہیز سے بڑھتے ہین قوائے باطن — گھٹتی ہے تعیش سے دماغی قوت

عشق حقیقی مین کوئی غرض شامل نہین ہوتی

اس شوق سے بے وجہ محبت کیون ہے — یہ جوش یہ ولولہ یہ وحشت کیون ہے
تا زیست جہان مین اس کا ملنا معلوم — پھر اس پہ یہ انتہا کی الفت کیون ہے

عشق حقیقی کبھی دل سے دور نہین ہوسکتا

مٹی مین ملے جسم کہ آتش مین جلے — یا سوز غم ہجر سے رہ رہ کے گلے
تو مجھ سے کھچے چھپے ملے یا نہ ملے — ممکن نہین دل سے تری الفت نکلے

سوزش عشق

افسوس ہے کیون پاس ترے ہم بیٹھے — دل دیکے تجھے گھر مین بصد غم بیٹھے

اُٹھے تو اُٹھا درد ہوئی گھبراہٹ   بیٹھے بھی تو با دیدۂ پرنم بیٹھے

خداوند تعالی کا کوئی فعل عبث نہین

یارب کوئی اس عشق کا انجام بھی ہے   مجھسا کوئی اس دھر مین ناکام بھی ہے
ہوتا نہین قدرت کا کوئی فعل عبث   ساقی ہے جہان وہان مئی و جام بھی ہے

جو کچھہ دیا جاتا ہے وہ میری لیاقت سے بڑھکر ہے

اس شوخ کی الفت کے مین لایق تو نہین   غیرون سے کسی بات مین فایق تو نہین
پھر اسپہ کرم اُسکا زہے قدرت حق   حسرت مری فطرت کے مطابق تو نہین

بوڑھاپے کا عشق

اس دل کو کرون کیا نہین سُنتا میری   کیا نزع مین حالت ہے خدایا میری
کہتا ہون کہ بے جوڑ محبت غم ہے   وہ حور جوان کمر خمیدہ میری

جوانون اور بوڑھون کا عشق بے نتیجہ ہے

تاجنس پہ مرتے ہین یہ الفت کیا ہے   پیری مین جوانون سے محبت کیا ہے
عاشق تو ہوے ہین کچھہ خبر یہ بھی ہے   پہلو سے کمان کے تیر کو نفرت کیا ہے

جوان عورت کے ساتھہ شادی کرنا پیری مین خطرناک ہے

اس شوخ کے وصل کی تمنا بھی نہ کر   حسرت مین تمام عمر گھل گھل کے نہ مر
آتے نہین پہلو مین ضعیفون کے جوان   بیوی سے کہین اور تو گھر مین شوہر

جوانون اور بوڑھون کی ملاقات بے لطف ہے

ہم عمر سے دل لگی بہت ہوتی ہے   صحبت کی خوشی دلون سے غم دھوتی ہے
بوڑھون کی جوانون کی ملاقات محب   دل سے ہوس عیش نہین کھوتی ہے

رقیبون کا رشک اور شکایت ملاقات

ملتے ہین رقیب دور جا کر تم سے   ہم گھر مین پڑے مرتے ہین درد و غم سے

غیر دنکو تو دیتے ہو ہزارون موقعے   شاید کہ قیامت مین ملو گے ہم سے

چھپا چوری یارون سے ملنا

وہ پاس سے چھپکر جو گزر جاتا ہے   معلوم ہے ہمکو وہ جدھر جاتا ہے
بے شک ہے رقیب سے جو وعدہ ٹھہرا   ٹھہرا کے ہمین آپ ادھر جاتا ہے

مسئلہ وحدت الوجود

ہر رنگ مین اس شوخ کو دیکھا ہم نے   ہر برگ سے علم اسی کا سیکھا ہم نے
ظاہر مین نہین یہ عاشق و معشوق و رقیب   دیکھا جو انہین خدا ہی سمجھا ہم نے

عالم کے تمام افعال اور صفات خدا کے ہین

پیتا ہے کوئی اور نہ پلاتا ہے کوئی   کھاتا ہے کوئی خود نہ کھلاتا ہے کوئی
افعال و صفات سب خدا کے ہین عجب   دیتا ہے کوئی اور نہ دلاتا ہے کوئی

معشوق موہنی صورت کی تعریف

کیا موہنی صورت ہے ادا پیاری ہے   آنکھون مین مے عشق کی سرشاری ہے
کچھ مین ہی نہین تجھ پہ ہون عاشق تنہا   ہر شخص کو تیری ہی طلبگاری ہے

حسن صورت

وہ چشم سیہ مست و ادا مستانہ   وہ حسن کہ جسپر ہے جہان پروانہ
چہرہ جو پری کا تو قیامت قامت   پھر کیون نہو ہر شخص ترا دیوانہ

حسن بے پردہ قیامت ہو

بے پردہ جو نکلے گا قیامت ہوگی   سب کو ترے دیکھنے کی حسرت ہوگی
ٹہلے گا سڑک پر جو سر شام کبھی   پروانون کی گرد شمع کثرت ہوگی

معشوق خدا کی عین صورت ہے

صد شکر کہ یار باوفا پایا ہے   بندے مین چھپا ہوا خدا پایا ہے

یہ سب جو ملا ملا کرم سے تیرے　　ذرّے نے عجب مہر لقا پایا ہے

خدا اور بندے کے درمیان دوئی کا پردہ حائل ہے

یہ جذبۂ دل کھینچ اُسے لائے گا　　گر وہ ہے خدا تو آپ خود آئے گا
مایوس نہ ہو یار کے چھپنے سے محب　　پردہ بھی یہ درمیان سے اُٹھ جائے گا

عاشق کی مراد وصال ہے اور معشوق کی مراد جور و جفا ہے

معشوق کو ہر جور و جفا زیبا ہے　　عاشق کو مگر صبر و رضا زیبا ہے
آئے نہ کبھی لب پہ شکایت اسکی　　تم کو تو محب مہر و وفا زیبا ہے

عشق بے اختیاری ہے کسی کے ارادے سے نہیں ہوتا

دکھلا کے مجھے ایک جھلک مارا ہے　　تن خار جگر بھی گل صد پارا ہے
مجبور ہے انسان خدا ہے قادر　　بجلی جو گرے دل پہ تو کیا چارا ہے

وحدت الوجود

تو ہی تو ہے معشوق تو ہی عاشق ہے　　زاہد ہے تو ہی اور تو ہی فاسق ہے
پہچانتے ہیں عارف کامل تجھکو　　سامع ہے تو ہی اور تو ہی ناطق ہے

نمایش اور شہرت وبال جان ہیں

یہ حسن یہ عزت یہ زر و مال و مکان　　ہیں باعث تکلیف و غم و درد جہان
ہو جائے گا صید تو نمایش سے کبھی　　طاؤس کے یہ پر ہی تو ہیں دشمن جان

ہوالاول ہوالآخر

دانہ میں درخت تھا زمین کے اندر　　پھر پردۂ باطن سے وہ آیا باہر
ظاہر سے وہ باطن کو جو رُخ کرتا ہے　　جاتا ہے سما تخم میں پھر آپ شجر

عشق کچھ جوانی ہی پر موقوف نہیں

بوڑھوں میں جوانوں کا نہیں عشق ہے کیا۔　　اُسکی بھی تو ملتی ہیں نظیریں صدہا

پیری و جوانی تو عوارض ہین محب　　دل جس سے ملے ہے وہی ہم جنس اپنا

تسلیم و رضا سب سے اعلیٰ مقام ہے

بیداد نئی نئی ہے قاتل تیری　　ہوتی نہین زخمون سے مجھے بھی سیری
آتا ہے جو رنج مین سمجھتا ہون خوشی　　تیری جو رضا وہی ہے مرضی میری

محبت اور نفرت ان دونون کششون پر عالم کا وجود ہے

دل اہل محبت پہ فدا کیجیے آپ　　نفرت جو کسی سے ہو تو رہیے چپ چاپ
ہین نفرت و الفت کے لوازم یہ محب　　نفرت سے علیحدگی محبت سے ملاپ

خلقت آدم علےٰ صورتی

غفلت مین ہے کیا جہل کا پردہ تو اُٹھا　　اور اپنی حقیقت سے بھی واقف ہو ذرا
تو ڈھونڈتا ہے کسکو فلک پر جا کر　　انسان کی شکل مین زمین پر ہے خدا

محبت تو جمال اور نفرت جلال ہے اور یہ دونون ہاتھ خدا کے اس عالم مین کام کر رہے ہین ٭

ظلمت ہے اگر قہر تو ہے مہر بھی نور　　ہے رنج عداوت مین تو الفت مین سرور
خالق جو محبت ہے تو نفرت مہلک　　ہر جا انہین دونون کا ہے عالم مین ظہور

عاشق معشوق کا بندہ ہے

غیرون کو جو جی چاہے تو سب گھر دیجے　　مختار ہین آپ دل جو چاہے کیجے
مین بندہ ہون بندگی مجھے لازم ہے　　جو کام کسی سے نہ ہو مجھ سے لیجے

ظہور ارادی کے بغیر محبت نہین ہوتی۔

الفت کا ہر اک راز بتایا تھا جب مجھے　　باتون ہی مین دیوانہ بنایا تھا مجھے
ملنا جو نہ تھا آپ کو منظور تو پھر　　کیون چہرۂ پر نور دکھایا تھا مجھے

معشوق عاشق ہی سے زیادہ پردہ کرتا ہے

بے درد ہے وہ اسکو مروت کیا ہے　　باتین ہین فقط دل مین محبت کیا ہے
مجھسے تو چھپین غیر سے خود جا کے ملین　　الفت ہے اگر یہ تو عداوت کیا ہے

عاشق کو معشوق کی یاد کبھی نہین بھولتی

محرومی قسمت سے بہکتا ہے کبھی　　امید وصال سے چہکتا ہے کبھی
سونے مین بھی رہتا ہے اُسی گل کا خیال　　دل یاد سے اُسکے نہین تھکتا ہے کبھی

عاشق کو معشوق کی یاد سے ایک خاص لذت حاصل ہوتی ہے

ہر دم ہے دعا یہی کہ تو شاد رہے　　ہر رنج و بلا و غم سے آزاد رہے
تو مجکو جو بھولے تو نہین اسکا گلا　　جب تک ہے یہ دل دل مین تری یاد رہے

کبھی کمزور زور آور پر غالب آتا ہے

ہے گرچہ خداداد یہ سب فتح و ظفر　　آتے ہین بہت کام مگر علم و ہنر
جاپان نہ کیون روس پہ غالب آئے　　ہے حب وطن کا جوش اُسمین بڑھکر

رعایا کی خوشنودی سلطنت کی مضبوطی ہے

کیا روس کو فوجون سے کوئی قوت ہے　　ناراض رعایا ہے تو کم طاقت ہے
جاپان سے خوش ہے جو رعایا اُسکی　　اُس ملک کو لشکر کی نہین حاجت ہے

خوشی اور رنج دونون خیالی چیزین ہین

ہے دوست کے ملنے کا کسیکو ارمان　　کوئی طلب جاہ مین ہے سرگردان
دونون کا حقیقت مین ہے مقصود خوشی　　اور رنج و خوشی دونون خیالی ہین یہان

عشق مال اور دولت سے بھی اعلی ہے

معشوق کی ہر بات مین پایا جو مزا　　لاکھون ہی کئے خرچ کہین وہ نہ ملا
دولت سے بھی حاصل نہ ہو جب یہ لذت　　پھر کیون نہ ہو عشق مال و زر سے اعلی

عید انہین کی ہے جو اپنے دوستون سے ملتے ہین

بدبخت ازل کے نہین ہوتے ہین سعید   ہے وصل کہان انکو میسر نہین دید
یہ عید بھی ہمکو تو محرم ہے محب   جو دوست سے ملتے ہین انہین کی ہے عید

یارون کی بے وفائی

گھر غیر کے خود جاکے اسے شاد کیا   اس خانۂ ویران کو نہ آباد کیا
کیا تجھسا گلا یہی تھا قسمت مین لکھا   الفت سے نے تیری عمر کو برباد کیا

خدا کی محبت سچی اور خلق کی محبت باطل ہے

ہے عشق خدا مجھے کہ ہے جسکو بقا   فانی کی محبت کا نتیجہ ہے فنا
ہر رنگ مین ہر جا وہی آتا ہے نظر   ہوتا نہین معشوق مرا مجھسے جدا

بڑی آنکھون مین جب مروت نہین تو وہ ہرن کی آنکھون سے بھی بدتر ہین

اس شوخ مین افسوس محبت ہی نہین   ہمدردی عشاق کی عادت ہی نہین
آنکھین تو بڑی بڑی ہین لیکن ان مین   جب غور سے دیکھا تو مروت ہی نہین

حسینون کی محبت ناقابل اعتبار ہے

اس شوخ کی الفت کا یہ پھل ہمکو ملا   شربت مین دیا اُس نے ہمین زہر ملا
کھانا نہ حسینون کی محبت کا فریب   سمجھے تھے جسے سیب وہ حنظل نکلا

ایک پاؤن نفس کے سر پر رکھہ دوسرا پاؤن خود خدا کے گھر کے اندر ہوگا

روزے رکھے کہ جوکی روٹی کھائے   یا گیروے کپڑون کی بھڑک دکھلائے
سالک کے لیے نفس کشی ہے اوّل   اس سانپ کو مارے تو خزانہ پائے

یہ موت بھی تو حیات ہے جو یہان سے مرتا ہے وہ عالم آخرت مین پیدا ہوتا ہے

روتا ہے عبث موت کے ہر دم ڈر سے   جائیگا نکل اس قفس خوشتر سے
بچہ بھی تو روتا ہے غلط فہمی سے   آتا ہے جو باہر شکم مادر سے

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت عمر کو بلحاظ امور خلافت فضیلت ہے

اسلام و شریعت کے نبی بانی ہین   بعد انکے عمرؓ مظہر ربانی ہین
تکمیل رسالت و خلافت ہین صحب   بے مثل وہ ہین اور یہ لا ثانی ہین

حضرت عمرؓ کا عدل بے مثل تھا

دنیا مین ہین ہر کام کے افراد جدا   لیکن نہ ہوا کوئی عمر سا پیدا
ہر خلق کو اعتدال لازم ہے محب   تھے عدل مجسم آپ سر سے تا پا

ادنی کو اعلی کی محبت بھی ہوتی ہے اگرچہ معشوق کے وصال کے قابل عاشق نہو

یہ بندۂ ناچیز کہان اور وہ حور   پروانہ کہان اور کہان شعلۂ طور
معلوم ہے اس شوخ سے ملنا لیکن   انسان محبت سے محب ہے مجبور

عشق اور عقل مین باہم تنافر کی نسبت ہے

ہوتا ہے جو انسان مئے عشق سے چور   رہتا ہے خیال دلربا مین مسرور
اس عشق و خرد مین کیا تنافر ہے محب   نزدیک وہ آجائے تو ہوجائے یہ دور

بدخلق آدمی سے تو حیوان بہتر ہے

ایمان سے واقف نہ صداقت کی خبر   پابند دیانت نہ امانت کا اثر
ظاہر مین تو کچھ اور ہین باطن مین کچھ اور   ان آدمیون سے تو یہ حیوان بہتر

جس قوم کے اخلاق خراب ہوجاتے ہین وہ ہمیشہ پامال رہتی ہے

ہوجائین اگر قوم کے اخلاق تباہ   دنیا مین ملے گی نہ کہین اسکو پناہ
پامال رہے گی مثل مور سر راہ   لاحول ولا قوۃ الا باللہ

بوڑھے اشخاص کا اکثر آسانی سے دم نکلتا ہے

اطفال کا مرتے ہین تو دم اڑتا ہے   اسباب ہلاکت سے جوان لڑتا ہے
بوڑھون کو ہو کیا نزعہ کی سختی کا خیال   پھل پکتے ہی خود آپ ٹپک پڑتا ہے

بے تجربہ کے انسان کی طبیعت معلوم نہین ہوتی

انسان کی حیوان پہ شرافت معلوم — تعلیم کی اخلاق کی عزت معلوم
حیوان کی تو معلوم ہے انسان کی گر — ہوتی نہیں سب بے تجربہ فطرت معلوم

انقلاب زمانہ کی بہار قابل دید ہے

کیا رنگ بدلتا ہے شب و روز یہ دہر — ہے مہر کے آثار کبھی شدت قہر
ہے ظلمت و نور مین لڑائی دائم — آلودہ بخون روز نکلتا ہے مہر

عیدی بہ نواب افضل النسا خانم

اس باغ جہان مین رہو دائم خرم — ہر سال ہو تعلیم مین آگے ہی قدم
دیتا ہے محب یہی مبارکبادی — ہو عید مبارک تمھین افضل خانم

آمون کی تعریف جنھین میری شاگرد رشید افضل النسا خانم نے بھیجا تھا

بھیجا مجھے افضل النسا نے تحفہ — ہر آم مین تھا شہد بہشتی کا مزا
تھے زرد یہ آم سرخ کاغذ مین کہ تھے — خورشید صد و بست شفق مین یکجا

نامرادی بھی عین مراد ہے

ہے صبر و رضا جو سے نہادی میری — دنیا کا غم و رنج ہے شادی میری
امید وصال خوف ہجران نہ رہا — بہتر ہے محب یہ نامرادی میری

بوڑھے سے نوجوان کی الفت قابل تعجب ہے

نو عمر سے ناجنس سے یاری کیسی — پیری مین محب چاہ تمہاری کیسی
اپنا نہ ہوا کبھی نہ ہوگا وہ شوخ — پھر وحشت دل یہ بیقراری کیسی

عاشق کو صورت دکھانا بھی ناجائز ہے

ناجنس پہ مرنے کا یہ دیکھا انجام — لینا نہ محبت کا محب بھولکے نام
جائز ہے کہ غیرون سے ملے خود جاکر — صورت بھی دکھانا ہے مگر تمکو حرام

وفادار دوست کا ملنا بھی عجیب نعمت ہے

دلدار وفا شعار پایا ہے — اللہ مراد نامراد برلایا ہے
مدت کی سعی و جہد و کوشش سے محب — صد شکر کسی اور پہ دل آیا ہے

معشوق مین شوخی اور دروغ گوئی بھی ہوتی ہے

ہم نے بھی تو خوب آزمایا اسکو — دمباز دروغ گو ہی پایا اسکو
سمجھین نہ محب سنگدلی صد افسوس — زخم دل صد چاک دکھایا اسکو

عشق کو بیقراری اور اضطراب لازم ہے

کرتے ہین بہت دوست غمگساری دلکی — ہو جاے کسی سے کچھ تو یاری دلکی
کیا کیجیے کچھ بس نہین چلتا ہے محب — ہوتی نہین دور بیقراری دلکی

خدا ہر شخص کو اُسکی قابلیت کے لحاظ سے دیتا ہے

افلاس گدا کو تخت شاہی جم کو — حیوان کو حظوظ نفس عشق آدم کو
جو جسکے ہے قابل وہی ملتا ہے اُسے — دشمن کو وصال نامرادی ہم کو

معشوق کے جور و جفا ناگفتہ بہ ہین

صدمہ دل عاشق پہ جو گزرا گزرا — اب اُسکی شکایت سے محب فائدہ کیا
غیرون کے لیے قتل کیا شیدا کو — دیکھی نہ فلک نے بھی کسی پر یہ جفا

کبھی ایک طرف سے تو محبت اور دوسری طرف سے نفرت ہوتی ہے

ہے دل مین مجھے یار سے الفت ویسی — مجنون کو لیلی سے تھی چاہت جیسی
حیران ہون کہ اُسکو تو دلی نفرت ہے — پھر مجکو ہے کیون اُس سے محبت ایسی

بعض دوست دشمن سے بدتر ہوتے ہین

جو اہل محبت ہین وفا کرتے ہین — بے درد محب پر بھی جفا کرتے ہین
اب نام نہ دوستی کا لینا ہرگز — یہ دوست ہی دشمن تو ہوا کرتے ہین

معشوق کے نفرون مین نہ آنا چاہیے

اس شوخ کے فقرون مین نہ آنا ھرگز　　دھوکا کوئی اور اب نہ کھانا ہرگز
قسمین دے کر بھی وہ بلائے جو کبھی　　مر جاؤ مگر پاس نہ جانا ہرگز

عشق مین معشوق کی شکایت بیجا ہے

قابل نہین کہنے کے حکایت دل کی　　جو رنج ہے سب ہے عنایت دل کی
دل آپ پہ آیا یہ خطا اسکی ہے　　کرتے ہین جو ہم وہ ہے شکایت دل کی

پیری کے عشق کا نتیجہ حسرت و یاس ہے

افسوس عبث دلکو لگایا ہم نے　　کچھ نخل محبت کا نہ کھایا ہم نے
پیری مین ہوا عشق جو ان کا صد حیف　　جز حسرت و یاس و غم نہ پایا ہم نے

اقتلوا انفسکم قرآن مین آیا ہے

گر ترک خوشی رنج کا چارہ ہے یہی　　خواہش کو مٹا غم سے کنارہ ہے یہی
کافر ہے یہ نفس اسپہ لازم ہے جہاد　　کفار کے قتل سے اشارہ ہے یہی

محبت کے لیے صورت و سیرت درکار نہین

بدشکل پہ دل آئے تو وہ بھی ہی پری　　محبوب کی اچھی ہی ہے سیرت بھی بری
لیکن نہ ہو جس دل مین محبت کا گزر　　ڈھونڈھتا ہے وہی خوش خلقی و حسن قمری

محبت اتفاقی امر ہے کوشش اور صنعت کو اسمین دخل نہین

صد شکر ملی عشق کی مجکو دولت　　یہ بھی ہے عطیہ سخا سے فطرت
کوشش سے زر و مال تو ملتے ہین حسین　　ملتی نہین تدبیر سے بیچی الفت

کمال عشق مین معشوق کا جلوہ ہر شے مین نظر آتا ہے

رہتا ہے تصور جو ترا آٹھ پہر　　مجکو نہین کچھ حال کی اپنی ہی خبر
تو مجھ سے جو چھپتا ہے تو کیا اس سے حصول　　آتا ہے مجھے تو ہی تو ہر شے مین نظر

مایوسی مین امید کی جھلک بھی دکھائی دیتی ہے

جو دل پہ گزرتا ہے گزر جائے گا — بیمار یہ اک دن تو شفا پائے گا
اُمید پہ جیتے ہیں ترے ملنے کی — چاہے گا خدا وقت بھی وہ آئے گا

عشق تمام امراض روحانی کا علاج ہے

گھبرا نہ تپ ہجر کی سختی سے ذرا — الفت میں ہے بعد رنج راحت بخدا
ہے صحت کامل یہی بیماری عشق — یہ درد ہے ہر درد و مصیبت کی دوا

معشوق کی محبت ہی سب نعمتوں سے اعلےٰ ہے

ہے دہر میں کیا الفت جاناں کے سوا — پوچھے دل عاشق سے کوئی اس کا مزا
صد شکر دیا خدا نے جو کچھ مانگا — وہ چاہے مجھے تو اور پھر چاہیئے کیا

سب چیزوں کی محبت سے خداوند تعالیٰ کی محبت افضل ہے

دولت کی اسی حرص اُسے حشمت کا جنون — اولاد پہ بوالہوس ہے کوئی مفتون
جانتے نہیں تا عمر یہ امراض مگر — سودائے محبت ہے شفائے مجنون

خداوند تعالیٰ کی حب ذاتی پر اس عالم کی بنیاد ہے

تخلیق کی دیکھو تو محبت سے ہے بنا — ذرات کے ملنے سے ہی ہر شے پیدا
کیوں عشق کو لازوال دولت نہ کہوں — عالم کی بنا ہے حب ذاتی بخدا

عاقل آدمی اپنے عیوب پر نظر رکھتا ہے

اعمال کی میرے جو پڑھے کوئی کتاب — پائے گا نہ وہ اس میں کہیں حرف ثواب
سمجھا ہے مجھے جتنا بُرا اُس سے بھی — میں تو ہوں دو چند بلکہ سہ چند خراب

شکریہ تحفۂ میوہ مرسلہ افضل النسا خانم شاگرد رشید

اللہ نے دی ہے جو انھیں دولت و جاہ — ہم پر بھی تو ہے مہر و محبت کی نگاہ
دل سے ہے محب کی یہ دعا شام و پگاہ — افضل پہ رہے سایۂ افضال الٰہ

تہنیت عید و شفائے مرض بہ نواب اکبر الملک بہادر کمشنر پولیس حیدرآباد دکن

ہے آپ سے راحت جو بہت عالم کو — شادی سے بدل دیا خدا نے غم کو
صد شکر ہوئی مرض سے صحت حاصل — اس عید کی وہ چند خوشی ہے ہم کو

شکریہ افضل النسا خانم

خربوزون کا تربوزون کا بھیجا تحفہ — کرتا ہے مرا ذائقہ شکریہ ادا
ہر پھل مین تھی آمیزش قند الفت — بھولون گا نہ جنت مین بھی مین اسکا مزا

عشق حقیقی اور بوالہوسی مین فرق ہے

عشاق ترے حسن کے ہین دیوانے — چگتے ہین حریص مرغ ہر جا دانے
یہ شمع پہ گرتا ہے وہ شیرینی پر — سوز دل پروانہ مگس کیا جانے

مُسدّس

در تہنیت جشن سالگرہ اعلیحضرت بندگان عالی حضور پرنور ہزہائینس نواب میر محبوب علیخان بہادر نظام الملک آصفجاہ والی ریاست دکن خلد اللہ ملکہٗ و سلطنتہٗ

مرقومہ ۱۳۲۱ھ

شب تاریک مین پیدا ہوے آثار سحر
تخت نیلم پہ ہوا صدر نشین شاہ قمر
قلزم نور مین ظاہر ہوا ہو جون کا اثر
مطلع غرق ہوا چشمۂ آب گوھر
بحر انوار مین شب کو وہ غنچے ڈوب گئے
چرخ پر انجم افلاک کے گھر ڈوب گئے

فرش گوٹے کا نظر آتا تھا ہر چشمۂ آب
ہر طرف نور برسنے لگا مانند سحاب
مچھلیان آب مین تھین آگ پہ تھا ایماب
جلوۂ مہر دکھا دیتے تھے اٹھ اٹھ کے حباب
تابش آب سے کیا آنکھ جھپک جاتی تھی
برق سان کوندتی ہر موج نظر آتی تھی

آبشارون مین تھا مقیش کے سہرے کا جال
ہر قعۂ نور مین مستور تھے اجسام جبال
گھاٹیان دور سے آتی تھین نظر بدر و ہلال
سنگ ریزون مین تھا خورشید درخشان کا جلال
کہکشان سلسلۂ کوہ نظر آتے تھے
نظم پروین کی جھلک سنگ دکھلاتے تھے

باغ مین تھا شب مہتاب کا وہ عالم نور   رخ اشجار سے تھا صاف عیان جلوۂ طور
سرو تھے باغ مین یا بزم مین شمع کافور   شاخ نازک نظر آتی تھی کہین ساعد حور
حلۂ نور تھا ہر ایک شجر کے بر مین
مجمع حورون کا تھا ہر جا محل اخضر مین

بقعۂ نور تھا اس باغ مین اک قصر جنان   در و دیوار سے تھا عکس رخ حور عیان
قوت برق سے روشن تھی جو قندیل وہان   دوسرے چاند کا ہر ایک کو ہوتا تھا گمان
آبرو ماہ کی نظرون سے گھٹی جاتی تھی
چاندنی شرم سے خود آپ کٹی جاتی تھی

جگمگاتا تھا مکان بھی وہ چراغون کی ضیا   میز پر اور تھا کچھ چرخ چہارم کا سما
لیمپ روشن تھے کہ تھا ماہ کا روشن چہرہ   کس قرینہ سے تھا اس میز پہ کھانونکو چنا
میوے تھے عرق تھی ہر قسم کی شیرینی تھی
وہ نہ تھا جس مین کہ بے حرمتی دینی تھی

میز کے گرد تھے سب انجم چرخ عزت   مہ و خورشید کے مانند تھی جنکی شہرت
مجلس علم و عمل کی ہوئی جن سے وقعت   جنکی افلاک سے بڑھ کر ہے زمین پر رفعت
شمس ہین شاہ دکن اور یہ سب تارے ہین
ایک ہی نظم ممالک کے یہ سیارے ہین

آج اس باغ مین ہے جلسۂ میلاد حضور   بلبلین شاد ہین ہر گل ہے خوشی سے مسرور
لڑکھڑاتی ہوئی پھرتی ہے صبا نشہ مین چور   مئے عشرت سے ہین مدہوش درختون پہ طیور
دم بدم یہ نہین غنچون کے چٹکنے کی صدا
بزم عشرت مین ہی آواز شکست مینا

ساقیا ہمکو بھی دے بہر خدا آج شراب   طپش رنج سے سینہ مین ہے دل جلکے خراب

کیا لکھین شعر کہ جب دل مین نہین طاقت و تاب — گردش چرخ سے حالت ہوئی ہے میری خراب
گر کے پستی مین اب امید ذرا اُٹھی ہے
ابر آیا ہے برستا وہ گھٹا اُٹھی ہے

ساقیا دیر نکر آج ہے وہ فصل بہار — کہ پیئین اور لکھین مدحت شہ مین اشعار
گلِ مضمون وہ نئے رنگ کے ہون بہر نثار — جنکے ہر رنگ بین پیدا ہون نئے رنگ ہزار
چمن غیر کی نکہت بھی نہ آنے پائے
باسی پھولونکا کوئی ہار نہ گوندھا جائے

سخت مشکل ہے کہ اوصاف ہون حضرت کے بیان — خوبیان لاکھ دہن مین ہے مگر ایک زبان
ہین بہت وصف جو ہین عام کی نظرون سے نہان — یہ بھی اک خلق ہے ہو اپنی بھلائی نہ عیان
بھاری پہ چھپتے ہین نمایان ہین سبک سر اکثر
خس ہے پانی پہ تو دریا کی ہے تہ مین گوہر

وقت تھوڑا ہے مگر وصف ہین حضرت کے کثیر — بحر کوزے مین بھرا جائے کرین کیا تدبیر
یہی کافی ہے کہ کہدیجئے بےمثل و نظیر — عدل و انصاف کی ہین آپ مجسم تصویر
منحصر اب تو ہے اسلام کی وقعت ان پر
بعد فاروق رضہ ہوئی ختم عدالت ان پر

عہد مین آپ کے کیا ملک دکن ہو خوشحال — ہر جگہ امن ہے ہر جا ہے ترقی کا خیال
سر اُٹھائے کوئی سرکش یہ نہین اسکی مجال — شیر بزغالہ سے ڈرتا ہے یہ ہے رعب جلال
خون زر منع بہانا ہے ہر اک فاسق کو
قتل معشوق بھی کرتے نہین اب عاشق کو

عہد مین آپ کے بازار خیانت کا ہے سرد — مال زوجہ کا بھی بے اذن کے چھوتا نہین مرد
بے اجازت کوئی چوسر سے اُٹھاتا نہین نرد — ڈر سے اب باد صبا بھی تو اُڑاتی نہین گرد

بند مٹھی مین ہے کیا دزد حنائی کا اثر
اور معشوق چوراتے ہین عاشق سے نظر

عہد مین آپکے تعلیم کا ہر جا ہے رواج
دولت علم کو کر لیتے ہین حاصل محتاج
وقف تعلیم رعایا کو ہے ہر سال خراج
حیدر آباد کو پھر کیون نہ ترقی ہو آج

درس لندن مین جو اولاد وطن پاتی ہے
جھولیان علم کی بھر بھر کے وہ لے آتی ہے

عہد مین آپ کے ہے قابل تعریف یہ بات
نہ کوئی فرق مذاہب نہ کوئی پرسش ذات
پست ہوتے ہین لیاقت سے رفیع الدرجات
اب تو تعلیم شرافت ہے جہالت ہے ممات

راہ تعلیم نہین بند کوئی ٹوک نہین
راستہ صاف ترقی کا ہے کچھ روک نہین

یا الٰہی رہے یہ شاہ دکن تا بہ ابد
انکے ہر کام مین ہو شاہ ولایت کی مدد
دوست انکے رہین خوشنود خدایا بیحد
اور عدو کو نہ ملے انکے امان تا بہ لحد

خاکسارون پہ رہے دست کرم انکا مدام
اور محب کا بھی کبھی ہاتھ سے لین اپنے سلام

سخن

فضائے گلشن فردوس ہے بہار سخن
ہے رنگ حور تبسم گل عذار سخن
نجل ہے بلبل سدرہ وہ ہے ہزار سخن
بہشت کو ثمر طوبےٰ ہے زیر بار سخن

نیا ہو وقت اگر زمانے سے وہ کہن ہی رہی
خزان کا دخل نہین جس مین وہ چمن ہے یہی

یہ وہ شجر ہے کہ ہر فصل مین ہے اسپہ بہار　　ہر ایک پھول مین جسکے نئے ہین رنگ ہزار
ہزار جان سے بلبل ہے اُن گلون پہ نثار　　مہک سے اِن کی ہے یہ باغ طبلۂ عطار

یہی وہ پھول ہین پژمردگی نہین جن مین
گلِ ارم سے بھی بڑھکر ہے تازگی انمین

بسا ہے گلشن عالم انہین کی خوشبو سے　　انہین کی مدح کا دریا بہا لب جو سے
انہین کی بو نکل آئی ہے ناف آہو سے　　انہین کے حسن سے جاتا ہے دل بھی قابو سے

انہین کی باغ جہان کو ہے آرزو باقی
ملین جو خاک مین تو بھی ہے انکی بو باقی

بشر ہے جان جہان اور سخن ہے جان بشر　　زبان مین تیغ دستان سے بھی کاٹ ہے بڑھ کر
یہی ہے افسر و اعلٰے تمام دنیا پر　　اسیکے زیر حکومت ہین سب یہ بحر و بر

ہر ایک ملک مین رعب حسام بیٹھا ہے
دلون پہ سکۂ اہل کلام بیٹھا ہے

یہ تیغ وہ ہے کہ جس مین ہے ذوالفقار کا کاٹ　　اُتار دیتی ہے دم مین سرون کو ایک ہی گھاٹ
ہر ایک تاب مین ہے قلزم فنا کا پاٹ　　عدو کے خون کا دریا وہ دم مین جاے چاٹ

اسی کی ضرب سے ٹکڑے جبال ہوتے ہین
اسی کے زخم نہین اندمال ہوتے ہین

ہزار فوج کی قوت ہے اک سخن مین نہان　　رجز کی دیکھئے تاثیر بر سر میدان
بناے بزدل و نامرد کو یہ شیر ژیان　　اسی کے زور سے ہو سرنگون بلند نشان

ذرا سی بات سے مردون مین جان آتی ہے
شکستہ فوج کی ہمت یہی بندھاتی ہے

یہی ہے بزم کی جان اور رزم کی رونق　　خدا جو حق ہے تو اُسکا کلام ہے برحق

دیا صحف اُمّی برحق کو حق نے اس کا سبق — اسی کے سننے سے بدباطنوں کی منہ تھی فق

کہاں وہ ظلمت اصنام اس مکان میں ہے
کلام پاک کی اب روشنی جہان میں ہے

سخن ہے معجزہ اس میں نہیں کسی کو کلام — یہ وحی حق ہے صحیفہ یہی یہی الہام
ہوئی ہیں زندہ اسی سے مری ہوئی اقوام — کیا ہے نعرۂ قم نے اسی کے حشر مدام

کلام حق سے ہوئے پست آسمان پہ کھڑے
عرب کے مردۂ صد سالہ سنکے چونک پڑے

سخن ہے جسنے بچا دیا انقلاب سے پاک — اسی کا رنگ مٹا سکتے نہیں کبھی افلاک
فروغ حسن کو اسکے نہیں زوال سے باک — رہا دوام اسی کا شباب حیرت ناک

ہر ایک شے متغیر ہے اور فانی ہے
فقط سخن ہی مگر ایک جاودانی ہے

ہے موت اہل سخن کی حیات سے بہتر — صدف فنا ہو تو ظاہر ہو آب و تاب گہر
مرے غزال تو مشک اسے ناف سے باہر — ملے جو خاک میں دانہ تو ہو درخت و ثمر

فدائے گل ہو تو ہو نام بلبل شیدا
گلوں کی روح جو نکلے تو عطر ہو پیدا

سخن سے سحر نہیں اور کچھ سخن کے سوا — یہی ہے ٹوٹکا۔ جادو یہی یہی ہے دعا
بنائے گبر کو ڈھا دے یہی ہے وہ کلمہ — ہے قصر دین محمدؐ کی یہ سخن ہی بنا

طلسم کفر و نفاق اس سے خاک ہوتا ہے
اسی کے فیض سے ناپاک پاک ہوتا ہے

نہیں ہے قدر سخن کوئی اس زمانے میں — تضیع وقت ہے اشعار کے سنانے میں
ہے قدر دُر کوئی نااہل کو دکھانے میں — نہیں تمیز جنھیں گوہر اور دانے میں

سخن کی قدر سخندان باصفا جانے
بہائے گوہر نایاب مرغ کیا جانے

گہر کی طرح سے اہل سخن بھی ہین کمیاب — دبے ہوئے کہین مٹی مین ہین در نایاب
وحید عصر ہین ان کا نہین جہان مین جواب — نہان ہین چشم سے مانند مہر زیر سحاب

بہت ہی اہل سخن آپ کو چھپاتے ہین
خزف کے ڈھیر مین ہیرے چمک ہی جاتے ہین

سخن کی ہند مین اب تو ہے سرد بازاری — خزف کی قدر ہے گوہر کی ہر جگہ خواری
عوام فہم سخن سے ہین مطلقاً عاری — خواص مین ہے تعصب کی سخت بیماری

صلہ کا ذکر ہے کیا داد بھی نہین دیتے
سخن ورون کا کبھی نام بھی نہین لیتے

ہر ایک فن کی ترقی ہے قدردانی پر — بغیر آب کے بڑھتا نہین ہے کوئی شجر
نہین جو کھاد شجر کو تو خاک لائے پھل — کرین جو صرف تو حاصل ہو خاک و سنگ سے زر

بڑے ریاض سے علم و ہنر نکلتے ہین
زر کثیر سے لعل و گوہر نکلتے ہین

سخن کی کان زمین دکن مین ہے پنہان — ملے ہوئے ہین اسی خاک مین در غلطان
یہین سے پائی ہے اردو زبان نے عزت و شان — یہین لکھے گئے اردو مین اولاً دیوان

یہین سے شعر و سخن کا رواج نکلا تھا
دلی بھی ایک اسی کان زر کا ہیرا تھا

قصیدہ جشن جوبلی چہل سالہ عمر بست سالہ حکومت

اعلیحضرت بندگان عالی حضور پرنور سپہ سالار مظفر الممالک
ہز ہائینس نواب میر محبوب علیخان بہادر نظام الملک
آصفجاہ بادشاہ دکن خلد اللہ ملکہ

آج نکھرا ہے غضب لیلئے شب کا جوبن — کہکشان مانگ ہے تارون سے جبین ہے روشن
مشتری زہرہ ہین کانون مین عجب در عدن — حلقۂ انجم تابان ہے گلے مین سمرن
یہ نہین گنبد گردون پہ ثوابت کی دمک
کالے برقع پہ ہے سلمے کے ستارون کی چمک

شب تاریک مین کیا خوب ہے تارون کی بہار — گنبد چرخ دکھاتا ہے فضائے گلزار
ہر طرف کھیت چنبیلی کے ہین بے حد و شمار — چاندنی کے ہین ہر اک سمت فلک پر انبار
مشتری زہرہ سمان باغ کا دکھلاتے ہین
آسمان پر گل مہتاب نظر آتے ہین

ہین مریخ فلک پر گل لالہ سے کھلا — مشتری نرگس شہلا کی دکھاتی ہے ادا
چشمۂ آب بہا سے ہے پھول کنول کا زہرا — ہے زحل کا گل نارنج سے بھی حسن سوا
کیاریان باغ کی ہین گنبد مینا ہی کہان
گچھے پھولون کے ہین یہ عقد ثریا ہی کہان

ہے زمین پہ بھی کچھ اس رات عجب بزم فلک — قصر شاہی کے چراغون مین ہی انجم کی چمک
گول لیمپون مین کہین ہے مہ تابان کی جھلک — اور ہے قمقمۂ برق مین تارون کی دمک
ہانڈیان سقف مین ہین مہر درخشان کی قطار

ہے یہ زیبا کہ کہین لیل کو ہم آج نہار

ہر طرف آج زمین پر ہے عجب بارش نور ۔ لگتے بادل کے فضا مین ہین کہ ہین شعلۂ طور
کالی گھنگھور گھٹا مین ہین برنگ کافور ۔ تار باران ہین کہ آتش کی ہے چلمن حور
نجم ثاقب کی نظر آتی ہے بارش مین چمک
اور ہے اختر تابندہ کی بوندون مین دمک

غرق ہے نور کے دریا مین زمین کوہ و شجر ۔ جلوہ طور دکھاتا ہے ہر اک سنگ و شجر
سرخ پھل شعلین پتون کی ہین اندر باہر ۔ شمع ہر شاخ تو ہے شمع کا شعلہ گل تر
بارش نور کا پہنچا ہے سرون تک پانی
برگ و بار و شجر و شاخ ہین سب نورانی

روشنی کا ہے عجب شہر مین ہر سمت سمان ۔ بقعۂ نور چراغون سے ہے ہر ایک مکان
چار مینار سے ہے جلوۂ معبود عیان ۔ طور سینا سے بھی بڑھ چڑھ کے تجلی ہے یہان
وجد مین طور کا خود شعلۂ آتش آتا
دیکھتے حضرت موسیٰ تو وہین غش آتا

قصر شاہی پہ عجب نور کی ہے جلوہ گری ۔ در و دیوار مین آتا ہے نظر حسن پری
کارچوبی کی ہے چھت فرش پہ ہے کار زری ۔ سقف مین ہیئت شمسی ہے کسی جادو گری
ہے یہی قصر کہ جو محل جسے کہتے ہین
حضرت اقدس و اعلیٰ تو یہین رہتے ہین

آج جبلی کی ہے تقریب بھرا ہے دربار ۔ جمع ارکان ریاست ہین بصد شان و وقار
بر مین ملبوس مہذب ہے سر و پر دستار ۔ حسن اخلاق و تدبر کی ہے چہرہ پہ بہار
شمس ہین شاہ دکن اور یہ سیارے ہین
ایک ہی برج شرافت کی یہ سب تارے ہین

جلوہ افروز سر بزم ہین سلطان دکن — تخت زرین پہ ہے یا مہر فلک جلوہ فگن
رخ تابان کی تجلی سے جہان ہے روشن — مطلع شمس یہ ہے ارض دکن چشمک زن

رات کو مہر برآمد ہو عجب قدرت ہے
یہ سمان دیکھ کے افلاک کو بھی حیرت ہے

وہ شہ ملک دکن حضرت محبوب علی — بیسوین سال حکومت کی ہے جنکی جبلی
جن سے ہر فرد رعایا کو محبت ہے دلی — جن کے اخلاق کا مداح ہے ہر پیر وولی

آج اس بزم مین خود آپ ہین رونق افروز
عید نوروز سے عشرت مین ہے دو چند یہ روز

حسن صورت سے بھی بڑھ کے ہے حسن سیرت — خلق احمد کی ہے آئینہ دل مین صورت
عدل مین آپ مجسم ہین عمرؓ کی صورت — سر سے تا پا ہین شجاعت مین علیؓ کی ہیئت

حلم و تدبیر مین صدیقؓ نظر آتے ہین
جود عثمان غنیؓ آپ مین سب پاتے ہین

قدردان سخن و قدر شناس جوہر — سرپرست علما حامی تعلیم و ہنر
عادل و باذل و بخشندہ لعل و گوہر — دستگیر غربا اور رعایا پرور

یہ وہ سلطان ہے دیانت کا جو شیدائی ہے
راست بازون کی اسی عہد مین بن آئی ہے

مرتشی خائن و بدکار و جفاکار لئیم — بھاگ گئے پھرتے ہین وحشت سے سوئے نار جحیم
لینا رشوت کا یہان تک ہے یہان جرم عظیم — کہ اٹھی جاتی ہے دعوت کی بھی اب رسم قدیم

نان جو کھاتے ہین امیران دکن جیتے ہین
گھر کا راتب ہے مگر آب نہین پیتے ہین

حاکم افسر اعلے کی کہان ہے یہ مجال — حق ماتحت کو رنجش سے کرے جو پامال

عدل و انصاف کا ہر ایک کو رہتا ہے خیال — کھینچتے رہتے ہین سب اہل قلم بال کی کھال
گرچہ ہر ایک یہان عدل مین لاثانی ہے
پھر بھی ہر بات کی تفتیش ہے نگرانی ہے

دور حضرت کا الٰہی رہے تا دورِ فلک — انکے اقبال مین ہو مہر درخشان کی چمک
حیدرآباد مین ہو لندن و پیرس کی جھلک — گل تہذیب کی ہر پھول مین پیدا ہو مہک
جوش ہمدردی ہم ملک ہو پیدا سب مین
ہو محب دولت و اقبال ہویدا سب مین

قصیدۂ نظامیہ در مدح اعلیحضرت بندگان عالی حضور پرنور نواب میر محبوب علیخان بہادر آصف جاہ نظام الملک والی ریاست حیدرآباد دکن

خورشید عدل و داد کی آمد دکن مین ہے — پھیلی شعاع نور کی ضو انجمن مین ہے
آنکھون مین نور تاب و توان ہر بدن مین ہے — پھر آب و تاب تازہ بہار چمن مین ہے
جوش طرب سے چہرہ گل لال لال ہین
ہے بلبلون کو عید شجر بھی نہال ہین

شاہ دکن کے آنے کی ہر جا ہے دھوم دھام — سڑکون کی دونون طرف ہے خلقت کا ازدحام
ہے جابجا پولس کے سوارون کا انتظام — فوجین کھڑی ہوئی ہین مسلح پے سلام
بجتا ہے بینڈ اور سلامی اترتی ہے
آواز توپ سقف فلک سے گزرتی ہے

حاضر پلیٹ فارم پہ ہین سب معززین نواب ذی حشم ہین کہین راجگان کہین
رکن رکین ملک کہین حامیان دین ہر ایک سلطنت کی انگوٹھی کا ہے نگین
انجم ہین گرد بیچ مین ماہ منیر ہے
صف بستہ فوج کاہکشان کی نظیر ہے

چہرہ سے اس قمر کے نمایان ہے برتری کیا تاب ہے فلک جو کرے اس سے ہمسری
مریخ منھ چھپاے جو دیکھے سپہ گری پڑتی ہے جسم شیر مین دہشت سے تھرتھری
بہر شکار ریکھے تفنگ اپنی گر پھرے
شیر فلک زمین پہ ابھی کانپ کر گرے

اس رعب و داب پر ہے وہ رحم و کرم کی خو دشمن کا بھی نہین وہ بہاتے کبھی لہو
کرتے ہین اس طرح سے غریبون کی جستجو جیسے نشیب ڈھونڈتا پھرتا ہے آبجو
عنقا ہے وہ جو آب خنک کو ترستا ہے
باران فیض سب پہ برابر برستا ہے

آباد ملک اور رعایا ہے شاد مان ظالم کو تحت ارض بھی ملتی نہین امان
سنتے تھے نام عدل جہان مین مگر یہان انسان کی شکل مین ہے وہ خود آپ حکمران
ہنگامہ ہے نہ شر ہے نہ کوئی فساد ہے
سب ملتون مین ایک یہان اتحاد ہے

محبوب خلق ہے مرا ممدوح لاکلام آصف کے نام نامی سے واقف ہین خاص و عام
لے نام گر زبان سے تو شیرین ہو تلخ کام عظمت پکارتی ہے ادب کا ہے یہ مقام
ان کی وفا کا خط یہ ہماری جبین پہ ہے
کندہ انھین کا نام تو دل کے نگین پہ ہے

ہر دم فلاح ملک کا اس شہ کو ہے خیال پیش نظر ہے خواب مین بھی مفلسون کا حال

کاہیدہ جسم فکر سے ہے صورت ہلال　　سیر و شکار بھی ہے ترقی کا ایک جال

منظور تجربہ سفر بمبئی سے تھا
راحت سے کچھ غرض تھی نہ مطلب خوشی سے تھا

مقصد یہ تھا سفر سے کہ دیکھیں جہان کا رنگ　　ہوتے ہیں کیا اصول تمدن کے رنگ ڈھنگ
گوشہ میں بیٹھنے سے تو آتی نہیں ہے جنگ　　جب کان سے نکلتا ہے ہوتا ہے لعل سنگ

اہل دول کو سیر و سیاحت ضرور ہے
آنا اسی سے چشم بصیرت میں نور ہے

شاہان مغربی میں سیاحت کا ہے رواج　　مشہور ہے تمدن و دولت میں جنکا راج
لاکھوں ہی خرچ کرکے وہ آتے یہاں ہیں آج　　ہے تجربہ مشاہدہ دنیا کا اک خراج

سیر و سفر سے دانش و تدبیر آتی ہے
بیٹھے رہیں جو گھر میں تو عقل اور جاتی ہے

سب جانتے ہیں سیر و سیاحت کا فائدہ　　ہوتی ہے صاف جاتی ہے جب دور تک ہوا
گدلا ہو آب گر نہ بہے ایک دن ذرا　　ہے مہر و ماہ سا کوئی سیاح دوسرا

گردش میں رات دن ہیں کہاں وہ حضر میں ہیں
دیکھو تو آسمان و زمیں سب سفر میں ہیں

یہ بمبئی تو ہند کا لندن ہے آج کل　　ہر چیز کے بنانے کی قائم یہاں ہے کل
دولت کا اور صنعت و حرفت کا ہے محل　　تعلیم علم اور ہے پھر علم پر عمل

پانی پہ ہیں جہاز دھواں بھی ہوا پہ ہے
خشکی تری کی سیر غرض ایک جا پہ ہے

دیکھے بغور حضرت اقدس نے سب مقام　　وہ بار بردہ بحر جہازوں کا وہ قیام
وہ مد و جزر اور وہ بندر کا اہتمام　　وہ جا بجا محیط میں انسان کا انتظام

قبضہ میں بر و بحر ہیں مالک ہوا کا ہے
انسان اس زمین پہ خلیفہ خدا کا ہے

وہ انتظام ملک وہ طرز معاشرت — وہ درسگاہ علم وہ قومی مجالست
وہ صنعت و تجارت و تہذیب و عافیت — وہ اسپتال اور یتیموں کی منزلت
ان سب مفید کاموں کو حضرت نے دیکھا ہے
باریکیوں کو چشم بصیرت سے دیکھا ہے

اللہ رے وسعت نظر آسمان جناب — ذروں میں دیکھتے ہیں وہ تنویر آفتاب
عالم ہے انکے سامنے فطرت کی اک کتاب — کرتے ہیں اس سے کام کی باتیں وہ انتخاب
سیر و سفر جہاں کے شایاں انہیں کو ہیں
مشکل ہیں جو علوم وہ آسان انہیں کو ہیں

ہے یہ دعا کہ حضرت اقدس ہیں مدام — جب تک کہ نظم عالم ہستی کا ہے قیام
ہوں فیضیاب تجربوں سے آپکے غلام — تعلیم تربیت کا ہو ہر جا رواج عام
گل وہ کھلیں کہ بلبلیں شادی سے پھول جائیں
باغ دکن کو دیکھ کے جنت کو بھول جائیں

قایم کلیں ہوں شہر میں لندن کا ہو سماں — جاری ہر ایک فن کے مدارس بھی ہوں یہاں
قایل یہاں کی صنعت و حرفت کا ہو جہاں — ہو ذکر شغل علم سے معمور ہر مکاں
دولت ہو اتفاق بھی ہو علم و فن بھی ہو
دل میں ہر ایک شخص کے حب وطن بھی ہو

حضرت کو اپنے ملک کا ہر دم سے ہے خیال — اب دیکھنا تجارب عالی کا بھی کمال
ہوئے گا اس سفر کا کوئی نیک ہی مآل — خود دے رہے ہیں ہم کو خبر واقعات حال
پھر سے خدا نے ملک کی آسودگی کے دن

غائب ہوئے وہ خرچ کے بیہودگی کے دن

لیکن ابھی ہے قوم کی حالت بہت خراب
امراض صعب اور بدن میں نہیں سہنے کی تاب
حاذق طبیب نے یاس کو بھی دے دیئے جواب
ہاں کچھ کھلا ہوا ہے دعا کا بس ایک باب
ہوگی شفا جناب کی کچھ التفات سے
وابستہ اب امید ہے حضرت کی ذات سے

مہلک مرض ہیں سستی و غفلت کی عادتیں
کرتی ہیں سیم و زر کو بھی مٹی یہ خصلتیں
بدتر ہیں ان دو کون سے بھی کاہل طبیعتیں
جنکے سبب سے ملک پہ آتی ہیں آفتیں
نام کرم جہان میں سب کو عزیز ہے
بے جا کرم میں ظلم میں مشکل تمیز ہے

اللہ ہے کریم تو قہار بھی تو ہے
بندہ نواز اور وہ جبار بھی تو ہے
فردوس کے مقابلہ میں نار بھی تو ہے
انعام ہے ادھر تو ادھر مار بھی تو ہے
پرواز مہر و قہر کے ہوں پر تلے ہوئے
میزان عدل میں ہوں برابر تلے ہوئے

ہو باغبان اگر کہیں خاروں پہ مہربان
ہو خار زار اسکے ترحم سے گلستان
گل کا پتہ کہیں ہو نہ غنچہ کا ہو نشان
بلبل کے آشیانہ میں ہو زاغ کا مکان
ان موذیوں کا رشک جنان بوستان نہ ہو
ویران ہو باغ بوم کا پھر آشیان نہ ہو

جراح کاٹ دیتا ہے سڑتا ہی عضو جب
بیجا کرے جو رحم تو سڑ جائے جسم سب
قاتل پہ رحم کرتا ہے عادل بتاؤ کب
شاخوں کو کاٹ دیتے ہیں سڑتے ہیں جب عنب
انجام گر بھلا ہے تو ہر قہر مہر ہے
جسکا نتیجہ بد ہے محبت وہ زہر ہے

بے جا سفارشین ہین تو بے جا رعایتین ہر کام مین ہین اپنی ہی ملحوظ حمایتین
ہر پھر کے اپنون ہی پہ ہین ساری عنایتین ان فائدون پہ او غضب ہین خیانتین
ظالم ہین اور بانی جور و ستم بھی ہین
طرّہ ہے یہ کہ قابل رحم و کرم بھی ہین

ہان قابل کرم ہین وہ اشخاص نیک خصال رکھتے ہین جو دیانت و ایمان ہین بھی کمال
ہر دم جنھین رفاہ خلایق کا ہے خیال کھاتے نہین حرام کی روٹی بجز حلال
تازہ بہار گلشن عالم انھین سے ہے
ہر ملک کی ترقی پیہم انھین سے ہے

بے کار مفت خورون کی ہے پرورش جہان بڑھتی ہے روز مفلسی و کاہلی وہان
ہوتا ہے کاہلی سے تو ویران ہر مکان ہے محنتون سے دشت و بیابان بھی بوستان
سمجھین تو مسئلہ یہ ذرا بھی ادق نہین
اہل جہان پہ کاہلون کا کوئی حق نہین

لیکن ہے فرض قوم پہ ان کی معاونت رکھتے ہین جن سے چرخ زمین سب مخالفت
بے دست و پا ہین اور ہین بستۂ آفت اہل جہان کو انپہ نہین کوئی عاطفت
قسمت عدو ہے اور مخالف زمانہ ہے
رہنے کو ہے مکان نہ کھانے کو دانہ ہے

لیکن بڑا سخاوت بیجا کا ہے ضرر رہتے ہین مفت پانے سے انسان بے ہنر
ہوتے نہین ہین کسب معیشت سے بہرہ ور آخر کو بار ہوتے ہین وہ ملک و قوم پر
محنت سے کچھ غرض نہین ہے شغل نوم کا
ہر وقت چوستے ہین لہو جسم قوم کا

پھیلا ہوا ہے زہر خوشامد کا جا بجا ہے چاپلوس واقعی مکار و بے وفا

بس ہو چکی رزالت انسان کی انتہا — رکھدین قدم پہ سر جو ہوا دنی سا فائدہ

وہ نفس کی شرافت و عزت کدھر گئی
شرم و حیا بھی قوم سے اب کوچ کر گئی

آتی ہین خوش امیرون کو یہ چاپلوسیان — کرتے ہین چاپلوسون پہ کیا مہربانیان
ہوتی ہین روز ان کی بڑی مہمانیان — خلعت مین روز پاتے ہین یہ جبادانیان

لاکھون فتوح کے تو کھلے ان پہ باب ہین
ہر کام مین یہی تو فقط کامیاب ہین

لیکن نہین ہے قوم مین چھوٹون کی کوئی قدر — پھر کیون نہ ہو ہلال وہ گھٹ کر مثال بدر
زیبا ہے ان کے واسطے ہر جا مقام صدر — افسوس ہے کہ صدر نشین ہون جو اہل عذر

چھوٹون کو جب عروج یہ خود آسمان دے
پھر کیا غرض ہے کوئی صداقت پہ جان دے

بڑھتے ہین قدر دانیون سے قوم مین ہنر — ہوتے ہین پھر کمال کے مہتاب جلوہ گر
روشن ہر ایک مکان کا ہوتا ہے بام و در — ہوتے بروج شمس ہین تاریکیون کے گھر

مٹی ہے زر تو لعل بھی پتھر ہے کان مین
ہے آفتاب علم کی رونق جہان مین

امید ہے کہ حضرت اقدس فلک رکاب — اصلاح قوم و ملک مین ہونگے کامیاب
ہوئے گا ایک لخت جہالت کا سدباب — جاہل رہین گے تا بہ ابد مورد عتاب

پستی قوم آپ ہی خود دور ہوئے گی
ظلمت شعاع عدل سے کافور ہوئے گی

بدخلقیون کی آئی ہے ان پر بلائے سخت — اصلاح قوم مین سے ہے مصروف تاج و تخت
اترے ریا و زور کا جسمون سے انکے رخت — تائید جہل و کذب کی ہرگز کرے نہ بخت

زیر علاج قوم کا ہر اک مرض ہے
مقہور اور دور ہر اک خود غرض ہے

جب تک نظام شمس کا یارب رہے قیام | جب تک کہ گرد شمس ہوں سیارے خوش خرام
اطراف ارض ماہ ہو جب تک کہ تیز گام | جب تک کہ ہو رہی ہے یہ مخلوق یہ تمام
اقبال و جاہ حضرت اقدس بلند ہو
اس آفتاب دین کی تجلی دوچند ہو

ذروں میں ہو یہاں کے ... مہر کی چمک | علم و عمل کی ... چمک دمک
پھولوں میں اس چمن کے ہو تہذیب کی مہک | رکھیں یہ یاد تا بہ ابد شاہ کا نمک
عاشق ہزار جان سے حب وطن کے ہوں
قربان سب یہ جان سے شاہ دکن پہ ہوں

تارک الدنیا

جلوہ قدرت خلاق ہے جنگل کا سماں | رفعت کوہ سے ہے عظمت معبود عیاں
تہ بہ تہ سنگ میں حکمت کے ہیں اسرار نہاں | چشم بینا میں ہر اک ذرہ ہے مہر تاباں
آنکھ بے علم و ہنر کور ہے نابینا ہے
دل جو ہو صاف تو پھر سنگ بھی آئینا ہے

لب دریا ہے عجب شان کا اک کوہ بلند | جسکی چوٹی پہ پہنچتے ہیں بصد رنج پرند
قصد چڑھنے کا جو کرتے ہیں کبھی اس پہ چرند | تھک کے ہر گام پہ کرتے ہیں اٹھاتے ہیں گزند
اس بلندی پہ تو انسان کا گزر مشکل ہے
گر گزر بھی ہو تو پھر اس پہ بسر مشکل ہے

ہے تعجب کہ سرِ کوہ ہے اک خورد مکان   مسکن راحت و آسودگی و امن و امان
رنج و تکلیف تمدن کا نہیں جس میں نشان   قدرتی لطف و مسرت کا ہے یہ سب سامان

فرش مخمل نہیں مینا نہیں گلفام نہیں
اور سب کار تکلف کا یہاں نام نہیں

قصر شاہی سے بھی بہتر ہے یہ کنج عزلت   ڈر تغیر کا نہ افواج عدو کی دہشت
پاسبانوں کی نہ دربانوں کی کوئی حاجت   غیر کی روک نہ اپنے سے خیال کلفت

اس بلندی پہ دنائت کا اثر مشکل ہے
حسد و بغض و عداوت کا گزر مشکل ہے

گوشۂ امن میں بیٹھا ہے وہاں ایک جوان   مردم چشم میں جس طرح بصارت ہو نہان
رخ سے مایوسی و حسرت کے ہیں آثار عیان   زرد چہرہ ہے بدن میں بھی نہیں تاب و توان

اس نے دنیا کی ہر اک چیز سے منہ موڑا ہے
غم نے اس پر بھی مگر دل کو نہیں چھوڑا ہے

نام اس تارک دنیا کا ہے انوار نبی   عزلت و زہد سے مشہور ہے لوگوں میں ولی
اس کو ہمدردی انسان سے محبت تھی دلی   ہے یہ زیبا جو کہیں اسکو سعید ازلی

مبدء فیض نے سب کچھ اسے نعمت دی ہے
صفت رحم و کرم اسکو عنایت کی ہے

ہاتھ آئی تھی بزرگوں کی جو اسکو دولت   جانتا ہی نہ تھا دنیا کی کوئی وہ زحمت
عہد طفلی سے تھی اخلاق کی اسکے شہرت   خاطر و رحم و تواضع کی تھی اسکی عادت

بذل و احسان سے وہ ہر شخص سے پیش آتا تھا
دست سائل کبھی محروم نہیں جاتا تھا

جان سے مال سے ہر شخص کے کام آتا تھا   اہل حاجت کی بہت حاجتیں بر لاتا تھا

آپ بھی دیتا تھا اوروں سے کبھی دلواتا تھا　　اپنے احسان پہ خود آپ ہی شرماتا تھا
چھپکے محتاج شریفوں کو یہ زر دیتا تھا
دور افلاس کو دم بھر مین یہ کر دیتا تھا

چند ہی سال مین جو کچھ تھا لٹایا اسنے　　آپکو مفلس و قلاش بنایا اس نے
خلق بیجا کا اثر سب کو دکھایا اسنے　　اس کرم پر بھی کوئی دوست نہ پایا اس نے
زر جو تھا پاس تو ہر شخص تھا طالب اسکا
جان نکلی تو یہی ہو گیا قالب اسکا

غربت آتے ہی ہوے دوست بھی اسکے سب ہوا　　اپنے بیگانے سمجھنے لگے سب اسکو برا
منہ چھپانے لگے راہون مین جلیس و رفقا　　مفلسی آئی تو بھائی بھی ہوے اس سے خفا
منزلت اسکی نگاہون سے گری جاتی تھی
ہر طرف ذلت و تحقیر نظر آتی تھی

پوچھتا ہی نہ تھا آکر کوئی حال مغموم　　جسکی غمخواری و الفت کی کسی وقت تھی دھوم
دل مین کہتا تھا وہ رو رو کے کہ دنیا ہے یہ شوم　　اب حقیقت ہوئی ان اہل غرض کی معلوم
اپنے مطلب کے ہین یا لطف و عطا کے بندے
بندۂ زر ہین نہین یہ تو خدا کے بندے

ان کا معبود حقیقی ہے جہان مین دولت　　ان کی تہذیب و تمدن سے ہے بہتر وحشت
اور حیوانون سے انسان کی ہے بدتر فطرت　　قتل و خون بغض و عداوت ہے اسی کی عادت
یہ نہ ہوتا تو جرائم بھی نہ پائے جاتے
کوہ ہرگز نہ مصیبت کے اٹھائے جاتے

درد انسان سے نہ ہی ہوے محبت انمین　　بے غرض رحم و کرم کی نہین عادت انمین
نفس انسان کی نہین کوئی شرافت انمین　　چاپلوسی ہے خوشامد ہے لجاجت انمین

بے غرض بندۂ تواضع کا یہ در رکھتے ہیں
اپنے مطلب کے لیے پاؤن پہ سر رکھتے ہیں

آدمی سے نہیں دنیا مین کوئی بڑھکے خراب   دونون عالم مین نہین اسکی شرارت کا جواب
خوف سے اسکے فرشتون کا بھی ہے زہرہ آب   دیو کی اسکے مقابل مین ہے کیا طاقت و تاب
ہے نیا ظلم کی ایجاد دغا کی اس سے
تیغ مین جان ہے مخلوق خدا کی اس سے

یہ نہوتا تو نہوتے یہ کہین جور و ستم   قتل ہوتے نہ کہین خون نہ لٹنے کا الم
ڈاکے پڑتے نہ کہین جنگ مین اڑتے باہم   فوج ہوتی نہ کہین اور نہ سبے کار حشم
زر کے لالچ سے نہ ملکون پہ چڑھائی ہوتی
در پیا انسان سے نہ انسان کی صفائی ہوتی

اس سے بڑھکر کوئی دنیا مین نہین ہے سفاک   دم مین اللہ کی جانونکو یہ کرتا ہے ہلاک
ظلم سے اسکے لرزتے ہین زمین و افلاک   فتنہ و شر مین نہین کوئی بھی اس سا چالاک
اپنے ہم جنس سے بھی باز نہین آتا ہے
اور حیوانون کو یہ مار کے کھا جاتا ہے

اپنی فطرت پہ تو مخلوق خدا ہے قائم   یہ بدلتا ہے مگر اپنی طبیعت دائم
پینے کھانے کا کبھی شوق کبھی ہے صائم   خوش و بشاش جرائم پہ کبھی ہے نادم
سیرت بد مین کبھی دیو سے بھی بدتر ہے
خلق مین گاہ فرشتہ سے بھی یہ بڑھ کر ہے

خود غرض اس سا جہان مین نہین کوئی حیوان   جان کرتا ہے یہ اغراض پہ اپنی قربان
جانتا ہی نہین ہستی کو یہ اپنی نادان   اور رکھتا ہے خدائی کا یہ دل مین ارمان
عمر بھر راحت و آرام نہین پاتا ہے

حسرت و یاس و تمنا ہی مین مرجاتا ہے

دل مین آتے ہی جو پیا انسان سے متنفر کی خیال
شہر کو چھوڑ کے آیا وہ سوئے دشت جبال

اس بلندی پہ جہان تک کہ رسائی ہے محال
غار مین کوہ کے بیٹھا ہے یہ فرخندہ خصال

فکر عقبیٰ ہے نہ دنیا کی تمنا اسکو
موت کا خوف نہ ہے زیست کی پروا اسکو

ان خیالون سے پسند آئی ہے عزلت اسکو
آدمی زاد کی صحبت سے ہی نفرت اسکو

نام تہذیب و تمدن سے ہے وحشت اسکو
خود غرض اہل جہان سے ہے عداوت اسکو

اہل دنیا سے ولی کون ہے انسانون مین
نوع سافل ہے فقط ایک یہ حیوانون مین

بھوک لگتی ہے تو کھاتا ہے درختونکے یہ پھل
باغ فردوس ہے اسکے لیے خودرو جنگل

میوے وہ سامنے جنکے ہین سفرجل حنظل
آبشارون کے مقابل مین نہین شہر کی نل

پیاس لگتی ہے تو وہ آب خنک پیتا ہی
اور قدرت کی غذا اون پہ فقط جیتا ہے

حاجتین کم ہوئین دنیا سے فراغت پائی
پیروی نفس کی چھوڑی تو ہدایت پائی

کنج عزلت مین عجب روح نے راحت پائی
کس ریاضت سے یہ ویرانہ مین دولت پائی

اب تکلف نہ تکبر کا ہے سامان باقی
جو ضروری ہے وہ ہے حاجت انسان باقی

رات دن فکر مین مشغول تھا وہ نیک سیر
دیکھتا تھا کبھی قدرت کے تماشے دن بھر

حسن آتا تھا خدائی کا جو ہر سمت نظر
وجد مین جھوم کے کہتا تھا کہ اے ری منظر

اس پہ قربان گلستان و بوستان کیجیے
یان سے جانیکا نہ اب نام بھی ہرگز لیجیے

دل مین کہتا تھا کہ ہر چیز مین ہی حسن و جمال ذرّے ذرّے مین ہے اللہ کی قدرت کا جلال
اپنی حالت مین ہین مخلوق خدا سب خوشحال ضد کسی کو نہ کسی سے نہ کہین رنج و ملال

شاد ہین گل کہین بلبل کی نواسنجی ہے
رنج کا نام نہین چرخ بھی نارنجی ہے

جتنے مخلوق ہین سب کرتے ہین راحت سے بسر ہے مگر بانی شر ایک یہ دنیا مین بشر
اسکے اعمال سے یہ باغ ہے تکلیف کا گھر اسکو ہے ذات سے انسان کی نقصان و ضرر

یہ نہ ہوتا تو عداوت نہ شرارت ہوتی
ہر جگہ امن ہر اک سمت مسرت ہوتی

حیف مین بھی تو ہون اس نوع بشر مین داخل آدمی زاد ہون فطرت مین بڑی ہے مشکل
ترک دنیا سے بدلتا ہی نہین انسان کا دل کشتی عمر پہنچ جاسے بس اب تا ساحل

زیست کا لطف ہے کیا عالم تنہائی مین
گر پڑون کوہ سے خود آپ مین اس کھائی مین

کہکے یہ چاہتا تھا خود کو کرے آپ ہلاک کہ ہوئی غیب سے تائید خداے افلاک
آئی آواز کہ بس روک قدم او بیباک دور کر دل کو سب اوہام و خیالات سے پاک

عقل کیا سر حقیقت کو سمجھ سکتی ہے
پاؤن کب وادی حیرت مین وہ رکھ سکتی ہے

سنکے آواز یہ حیرت مین کھڑا تھا خاموش نگران چشم تھی ہر سمت بر آواز تھے گوش
جی مین کہتا تھا یہان کوئی ہے بیشک روپوش دل مین اس شخص کے ہمدردی انسان کا ہے جوش

خود غرض چھوڑ کے آفت مین چلی جاتی ہین
مرد جو ہین وہ مصیبت ہی مین کام آتے ہین

تھا اسی سوچ مین آتنی مین سنی کچھ آہٹ بوٹ پہنے ہوے لیڈی کوئی آئی کھٹ کھٹ

بر مین ساری تھی بدن مین تھی مہذب جاکٹ ۔ رُخ زیبا پہ نہ مقنع نہ کوئی تھا گھونگٹ
گندمی رنگ بڑی آنکھ مناسب اعضا
سر سے پا تک تھا بدن نور کی سانچے مین ڈھلا

کچھ عجب ناز سے اس شوخ نے دیکھا اُسکو ۔ جلوۂ حق سے نے کیا محو تماشہ اُسکو
ہوش برجا نہ رہے ہوگیا سکتا اُسکو ۔ دشمن جان ہوا افسوس مسیحا اُسکو
گرچہ ہر چیز سے انسان نے منھ موڑا ہے
عشق نے تارک الدنیا کو بھی کب چھوڑا ہے

دیکھکر حسن خداداد اوڑے ہوش وحواس ۔ عقل رخصت ہوئی جب حضرت عشق آئی پاس
بولا وہ شرم سے لے ثانی خضر والیاس ۔ تیرے آنے سے ہوئی زیست کی کچھ مجکو آس
تو نہ آتی تو مین دنیا سے سفر کر جاتا
گر کے اس کوہ سے خود آپ ہی مین مر جاتا

بولی وہ ہنس کے کہ کیون جانکو کرتا ہے ہلاک ۔ عیش دنیا کا عبث چھوڑ کے تو ہی غمناک
تجکو اسرار جہان کا نہین مطلق ادراک ۔ کیا یہ سب لے کار ہین مخلوق زمین وافلاک
ذرّے ذرّے مین ہین اسرار حقیقت پنہان
دل کی آنکھین جو کھلین راز ہو قدرتکا عیان

تجکو انسان کی صحبت سے ہے ناحق نفرت ۔ سب کی ہوتی نہین انسانون مین یکسان فطرت
ہے تاسف نہ ملی کوئی بھی تجکو عورت ۔ جانتا ہی نہین تو کیا ہے محبت الفت
انس انسان مین ہے سب خلق خدا سے بڑھکر
گر محبت نہین دنیا ہے کھنڈر سے بدتر

خیر چل ساتھ مرے تجکو دکھاؤن وہ جہان ۔ فتنہ وشر کا نہین نام ونشان تک بھی جہان
ہر طرف پائے گا تو راحت قلب امن وامان ۔ حسد وبغض وعداوت کا نہین وان امکان

تیری حالت پہ جو اللہ کو رحم آیا ہے
تجھکو لیجانے کو اسجا مجھے بھجوایا ہے

دیکھکے یہ جیب سے پھر اسنے نکالا رومال   جسکی خوشبو سے مہکنے لگے صحرا و جبال
بولی وہ دیکھئے یہ رومال کہ اے نیک خصال   ہوگی اس عطر سے دلکو ترے تسکین کمال

نیند آجائے گی اور روح کو راحت ہوگی
رنج دنیا و غم دین سے فراغت ہوگی

لیکے رومال جو اُس تارک دنیا نے ذرا   رکھکے آنکھون پہ بڑے شوق سے اسکو سونگھا
غش وہ آیا نہ رہی اپنی خبر بھی اصلا   بند آنکھین جو ہوئین چشم ہوئی دل کی وا

خواب نے سیر کوئی اور دکھائی اسکو
غم دنیا سے ہوئی خوب رہائی اسکو

بند ہوتے ہی کھلی آنکھ تو اس نے دیکھا   ہے عجب اور نئے رنگ کا ہر سمت سمان
چیل کوّون کی پرندون کی ہے کثرت ہر جا   بھاگتے وہ نہین انسان سے نہ ڈرتے ہین ذرا

کچھ عجب طرح کی انسانون کی آبادی ہے
بزم ماتم نہ کہین اور نہ کہین شادی ہے

یہ سمان دیکھکے حیرت ہوئی اسپر طاری •   بولی وہ ہنسکے پری یہ ہے طلسمِ باری
یان کے ہر شخص مین ہے رحم و کرم غمخواری   حسد و بغض کی مطلق نہین یان بیماری

جانور کو بھی ستاتا نہین کوئی انسان
قتل و خون ظلم و تعدی کا نہین نام و نشان

سب نیکوکار یہان ہین نہین کوئی بدکار   گرم ہر سمت ہے الفت کا وفا کا بازار
کوئی بھی ایک نہین حرص و ہوس کا بیمار   ہے قناعت پہ ہر اک شخص کا یہان دار و مدار

فرض فطرت کے جو ہین انکو بجا لاتے ہین

سب بے ضرورت نہ یہ پیتی ہین نہ کچھ کھاتی ہین

جسکی خواہش تھی تجھے ہے یہ وہی پاک جہان　　گر پسند آئے تو رہنے کی اجازت ہے یہان
زیر اشجار بنالے کوئی چھوٹا سا مکان　　سب ہے تکلف کوئی درکار نہ کوئی سامان
کاٹ دے زیست کو دن رات بہ آسایش
فکر کر خوب چھٹا دہر کی آلایش سے

ہے مناسب کہ رہون ساتھ مین تیرے ہر دم　　تا کہ تنہائی کا گذرے نہ ترے دل پہ الم
اجنبی ملک ہے راہو نہین بھی ہے پیچ و خم　　کچھ وہ مدون کی وہان سی نہین یان وحشت کم
گرچہ ہر شخص یہان نیک ہے آسودہ ہے
تو تو لیکن ابھی خود آپ سے آزردہ ہے

سن کے یہ تارک دنیا ہوا مسرور کمال　　بولا جنت ہے یہی اور ہے سب وہم و خیال
ہے تعجب کہ یہ انسان ہین سب نیک خصال　　ہے نہ شیطان یہان اور نہ کوئی دجال
اس سے بہتر کوئی جا اور کہان پاؤن گا
مین نہ جاؤن گا کہین اب یہین رہ جاؤن گا

بولی وہ دیکھ ہر اک چیز کو تو غور سے اب　　اور پھر مجھسے بیان کر کہ بتاؤن مین سب
بولا اس ملک کی حالت نظر آتی ہے عجب　　نہ کہین باغ نہ گلشن نہ درختستان عنب
نظر آتے نہین آثار تمدن اس مین
کیا کسی کو نہین افکار تمدن اس مین

بولی اس ملک کے اشخاص بہت ہین ہشیار　　وہ سمجھتے ہین عمارات کو بالکل بیکار
وہ لگاتے نہین اینٹون کا کسی جا انبار　　چھوڑ جاتے نہین وہ بعد فنا یہ آثار
رہنے سہنے کو تو چھوٹا سا مکان کافی ہے
قصر قیصر ہے نہ کسرا کا محل باقی ہے

بولا افسوس درندے ہین یہان بھی موجود — ان کا اس پاک جگہہ مین نہین زیبا تھا وجود
بولی خالق کی نظر مین تو نہین یہ مردود — ان کا خالق وہی ہے کہ جو تیرا معبود

کس مین ہے رحم و کرم کی جو صفت اُنمین ہے
لطف ہمدردی مخلوق بہت اُس مین ہے

ان درندون سے بھی دنیا کو فوائد ہین کثیر — یہ نہ ظالم ہین نہ بد نفس نہ مکار و شریر
حد سے زاید نہ بڑھے کوئی یہ ہے حکم قدیر — عدل کی اس سے کوئی اور سے بہتر تدبیر

آکل لحم جو مردود جہان مین ہوتے
اتنے حیوان نہ موجود جہان مین ہوتے

بولا کیا قابل نفرت ہے وہ اس ہمت سمان — بھاگتے پھرتے ہین کتون سی ہزارون انسان
کتنے بزدل ہین شجاعت کا نہین ان مین نشان — ایسے انسانون سے سو درجہ ہین بہتر حیوان

نام کے مرد ہین کتون سے بھی ڈرجاتے ہین
کیون نہین ڈوبکے پانی مین یہ مرجاتے ہین

بولی دیتے ہین کہین نیک کسی کو تکلیف — بد سے بچتے ہین نہین کرتے ہین تکرار شریف
صبر کرتے ہین اذیت پہ جو دیتا ہے حریف — یہ مروت ہے کہ کرتے نہین اسکو بھی خفیف

صاحب خلق ہین سرکش نہین مغرور نہین
ان کو حیوانون کی تکلیف بھی منظور نہین

اس کرم کا یہ نتیجہ ہے کہ کتنے بھی ہین شیر — جتنے ڈرپوک ہین حیوان وہ یہان سب ہین دلیر
حکمران یہ ہین تو محکوم ہین یان اہل خبیر — وان بھی دیکھی تھی کبھی تو نے مروت کی یہ سیر

زور کو کام مین یہ مرد نہین لاتے ہین
ہین سلیمان مگر مور سے دب جاتے ہین

بولا انسانون کو غفلت کے نتیجے ہین یہ سب — کیون نہ غارت کیا ان سب کو بتاؤ تو سبب

بولی وہ ہنسکے کہ بھدّی ہے تری عقل عجب　　نیک کرتے ہین بدون پر بھی کہین قہر و غضب

بولا یہ رسم تو واللہ نہین مجھکو پسند
جس سے پہنچے کوئی انسان کو اسدرجہ گزند

بولی وہ ہنسکے ابھی اور تھا کچھ تیرا خیال　　صفت رحم کو انسان کا سمجھا تھا کمال
تجھکو معلوم نہ تھی خاصیت غیظ و جلال　　گر ضرورت ہو کسی وقت تو غصہ ہے حلال

بولا وہ سچ ہے کہ میری یہ غلط فہمی تھی
بولی وہ ہنسکے تری عقل کی یہ خامی تھی

بولا اس شہر مین ہین عالم و فاضل بھی کہین　　بولی یان علم و ہنر کی تو ضرورت ہی نہین
بولا وہ فلسفہ دنیا کی ہے برتنے سے یہین　　بولی جس چیز کی حاجت نہین وہ تو ہی نہین

فیلسوفی سے غرض نیک نہادونکو نہین
جس مین شیطان کوئی ان آدمی زادونمین نہین

علم و حکمت کی غرض یہ ہے کہ بنائے انسان　　اپنے اور غیر کے فرضون کو کرے امکان
یان فرائض کے ادا کرنے کی حاجت ہے کہان　　نہ کوئی اہل غرض ہے نہ کوئی صاحب احسان

فلسفہ ہیچ ہے بیکار یہان حکمت ہے
دخل صنعت کو نہین نیت یہان فطرت ہے

بولا وہ دیکھ رہا ہون کہ یہان آدمزاد　　رشتۂ مہر و محبت سے ہین بالکل آزاد
لطف صحبت نہین ان لوگون مین یہ تو ہین جماد　　آگ پانی کی طرح رکھتے ہین باہم یہ عناد

مجلسین ہین نہ کلب ہین نہ کہین میلے ہین
سب یہ بیراگیون کے جوگیون کے چیلے ہین

بولی ملنے کی بہم ان کو نہین کچھ حاجت　　ڈر نہ اپنون کا نہ غیرون کی کوئی ہے دہشت
نہ حکومت کی طلب ان مین نہ شوق حشمت　　اور بیکار سمجھتے ہین یہ شہرت عزت

ایسے لوگون کو غرض کیا ہی ہم ملنے سے
گوشۂ امن مین راحت ملی کم ملنے سے

بولا افسوس ہے یہ ہے نہ یہان میل ملاپ — ناچ گانے کے نہ جلسے ہین کہین اور نہ شتاپ
بولی پینا ہے نہ کھانا نہ یہان لعب نہ پاپ — چھوڑ دیتے ہین انھین صاحب اور اک خود آپ
بولا رعنا ہون اگر دوست کی حاجت ہی یہان
بولی وان کی نہ خوشامد نہ لجاجت ہی یہان

بولا احباب بہم کرتے ہین اظہار خیال — اور اک دوسرے کے سنتے ہین دل کا احوال
دور ہوتا ہے بیان کرنے سے سب رنج وملال — اور ہمدردی احباب مین ہے لطف کمال
شہر مین دوست نہ ہو کوئی تو وہ جنگل ہے
دوست گر پاس ہو جنگل مین تو پھر منگل ہے

بولی احباب کی خواہش تو یہان ہی بے کار — نہ یہان مجلس شادی نہ کوئی ہے دربار
جلسۂ رقص کسی جا نہ کوئی ہے میخوار — اور یارون کی خوشامد پہ نہین دار ومدار
شان وشوکت کی نمایش کا یہان نام نہین
چاپلوسی کا خوشامد کا یہان کام نہین

بولا یہ تو ہے عجب راحت وآرام کی جا — ڈر کسی کا نہ کسیکو نہ کسی کی پروا
اپنی حاجت سے زیادہ نہین رکھتی پیسا — زر کی انبار نہین چھوڑ کے کوئی جاتا
رائیگان عمر حماقت مین نہین کرتی ہین
ہاتھ ملتے نہین افسوس سی جب مرتی ہین

ان مین ہمدردی انسان کا بہت ہوگا خیال — بولی وہ چلکے ذرا دیکھہ تو اس شخص کا حال
تپ کہنہ کی حرارت سی جو ہی سخت نڈھال — اپنے مرنے کی خوشی جسکو ہی جینے کا ملال
بیکسی پاس ہے نزدیک کوئی یار نہین

نا امیدی کے سوا کوئی بھی غمخوار نہیں

اور یہ اُس پہ مصیبت کہ غذا ہے نہ دوا　　بر سر راہ پڑا رہتا ہے جیسے مردہ

بولا ہمدردی انسان نہیں کیا انہیں ذرا　　بولی رکھتے ہی نہیں حاجتوں سے اپنی سوا

منہ سے بچتا ہی نہیں کوئی نوالا انکے

آئے کیا پاس کوئی مانگنے والا انکے

پاس کوڑی نہ ہو جس کے وہ کرے کیا خیرات　　مال و دولت ہو تو بر لائے کسی کے حاجات

خالی ہمدردی انسان نہیں کچھ فخر کی بات　　بیش قیمت ہیں جواہر کی طرح نیک صفات

منحصر زر پہ ہر ایک خیر ہے ہمدردی سے

مفلسی مفسد اخلاق ہے نامردی سے

بولا وہ حب وطن ان میں تو ہوئیگی ضرور　　بولی وہ عقل میں ادراک میں تیرے ہی فتور

اپنے بیگانے کی تفریق سے انصاف ہے دور　　ایک کنبے سے خدا کے یہ زمین ہے معمور

ایک جب سب ہیں تو پھر اپنا پرایا کیسا

گورے کالوں کا بہم ملک پہ لڑنا کیسا

بولا وہ یہاں تو محبت ہے نہ ہمدردی ہے　　نہ تمدن نہ سخاوت ہے نہ کچھ مردمی ہے

جوش کا نام طبیعت میں نہیں سردی ہے　　زیست حیوانوں کی بس انکو خدا نے دی ہے

لطف صحبت نہیں جلسے نہیں احباب نہیں

کیا مزہ زیست کا جب عیش کے اسباب نہیں

بولی وہ تو تو سمجھتا تھا کہ زر ہے بیکار　　بولا وہ اپنی خطا پہ نہیں مجھکو اصرار

بولی دنیا کی ہر اک بات میں پہلو ہیں ہزار　　ذرے ذرے میں خدائی کی بھری ہیں اسرار

کامیابی ہے کہاں عقل میں جب خامی ہے

ترک دنیا جسے کہتے ہیں وہ ناکامی ہے

بولا اس شہر مین رہنا تو نہین مجھکو پسند — ہین یہان بھی تو وہی چرخ کے آزار و گزند
جسکو دیکھو وہ یہان گوشۂ عزلت مین ہی بند — نہ وہ جلسے ہین نہ میلے نہ وہ ہاتھی نہ سمند

ایسے نیکون کی مین صحبت مین نہین رہنے کا
کوفت دن رات کی واللہ نہین سہنے کا

مجھکو لے چل کے وہین چھوڑ دی تو بہر خدا — ہے جہان میرے بزرگون کا وطن اور میرا
بولی کیون ہوگیا اسدرجہ یہان سے تو خفا — بولا سمجھا نہ تھا دنیا کی حقیقت مین ذرا

بولی لینا نہ کبھی ترک جہان کا پھر نام
بولا کیا گوشہ نشینی سے ہی مجھکو اب کام

بولا یہ تارک دنیا تو ہین سب بیکار و فضول — بولی روٹی کے لئے کرتے ہین یہ مکر جہول
بولا بیکاری و سستی سے انھین کیا ہی حصول — بولی کرتے ہین جو محنت تو یہ ہوتے ہین ملول

بولا غیرون کی کمائی کو یہ کیون کہاتی ہین
بولی بے رنج و تعب مفت کا زر پاتی ہین

بولا وہ مفت کا کہانا تو ہے مذہب مین حرام — بولی اب زہد و ریاضت تو اسی کا ہے نام
بولا تلبیس و ریا یہ تو ہے شیطان کا کام — بولی اللہ کو معلوم ہے سب کا انجام

بولا مین اپنے گناہون سی تو اب تائب ہون
بولی نظرون سی تری دیکھ مین اب غائب ہون

آنکھ کھلتے ہی نہ وہ شہر نہ تھا وہ ہمدم — پھر وہی کوہ تھا سناٹے کا جس جا عالم
ولین کہتا تھا خدایا یہ ہوا مجھپہ یہ ستم — پہلے بے فکر تھا اب عشق کا ہے درد و الم

بیٹھے بٹھلائے یہ کیون عشق کا آزار ہوا
اب تو رہنا مجھے اس کوہ پہ دشوار ہوا

رات دن اس کے تصور مین یہ کرتا ہی بسر — ایسا بیخود ہے کہ اپنی بھی نہین اسکو خبر

موت کی مانگتا ہے روز دعا آٹھ پہر اور مرجانے کی کرتا ہے یہ فکرین اکثر
ہجر کے غم سے نہ کہاتا ہی نہ کچھ پیتا ہے
اسکے پھر ملنے کی امید پہ یہ جیتا ہے

لوگ سب اسکو سمجھتے ہین ولی کامل کوئی کہتا ہے یہ درویش بڑا ہے عاقل
معتقد اسکے ہین سب عالم و فاضل جاہل یہ نہین جانتے ہے تیغ نگہ کا گائل
یہ تو عاشق ہے محب عشق ہی معبود اسکا
بت خدا اسکا ہے معشوق ہی مسجود اسکا

داستان عشق

ایک تاریخی واقعہ

تلسی بائی اور عباس خان

پہنچکے اوج پہ جب مہر کو زوال ہوا گھٹاؤ بڑھنے لگا ختم جب کمال ہوا
رہی نہ تاب و توان ضعف سی نڈھال ہوا خزان سے حسن تھیا بار پائیمال ہوا
فضا مین نور جو ہر بار مہر کھوتا تھا
گمان شمس پہ سورج مکھی کا ہوتا تھا

زمین پہ مہر کی ترچھی شعاعین پڑھنے لگین جبال و دشت مین باہم سنانین لڑنے لگین
سرون پہ کوہ کے نیزون کی بھالین گڑنے لگین شعاعین برگ مین الماس خورد جڑنے لگین
ستارے آب روان پر کہین چمکتے تھے
حباب کرمک شب تاب سی دمکتے تھے

روان تھے دشت طلائی مین کچھ سوار بہم — سنان و خود چمکتے تھے دھوپ مین پیہم
ستارے بھالون کی نوکون سے تھے عیان ہر دم — دکھاتے تھے رخ مہتاب دمبدم پرچم
جلا مین صورت آئینہ چار آئینہ تھا
چمک وہ تیز کہ دیکھا تو کور بینا تھا

پرا جمائے عجب شان سے روان تھی سوار — جو ہر سوار تھا رستم تو تھا پری رہوار
دلون مین جوش نبرد آزمائی و پیکار — عروس فتح کا ہر ایک طالب دیدار
عزیز جان سے ان سب کو جان نثاری تھی
بجائے خون رگون مین وفا شعاری تھی

جوان ایک تھا ان سب مین خوشنما خوشرو — بلند قامت و خوش وضع خوش بیان خوش خو
رگون مین رستم و سہراب کا بھرا تھا لہو — شراب شوق وغا کے دل و جگر تھے سبو
جبین سے صاف عیان شوکت شجاعت تھی
جلال و رعب مین آمیزش محبت تھی

مغل تھا قوم کا عباس خان تھا نام اسکا — لڑے تھے ہند مین اسکے لڑائیان آبا
انھین کی تیغ سے دنیا ہوئی تہ و بالا — انھین کے زور سے بابر نے ملک تھا پایا
انھین کے نام سے لرزان تھی مشرق و مغرب
جہان کے شاہون کی تقدیر کی تھی یہ کاتب

وہ رعب و داب شہنشاہ اکبر اعظم — وہ اسکا عدل وہ نظم و نسق وہ خلق و کرم
وہ اس کے عالم و فاضل وہ اسکا جاہ و حشم — وہ اہل سیف و مدبر وہ اسکے اہل قلم
جہان مین ان کے برابر نہ کوئی جوہر تھا
ہر ایک قدر مین انمول اس کا گوہر تھا

اسی کی فوج کا عباس خان تھا اک افسر — دیے تھے جس کے بزرگون نے نذر اپنے سر

ہر ایک جنگ مین شہ پر تھا یہ بھی سینہ سپر ‏ کیے تھے اسنے بھی مفتوح صوبجات اکثر
وغا کے شوق مین گجرات کو وہ جاتا تھا
خوشی سے جامے مین اپنے نہین سماتا تھا

برات ایک اسی سمت جا رہی تھی وہان ‏ عروس بند محافہ مین اسطرح تھی روان
کہ جیسے لاش ہو صندوق مین کوئی پنہان ‏ کہ دلہن کے جنازے کا سامنے تھا سمان
شعاع مہر غلافون مین آ نہ سکتی تھی
ہوا بھی تیز محافہ مین جا نہ سکتی تھی

غلاف سرخ وہ بانات کا محافہ پر ‏ کہ جس سے لوٹ کے جاتی تھین شعاع اکثر
تنور گرم مین بیٹھی تھی وہ عروس اندر ‏ تپش سے حبس سے پھکتے تھے دونون قلب و جگر
ہوا جو بند تھی ہر بار غش سا آتا تھا
غشی کے ساتھ ہی دل او بیٹھا جاتا تھا

پسینا آتا تو گھبرا کے نوچتی تھی لباس ‏ زبان تھی خشک حرارت سے اور ہر دم پیاس
ہوا نہ آنے سے گھٹنے کا دم کے خوف و ہراس ‏ ہوئی تھی جان کے بچنے سے بھی اسے اب یاس
لباس سرخ کی گرمی سے اور پھکتی تھی
ہوا نہ آنے سے ہر لحظہ سانس رکتی تھی

رکی جو سانس تو پردے کو چاک کر ڈالا ‏ شگاف خورد سے آئی ہوائے روح افزا
بدن مین جان جو آئی خدا کا شکر کیا ‏ فضائے وحشت کا کرنے لگی وہ نظارہ
جبال و دشت کا پر لطف وہ سمان دیکھا
یہین زمین کو ہم آغوش آسمان دیکھا

ادھر محافہ مین دلہن روان ادھر دولھا ‏ عروس سے جو سن و سال مین بہت کم تھا
نحیف جس کے سب اعضا ضعیف جسکے قوا ‏ خجل تھا زردی رخسار خشک سے گیندا

بدن مین خون نہ تھا نشہ شراب تھا اسکا
تمام چہرہ تو پیلا گلاب تھا اس کا

براتوالے کچھ آگے تھے اور کچھ پیچھے سرون پہ پگڑیان رنگین دھوتیان باندھے
بشکل صورت میمون کی چیخ وہ آگئے کریہ صوت وہ بھونپو کی بھون بھون پر درپے

بجنتری جو انھین زور سے بجاتے تھے
وحوش ڈر کے پہاڑون مین بھاگ جاتے تھے

کبھی وہ ڈھولون کی دھون دھون وتاشون کی تڑتڑ کبھی وہ دفلون کی ڈھب ڈھب کبھی کبھی دھڑ دھڑ
جوان کے سننے سے جاتے تھے اسپ تیز بگڑ تو پھر برات مین پڑتی تھی ہر طرف بھاگڑ

چھلانگتے گھوڑون کو روکین کہان یہ برات تھی
فقط زبان سے لڑنے کی انکو عادت تھی

برات والے تھے سب قوم و ذات کے ہندو رگون مین ان کے تھا بو و اور کرشن جی کا لہو
دلون کے نرم اطاعت گذار اور خوشخو مہاتماؤن کے سب ان مین خلق اور خوبو

یہ قتل و خون کو برہمن برا سمجھتے تھے
صفات رحم و کرم کو خدا سمجھتے تھے

ہوئے نظر سے جو عباس خان کی یہ اوجھل • تو ایک شور سا انمین اٹھا پڑی ہلچل
لگے وہ بھاگنے ہر سمت جس طرح چیتل اسد کو دیکھکے جاتے ہین دشت سے بھی نکل

برات والون مین ہر جا غضب کی بھاگڑ تھی
نہ ڈھول تاشون کی تڑتڑ تھی اور نہ دھڑ دھڑ تھی

گرے تھے ٹوٹ کے ڈاکو برات پر اس جا دولھن کی ڈولی کے اطراف تھا ہجوم ان کا
مہیب صورتین ان کی وہ ان کے سخت اعضا ہزار پشت سے انکا تھا قتل و خون پیشہ

خوشی مناتے تھے لوگون کو قتل کر کرکے

خدا نے دل ہی بنائے تھے انکے پتھر کے

غلاف پھاڑ کے کھینچا عروس کو باہر   جو مثل بید لرزتی تھی خوف سے تھر تھر
قریب تھا کہ گرے خاک پر وہ غش کھا کر   کہ اتنے مین ہوئی تائید خالق اکبر

سوار غیب سے گھوڑے اڑا کے آپہنچے
مدد کو اک زن بیکس کی مرد جا پہنچے

نظر پڑی جو سوارون پہ راہ زن بھاگے   اسد سے دشت مین ہر سمت کو ہرن بھاگے
جو پیچھے ان کے سواران صف شکن بھاگے   تو جھاڑیون مین پہاڑون مین بد چلن بھاگے

چوہون کی طرح سے رہزن درونین چھپنے لگے
لڑے نہ پھر کے لڑائی گھرون مین چھپنے لگے

بھگا کے لیٹرون کو جلد تر عباس   اتر کے گھوڑے سے آیا وہ پھر عروس کے پاس
عجیب چہرے پہ تھا جسکے خوف و رنج و ہراس   جسے تھی جان سے عزت سوا اپنی پوری پاس

کھڑی تھی دشت مین تنہا عجیب ہیئت سے
بدن تمام لرزتا تھا اسکا دہشت سے

ہر ایک سمت وہ گھبرا کے ڈالتی تھی نظر   نہ تن کا ہوش تھا اپنے نہ جان کی تھی خبر
پڑے تھے خاک پہ رومال و مقنع و چادر   کھلا ہوا تھا رخ آفتاب و سینہ و سر

بدن تمام ڈھکا تھا جڑاؤ زیور سے
نگاہ خیرہ تھی الماس و لعل و گوہر سے

وہ اسکا گول بدن اور وہ گندمی رنگت   خجل تھا سرو و صنوبر وہ خوشنما قامت
تمام جسم کے اعضا مین باہمی نسبت   وہان وابرو و بینی و چشم سب آفت

دراز بال وہ اسکے بلا کے کالے تھے
وہ اسکے گیسوئی مشکین تھے یا کہ کالے تھے

جڑاؤ چاند وہ جھمکے وہ بھٹے وہ بالے — گلے مین ست لڑا موتی کا وہ موہن مالے
طلائی بالے تھے یا چاند کے تھے وہ ہالے — کہ جن سے الجھے تھے نزدیک گوش وو کالے
ہر ایک پاؤن مین سونے کی چھاگل اور پازیب
کہ جن سے اُٹھتے تھے فتنے زمین پر لاریب

عجب لباس کی سج دھج تھی خوشنما پیاری — کریب کا وہ شلوکا وہ ریشمی ساری
کہ جس پہ دست صناعت نے کی تھی گلکاری — جڑاؤ اس پہ کمربند سونے کا بھاری
کھڑی تھی دشت مین پہنی ہوئی زریکا لباس
کہ جس کے سامنے تھا گرد سب پری کا لباس

جھجک کے رہ گئی عباس خان کو جو دیکھا — نظر پڑی تو ہوئی دل سے اس پہ وہ شیدا
ادھر بھی بھا گئی عباس خان کو اوسکی ادا — لگی وہ عشق کی برچھی کہ دل ہوا پارا
نظر پھرا کے محبت کو ضبط کرنے لگا
زبان تھی بند مگر دل مین آہ بھرنے لگا

کہا یہ نفس نے قابو مین ہے تری یہ پری — کہان ملے گا یہ معشوق پھر یہ بے خطری
نہ ہاتھ آئے گا موقع یہ دیر کی جو ذری — یہ حسن و عیش و جوانی ہن سب بقا سی بری
نہ چھوڑ اسکو رہے گا ہمیشہ رنج تجھے
دیا خدا نے ہے ویرانہ مین یہ گنج تجھے

کہا یہ عقل نے کر پہلے سوچکر ہر کام — خطا ہے گر کوئی سوچے نہ کام کا انجام
نہ ہو جہان مین عورت کیو اسطے بدنام — نہین ہے عشق و محبت مین راحت و آرام
عتاب شاہ سے بچنے کا تو جہانمین نہین
غضب سے اسکے مفر جنگل و مکانمین نہین

تمام عمر نہ دیکھے گا صورت عزت — چھپانا منہ کو پڑے گا وہ ہوئے گی ذلت

وہ مرد ہی نہین عورت کی جو کرے عفت خراب اس سے تو بڑھکر نہین کوئی حرکت

شریف وہ ہین جو رکھتے ہین نفس پر قابو

سمجھتے اپنی ہین غیرون کی بیٹی ہو کہ بہو

یہ تیرے بس مین ہے چاہے جدہر کو لیجائے مگر خدا سے مناسب ہے تو کہ شرمائے

کہ تا بدی کی نہ کوئی بڑی سزا پائے دلاوری ہے یہی اس کو گھر مین پہنچائے

دکھا نہ اپنی غرض کے لئے کسیکا دل

کرم سے ہاتھ مین لا اپنے تو پرایا دل

ذرا سی دیر کی اس نفس کی خوشی کیا ہے نہ سمجھے بات کی تہ کو وہ آدمی کیا ہے

بغیر زیور تعلیم پدمنی کیا ہے نہ دل مین جس کے محبت ہو وہ پری کیا ہے

یہ چندروزہ جوانی ہے حسن صورت ہے

نہین خزان ہی جسے وہ تو حسن سیرت ہے

سنی جو عقل و خرد کی یہ پراثر تقریر کھڑا رہا وہ کئی لحظے صورت تصویر

عروس لو سے کہا اس نے پھر بصد توقیر کہ اب نہ خوف ہے باقی نہ کوئی امر خطیر

تمہارے گھر مین تمہین جلد لیکے جاتا ہون

کہار اور براتیون کو بلاتا ہون

یہ کہکے اس نے روانہ کئے جو چار سوار ذرا سی دیر مین آ پہنچے پالکی کے کہار

پلٹ کے آئی ہوئی پھر براتیون مین پکار پھرے تو باندھی پھر بزدلون نے ایک قطار

چلے عروس کو ہمراہ اپنے وہ لیکر

بچانے والے کو اپنے دعائین دی دیکر

چلا محافہ کے ہمراہ پھر وہ نیک صفات پر اسوارون کا پیچھے تھا اور آگے برات

لگی تھی سینہ مین برچھی جو عشق کی ہیہات تڑپ رہا تھا دل بیقرار سو سو بات

قدم قدم پہ جدائی کا درد اٹھتا تھا
ہجوم یاس سے سینہ مین دم سا گھٹتا تھا

بھڑک رہی تھی جو سینہ مین آتش الفت　　تو آہ گرم کی اوسکے لبون پہ تھی کثرت
جگر مین درد حرارت کی دلمین تھی شدت　　روان تھے چشم سے آنسو غضب کی تھی رقت

فغان کے ضبط سے بڑھتی تھی اور بے تابی
جو روکتا تھا تو کرتا تھا عشق سرتابی

چھپا کے پونچھتا جاتا تھا اشک وہ پیہم　　کہ کھل نہ جائے کہین ساتھیون پہ اپنا غم
کبھی یہ کہتا تھا دل مین کہ کیا ہوا یہ ستم　　کہ مجھ پہ لوٹ پڑا آسمان رنج و الم

یہ اضطراب ہے کیا اور رنج و غم کیا ہے
کشش یہ دلمین ہے کیا اور یہ الم کیا ہے

ادہر یہ سوچتا جاتا تھا دل مین وہ ناکام　　ادہر محافہ مین تلسی کو بھی نہ تھا آرام
کلیجا تھام کے کہتی تھی وہ ہردم ای رام　　رہے گا رنج جدائی کا اس کی مجھکو مدام

بھلا تھا چورون کے ہاتھو نسی ماری جاتی مین
فراق یار کا صدمہ نہ پھر اٹھاتی مین

شگاف پردہ سے تکتی تھی صورت دلدار　　جو آیا پاس مکان پھر رہا نہ دل کو قرار
محافہ کرکے کھڑا منہ کو کھولکر اکبار　　بلاکے پاس یہ شیدا سے اپنے کی گفتار

مین تیری لونڈی ہون احسان ہے ترا سر پر
نہ مجھ پہ بلکہ مرے باپ مان پہ گھر بھر پر

مرے بھی دلمین محبت تمہاری ہے پنہان　　ملون مین تم سے پھر اب یہ نہین مرا امکان
کرون گی یاد تمھین عمر بھر رہون گی جہان　　سمجھنا مجھکو کنیز ایک گاؤن مین ہی یہان

پھر اودھر سے تو اس راہ سے گذر جانا

ذرا سی دیر مرے گھر پہ تم ٹھہر جانا

پھر اس نے اپنی انگوٹھی اتار کر جلدی — عجیب لطف و عنایت سے جوان کو دی

کہا پھر آنکھون مین اشک اپنی بھر کے بین واری — ہماری آئے گی یاد اسکے دیکھنے سے کبھی

ملینگے حشر مین جاتے ہین لو خدا حافظ

پہاڑ غم کا اٹھاتے ہین لو خدا حافظ

یہ کہکے چھپ گئی پردے مین وہ پری پیکر — روانہ لے کے محافہ ہوئے کہار ادہر

زمین پہ گر پڑا عباس خان بھی غش کھاکر — سوار تھم گئے رہوار بھی ہوئے ششدر

اتر کے گھوڑون سے ہمراہیون نے یہ دیکھا

کہ خاک پر ہے پڑا ان کا فرا علے

اٹھا کے خاک سے پانی چھڑک کے منہ پہ ذرا — لگے وہ دامنون سے اپنی دینے اسکو ہوا

سنبھل کے بیٹھ گیا ہوش اسکو جب آیا — کہا کہ آج تو گرمی نے کر دیا مردہ

عجیب دھوپ کی تیزی مین آج شدت ہے

دماغ تک مرے پہنچی ہوئی حرارت ہے

بنا کے بات وہ گھوڑے پہ پھر سوار ہوا — چلا ادھر کو جدھر اسکو حکم تھا شہ کا

جو دیکھا دل کو تو سینہ مین پایا کچھ نہ پتا — پری کے ساتھ گیا دل رہا جسد تنہا

پھنسا کے دام محبت مین لے گئی دلکو

نہ رحم آیا مسافر پہ کچھ بھی قاتل کو

کبھی جدا نہ ہو یارب کوئی کسی کا حبیب — فراق یار کا صدمہ نہ ہو کسیکو نصیب

بلائے ہجر کی صورت ہے موت سے بھی مہیب — عذاب روح پہ ہوتے ہین عاشقون کو عجیب

قرار دل کو نہین جس سے درد ہے وہ ہی

بچے نہ کوئی بھی جس مین نبرد ہے وہ ہی

خدا نہ دے کسی انسان کو عشق کا آزار　　جو ایک وصل کی راحت تو رنج ہجر ہزار
بغیر یار تو ہوتی ہے زیست بھی دشوار　　نہین ہے عشق مین عاشق کے دلکو صبر و قرار

بلائے ہجر کسی روز جان لیتی ہے
مریض عشق کو تسکین موت دیتی ہے

عجیب ہجر مین عباس خان کی تھی حالت　　نظر مین پھرتی تھی تلسی کی رات دن صورت
کبھی جو بڑھتی تھی اس کے مزاج مین وحشت　　تو گھر مین اسکو ٹھہرنے سی ہوتی تھی نفرت

شکار و سیر کے حیلے سے جا کے میدان مین
وہ بحر اشک بہاتا تھا جا کے پنہان مین

چھپکے گوشۂ جنگل مین خوب روتا تھا　　غبار وحشت سے چہرے کو اپنے دھوتا تھا
جو بیقرار بہت ہجر مین وہ ہوتا تھا　　تو اور نالہ و افغان سے جان کھوتا تھا

کلیجا پھکتا تھا پہلو مین دل بھی جلتا تھا
دھوان بھی آہ شرربار سے نکلتا تھا

زبان پہ نام تھا تلسی کا اور لب پہ فغان　　ہوا سے کہتا تھا جاتی ہے تو کبھی تو وہان
کہ میری جان ہے جس گاؤن جس مکان مین نہان　　ملے تو کہنا کہ عباس خان ہے اب بے جان

ملون گا تجھ سے یہہ امید تو نہین مجھکو
نظر نہ آئے گی صورت تری کہین مجھکو

یہ کہنا اس سے کہ دن رات ہے ترا ہی خیال　　نظر کے سامنے پھرتا ہے تیرا حسن و جمال
لگانا دل کا کسی کام مین ہے اب تو محال　　سرود و نغمہ سے ہوتا ہے اور رنج و ملال

غزل کے سننے سے رقت عجیب ہوتی ہے
کرون جو ضبط تو حالت عجیب ہوتی ہے

کبھی یہ ابر سے کہتا تھا گر اُدھر جانا　　پیام اتنا مرا اُس پری کو پہنچانا

کہ تیرے عشق مین مین تو ہوا ہون دیوانہ   جو ہوسکے تو میری قبر پہ کبھی آنا

تمہارے ہجر کی آفت گزر ہی جائے گی
بھٹکتی روح میری تیرے در پہ آئے گی

عجیب حال تھا عباس خان کا فرقت مین   وحید عصر تھا جو جنگ مین شجاعت مین
بجائے رونے کے ہنستا تھا جو مصیبت مین   سکون قلب تھا حاصل جسے ہر آفت مین

کڑی وہ عشق کی چوٹین مگر اٹھا نہ سکا
نگاہ ناز کی برچھی جگر پہ کھا نہ سکا

یہ عشق وہ ہے کہ جس کے ہین تابع فرمان   جہان کے سرکش و خونریز و رستم دوران
اسی کی ضرب سے دیو قوی بھی ہین بیجان   اسی کے خوف سے جن و ملک ہین سب لرزان

کنوئین جھکائے فرشتون کو چاہ نے آخر
ملائی خاک مین عصمت گناہ نے آخر

نگاہ ناز ہے تیر و سنان سے بھی بڑھکر   کہ اس کے وار سے ہوتے نہین جوان جانبر
بہادرون کے بھی اس سے بچے نہ قلب و جگر   در آئے کوہ کے سینے مین گر بنے وہ سپر

فلک کے سینے مین پیکان تیر ہین اب تک
نہین نجوم یہ داغ منیر ہین اب تک

گذر گئے جو کئی ماہ بیقراری مین   گھٹاو بڑھنے لگا اسکی آہ و زاری مین
سکون ہو گیا یک لخت اشکباری مین   ملا نہ جز غم فرقت حسین کی یاری مین

گھٹا جو سیل محبت تو عقل پھرنے لگی
خمار عشق کی پستی بھی اب اترنے لگی

قرار دل کو جو آیا تو کام کرنے لگا   امنگ فتح کی پھر دل مین ہو گئی پیدا
روان ہوا سوئے گجرات وہ بقصد وغا   لڑائی چھڑ گئی فرصت ملی نہ اسکو ذرا

پلٹ کے رن سے جو خیمہ مین اپنے آتا تھا
تو پھر خیال بھی تلسی کے پاس جاتا تھا
کبھی جو ملتی تھی کچھ کارزار سے فرصت — تو دل مین آتی تھی فوراً ہی یار کی صورت
رہی یہ اس کے تعشق کی سال بھر حالت — بڑھے جو کام تو گھٹنے لگی یہ کیفیت
جدال و جنگ کی فکرون نے دل کو گھیر لیا
غضب خیال کو ان آفتون نے پھیر لیا

کھیت کی رکھوالی

تھا اک مزارع رحم دل جسکی تھی کھیتی پر گذر — تھا خلق کا پتلا مگر دنیا سے تھا وہ بے خبر
گرتی تھین چڑیان کھیت پر دیتا نہ تھا ان کو ضرر — تھا رحم گو حیوان پر انسان پہ فاقہ تھا مگر
کرتا جو رکھوالی اگر پاتا وہ محنت کا ثمر
بے جا کرم سے اپنے پر کرتا تھا عسرت مین بسر
اسکا پڑوسی ایک تھا رکھتا تھا جو فکر رسا — آنے نہ دیتا تھا ذرا چڑیون کو دیتا تھا ڈرا
کانٹے دئے تھے کچھ لگا باندہی تھین باڑھین جابجا — کچھ کام اور اوسکو نہ تھا حفظ زراعت کے سوا
آتا جو کوئی جانور کرتا نظر وہ تیز تر
کرتا نہ رحم اس پہ ذرا کھاتا تھا اسکو مار کر
پوچھا کسی نے اس سے یہ کرتا ہی کیون جور و جفا — چڑیون پہ تو مردے خدا سچ ظلم سے ہے وہ بُرا
کھا لینگی وہ دانہ اگر برباد ہوگا کھیت کیا — بولا وہ ہنس کے ظلم کیا اُپنون پہ کرنا ہی روا
چڑیون کو گر روکین نہ ہم ہے ظلم یہ گھر بار پر
چر جائین سارا کھیت وہ فاقون مرین ہم عمر بھر

جاپان اور حب وطن

(یہ ایک واقعہ نظم کیا گیا ہے جو جاپان اور روس کے اثنائے جنگ مین واقع ہوا تھا)

شب خون کے بعد چرخ پہ برپا جو رن ہوا — انجم کے قتل عام کو حکم بزن ہوا
مریخ اپنی جان سے ڈر کر ہرن ہوا — دہشت سے ماہتاب کا سب زرد تن ہوا
زخمون سے لالہ زار تنِ آفتاب تھا
ڈوبا ہوا لہو مین اُفق کا سحاب تھا

ہوتے ہی صبح چھڑ جو گئی جنگ آرتھر — ہر جا صدائے توپ سے پھٹنے لگے جگر
برسا وہ خون لال ہوئے دونو بحر و بر — اولون کی طرح گرنے لگے سر زمین پر
دریا تھا خون سرخ ہر اک سمت موج تھی
پانی مین سر تھے یا کہ حبابون کی فوج تھی

اڑنا وہ تارپیڈو کا دریا مین جا بجا — وہ ٹوٹنا جہازون کا پر شور وہ ہوا
وہ کشتیون کا ڈوبنا توپون کی وہ صدا — طوفان نوح چین کے دریا مین تھا بپا
شعلون سے کارزار کی حدت دوچند تھی
طرفہ یہ تھا کہ آب مین آتش بلند تھی

اوڑتے تھے بم کے گولونسے جب روس کے جہاز — کرتا تھا اپنے شست پہ جاپان فخر و ناز
گرتا تھا روسیون پہ جو ٹوگو مثال باز — آنکھون سے دیکھتے تھے وہ انجام حرص و آز
چھینا تھا گھر جو چین کا اس مین بلا ملی
ظالم کو اپنے ظلم کی اچھی سزا ملی

اچھا نہین ہے چھیننا لوگون کا ملک و مال — پڑتا ہے سلطنت ہی پہ اسکا کبھی وبال
کھلتا نہین دباؤ سے مظلوم دلکا حال — ہوتا ہے اہل ملک کو لیکن غضب کمال

غاصب کی دلمین سب کی عداوت جو پڑتی ہی
خلقت تمام اٹھکے حکومت سی لڑتی ہے

آیا اسی خیال سے جاپانکے دلمین جوش　　حب وطن سے جان کا باقی رہا نہ ہوش
اٹھا تمام ملک مین الحرب کا خروش　　عورات بھی تو اپنے گھرونمین نتھین خموش
مردون سے رخ کو پھیر کے کہتی تھین نکو جاؤ
ہمکو بغیر فتح کے اپنا نہ منہ دکھاؤ

رہتی تھی جھونپڑی مین کہین ایک پیرزال　　کمزور دلمین جس کے تھی حب وطن کمال
بولی جوان بیٹے سے ای طفل خوشخصال　　اپنے وطن کا تجھکو نہین کوئی بھی خیال
رن پڑ رہا ہے ملک مین تشویش عام ہی
خلقت کا دریہ شہ کے پڑا اژدہام ہے

تجھکو خبر نہین کو مصیبت ہے ملک پر　　کرتا ہے نذر شاہ کے ہر شخص اپنا سر
دولت ہے جن کی پاس لٹاتی ہین آج گھر　　بزدل بھی ایسے وقت مین ہوتی ہین شیر نر
پالا تھا تجھکو مین نے اسی دنکے واسطے
جرات بہادری ہے اسی سن کیواسطے

سر کو کٹا کے جنگ مین حب وطن دکھاو　　زخمون سے مجھکو چور یہ نازک بدن دکھاو
سیکھے ہین آج تک جو لڑائی کے فن دکھاو　　مغرب کو آج شرق کے شیرونکے رن دکھاو
قامت مین گرچہ روس سی جاپان پست ہی
لیکن اسد کے سامنے کیا فیل مست ہی

ہمدردی وطن ہے سب اہل وطن پہ فرض　　ہر شخص پر ہے سب سی مقدم ادای قرض
کہتی ہے طفل سے یہ ولاوت کو وقت ارض　　کرتی ہون آج تجھہ سے بصد عجز ایک عرض
ہمدردی وطن مین ہر آفت کو جھیلیو

مجھ پر پڑے جو وقت تو پھر جان پہ کھیلیو

آزادیِ وطن سے ہماری ہین عزتین | دیکھی نہین ہین تونے غلامی کے ذلتین

نابود ہوگئی ہین وہ افسوس ملتین | جن پہ ہوئی ہین غیر کی قایم حکومتین

ہوتے فنا ہین ملک کی اولاد کے حقوق

ملتے نہین غلامون کو آزاد کے حقوق

بولا وہ مان سے مین بھی ہون یہ خوب جانتا | ڈرتا نہین ہون جان سے آگاہ ہے خدا

ہوتا کوئی جو بھائی تو رہتا یہان مین کیا | فاقون سے مارنا بھی تو مان کا نہین روا

لعنت کریگی روح مجھے میرے باپ کی

خدمت کریگا کون بوڑھاپے مین آپکی

ہر اک پسر پہ خدمت مادر ہے فرض عین | ممکن نہین کہ آپ کو کلفت ہو مجھکو چین

ہے یہ فرض گرچہ مجھ پہ وطن کا ادای دین | لیکن مقدم اس پہ بھی ہے فرض والدین

دنیا کا بے ثبات یہ سب زیب زینت ہے

قدمون تلے جناب کے میری بہشت ہے

بولی وہ مجھ سے بڑھ کے ہے وہ مادر وطن | جس کے زوال کا ہے نتیجہ غم و محن

مجھ سے ترا وجود ہے اس سے ترا بدن | ہے زندگی اسی سے وہی جان وہی ہے تن

دیتی ہے رزق اور وہ دولت بھی دیتی ہے

تعلیم اور عزت و حشمت بھی دیتی ہے

مر جاؤن مین تو اس سے نہین تجھکو کچھ ضرر | لیکن وطن کے صدمہ سے ہے جان کا خطر

قومون کی ٹوٹ جاتی ہے اس رنج سے کمر | دم سے اسی کے جان تو آباد اپنا گھر

آزادی و عروج اسی دم کے ساتھ ہے

گر یہ نہین تو زیست بھی پھر غم کے ساتھ ہے

اولاد ناخلف ہے جو اس پر نہ ہو فدا — ناشکریوں کی دیتا ہے اللہ پھر سزا
عسرت کی ان پہ کرتا ہے نازل بری بلا — رکھتا ہے ان کو رنج غلامی مین مبتلا
ان سے ہر ایک چیز کو وہ چھین لیتا ہے
غیرون کو ان کی دولت و عزت کو دیتا ہے

محکوم کو سمجھتے ہین روسی ہو جانور — دیتے ہین لاد ٹیکس کے انبار پشت پر
لاکھون طرح سے کھینچتے ہین انسے مال و زر — روکھی انھین کھلاتے ہین کھاتے ہین آپ تر
کہتے ہین قوم پست کو شایان نہین حقوق
آزاد کے غلام کے یکسان نہین حقوق

بس کہہ چکی جو کہنا تھا اب رن کو جا نہ جا — کچھ شرم ہے تو ملک کی خاطر گلا کٹا
پالے گا مجھ کو میرا بھی رزاق ہے خدا — جینے سے میرے ملک کو اب فائدہ ہی کیا
بے کار ہون فضول ہون دنیا پہ بار ہون
مین آپ اپنی موت کی اب خواستگار ہون

یہ کہکے وہ چلی گئی سونے کو پیر زال — جینے کا اپنے جسکو بہت سخت تھا ملال
مرجاؤن زہر کھا کے یہ آیا اسے خیال — یہ زندگی ہے میری بس اب ملک پر وبال
بیزار جان سے ہوئی اور موت بھا گئی
گولی بنا کے زہر کی خود آپ کھا گئی

سوتے ہی مین عدم کو سدھاری وہ نیک ذات — وہ مرگئی پہ رہ گئی دنیا مین اسکی بات
مرنے سے آدمی کے تو مرتے نہین صفات — سب شئے فنا ہے علم و عمل کو ہے پر ثبات
نادان ہین کور دل ہین جنھین حرص مال ہے
دانا وہی ہین قوم کا جن کو خیال ہے

وہ دل ہی کیا ہے جسمین یہ حب وطن نہو — بے بلبلون کے کوئی آباد چمن نہ ہو

الفت بغیر کوئی بھی دولہا دلہن نہ ہو   جھوٹی خوشامدوں کا کسی جا چلن نہ ہو
خود غرضیوں سے قوم کو یارب بچائیو
بگڑے ہوؤں کو قوم کا یا ور بنائیو

عدل فاروقی

اُلٹی ہے آج بزم میں کس نے نقاب ذہن   نکلا ہے شرق جسم سے یا ماہتاب ذہن
ہے ماند جس سے شمس وہ ہے آفتاب ذہن   روشن ہے جس سے گوہر وہ ہی آب و تاب ذہن
پھیلی ضیائے روح حجاب تراب سے
جس طرح نکلے مہر درخشاں سحاب سے

الفاظ ہیں کہ شمس فلک پر ہیں جلوہ گر   نقطے ہیں یا کہ صفحۂ کاغذ پہ ہیں قمر
کششیں بھی کہکشاں کی مقابل ہیں سر بسر   سطریں شعاع مہر سے بھی ضو میں تیز تر
یہ دائرے ہیں یا کہ مسلسل ہلال ہیں
حلقوں سے بھی زحل[1] کی منور کمال ہیں

قرطاس پر حروف ہیں یا انجم فلک   ظاہر میں ہیں سیاہ تو باطن میں ہی چمک
منہ فق ہے آفتاب کا وہ ہے چمک دمک   تارے چھپیں سحاب میں دیکھیں اگر جھلک
ہر بیت پر بروج فلک کا گمان ہے
مصرعے ہیں دو کہ شمس و قمر کا قران ہے

ہر بند میں ہے بندش اعلیٰ نظام شمس   الفاظ کی کشش سے ہویدا ہے حسام شمس
حرفوں کے دائرے ہیں کہ کاغذ پہ جام شمس   معنی میں وہ سرور کہ گویا کلام شمس
معنی و مہر دونوں کے انوار خوب ہیں

[1] جدید تحقیقات سے زحل کے اطراف ایک نورانی حلقہ دریافت ہوا ہے

روشن ہے اس سے ارض تو اس سے قلوب ہین

مضمون ہے وہ بلند کہ ہے پست آسمان　　طبع رسا کی جست ہے تا عرش و لامکان
کیا کیجئے خیال کی وسعت یہان بیان　　ہے تنگ جس کے سامنے یہ عرصۂ جہان
ولمین تمام ظاہر و باطن کا رنگ ہے
ذہن صفا کے روبرو آئینہ زنگ ہے

فکر رسا کا وصف ہو انسان سے کیا بیان　　کرتا ہے اسکی مدح تو خود خالق جہان
کہتے ہین اسکی شان مین سردار مرسلان　　ہے فکر بہترین عبادات بے گمان
معراج بام عرش یہی غور و فکر ہے
گر یہ نہین تو ہیچ ہر اک شغل و ذکر ہے

جائے فلک پہ اور نہ دم بھر کی دیر ہو　　چھانے تمام روئے زمین کو نہ سیر ہو
گر وہ ہو دستگیر تو روباہ شیر ہو　　شیر فلک بھی گر یہ مسکین سے زیر ہو
پشہ اسی کے زور سے پیل دمان بنے
قوت سے اسکی مور سلیمان نشان بنے

حلال مشکلات سے ہے عقدہ کشا ہے یہ　　کشاف راز فطرت ارض و سما ہے یہ
سحر و فسون کرشمۂ معجز نما ہے یہ　　الہام کشف وحی پیام خدا ہے یہ
اس کا مقام عرش و علا سے بلند ہے
جبریل پا سکے نہ جسے وہ پرند ہے

ہان اے عروس فکر اٹھا پردۂ حجاب　　جلوہ دکھا الٹ رخ روشن سے اب نقاب
مدت سے ذہن کند ہے پی ساغر شراب　　اس بزم مین بھی آج چلے دور آفتاب
پھیلے ضیا دکن سے ہماری کلام کی
شہرت ہو ہر دیار مین ملک نظام کی

ملک دکن سلف سے ہے مشہور روزگار   جنت نظیر رشک ارم واغ لالہ زار
آب و ہوا ہے روح فزا اور خوشگوار   زرخیز ہے زمین کہ دفینے ہین بے شمار
سارے پہاڑ نقرہ و گوہر کی کان ہین
معدن کے اعتبار سے دنیا کی جان ہین

ہیرے کی کان اور وہ الماس کوہ نور   شرمندہ آب و تاب سے جس کی ضیا ہے طور
شہرت سلف سے جنکی ہے دنیا مین دور دور   یورپ مین جنکی وجہ سے دولت کا ہے وفور
اس خاک پر بہت کرم بوتراب ہین
ذرے بھی اس زمین کے مثل آفتاب ہین

الماس و لعل سنگ یشب نقرہ و طلا   نیلم عقیق سنگ سیہ اور کوئیلا
پکھراج سنگ و مرمر و یاقوت پر ضیا   بلور مس حدید نمک جست سنکھیا
کانین ہین ان کی ارض دکن مین گڑی ہوئین
یہ دولتین ہین پاؤن کے نیچے پڑی ہوئین

خالق نے اس زمین کو بنایا ہے کان زر   بخشا ہے اسکی خاک کو اکسیر کا اثر
واقف ہین وہ جنھین ہے معادن کی کچھ خبر   قارون کے گنج دفن ہین ہر ایک گام پر
زرخیزیون کی اسکی کوئی انتہا نہین
پر ان سے اہل ملک کو کچھ فائدہ نہین

قدرت نے کی ہے دولت فطری انھین عطا   ان کو ہے کیا تمول ارضی سے فائدہ
وہ جانتے نہین کہ معادن ہے چیز کیا   یہ سنڈیکیٹ[له] اور یہ کانین ہین کیا بلا
پردہ پڑا ہے جہل کا چشم بصیر پر
لٹتا ہے گھر وہ سوتے ہین تخت و حصیر پر

صد شکر نو فلک سے ہے رتبہ میرا بلند   مطلع ثانی ہے اوج پر ستارۂ اقبال ارجمند

له سنڈیکیٹ یعنی [illegible] معدنیات

طالع عروج مین ہے مہ و مہر سے دوچند   پھینکی ہے بام عرش پہ اب بخت نے کمند
بام فلک نما پہ کہ چرخ برین پہ ہون
ثابت ہوا کہ عرش کی مین شہ نشین پہ ہون

قصر فلک نما کی بلندی ہو کیا بیان   افلاک جس کے بام کی ہین سات سیڑھیان
گردون ہے جسکی منزل اول کا سائبان   جسکے برآمدے کی ہے اک سقف آسمان
اس وضع کا مکان نہین سارے جہان مین
رفعت مین بے نظیر تو بے مثل شان مین

کیا جانب شمال ہے دلچسپ وہ مکان   ہوتا ہے جس پہ گلشن فردوس کا گمان
ساری زمین ہے تا بہ افق تختۂ جنان   باغ بہشت مین بھی لطافت ہے یہ کہان
اشجار سایہ دار کا ہر جا ہجوم ہے
طوبےٰ کا بن ہے ارض دکن مین یہ دھوم ہے

گنجان وہ درخت وہ سرسبز مرغزار   وہ لہلہاتی گھاس کے تختے وہ آبشار
شاداب کھیت اور وہ اشجار باردار   وہ باغ وہ چمن وہ گلستان پر بہار
وہ کیوڑے کے بن ہین وہ جنگل گلاب کے
وہ حوض آب کے کہ پیالے شراب کے

چشمے ہین جابجا کہین جھیلون کی ہے قطار   تالاب مثل دیدۂ عاشق ہین تین چار
بل کھاکے آب نہر رواں ہے مثال مار   موسیٰ بھی لہرین لیلیکے بہتی ہے باربار
گرنا وہ چادرون کا شب ماہتاب مین
عالم دکھا رہا ہے تجلی کا آب مین

کوسون وہ سبزہ زار وہ صحرائے پر فضا   جنگل کا وہ سمان وہ پہاڑون کا سلسلہ
گنبد وہ اونچے اونچے وہ مینار جابجا   وہ بیچ مین درختون کے مسجد محل سرا

چھایا ہوا وہان ہے کہ عالم ہے نور کا
جلوہ ہر ایک کوہ مین ہے کوہ طور کا

وہ سامنے شمال کی جانب افق کے پاس — کم کم جہان شفق کا سنہرہ ہے انعکاس
جس جا وفور نور ہے بے حد و بے قیاس — دیکھو دکھائی دیتا ہے کوہ بلند راس
اس پر نشان پائے جناب امیر ہے
ہر ذرہ اس پہاڑ کا مہر منیر ہے

کوہ شریف کہتے ہین سب اسکو خاص عام — مولا علی کا کوہ اسی کا ہے ایک نام
نام علی سے چونکہ ہے موسوم یہ مقام — اسکے بلند مرتبہ ہونے مین کیا کلام
درگاہ خاص حضرت شیر الاہ ہے
جسکی زمین فلک سے ہے یہ وہ بارگاہ ہے

تالاب ایک سامنے آتا ہے وہ نظر — یا ہے زمین پہ چشمۂ خورشید جلوہ گر
پانی ہے اس کا نہر لبن سے بھی خوب تر — آب حیات مین بھی نہین خاک یہ اثر
بے آبرو ہو چشمۂ کوثر وہ آب ہے
آب گہر سے اس مین فزون آب و تاب ہے

پانی ہے اسکا صاف سبک ہاضم غذا — پاکیزہ خوشگوار خنک اور جانفزا
شفاف اسقدر کہ خجل جس سے آئینہ — دکھلا رہا ہے جھیل مین افلاک کا سما
اجزائے معدنی و نباتی سے پاک ہے
آب حیات اسکے مقابل مین خاک ہے

ساگر حسین کا اسے کہتی ہین خاص و عام — چادر ہے اسکی پختہ تو پشتہ ہے اسکا خام
ہے عرض و طول اسکا کئی میل لاکلام — جاری ہے اسکا آب نلون مین علی الدوام
سیراب اسکے آب سے سب عام خاص ہین

پانی مین اسکے آب بقا کے خواص ہین

اشجار سے بلند ہین کچھ جابجا مکان — سر اپنا جن کے در پہ جھکاتا ہے آسمان

مسجد ہے ایک کعبۂ ثانی فلک نشان — روح یروشلم ہے کہ بیت الحرم کی جان

یہ خانۂ خدا ہے مقدس مقام ہے

اسکی زمین فلک ہے تو عرش اسکا بام ہے

کہتے ہین اسکو مسجد مکہ جو خاص و عام — تعظیم اسکی فرض ہے واجب ہے احترام

ہوتے ہین پانچ وقت نمازون کے اہتمام — ہین مقتدی ملائکہ جبریل ہین امام

پر نور مثل مسجد اقصیٰ تمام ہے

روح روانِ مسجد خیر الانام ہے

مسجد مین وہ نمازیون کا صبحدم ہجوم — شرمائین جنکے داغ جبین سے مہ و نجوم

تکبیر کا وہ شور وہ صلے علے کی وہ دھوم — وہ ہر طرف نماز کی نیت علے العموم

کوئی رکوع مین ہے تو کوئی سجود مین

کوئی قیام مین ہے تو کوئی قعود مین

وہ فرش صاف اور وہ پاکیزہ صحن دور — ششدر ہے آئینہ بھی صفا جسکی دیکھکر

محراب ہے کہ تیغ ہلالی ہے چرخ پر — جھکتے ہین اسکے سامنے سب سرکشونکے سر

ہے اسکا عکس قوس قزح آسمان پر

ابروئے مہوشان ہین فدا اس کمان پر

مسجد کے صحن پاک مین ہین اک طرف قبور — پھولون کی چادرین ہین کہ چھایا ہی انپہ نور

سوتے ہین انمین وہ کہ جو تھے آسمان قصور — دارا حشم سکندر ثانی سخی غیور

شیرانہ جراتین یہ دکھاتے تھے جنگ مین

بجتے تھے ان کی فتح کے ڈنکے تلنگ مین

عبرت کی یہ جگہہ ہے تاسف کا ہے مقام — خواب و خیال تھا وہ تجمل وہ احتشام
تعظیم اب ہے انکی نہ تکریم و احترام — اعمال نیک قبر مین آتے ہین انکے کام
دولت گئی نہ ساتھ نہ ملک و حشم گیا
دنیا مین جو کیا تھا وہ رحم و کرم گیا

مینار چار سامنے آتے ہین وہ نظر — گویا ستون بام فلک ہین زمین پر
احرام مصر روبرو ان کے ہین پست تر — کوہ ہمالیہ کی بلندی کا کیا اثر
ایسا مکان روئے زمین پر کہین نہین
مضبوط اسقدر کوئی حصن حصین نہین

مغرب کی سمت اور ہے پر لطف کچھ سمان — تالاب ہین کہین تو کہین ہین پہاڑیان
وہ سامنے درختون کے اوپر ہی کچھ دھوان — اسمین سے ایک قلعہ کے آثار ہین عیان
شاہان قطبیہ کا دکن مین نشان ہے یہ
جنت نظیر تھا جو کبھی وہ مکان ہے یہ

جس جا تھا شامیانہ زربفت و پرنیان — آج اس جگہ ہے بوم کا افسوس آشیان
دن رات جس مکان مین ہوتی تھین شادیان — چلتا تھا دور ساغر مے ہر گھڑی جہان
آج اس جگہہ سکونت گرگ و پلنگ ہے
یہ انقلاب دہر ہے دنیا کا رنگ ہے

اس قلعہ کے قریب ہین گنجان کچھ درخت — کھائے ہوئے ہین زہر کے دہانی ہین انکی رخت
سایہ مین ان کے دفن ہین وہ صاحبان تخت — اقبال جن کا یار تھا یاور تھا جن کا بخت
سوتے تھے وہ تو مخمل و کمخواب پر مدام
آج انکا فرش خاک ہے بالین ہے خشت خام

گنبد انھین کے دور سے آتے ہین وہ نظر — کس شان سے فرازین اٹھائی ہوئی ہین سر

ہے شامیانہ چرخ تو قندیل ہے قمر　　روشن چراغہائے کواکب ہین تا سحر
خواب عدم کی دیکھئے کب صبح ہوتی ہے
ان بیکسون کے حال پہ شبنم بھی روتی ہے

ان کے یہ مقبرے ہین جو گردون مقام تھے　　خوش خلق خوش نصیب سخی نیکنام تھے
عادل تھے علم دوست تھے قوت مین سام تھے　　تلوار کے دھنے تھے ذو الاحتشام تھے
آباد ان سے خطۂ ملک دکن ہوا
جنگل انھین کے فیض قدم سے چمن ہوا

چلنے لگی تلنگ مین پھر مغربی ہوا　　اٹھی شمال و غرب سے اک جھومتی گھٹا
ابر کرم نے دشت کو گلشن بنا دیا　　آئی بہار کھلنے لگے گل ہزارہا
ہو ہو کے شاد مرغ چمن بولنے لگے
غنچے بھی مسکرا کے دہن کھولنے لگے

اللہ رے فیض چشمۂ خورشید دین پاک　　اکسیر دم مین ہو گئی ملک دکن کی خاک
پیدا ہوئے زقوم سے کیا خوشہ ہائے تاک　　رشک چمن بنا یہ بیابان ہولناک
ہر سنگ ریزہ مورد فضل خدا ہوا
خالی بتون کے ظلم سے یہ بتکدہ ہوا

پہنچا جو قطبیون کا سر اوج پر عروج　　آیا زوال چھپ گئے اقبال کے بروج
کرنے لگے علوم معارف سے وہ خروج　　گرنے لگے عروج سے وہ جسطرح شروج　　آبشار
دن رات مہوشون سے انھین ارتباط تھا
رقص و سرود و نغمۂ عیش و نشاط تھا

آتی ہے مال و جاہ کے ہمراہ کاہلی　　ہے ہمرکاب عیش و طرب جہل بزدلی
غفلت بگاڑ دیتی ہے سب نظم داخلی　　دولت اسی سے قطبیون کی خاک مین ملی

روما کی سلطنت کے اسی سے ستون گرے
یونان کے عزوشان کے نشان سرنگون گرے

غفلت سے آیا روم پہ ایران پر زوال — سستی سے اہل ہند کا آخر ہوا یہ حال
افراط عیش سے ہوئے اہل عرب نڈھال — اسلامیون کے ملک اسی سے ہین پائمال
عیاش قوم جو ہے وہ دنیا مین پست ہے
جو محنتی ہے تا بہ فلک اسکی جست ہے

کرتے ہین جو مطالعہ احوال روزگار — ان کی نظر مین ایسی مثالین ہین بے شمار
ہوتا ہے انقلاب دول سے یہ آشکار — جز ذات پاک اور کسی کو نہین قرار
دائم کسی کی فتح کا ڈنکا بجا نہین
قبضے مین ملک و مال ہمیشہ رہا نہین

اسلامیون کا اوج و ترقی ہے کل کی بات — دن انکا عید رات تھی ان کی شب برات
معمور ان کے فیض قدم سے تھی شش جہات — اب تک جہان مین انکے ہین آثار صالحات
کھنڈرون مین انکی عظمت و شوکت کو دیکھیے
دیوار و در شکستہ مین رفعت کو دیکھیے

وہ قرطبہ کی مسجد جامع وہ مدرسہ — یورپ مین جسنے علم کا روشن کیا دیا
پھیلی یہین سے غرب مین وہ نور کی ضیا — جس نے دکھائے علم کے رستے ہزارہا
ملک فرانس فیض سے اسکے چمن ہوا
تعلیم و تربیت کا ہر اک جا چلن ہوا

اخلاق و کیمیا و ریاضی و طب نجوم — ما و ہوا نبات معادن کے سب علوم
دیتے تھے درس انکے مسلمان علی العموم — آزادی خیال مین بھی تھی انھین کی دھوم
مرکز علوم و فضل کا جب قرطبہ ہوا

یورپ کے حال زار پہ فضل خدا ہوا

مروانیون کے عہد حکومت مین قرطبہ رکھتا تھا علم و فن کے مدارس ہزار ہا

دار الشفا تھے اور تھی بے دام ہر دوا سڑکین تھین بے شمار سرائین تھین جابجا

کاریگرون کا نہ تاجرون کا کیا شمار تھا

ہر شخص قرطبہ کا غرض مالدار تھا

ریشم کے کارگاہ تھے ہر جا ہزارہا مشہور گرز و تیغ و سپر اور خود تھا

زیور یہین کا جاتا تھا یورپ مین جابجا اسپین کی ترقیون کی تھی نہ انتہا

یورپ کو اس نے خطۂ یونان بنا دیا

ہر وحشی سفید کو انسان بنا دیا

ہوتے ہین وحشیون پہ مہذب جو حکمران ان کے اثر سے پھیلتی ہین اُن مین نیکیان

تاثیر میل جول کی کا شمس ہے عیان ہم رنگ گل ہین پھولون مین کیڑے جو ہین نہان

دم بھر صبا گلون کی جو صحبت مین آتی ہے

پھولون مین پھر بسی ہوئی گلشن سے جاتی ہے

صحبت کا دل پہ پڑتا ہے اسطرح سے اثر آئینہ مین ور آتی ہے جس طرح سے نظر

ہوتا ہے انعکاس خیالات سر بسر جیسے ضیائے شمس سے ہے بہرہ ور قمر

خاکے مصاحبون کے دلونمین اترتے ہین

انسان صحبتون سے بگڑتے سنورتے ہین

صحبت ہی آدمی کو فرشتہ بناتی ہے صحبت ہی آسمان سے زمین پر گراتی ہے

صحبت ہی سب گناہون کے رستے بتاتی ہے صحبت ہی نیک و بد کے نمونے دکھاتی ہے

اصحاب کہف کی جو رفاقت مین سگ رہا

پھر تا بہ زیست صحبت بد سے الگ رہا

مردانیون کے فیض قدم کی ہین برکتین   یورپ کو جو نصیب ہوئی ہین یہ دولتین
بھولی نہین زمانہ کو وہ ان کی حکمتین   پائی ہین جنکی وجہ سے قومون نے عزتین
ہمت مین وہ جوان تھے تو حکمت مین پیر تھے
ہر بات مین خدا کی قسم بے نظیر تھے

اسلامیون کا عدل تھا بے مثل و بے عدیل   سرکش تھے زیر اور زبردست تھے ذلیل
مور ضعیف پر بھی نہ چلتا تھا زور فیل   گرگ و پلنگ بچہ آہو کے تھے کفیل
جلاد چرخ ان کی عدالت سے ڈرتا تھا
پیر فلک بھی ظلم کسی پر نہ کرتا تھا

انصاف و عدل ہے صفت رب دو جہان   بندہ سے وصف خالق اکبر ہو کیا بیان
سب نیکیون کی ایک عدالت یہی ہے جان   خیر البشر ہین اسکے دل و جان سے مدح خوان
آیا ہے حکم عدل خدا کی زبان مین
نازل ہوئی ہے رحمت حق اسکی شان مین

عادل کا مرتبہ ہے ملائک سے بھی بلند   دنیا مین سربلند ہے عقبیٰ مین بہرہ مند
اجر اسکا عابدون کی عبادت سے ہے دوچند   سب نیکیون مین ہے عمل عدل دل پسند
پلہ اسی کی عدل کا میزان مین بھاری ہے
دونو جہان مین فیض عدالت ہی جاری ہے

شاہان دہر کا ہے یہی عدل فرض عین   لازم ہے بادشاہ کو دنیا یہ اپنا دین
سنتا ہے بیکسون کے خدا آسمان پہ بین   ملتا نہین ہے خاک مین بھی ظالمون کو چین
شاہون سے بھی تو پرسش اعمال ہوتی ہے
سارے گناہ ان کے عدالت ہی دھوتی ہے

بیدار مغز ہے جو شہنشاہ خوش نژاد   دیتا ہے آپ اپنی رعایا کی روز داد

پاتا ہے داد خواہ اسی شاہ سے مراد　　اللہ اس سے خوش تو پیمبرؐ اس سے شاد

عادل کی ہر زمانہ مین توقیر ہوتی ہے
اسکی ہر ایک بات مین تاثیر ہوتی ہے

وہ حضرت عمرؓ کی عدالت وہ اعتدال　　کرتا ہے جس کے وصف بیان رب ذوالجلال
تعریف اسکی مجھ سے بیان ہو یہ ہے محال　　ہے بند ناطقہ تو زبان قلم ہے لال

وصف عمرؓ خدا و پیمبرؐ سے پوچھیے
اوصاف عدل عادل اکبر سے پوچھیے

کرتا ہون عدل حضرت فاروق اب رقم　　مجرے کو خامہ جھکتا ہے کاغذ پہ دمبدم
سطرین بھی پیشوائی کو صف بستہ ہین بہم　　فوج حروف بہر سلامی ہے ہر قدم

تیغ الف علم ہے جو تعظیم کے لئے
خم نیزہ ہے قلم بھی تسلیم کے لئے

عہد عمرؓ مین تھا یہ عدالت کا زور و شور　　پیل دمان کو ہیچ سمجھتا تھا دل مین مور
چلتا نہ تھا ضعیفون پہ زور آورونکا زور　　تھی مفسدون کے واسطے اک جائے امن گور

دزد حنا و دزد نگہہ کے خطر نہ تھے
معشوق عاشقون سے چراتے نظر نہ تھے

راہی ہوئے تھے ملک عدم کو جو راہزن　　سونا اچھالتے ہوئے پھرتے تھے مرد و زن
رعب عمرؓ سے کانپتے تھے سرکشونکے تن　　شیر ژیان بھی ہو گئے تھے خوف سے ہرن

ہر پیر زال رستم ثانی تھی زور مین
بہرام خوف عدل سے لرزان تھا گور مین

ہر مفتری کا خوف عمرؓ سے جگر تھا آب　　ظالم کو زیر خاک بھی آتا نہین تھا خواب
چھایا تھا مفسدون کے دلون پر وہ رعب و داب　　فاسد مواد بھی نہین کرتا تھا تن خراب

ہر خلط اعتدال کی حد سے نہ بڑہتی تھی
ہرگز وبا غ و ہر مین گرمی نہ چڑھتی تھی

ہر حاکم بلاد تھا وہ عادل زمان — نوشیروان بھی گو رہین تھا جسکا مدح خوان
عدل عمرؓ سے دشت و بیابان تھا گلستان — سرسبز کشت زار تھے باغ ارم کی جان
رشک جنان تھے مزرعہ شاداب ہر طرف
کوثر کے حوض پاک تھے تالاب ہر طرف

دن رات تھی ترقی آبادئ بلاد — خوش حال اہل حرفہ تو سب کاشتکار شاد
ہر جا تھا ظلم و جور تعدی کا انسداد — رشوت کا نام بھی تو کسیکو نہین تھا یاد
رہزن مسافرون کے نگہبان تھے راہ مین
منزل مین راہ رو تھے کہ آرام گاہ مین

اللہ رے عدل حضرت فاروق نیک ذات — تعزیر دی پسر کو کسیکی سنی نہ بات
بیٹا موا تو حد زنا سے نہ دی نجات — درّے لگائے لاش پہ اسکی پس ممات
پھر ہو کے خوش جنازۂ فرزند پر گئے
بس خاتمہ جہان مین عدالت کا کر گئے

صدمہ پسر کے مرنے کا دل پر جو تھا کمال — رویا کلیجہ تھام کے وہ شاہ خوشخصال
کی عرض یہ خدا سے کہ اے رب ذوالجلال — بندے سے تیرا شکر ادا ہو یہ ہے محال
بخشندۂ خطا ہے خدائے کریم ہے
ستار عیب تو ہے غفور الرحیم ہے

کر عفو جرم اسکا خداوند دو جہان — قہر و غضب سے تیرے کسیکو نہین امان
لرزان ہین تیرے ڈر سے سلاطین ہر زمان — وحشت سے کانپتے ہین زمین اور آسمان
چاہے تو پل مین کھود کے دنیا کو گاڑ دے

عالم کے انتظام کا نقشہ بگاڑ دے

کس سے بیان ہو تیری بزرگی و عز و شان — عاجز ہے فہم کنہ سے ہر عاقل زمان
اہل نظر کو طاقت نظارہ ہے کہان — حیران ہے آئینہ کی طرح دیدہ نہان
ششدر ہے عقل جلوہ قدرت کو دیکھکر
افلاک سربسجدہ ہین رفعت کو دیکھکر

ذرہ ہے تیری صنعت کامل کا آفتاب — خال سیہ چہرہ قدرت کا ماہتاب
دریائے کن کا قطرہ ناچیز ہے سحاب — افلاک بحر علم الٰہی کے ہین حباب
خردل سے خورد تر کرہ ارض و باد ہے
کیا خلقت خدا مین زمین کی نہاد ہے

نسبت زمین کی شمس سے کیا کہیے بیان — ہے خال ایک مہر کے رخسار پر عیان
اتنا بڑا ہے کرہ خورشید بے گمان — لاکھون زمینین مہر کے داغون مین ہون نہان
ٹکڑا گرے جو نیر اعظم کا کوٹ کر
ہو چور مثل شیشہ زمین ٹوٹ پھوٹ کر

اس عظمت و جلال پہ تو ہے وہ مہربان — ہے مہر ماوری تری الفت کا اک نشان
خلاق و مہر و ماہ ہے تو رب دو جہان • — ماہی سے تا بہ ماہ ہے تیرا کرم عیان
خورشید پر ہو قہر تو وہ آب آب ہو
ذرے پہ گر ہو مہر تو وہ آفتاب ہو

رحم و کرم کی تیرے نہین کوئی انتہا — ہر ذرہ تیرے مہر کا کرتا ہے شکر ادا
رحمت سے تیری کون ہے محروم اے خدا — تیری نظر مین ایک ہین سلطان ہو یا گدا
شیطان بھی تیرے فضل کا امیدوار ہے
تو ہی تو سب جہان کا پروردگار ہے

تیرے کرم سے قطرۂ ناچیز ہے سحاب   تیری نگاہ مہر سے ذرہ ہے آفتاب
ناکام تیرے فضل سے ہوتا ہی کامیاب   رحمت سے تیری خاک نشین ہی فلک جناب
باغ جنان کرم کی تری اک مثال ہے
بخشش سے تیری گلشن عالم نہال ہے

جاری تھی یہ زبان مبارک پہ حمد رب   خوف خدا سے کانپتے تھے ہاتھ پاؤں سب
رنگت تھی زرد چہرے کی ہلتے تھے حرف لب   روتا تھا زار زار وہ شاہنشہ عرب
فرماتے تھے کہ تیرا خطاوار ہے عمرؓ
غفار تو ہے اور گنہگار ہے عمرؓ

صلے علے جہان مین ہے یہ عدل یادگار   انصاف حق اسی سے ہے سب پر آشکار
عادل کوئی عمرؓ سا نہ ہوئے گا زینہار   بے مثل و بے عدیل تھا وہ شاہ نامدار
حق نے کیا نبی پہ رسالت کا خاتمہ
ہے حضرت عمرؓ پہ عدالت کا خاتمہ

خوف خدا جنھین ہے وہ ہین عادل کریم   آراستہ ہے ان کے لئے جنت النعیم
ہر وقت ظالمون کو ہے روز جزا کا بیم   دل ہی مین ان کے گرم ہے کیا آتش جحیم
جو کچھ کرے گا ظلم سزا اسکی پائے گا
تخم عمل ضرور کوئی بار لائے گا

کرتا ہون اس زمانہ کے حالات اب رقم   اسپین مین جب آئے تھے اسلام کے قدم
یورپ مین تھا عروج جہالت وہ وہ بدم   انسان کا خون آب سے بھی قدر مین تھا کم
جور و جفا کا چار طرف شور و شور تھا
جنگ و جدال و جہل و تعصب کا زور تھا

گرجا مین پوجتے تھے صلیبون کو برملا   مریم کے بت کی ہوتی تھی تعظیم جا بجا

ہر صومعہ بتون کی نجاست سے تھا بھرا بت خانہاے چین تھے کہ تھے خانۂ خدا

عیسیٰ کرشن جی کی طرح پوجے جاتے تھے

مورت پہ ان کے زیور و گوہر چڑہاتے تھے

یورپ مین راہبون کو وہ حاصل تھا کروفر جھکتے تھے ان کے سامنے سب قیصر و کسر

یہ چاہتے تھے جسکو بٹھاتے تھے تخت پر دونو جہان مین ان کے غضب سے نہ تھی مفر

قبضہ تھا ان کا جان و دل و ملک و مال پر

دوزخ بہشت بیچتے تھے اک ریال پر

زر پر نجات اور سعادت کا تھا مدار جنت کو مول لیتے تھے راہب سے مالدار

دیتا تھا اسکو دولت دنیا جو بے شمار کلفت عبادتون کی تھی اس کو نہ خوف نار

ارض جنان قلیل رقم مین جو آتی تھی

بڑھیا بھی اس مین جھونپڑا اپنا بناتی تھی

کہتے تھے پادری کہ ہے دنیا بری بلا کرتی ہے بیسوا ہی اللہ سے جدا

کرتا ہے اسکا عشق گناہون مین مبتلا ڈستی ہے سانپ بن کر یہ دوزخ مین پر جفا

عاشق کو اس کے چین جہان مین ملا نہین

خامی ہے اُس کے فہم کی اس کا گلا نہین

چھوڑو خیال عزت دنیا و سیم و زر اُنکے حصول سے نہین کچھ نفع جز ضرر

دنیاے بے ثبات سے جب جاؤ گے گذر رہ جائے گا یہین کا یہین سب یہ باخر

وقت سفر مین کم ہے جو سامان قلیل ہے

بانگ جرس کے ساتھ روانہ رحیل ہے

تحصیل زر کی فکر جنھین ہے شبانہ روز دنیا کے مکر و زور سے غافل ہین وہ ہنوز

سمجھے ہین وہ کہ چہرہ زر ہے یہ دل فروز آتش مگر یہی تو نار جہنم ہے سینہ سوز

سرخ و سفید آگ ہے یہ سیم و زر نہین
نار سقر مین پھکنے کی کچھ بھی خبر نہین

تھے بر زبان مذمت دنیا کے یہ کلام   لیکن وہ خود وڑ کارتے تھے سیم و زر تمام
دولت کے جمع کرنے کا تھا انکو ذوق عام   مال و متاع دوسرون کو تھا مگر حرام
ان کے لیئے حلال سبھون کی کمائی تھی
دنیا فقط انھین کی کنیزی مین آئی تھی

یورپ مین راھبون کے تمول کا تھا یہ حال   کرتے تھے ان سے قرض کا اہل دول سوال
ان کے مقابلہ مین ہے کیا راس چائلڈ مال   قارون کی کیا بساط جو ووان اس سے مین مثال
ہم پلہ انکا اہل غنی مین کوئی نہ تھا
ہم عصر ان کا اہل جفا مین کوئی نہ تھا

دنیا پہ حکمران تھے یہی پوپ پادری   شاہان دہر کر نہین سکتے تھے ہمسری
طاقت تھی قیصرون کی جو کرتے برابری   ہوتے تھے ان کے حکم بھی احکام نادری
یہ چاہتے تھے جسکو بٹھاتے تھے تخت پر
نافذ تھا ان کا حکم قضا اور بخت پر

سمجھا تھا پوپ روم مین مثل خدائے پاک   حکم اسکا تھا قضا و قدر سے بھی خوفناک
انسان کا خون اس کو بہانے مین تھا نہ باک   کرتا تھا بستیون کو جلا کر وہ دم مین خاک
بندے خدا کے حکم سے اوسکے فنا ہوئے
افسوس ہے صلیب پہ لاکھون فدا ہوئے

کہتا تھا پوپ مین ہون دو عالم کا بادشاہ   میرے غضب سے دونو جہان مین نہین پناہ
پڑتی ہے میری مہر کی ذرے پہ جب نگاہ   ہوتا ہے وہ سپہر شرافت کا مہر و ماہ
میرا عتاب قہر خدا کی دلیل ہے

شیطان کی طرح میرا عدو بھی ذلیل ہے

عیسیٰ خدا کا بیٹا ہے مین اسکا جانشین   وارث خدا کا مین ہون کوئی دوسرا نہین
قبضے مین میرے آج ہین سب آسمان زمین   احکام میرے دین مسیحی ہین بالیقین
بے اون میرے کب کوئی جنت مین جائیگا
اعمال نیک بھی ہون تو کب اجر پائے گا

سنئے اصول دین مسیحی بغور اب   تثلیث اسکی اصل ہے باقی ہے فرع سب
اہل صلیب کا یہ عقیدہ ہے کچھ عجب   عالم کا ایک رب ہے تو انکے ہین تین رب
روح القدس مسیح خدا ملکے ایک ہین
یہ ضعیف رب ملے ملکے ایک ہین

عیسیٰ خدا کا بیٹا ہے یہ بات ہے عجب   روح القدس مسیح خدا ملکے سب ہین رب
بکتے ہین پھر نجات کا عیسیٰ ہوا سبب   دھوئے ہین اسنے اپنے لہو سے گناہ سب
جب یہ اصول ہین تو کوئی بھی خطر نہین
آزاد ہین جو چاہے کرین کچھ ضرر نہین

بس اے محب دعا پہ کر اب ختم یہ کلام   توحید کی جہان مین ترقی ہو صبح و شام
پھولین پھلین ریاض محمدؐ کے لا کلام   شاداب و سبز گلشن ایمان رہے مدام
فصل بہار آئے موحد نہال ہون
سبزہ کی طرح دشمن حق پائمال ہون

مرثیۂ شہادت امیر المومنین امام المتقین حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفۂ دوم رسول اللہ صلعم

ہے ذوالفقار حیدر صفدر قلم مرا
برپا ہے کارزار سخن مین علم مرا
منشی چرخ دیکھے تو جاہ و حشم مرا
بھرتا ہے ہر فصیح فصاحت مین دم مرا
مداحی عمرؓ کا مجھے افتخار ہے
برتر فلک سے بھی مرا عزو وقار ہے

مداح اُس کا ہون کہ جو تھا ناصر نبی
محکم بنائے قلعۂ اسلام جسنے کی
بعد از رسول جسنے خلافت کی داد دی
تسلیم جس کے عدل کو کرتے تھے خود علی
ممکن نہین عمرؓ کی فضیلت بیان ہو
ہر موئے تن بتاؤ تو کیونکر زبان ہو

کرتا ہے خود خدا لئے جہان مدح عمرؓ
قرآن مین انکی شدت و رحمت کی ہی خبر
ان کی فضیلتون کو بیان کیا کرے بشر
بعد از نبی بزرگ یہی قصہ مختصر
ہوتی اگر نہ ختم رسالت جہان مین
آتا خطاب ختم رسل ان کی شان مین

یہ وہ ہین جن کے زور سے قایم ہوا ہی دین
یہ وہ ہین جنکے رعب سے چھپتے تھے اہل کین
یہ وہ ہین جن کے خوف سے لرزان تھے مشرکین
یہ وہ ہین جنکے قبضۂ قدرت مین تھی زمین
ڈنکا انھین کی فتح کا دنیا مین بجتا تھا
سر پر انھین کے تاج خلافت کا سجتا تھا

رکن رکین دین تھا وہ بازوئے مصطفےٰ
پائے ثبات اُن کا تھا اسلام کی بنا
تھا پائدار ان سے در منزل ہدیٰ
ان کے قدم سے گلشن ایمان ہوا ہرا
کوشش سے ان کی قصر خلافت بلند تھا

دہشت سے ان کی کفر کا دروازہ بند تھا

پشت و پناہ دین محمد تھا وہ امام　　لرزاں تھے جن کے خوف سے شاہانِ روم و شام
قیصر بھی کانپ جاتا تھا سنتے ہی ان کا نام　　خاقان چین بھی انکا تھا ادنیٰ سا اک غلام
کسریٰ کو ان کے فرش بچھانیکا فخر تھا
دارا کو ان کی کفش اٹھانے کا فخر تھا

خورشید عدل و داد تھا وہ آسمان پناہ　　عرش ان کا آستان تھا فلک انکی بارگاہ
رکھتے تھے سر اسی پہ سلاطین کج کلاہ　　دربان تھا ان کے در کا سکندر سا بادشاہ
وہ رعب تھا عمرؓ کا کہ سب تھرتھراتے تھے
انسان تو کیا ملک بھی یہان سر جھکاتے تھے

کیا منکسر مزاج تھے فاروق نیک ذات　　لرزاں تھے جنکے رعب عدالت سے شش جہات
جن کے غضب سے اہل جفا کو نہ تھی نجات　　وہ جانتے تھے علم سیاست کی سب نکات
گردون بھی انکی ہمت عالی سے پست تھا
دنیا کا ان کے ہاتھ مین کل بندوبست تھا

سوتا تھا فرش خاک پہ وہ آسمان جناب　　رکھتا تھا ایک خشت سرہانے بوقتِ خواب
پھرتا تھا پیادہ وہ عزت کا آفتاب　　گھوڑے نہ تھے جلو مین نہ بیدل تھی ہم رکاب
مطلب نہ جاہ سے تھا نہ مقصود مال تھا
ہر دم فقط رضائے خدا کا خیال تھا

آیا سفیر روم مدینہ مین ایک بار　　رکھتا تھا اپنے ساتھ ہدایا وہ بے شمار
لوگون سے پوچھتا تھا وہ با عجز و انکسار　　کس جا ہے قصر حضرتِ فاروق باوقار
ہے وہ مکان کہان جو فلک سے بلند ہے
برجون مین جس کے نور قمر سے دو چند ہے

ہنس کر کہا یہ اہل مدینہ نے اے سفیر یاں تو نہ کوئی قصر خلافت نہ ہے سریر
دیبا کا فرش ہے نہ کوئی جامہ حریر گھر میں عمرؓ کے ایک پرانا سا ہے حصیر
تکیہ فقیر کا سا ہے کہ ڈیرا رہی امام کی
دربار میں پہنچ ہے ہر اک خاص و عام کی

کیا پوچھتا ہے حال شہنشاہ بحر و بر کرتا ہے عسر و فاقہ میں وہ زندگی بسر
بھر کر وہ پیٹ جو بھی تو کھاتا نہیں مگر روزے پہ روزہ رکھتا ہی یہ ہے خدا کا ڈر
کمل ہے بر میں سر پہ پرانی کلاہ ہے
زینت کا کچھ خیال نہ کچھ حب جاہ ہے

زیر درخت رہتا ہے وہ سایۂ خدا رکھتا نہیں وہ قصر نہ کوئی محل سرا
آرام کا خیال نہیں کام کے سوا سوتا نہیں ہے شب کو بھی وہ شاہ باصفا
دن بھر تو عدل و داد میں مصروف رہتا ہے
راتوں کو پاسبانی کی تکلیف سہتا ہے

انصاف و عدل و داد کا اس درجہ ہی خیال چھپ چھپ کے دیکھتا ہی وہ خلق خدا کا حال
تکلیف میں ہے کون کسے ہی غم و ملال تفتیش واقعات وہ کرتا ہے خوشخصال
ڈرتے ہے کہیں کسی پہ جفا و ستم نہو
امر خدا سے حکم کوئی بیش و کم نہ ہو

سنتے ہی یہ لرز گیا دل میں سفیر روم کہنے لگا عمرؓ کی جہان میں پڑی ہی دھوم
جاری ہے ان کا فیض عدالت علی العموم چوسے نہ پاؤں انکے جو قیصر وہی ہی شوم
لے چلیے مجھکو جلد عمرؓ کی جناب میں
حلیہ لکھا ہے ان کا خدا کی کتاب میں

سنتا ہوں راہبوں سے مکرر یہ جابجا ہوگا عرب میں کوئی شہنشاہ باصفا
عادل۔ خلیق۔ متقی۔ و عاشق خدا سردار اولیا، و مددگار مصطفیٰ

پھیلائے گا وہ دین محمد جہان مین
توڑے گا بابِ کفر وہی ایک آن مین

روما کی سلطنت کو گرائے گا وہ ستون   ہو گا اُسی سے پھر علم کفر سرنگون
دم بھر مین وہ بہائیگا سب ظالمون کا خون   بھولے گا اسکے عدل کو ہرگز نہ چرخ دون

جھنڈا گڑے گا اسکی عدالت کا شام مین
ہوگا ہمائے فتح و ظفر اوس کے دام مین

دارا کی عز و شان کے مٹائیگا وہ نشان   ایران اور مصر کو دے گا وہی امان
عظمت بھلائے گا وہ سکندر کی بیگمان   یونان مین کرے گا وہی دین حق عیان

بیٹھے گا اس کے عدل کا سکہ جہان مین
آئے گی بیکسون کی صدا پھر نہ کان مین

یہ کہکے وہ روان ہوا سوئے عمر شتاب   پہنچا حضور سرورِ گیتی با ضطراب
دیکھا پڑا ہے خاک پہ وہ آسمان جناب   چہرے کی وہ ضیا کہ خجل جس سے آفتاب

پڑتا تھا عکس روئے منور جو خاک پر
ہر ذرہ خندہ زن تھا سہیل و سماک پر

روئے عمر کی ٹھیک نہین شمس سے مثال   وہ نار کا کرہ ہے یہ ہے نور ذو الجلال
داغ سیاہ اُس مین تو اسمین نہین ہے خال   وہ موردِ زوال تو اس کا فزون کمال

وہ شعلہ آگ کا ہے یہ جلوہ خدا کا ہے
وہ ننگ ہے یہ آئینہ صدق و صفا کا ہے

پیشانی حضور کو نسبت قمر سے کیا   پر نور یہ ہے اور وہ بے نور ہے گرا
اس مین سیاہ داغ یہ آئینہ خدا   ضو سے اسی کے شمع و کواکب مین ہے ضیا

پڑتا اگر نہ عکس جبین آفتاب پر

ہوتا کبھی نہ نور رخِ ماہتاب پر

ابرو کو کیا ہلال فلک سے ہو مثال — ناقص ہے وہ یہ قدرت کامل کا ہے کمال
اس میں کہاں یہ حسنِ خدا داد یہ جمال — گھٹ جائے اور شرم سے دیکھے جو ایک بال
تیوری چڑھے تو شیر فلک کو بھی بیم ہو
ابرو پہ بل پڑے تو مہ نو دو نیم ہو

تشبیہ چشم حضرتِ فاروق ہے محال — یہ عین ذات اور جہان صورت مثال
نرگس کہوں تو اس میں نہیں نور ذوالجلال — حیوان نہیں جو اسکو کہوں ویدۂ غزال
ہوں کورہ مغز آنکھہ کو بادام گر کہوں
چشم عمرؓ کو مردم عقلِ بشر کہوں

نقطہ اللہ میں ہے وہ چشمی جو ایک ہے — چشم عمرؓ کو اس سے مُبصر مثال دے
واصل نبی خدا سے عمرؓ ہیں رسول سے — اللہ سے ملے گا نہ جب تک عمرؓ ملے
چشم عمرؓ نظارۂ حسنِ الہٰ ہے
مصنوع صانع ازلی پر گواہ ہے

پلکیں ہیں یا کہ فوجِ ملائک کی ہیں پرے — کفار جن سے قتل ہوئے مشرکین مرے
جنبش سے جن کی لشکرِ کفر کے علم گرے — برپا ہو انقلاب جدہر کو نظر پھرے
چشم عمرؓ سے قہر اگر آشکار ہو
شیر فلک سنانِ مژہ کا شکار ہو

اللہ کا الف ہی کہ ہے بینی حضور — روشن ہے یا کہ طاقِ حرم میں چراغ طور
موسیٰ نے اپنی آنکھہ سے دیکھا یہی تھا نور — یہ شمع وہ ہے جس پہ کہ پروانہ جان حور
پرتو اسی کی لو کا چراغِ قمر میں ہے
جلوہ اسی کے نور کا دیکھو سحر میں ہے

درجِ دہن ہے گنجِ زرِ نقدِ معرفت — لب ہین صدف تو دانت درِ بحرِ عینیت
منھ مین زبان ہے ماہیِ دریائی ماہیت — موجِ محیطِ ذات مین ہے جس کو محویت
لب ریز وصاف چشمۂ قرآن اسی سے ہے
شاداب و سبز گلشنِ ایمان اسی سے ہے

حیرت زدہ تھا دیکھکے یہ حسن یہ جمال — شکلِ بشر مین خود متجلی تھا ذوالجلال
انسانیت کا دیکھہ لیا اُس نے جب کمال — آیا پھر اُس کے ذہن مین ایمان کا خیال
دل نے کہا کہ پائے مبارک کو چوم لے
چشمے سے مہرِ خلق کے فیضِ عموم لے

اتنے مین خواب سے ہوئے بیدار شاہِ دین — دیکھا کوئی سجود مین ہے آپ کے قرین
فرمایا اس نیاز کی حاجت یہان نہین — جھکر سلام بھی نہین کرتے ہین مسلمین
جز حق کسی کے سامنے جھکتے نہین ہین وہ
دوزخ مین نارِ شرک سے پھکتے نہین ہین وہ

توحید ایک ہے یہی اسلام کی بناء — اللہ کے سوا نہین معبود دوسرا
فانی ہر ایک شئے ہی مگر اُس کو ہے بقا — اسکی نہ ابتدا ہے نہ ہے کوئی انتہا
موجود ہر جگہ بھی نہ ہے اور بے مکان بھی ہے
سب جانتے ہین اُس کو مگر بے نشان بھی ہے

مثلِ نظر ہے چشم مین اور چشم سے نہان — دل سے ہے مکان اور ہے پھر اس لامکان
بو کی طرح سے گل مین ہے لیکن نہین نشان — ذرہ مین اور مہر مین وہ نو نہین ہی عیان
دریا بھی اور موج بھی ہے اور حباب بھی
باران بھی اور برف بھی ہے اور سحاب بھی

عالم کی جان ہے وہی اک ذات باکمال — ظاہر کہین جمال ہے اُس کا کہین جلال

عاشق کہین ہے اور کہین ہے پری جمال　　گاہے بشکل بدر کبھی صورت ہلال

بلبل وہی ہے گل ہے وہی خار وخس وہی
یہ سب تعینات ہین جو کچھ ہے بس وہی

ہے ذات ایک اور ہین کثرت سے یہ صفات　　اسماکے اختلاف سے باطل نہین ہے ذات
زیور ہین ہزار پہ سونا ہے ایک دہات　　خارج نہین ہین جز کی حقیقت سے ڈال پات

اعداد بے حساب ہین پر سب مین ایک ہے
پر بھی وہی ہے اصل مین اپنی جو ایک ہے

توحید ہے یہی یہی اسلام کا اصول　　لیکن اسی اصول سے واقف نہین جہول
امداد غیر حق سے طلب کی تو کیا حصول　　کیا جانیے کہ ان کی دعا رد ہو یا قبول

بت کو خدا بنائین خجالت نہین کوئی
مردے ہین سب کسی مین بھی طاقت نہین کوئی

پیر و شہید و قطب و مجاذیب اور ولی　　شاہ و امیر و حاکم و پیغمبر و نبی
اسکے بغیر حکم ہین سب مردم گلی　　ان کی کرامتون مین ہے اسرار کن خفی

خاصانِ حق کے دل مین کوئی جز خدا نہین
فاعل خدا ہے اور کوئی دوسرا نہین

جو کچھ کہا رسول نے تھا وہ کلام رب　　امی تھے آپ اور نہ تھا علم مکتسب
پھر اس پہ اس بیان و فصاحت کا کیا سبب　　ممکن نہین کہ مصلح ادیان ہو اک عرب

احمد احد سے ظاہر و باطن جدا نہ تھا
پردہ مین خود خدا تھا کوئی دوسرا نہ تھا

تھا امر رب رسول کا ہر فعل ہر سخن　　جز نور حق زبان نہ تھی گویا نہ تھا دہن
دل آفتاب مطلع معنی مبین دہن　　روشن اسی کے نور سے ہین خانہا تن

خورشید علم گرچہ بزیر زمین گیا
قرآن بھی نور حق ہے وہ ہم سے نہین گیا

قرآن کلام حق ہے نہین اسمین کچھ کلام
پڑھتے ہین اور اس کو سمجھتے نہین انام
گر علم بھی ہوا تو عمل سے نہین ہے کام
اللہ منہ سے کہتے ہین دلمین ہے بتان کا نام

اسلام مین نفاق مین ہے دشمنی بہم
ہوتے نہیں کہین بھی شریف و دنی بہم

بعد اس کے حب قوم بھی ہے ایک فرض عین
خیرات ہے خدائے تعالیٰ کا قرض دین
انجل امیر کو نہین دونون جہان مین چین
دولت خود اس کیواسطے کرتی ہے شور شین

کیا ہے بقائے نام جو پختہ لحد ملے
زر ہے وہی کہ جس سے حیات ابد ملے

کب خدمت وطن سی ہین افضل عبادتین
بندون پہ حق کے چاہیئے کرنین عنایتین
دی ہین خدا نے رحم کی خاطر یہ ثروتین
ہوتی نہین ہین بخل کی مومن مین عادتین

معیار مسلمین بھی ایثار نفس ہے
ہے بخل کفر اور سم مار نفس ہے

مومن رہ خدا مین لٹاتا ہے مال و زر
دل مین عبا و حق کے بناتا ہے اپنا گھر
اس قصر کو حوادث عالم سے کیا ضرر
محکم مثال گنبد گردون ہے سر بسر

سب جانتے ہین خیر کو ہرگز فنا نہین
لیکن جو اپنے پاس ہے اس کو بقا نہین

ہمدردی بشر ہی ہے اسلام کا شعار
کافر وہی ہے جس مین نہین درد سوگوار
کھاتے نہین ہین رحم یتیمون پہ اہل نار
کرتے ہین مال و زر بھی غریبون کا زہر مار

گر آج قوم و ملک کا وہ زر اڑا ینگے

کل غیر اُن کے گوہر و زیور اُڑائینگے

ہے مسلمین پہ فرض مسلمان کی مدد　　ہہبودیٔ عوام مین اُنکو ہے جد و کد
کرتے نہین سوال اعانت کبھی رد　　وہ جانتے ہین خلق مین ہی جلوہ گر احد
دیتے نہین ہین غیر کو خالق کو دیتے ہین
اور اس پہ ایک دیتے ہین اور دس کو لیتے ہین

کسبِ حلال صنعتِ حرفت ہی اصل دین　　کاسب کی عزتین بھی کرتے ہین مسلمین
حرفون کو اور پیشیون کو بد جانتے نہین　　ہادی ہمارے اہل تجارت تھے بالیقین
دنیا مین اتقاؤ عبادت ہی کام ہے
کسب حلال اور قناعت ہی کام ہے

اسلام مین ہے کفر مغلظ گداگری　　جز حق کسی سے مانگنا ہے شرک داوری
مومن گداگری کی مذلت سے ہے بری　　وہ دیکھتا ہے کسب و قناعت مین برتری
دست طلب سے مشرک رزاق ہوتے ہین
یہ بھیک مانگتے نہین اسلام کھوتے ہین

خالق نے ہاتھ پاؤن دیئے ہین کہ کسب کر　　عقل و ہنر سے اور مشقت سی پیٹ بھر
کرتے ہین مالِ مفت پہ جو زندگی بسر　　وہ ہین خدا و خلق سے محجوب سر بسر
ناشکر ہین قوا سے نہین کام لیتے ہین
بے مزد دوسرون سی مگر دام لیتے ہین

جب عقل ہے تو کیون نہ تعقل سی کام لین　　کسب و معاش ہی مین توکل سی کام لین
آفت مین صبر اور تحمل سے کام لین　　محنت سے پست ہو نہ تکاہل سی کام لین
سمجھین عطا خدا کی جو محنت سی کچھ ملے
پھل ہے وہی جو اپنی ریاضت سی کچھ ملے

ہین عورتون کی دین محمد مین عزتین ۔ مٹی ہین اس نے نوع مقدس کی ذلتین
تھین ان کو کم سمجھنے کی مردون مین عادتین ۔ بدتر وحوش سے تھین کئی ان مین خصلتین
عورت کو گائے بھینس سے بھی جانتے تھے کم
احسان والدہ کا بہت مانتے تھے کم

اسلام ہی نے زن کو ہلاکت سے دی نجات ۔ دختر کشی اٹھی تو نسا کو ملی حیات
جاتی رہی عرب سے غلامی کی سخت رات ۔ دن عید عورتون کو ہے اور ہر شب برات
ممنون کیون نہ ہون کہ بلا سر سے ٹالی ہے
اسلام نے بھنور سے یہ کشتی نکالی ہے

زن کے حقوق کم نہین مردون سے دین مین ہین ۔ حرہ کہین بھی لونڈیان شرع متین مین ہین
غض نظر کے حکم کلام مبین مین ہین ۔ پھر وسوسے حرام دل مومنین مین ہین
زیبا نہین ہے مرد کو عورت سے سوء ظن
آتی نفاق و کفر سے لیکن ہے بوئے ظن

تعلیم عورتون کی ہے اس دین مین فرض عین ۔ لازم ہے والدین کو اول ادائے دین
بے علم و معرفت نہین انسان کو دلکو چین ۔ جہل نسا پہ کرتے ہین افلاک شور و شین
جیتی ہین طوطیون کی طرح اور مرتی ہین
تا زیست اپنے حال پہ افسوس کرتی ہین

عورت مین بھی خدا کی تجلی ہے جلوہ گر ۔ وہ بھی کمال قدرت خالق ہے سربسر
مردون کی طرح اس مین بھی ہے سر دل و جگر ۔ اسکو بھی نفع علم سے ہے جہل سے ضرر
اس کا بھی دل ہے علم و ریاضت کیواسطے
وہ بھی ہوئی ہے خلق عبادت کیواسطے

بے علم عورتون کو خدا سے نہین ہے کام ۔ افسوس کام ان کا کیا جہل نے تمام

جس دل مین نورِ حق نہ ہو مردہ ہی لاکلام / بے معرفت حیات بشر ہے برای نام

انسان بغیر علم کے انسان ہی نہین

مردے مین سب بدن ہی مگر جان ہی نہین

فرما چکے کلام فصاحت نظام جب / تقسیم کر دئے وہ ہدایا وہین پہ سب

رخصت کیا سفیر کو دے کر یہ حکم رب / اسلام ہے رضائے خدا کا بڑا سبب

قیصر ترا خدا پہ جو ایمان لائے گا

سچی نجات دو نو جہان مین وہ پائے گا

چھبیوین کی رات قیامت کی وہ سحر / مطلع وحشت بھی جس کے خوف سے کہتے تھے الحذر

تھا صبح مین سیاہی دیجور کا اثر / الٹا ہوا تھا رخ پہ تو خورشید سر بسر

ہر تار تھا شعاع کا یا تیرِ آہ تھا

وہ نور تھا افق مین کہ دودِ سیاہ تھا

اس صبح کی شفق مین یہ وحشت کا تھا اثر / گویا دھوئین سے اٹھتے تھے شعلے ادھر ادھر

موجِ سیاہ خون کی تھین آسمان پر / بدلی کے ٹکڑے ماہی بریان تھے سر بسر

جو جرم تھا فلک کا وہ ظلمت نشان تھا

کالے لہو کا ایک محیط آسمان تھا

تھا ظلمتِ فلک کا زمین پر یہ انعکاس / چہرہ سحر کا مثل سرِ شام تھا اداس

اس انقلاب نو سے زمانہ کو تھا ہراس / پہنا تھا غم سے ارض نے بھی ماتمی لباس

کالی بلا سحر کو فلک سے جو آئی تھی

روئے زمین پہ ایک اداسی سی چھائی تھی

صحرا و دشت و کوہ و گلستان تھے سب اداس / ساکت تھے سب طیور دلون مین تھا یہ ہراس

شاخون پہ خوفِ صبح سے بیٹھے تھے پاس پاس / کالی بلا کو دیکھ کے جینے کی تھی نہ آس

چلتی تھی جب ہوا تو کلیجا دھڑکتا تھا
گرتے تھے پھڑپھڑا کے جو پتا کھڑکتا تھا

غنچے خموش اور گلون کے اُداس رنگ   پژمردگی یہ دیکھ کے تھین بلبلین بھی دنگ
وہ چہچہے نہ اُن مین طبیعت کی وہ اُمنگ   فرطِ الم سے پھول تھے نظرون مین اُنکی سنگ
ڈوبا ہوا جو دل تھا سحر غم کی چاہ مین
زخم دہن تھا خندۂ گل بھی نگاہ مین

سکتے مین سرو تھا لب جو صورتِ الم   یا ہو سے قمریون کی ہویدا تھا درد و غم
پڑتا تھا عکس سرو جو پانی پہ دمبدم   تھی ماتمی لباس مین گویا کہ حور یم
آنکھون سے نے سطحِ آب پہ دریا بہائے تھے
موج و حباب و وردِ فغان نے دکھائے تھے

روز نشور کی تھی یہی صبح لا کلام   مسجد مین اس سحر کو ہوا قتل وہ امام
جس نے کیا تھا دین محمد کا انصرام   جس نے کئے تھے زیر سلاطین روم و شام
بعد از نبی عمر کی فضیلت مین شک نہین
انکی لیاقتون مین خلافت مین شک نہین

لکھا ہے یہ کہ ایک مدینہ مین تھا غلام   فارس وطن تھا اور تھا فیروز اُسکا نام
گمنام کا تھا عرف ابو لولو نمک حرام   بد اصل و بد مزاج و بد اطوار و بد لجام
دیوانہ سگ تھا غیض مین گم کردہ راہ تھا
کینہ مین انتقام مین مارِ سیاہ تھا

تھا آدمی کی شکل مین شیطان نابکار   بے رحم و بد سرشت و بد اخلاق و بد شعار
مردودِ بارگاہِ خداوندِ کردگار   لعنت کا تھا اسی کے گلے مین ازل سے ہار
ہر مکر و ہر فریب مین شیطان سے دونا تھا

بدخلقیون کا ایک مجسم نمونا تھا

دل کی جگہہ پہ سینہ مین تھا نفس کینہ ور — بندہ تھا خواہشون کا نہ تھا کچھ خدا کا ڈر
بہتر تھا اس پلید سے حیوانیت مین خر — دنیا کے نیک و بد کی نہ تھی اوسکو کچھ خبر
آنکھین تھین دل کی کور تو کچھ سوجھتا نہ تھا
اور جسم بھی تھا گور تو کچھ سوجھتا نہ تھا

یہ روسیاہ گبر مغیرہ کا تھا غلام — صنعت کو جانتا تھا کماتا تھا زر مدام
دیتا تھا اپنے آقا کو پیسے مین وہ چھدام — تھا بے وفا دروغ کا پتلا نمک حرام
غیض و غضب کا اوسمین جہالت کا زور تھا
خائن بھی تھا بخیل بھی تھا گھر کا چور تھا

اک روز آیا خدمت اقدس مین بے حیا — کرنے لگا شکایت آقا وہ برملا
کی عرض مجھ پہ ظلم مغیرہ کا ہے بڑا — بھاری وہ کر ہے ہو نہین سکتی ہے جو ادا
دیتے کمائی آقا کو خود زہر کھائی
جو اٹھ سکے نہ بار وہ کیونکر اٹھائی

پوچھا امام وقت نے کیا جانتا ہے کام — کی عرض کتنے کام سے واقف ہے یہ غلام
نجار ہون لوہار ہون نقاش لا کلام — فرمایا تینون کامون کی ہر جا ہے قدر عام
ان صنعتون کی دہر مین ہر وقت قدر ہے
چرخ معاشرت کا تو صناع بدر ہے

فرمایا روز دیتا ہے آقا کو کیا رقم — بولا کہ سات آنے بڑا مجھ پہ ہے ستم
فرمایا تیری آمد روزانہ سے ہے کم — خست ہے تیری اور ہے پھر اس پہ یہ الم
تجھکو تو استغاثہ کا کوئی سبب نہین
آقا کو گر ہو تجھ سے شکایت عجب نہین

یہ سُن کے وہ غلام گھر آیا بہت اُداس	غیض و غضب سے صورتِ مخبوط بدحواس
سر پر تھا بھوت اور تھا شیطان کی پاس	خناس قلب نحس مین سینہ مین تھا نسناس
جوشِ غضب سے وہ سگِ دیوانہ بن گیا
قتلِ عُمر کا دل مین ارادہ ہی ٹھن گیا

مسجد مین رات کو وہ چھپا دشمنِ خدا	جسطرح دل کے کونے مین شیطان ہو چھپا
وقتِ سحر جو آیا جماعت ہوئی بپا	پڑھنے لگا نماز امامت کا پیشوا
صف بستہ سب تھی آگے عُمر خود امام تھے
حاضر خدا کے پاس نمازی تمام تھے

مسجد مین جب گیا وہ محمد کا جانشین	خنجر کا وار چل گیا کانپا تن زمین
کاری لگے تھے زخم پر اُٹھے امامِ دین	تھے ابن عوف پشت شہنشاہ کے قرین
اپنی جگہہ پر اُن کو کھڑا کر کے گر پڑے
حق ہے ثبات و صبر اُدا کر کے گر پڑے

گہرا ہے زخم خنجر خونخوار الغیاث	رو رو کے شکم جگر بھی ہین آشکار الغیاث
سب خونِ جسم بہہ گیا اک بار الغیاث	غش مین پڑا ہے دین کا سردار الغیاث
غُل پا رہا ہے کہ شہر مدینہ اُجڑتا ہے
دنیا پہ آج غم کا فلک ٹوٹ پڑتا ہے

فرمایا غش سے چونکی قاتل کا کیا ہے نام	کی عرض دوستون نے شیر خدا بد لجام
ہے قاتلِ جناب مغیرہ کا وہ غلام	دوزخ مین تا ابد رہیگا نمک حرام
فرمایا حق کے دین پہ ایمان تو نہین
قاتل ہے میرا اگر مسلمان تو نہین

بعد اس کے تین دن رہی بیمار شاہ دین	کاری تھا زخم موت کا تھا آپ کو یقین

اس پہ بھی تھا خیالِ ترقیِ مسلمین — فرمایا انتخاب سے میرا ہو جانشین
یہ سلطنت نہیں کہ وراثت کا پاس ہو
زیبا ہے امرِ دین میں لیاقت کا پاس ہو

وارث نبی کا کون ہے جز امتِ نبی — امت میں بھی وہی ہے جو ہے مرد متقی
اور اتقا کے ساتھ لیاقت بھی ہو بڑی — واضح ہوا اس پہ سر خلافت خفی جلی
ہر بات میں بڑا ہوا جو تم میں آج ہے
زیبا اسی کے سر کو خلافت کا تاج ہے

فرما چکے تو بند ہوئے چشم اور لب — رونے لگے یہ دیکھ کے خویش و قریب سب
کلثوم بنت فاطمہ کا حال تھا عجب — سر پیٹ کر علی یہ پکارے کہ ہے غضب
حسنین سینہ کوٹتے تھے اور روتے تھے
سب اہل بیت اشک سے چہرہ کو دھوتے تھے

واحسرتا جہان سے رخصت ہوئے عمرؓ — برپا ہوئی قیامت صغرا زمین پر
شہر مدینہ ہو گیا اندوہ و غم کا گھر — دشمن بھی اور دوست بھی ہر جا تھی نوحہ گر
روتے تھے اور عدل عمرؓ یاد کرتے تھے
سب اہل عدل نالہ و فریاد کرتے تھے

تاریخ ہائلی تھی وہ محرم کی حسرتا — جب مہر عدل و داد بزیر زمین گیا
حاصل ہوا عمرؓ کو سعادت شہادت کا مرتبہ — ہر جا ہو یادگار میں اک مجلس عزا
ہر قوم پر ہے فرض جو ہو پیشوا کا ذکر
اک دن تو سال بھر میں ہو شانِ عمرؓ کا ذکر

بس اے مجیب کہ تیری رقت کا جوش ہے — ماتم کا اہل بزم میں پیدا خروش ہے
سب بے ہوش سب ہی ہیں کسی کو سماعت کا ہوش ہے — دریائے غم میں غرق ہر اک چشم و گوش ہے

اس حادثہ کو سنکے سب انسان روتے ہین
اور اہل عدل دواد تو بس جان کھوتے ہین

مرثیہ شہدائے طغیانی رود موسی

(واقعہ یکم رمضان ۱۳۴۶ھ)

جب صبح روز حشر نمودار ہو چکی — اونچی شعاع مہر کی تلوار ہو چکی
تیر بلا کی چرخ سے بوچھار ہو چکی — موسی خدا کے حکم پہ تیار ہو چکی
سیلاب رود نیل کا سر سے گزر گیا
غفلت سے اہل گھر کو بیدار کر گیا

وہ صبح واقعی شب دیجور کی تھی شام — چہرہ تھا آفتاب کا غم سے سیاہ فام
خون سیاہ رنگ شفق بھی تھا لاکلام — ویرانئے قہر مطلع خورشید تھا تمام
ظلمت نے بڑھکے شمع فلک کو بجھا دیا
ابر سیہ نے نور سحر کو چھپا دیا

صحرا و باغ و دشت مین وحشت کا تھا سمان — ڈر سے طیور صبح درختون مین تھے نہان
سکتہ مین گل تھے بند تھی بلبل کی بھی زبان — جانکاہ خوف چشم سے نرگس کی تھا عیان
سنبل کے بال غم سے پریشان تھے دوش پر
ششدر تھے سرو بارش باران کے جوش پر

وہ خوفناک رات قیامت کی وہ سحر — پھٹتے تھے جسکے ڈر سے فرشتون کے بھی جگر
کہتے تھے کانپ کر ملک الموت الحذر — جبریل زیر عرش کھڑے تھے برہنہ سر
جنبش تھی عرش حق کو یہ قہر الٰہ تھا
کروبیان کی چشم مین عالم سیاہ تھا

بلدہ پہ قہرِ حق کا نمایان ہوا اثر — ندی چڑھی تو ہوش اُڑے سب کے سر بسر
طوفان نوح آگیا ہر شخص کو نظر — تھا ڈوبنے کا شہر کے ہر ایک کو خطر

ڈوبے جو پل تو شور قیامت بپا ہوا
کیا اگر پڑی تو جان کا خطرہ سوا ہوا

بھاگے گھرون کو چھوڑ کے ہر سمت مرد و زن — تھا کوئی ننگے پاؤن کوئی تھا برہنہ تن
بیٹے کو مان پکارتی تھی بھائی کو بہن — دولہ کہین تھا اور کہین اک رات کی دلہن

بھاگڑ مین عورتون پہ مصیبت سوا ہوئی
سر ڈھانکنے کو بھی نہ میسر ردا ہوئی

اتنے مین سیل آب گھرون مین ہوا سوا — گرنے لگے مکان دھڑا دھڑ ہر ایک جا
سامان گھرون کا سیل مین بہہ کر سب چلا — لاکھون ہی آدمی بھی بہے وا مصیبتا

اسباب و جاندار تو تھے کس حساب مین
انسان مچھلیان نظر آتے تھے آب مین

چمٹا تھا کوئی ناٹ[1] سے کوئی درخت سے — کوئی لپٹ کے بہہ رہا تھا چوب سخت سے
صندوق سے تھا وصل کوئی کوئی تخت سے — پہنچا شجر کی شاخ پہ تھا کوئی بخت سے

ڈھانچے پہ کوئی سقف کے حیران بیٹھا تھا
بہتے ہوئے درخت پہ انسان بیٹھا تھا

بچہ چلا ہے بہہ کے کھڑی دیکھتی ہے مان — کہتی بہن ہے پیٹ کے سر ہائے بھائی جان
بیوی میان کے سامنے پانی مین بہہ روان — شوہر کی لاش سے کوئی لپٹی ہے نیم جان

پانی مین کوئی مان کے بچانے کو گرتا ہے
بیٹے کو باپ کھینچ کے لانے کو گرتا ہے

کچھ چڑھ گئے تھے اونچے درختون پہ جابجا — جڑ سے وہی اکھڑ کے بہے وا مصیبتا

[1] ناٹ اس ملک کی زبان مین بڑی بھاری لکڑی کو کہتے ہیں

پانی مین اُن درختون کا تھا کچھ عجب سما | شاخون مین پھل تھے آدمِ زندہ ہزار ہا

آئی جو موج غرق تہ آب ہو گئے

دم مین وہ سب شجر شجر خواب ہو گئے

کچھ دور ہندؤن کا تھا مٹھ ایک پائدار | دیوار دور سے جسکے بلندی تھی آشکار

سنگین مثالِ قلعہ تھا جس کا کہ سب حصار | ندی کو جانتا تھا وہ پانی کی ایک دہار

طوفان وسیل اس نے کئی بار دیکھے تھے

کچے مکان غریبون کے مسمار دیکھے تھے

اس مٹھ کی سقف پر تھا زن ومرد کا ہجوم | ندی نے بڑھ کے چوم لئے اسکی بھی قدم

ڈوبا حصار جب تو پڑی ڈوبنے کی دہوم | بچتے کہان کہ سر پہ اجل تھی مثالِ بوم

دم بھر مین مٹھ کے سب در و دیوار ڈھ گئے

سو آدمی اجل کے گرفتار ہو گئے

طغیانیٔ عجیب کا کیا کیجیے بیان | پانی بلند ہو کے فصیلون سے تھا روان

دروازہائے شہر کے محراب تھی نہان | پانی پہ ہاتھ بھر تھین منڈرین فقط عیان

سر سے پلون کے آب سر نیزہ بلند تھا

ڈھیلا عمارتون کا ہر اک جوڑ بند تھا

بحرِ محیط پاٹ تھا ندی کا لا کلام | ہر سمت زیر آب بلندی کے تھی مقام

ڈوبا ہوا تھا ہر در و دیوار سقف و بام | خشکی کا دور تک نہ نشان تھا کہین نہ نام

پتھر گھٹی سے گوشہ محل تک جو آب تھا

موسی کا پاٹ گنگ و جمن کا جواب تھا

گوشہ محل کے حوض تک آیا تھا سیل آب | تھا توپ خانہ سیل سے سب منہدم خراب

ڈوبا جو فیل خانہ بڑھا اور اضطراب | فیلانِ مست آب مین کھاتے تھے پیچ و تاب

چنگھاڑ ہاتھیون کی فلک تک بلند تھی
پھکتے تھے صور وحشت مردم دوچند تھی

ہاتھی ڈباؤ آب تھا سڑکون پہ بھی رواں راہین تھین بند چار طرف جائین اب کہان
سقفون پہ چڑھ گئے کہ ملیگی وہان امان آئی جو موج بھگئے سب سقف و سائبان

دونو طرف سڑک پہ در و بام گرتے تھے
پختہ مکان مثل درِ خام گرتے تھے

تھا جانب جنوب بھی سیلاب پرخطر تھا برج پیشلہ تہ امواج سربسر
بازار گھاسی کا نہ پتا تھا گیا کدھر جز سطحِ آبِ سیل نہ آتا تھا کچھ نظر

چارون طرف فصیل کے موجون کا شور تھا
سیلاب مین یہین تو قیامت کا زور تھا

سنگ فصیل زور سے پانی کے بہ گئے پتھر بڑے بڑے کہین گر گر کے رہ گئے
موجون سے جو مکان تھپیڑون کو سہ گئے وہ بعد جزر کان مین زندون کو کہہ گئے

سنگین عمارتون پہ تکبر نہ کیجیو
دامن مین نام حق کے امان جا کے لیجیو

وہ زور آب تھا کہ نئے پل بھی ٹوٹ کر دیوارین نذر آب ہوئین رہ گئی تھے در
سنتے جدید پل کی بھی اب حالت تبہ محراب اور ستون گری جا کے دور پر

بجری جو ڈال مین قدم اس کا جو گر گیا
بنیاد پل اکھڑ گئی اور غار پڑ گیا

ہے کہنہ پل کا حال بھی کچھ قابل بیان پانی مین ڈوبکر ہوا آنکھون سی وہ نہان
دیوارین بہ کی دور گرین رہ گئیں نشان اس پہ بھی پختگی تھی ہر اک سنگ سی عیان

باقی رہا پرانا نیا منہدم ہوا

ثابت پلون سے خوب حادثۂ قدم ہوا

چادر کے گھاٹ کا جو ہے پل اک بہت بڑا　　پانی کے زور و شور سے یہ بھی بہت لڑا
البرز کی طرح یہی پانی مین تھا کھڑا　　غار عمیق ایک طرف اسمین بھی پڑا
آخر کو زور آب نے کس بل دکھا دیا
غارت گری کا اس پہ بھی سکہ بٹھا دیا

پوچھو نہ واقعہ پل مسلم کی جنگ کا　　طوفان آب سے یہ لڑائی لڑا ہوا
دیوارین بھگئین تو عجب پل کا تھا سما　　تھا دور تک ستونون کا انکا سلسلہ
پل کی سڑک بہی تو خمیدہ ابھار تھے
تودے بزنگ پشت جمل بے شمار تھے

وہ پاٹ وہ بلندی آب اور وہ جوش موج　　موجون کی ہر طرف تھی روانہ ہزار فوج
ندی ہوئی تھی قلزم طوفان زدہ کی زوج　　تھا بخت بد سے چرخ چہارم پہ اسکا اوج
ڈرتا تھا کہ آسمان کی کشتی نہ ڈوب جائے
کروبیان عرش کی بستی نہ ڈوب جائے

موجون پہ ہر طرف تھے روانہ درخت دور　　مثل حباب آب پہ تھے ڈوبتو نکے سر
تخت و پلنگ کرسی و فرش آتے تھے نظر　　دیگین کہین تھین اور کہین پیپے کہین سپر
تائین کواڑ چوکٹین کھپریل بہتے تھے
گھوڑے گدھے غنم شتر اور بیل بہتے تھے

کہتے ہین لوگ فیل بھی دو ایک بہگئے　　چوہون کی طرح ریت مین دبکے رہ گئے
موجون کی سختیان تہ افلاک سہگئے　　جانون کو دے کے سب یہی بات کہگئے
تھا ناز ہمکو جسم کی قوت پہ زور پر
آئی اجل تو بس نہ چلا کچھ بھی مور پر

مطلع ثانی

غم سے بہت نڈھال ہون ساقی پلا شراب   ہو جام مے مین اُس رُخِ روشن کی آب و تاب
جس کے کمالِ حُسن سے شرمائے آفتاب   جسکی نگاہِ لطف سے عاشق ہی بہرہ یاب

پیشِ نظر ہر آن تصور ہو یار کا
نام آئے خواب مین بھی نہ سیر سے خمار کا

وہ نشہ ہو کہ دونو جہان کا نہ غم رہے   خوش ہو کے ہر مصیبت دنیا کو دل سہے
موجِ فنا سے کشتیِ عالم اگر بہے   اس وقت بھی یہ مست نہ چونکے نہ اُف کہے

محوِ خیالِ یار رہون بعد مرگ بھی
جانان ہی سے دوچار رہون بعد مرگ بھی

ہان اے خیالِ یار مدد دل اُچاٹ ہے   بحرِ غمِ فراق مین قلزم کا پاٹ ہے
سینہ پہ عاشقون کے کئی من کی لاٹ ہے   دریائے عشق کا نہ کنارہ نہ گھاٹ ہے

ندی مین ڈوب کر تو ہزارون سنبھل گئے
غرقابِ عشق دونو جہان سے نکل گئے

ساقی شرابِ وصل کا اک جام دے مجھے   مدت سے بیقرار ہون آرام دے مجھے
پھر روزِ عیدِ فطر کا پیغام دے مجھے   اس مرثیہ کا ایک یہ انعام دے مجھے

تا عمر پھر نہ خواہشِ دنیا و دین کرون
مایوس وصلِ یار سے ہو کر نہ مین مرون

بجھتے ہی چار دن کے یہ طوفان کم ہوا   نظرون مین سیل آب بھی آہوی رم ہوا
ندی کے زور و شور کا لپ پا قدم ہوا   خشکی کا بمین نہر مین برپا علم ہوا

اترا جو آب اور بھی وحشت سوا ہوئی
لاشون سے پٹ کے خشک زمین کربلا ہوئی

لاشین پڑی تھین خاک پہ اسطرح جابجا   جیسے کہ فرشِ برگ ہو زیرِ شجر بچھا

لپٹے تھے ساتھ ریت پہ بیگانے آشنا　　تھے ایک دوسرے کے بہم وصل دست و پا
نامحرموں سے بعد فنا یہ ملاپ تھا
پر وہ کہاں کہ غیر بھی اسوقت باپ تھا

لاشہ کسی حسین کا تھا ریت پر پڑا　　مردہ کوئی وہانے مین موری کی تھا اڑا
کیچڑ مین کوئی تا کمر و ناف تھا گڑا　　کدی شگاف مین تھا نگین کیطرح جڑا
چمٹا ہوا تھا کوئی تنے سے درخت کے
نازک بدن پہ زخم تھے ٹکڑے تھے رخت کے

تھی خاک پر برہنہ کسی مہ جبین کی لاش　　رگڑوں سے موج آب کی سب تن تھا پاش پاش
کانٹون کا گل سے گالون پہ تھا جابجا خراش　　تھا انقلاب دہر سے گنج نہان بھی فاش
چہرہ جبین و صدر و شکم آشکار تھا
ساری کے بدلے جسم پہ ہلکا غبار تھا

لاشون پہ لاشے مردون پہ مردے تھے جابجا　　جو دب گئے مکانون مین انکا نہ تھا پتا
ندی مین بہہ گئے تھے جو مردے ہزارہا　　وہ کرگس اور زاغ و زغن کی ہوئے غذا
بہہ بہہ کے مردے ساحل بدر تک گئی
ساتھ ان کے سب مکانونکی اثاث تک گئی

موسی کی دونو سمت تھے انبار خشت و سنگ　　تھے ریت مین دبے ہوئے سب دار خشت و سنگ
مسمار ہو کے بہہ گئے بازار خشت و سنگ　　باقی تھی نام کو بھی نہ دیوار خشت و سنگ
چوبینہ کا پتا نہ کوٹھیوں کا نام تھا
در کا نشان نہ کچھ اثر سقف و بام تھا

سامان بہہ گیا جو رہا زیر خاک تھا　　اس پر بھی ہر مقام مین چورونکا ہاک تھا
مردہ کا کھینچتا کوئی کان اور ناک تھا　　ہر عضو لاش قیمتی زیور سے پاک تھا

اترے لباس مردون کے ننگے بدن ہوئے
گرد و غبار جسم پہ ان کے کفن ہوئے
سب بے رحم لوٹنے لگے مردون کا مال و زر — تھا غم ہر ایک دل مین خوشی تھی انھین مگر
سمجھے نہ یہ کہ ہمکو بھی درپیش ہے سفر — اس حادثہ کا بھی نہ ہوا دل پہ کچھ اثر
سیلاب لطف زیست ہر اک دل سے ہو گیا
لیکن یہی بُرون کے لئے جشن ہو گیا

کچھ حال اہل درد بھی اب کیجئے بیان — وہ جن مین مدد کے واسطے ہمت تھین روان
اٹھتا تھا اہل شہر کی آہون سے بھی دھوان — تھا ہر طرف سکوت کا چھایا ہوا اسمان
صدمہ یہ تھا کہ اُف نہ زبان سے نکلتی تھی
سکتہ تھا رنگ صورتِ مردم بدلتی تھی

سب سے سوا تھا حضرتِ اعلیٰ کو رنج و غم — چہرہ تھا زرد لب پہ فغان اور چشم نم
کہتے تھے ہائے ٹوٹ پڑا مجھ پہ کیا الم — برباد شہر ہو گیا کیسا ہوا ستم
صدیون مین جو بنی تھی وہ بستی بگڑ گئی
دولت ہماری عہد کی ندی مین گر گئی

روئے اس حادثہ سے بہت دیر تک حضور — صدمہ سے ہو گیا دل نازک تھا چور چور
خدام دست بستہ کھڑے تھے جو دور دور — ششدر تھے دیکھکر غم و اندوہ کا وفور
دل مین دعائین حضرتِ اقدس کو دیتے تھے
ہمدردی بشر کا سبق ان سے لیتے تھے

رقت کو ضبط کرکے دیا حکم لاجواب — شاہی مکان ہو پھر رعایا ہون انتخاب
کہنہ حویلی اور جو محلے کے کھولو باب — پوچھون گا مین جو میری رعایا ہوئی خراب
تکلیف کوئی ان کو ذرا بھی جو ہوئے گی

شامت سبھون کی آگئی تقدیر رو گئی

ہوتے ہی حکم ہو گیا مجلس کا انعقاد — شورے مین سب کے ساتھ ہوئی خود جناب شاد
دیتا ہر ایک رکن تھا رحم و کرم کی داد — آمادہ تھا مدد پہ کوئی آپ خوش نہاد
حکام وقت ٹوٹ پڑے انتظام پر
ماتحت بھی تھے ساتھ شب و روز کام پر

ہر جا ریلیف فنڈ کا اعلے تھا انتظام — پک پک کے روز بٹتا تھا ہر ذات کو طعام
ہر اک مقام پر تھی یہ تقسیم صبح و شام — روزون کا ماہ واقعی شوال تھا تمام
بے خانمان تھے جتنے وہ مہمان شاہ تھے
مہمان نواز خود شہ بیکس پناہ تھے

کپڑے دوپٹے سازیان بٹتی تھین جابجا — نقد اور اُدھار ملتا تھا کپڑے کے بھی سوا
تھا وقف بیکسون کے لئے گنج عامرہ — صرف مدد تھے سکہ حالی ہزار ہا
آفت زدون کی ہر طرح امداد کرتے تھے
ویران شدہ مقامون کو آباد کرتے تھے

تھی پردہ والیون کی جو حالت بہت خراب — ڈوبین بھین وہین پہ بھی افسوس بے حساب
بالغ ہوا تھا جان بچانے کا وہ حجاب — جس کے سبب سے سنگ دلونکا جگر ہے آب
پردے سے ان پہ اور مصیبت سوا ہوئی
باقی بچین تو فاقہ کی نازل بلا ہوئی

ان کی مدد کے واسطے پھرتی تھین لیڈیان — لیکن نہ بیگمون کا تھا نہین کہین نشان
اسوقت بھی یہ اپنے مکانون مین تھین نہان — مردان مین اپنی جنس کا بتلاؤ تھا کہان
پردے سے سب اخوت اسلام مٹ گئی
نسوان کی قوم جب ہوئی گمنام مٹ گئی

واکر کی اور حیدری صاحب کی بیویان
اور نائیڈو کی زوجۂ خوش طبع خوش بیان
آئین رلیف فنڈ کی مجلس مین بے تکان
ہمدروی بشر سے تھین ہر گھر مین وہ رواں
محلون مین بیگمات تو مصروف خوب تھین
اقوام غیر طالب خیر و ثواب تھین

بس اے محب خموش زمانہ خلاف ہے
اعمال بد سے بلدۂ آباد صاف ہے
ناحق یہ درد قوم کا لاف و گزاف ہے
خدمت وطن کی سہل نہین کوہ قاف ہے
عزلت مین بیٹھ بند زبان کو کئے ہوئے
مست خیال یار ہو ہر دم پیئے ہوئے

نالۂ دردمند

جب پردۂ افق سے برآمد قمر ہوا
پیدا جہان مین شام کو نور سحر ہوا
پر نور چاندنی سے رخ بحر و بر ہوا
پھیلی یہ ضو کہ آئینہ ہر بام و در ہوا
افشان چنی ہوئی تھی فلک کی جبین پہ
اک چاندنی کا فرش بچھا تھا زمین پہ

جنگل کا وہ سمان وہ شب ماہ کی بہار
چاندی گلی ہوئی تھی کہ جاری تھی آبشار
اوراق نقرئی نظر آتے تھے جو‌ئبار
امواج مثل برق چمکتی تھین بار بار
چشمون مین عکس نور رخ ماہتاب تھا
اک چاند تھا فلک پہ تو اک زیر آب تھا

پھیلا تھا آب پر یہ شعاع قمر کا نور
گوٹے کا فرش بچھا تھا جنگل مین دور دور
دریا مین عکس بدر تھا یا غوطہ زن تھی حور
خلاق مہر و ماہ کا پانی مین تھا ظہور
سارا سمان فلک کا غرض زیر آب تھا

ہر موج کہکشان تھی ستارا حباب تھا

پورا وہ چاند اور پہاڑون کی وہ قطار　　ٹکڑا تھا خام چاندی کا ہر سنگ کوہسار
تھی بادلے کے رخت پہ ہر کوہ کے بہار　　شبنم کی ٹوپیون سے مزین سر حصار
بالائے کوہ نور کے لاکھون ہی لکّے تھے
بادل سے تھے جو افق مین وہ چاندی کے تھکّے تھے

کیا دلفریب تھا یہ شب ماہ کا سمان　　ہر شاخ و گل سے جلوۂ معبود تھا عیان
پہنے ہوئے درخت تھے سب حلۂ جنان　　ہر دم مثال برق چمکتی تھین پتیان
سبزے پہ تھا جو عکس صنوبر کھنچا ہوا
زیر شجر تھا فرش مشجّر بچھا ہوا

شفاف چاندنی وہ درختان سایہ دار　　پتون سے نور آتا تھا چھن چھن کر بار بار
وہ چاندنی کے پھول چنبیلی کی وہ بہار　　خوشبو سے جنکی باد صبا بھی تھی عطر بار
چلتی ہوا تو طائر شب بھی چہکتے تھے
جنگل بھی سارے پھولونکی بو سے مہکتے تھے

جھیلون کے گرد تھا کہین اشجار کا ہجوم　　آتی تھی کان مین کبھی آواز چغد و بوم
جنگل مین گیدڑون نے مچائی تھی ایک دھوم　　روتے تھے بار بار وہ ملکر علی العموم
مینڈک تھے حوض مین لب دریا چکور تھے
ان سب کے ساتھ چادرین گرنکے شور تھے

دلچسپ تھا نظارۂ قدرت یہ اسقدر　　مجھکو نہ تھی ذرا بھی سر و پا کی کچھ خبر
اتنے مین اک مکان پڑا سامنے نظر　　سقف فلک کو چومتا تھا جو اٹھائے سر
کیا دلفریب اسکی بلندی و پستی تھی
دیوار و در شکستہ پہ حسرت برستی تھی

کچھ رہ گیا تھا گرنے سے باقی جو یہ مکان   معلوم اس سے ہوتی تھی اسکے مکین کی شان
ابتک ستون کھڑے تھے نہ تھا سقف کا نشان   برجون سے اسکے عظمتِ تعمیر تھی عیان
موجود کچھ نشان تھا ابھی تک سریر کا
یہ قصر بادشاہ کا تھا یا وزیر کا

پر اس کا ایک جزو ابھی تک تھا پایدار   آواز اس سے آتی تھی رونے کی بار بار
حیرت ہوئی یہ مجھکو کہ ہے کون سوگوار   اس درد کی صدا نے کیا دلکو بے قرار
صدمہ ہوا یہ دل کو کہ آنسو نکل پڑے
امنڈا کلیجہ آنکھون سے چشمے ابل پڑے

دل مین کہا یہ مین نے کہ ہے کون خستہ تن   کیون رات کو یہ روتی ہے کیا ہے اسے محن
لاتی ہے لب پہ کسلئے یہ یاس کے سخن   خاوند سر سے اٹھ گیا غالب یہی ہے ظن
مفلس ہے پاس کوئی بھی ہمدرد زن نہین
مردہ پڑا ہوا ہے میسر کفن نہین

یا مبتلائے دردِ جگر ہے کوئی غریب   افلاس کے سبب سے میسر نہین طبیب
مفقود ہے علاج دوا بھی نہین نصیب   ظاہر ہے یہ فغان سے کہ اب موت ہی قریب
لیجے خبر جو جان کا خوف و خطر بھی ہو
انسان وہی ہے جسمین کہ دردِ بشر بھی ہو

بے درد آدمی سے تو بڑھکر ہین دام و دد   خونخوار ہین یہ اپنون کے یاور ہین دام و دد
انسان خود غرض کے برابر ہین دام و دد   شہوت پرست قوم سے بہتر ہین دام و دد
اعضا کو دردِ عضو گوارا کبھی نہ ہو
ہمدرد آدمی کا مگر آدمی نہ ہو

افسوس اس زمانہ مین ہمدرد ہین کہان   اپنی غرض سے کام ہے مر جائے سب جہان

گر فائدہ ہو کوئی تو حق کو کریں نہاں　　باقی نہیں ہے نام رفاقت تو اب یہاں
لُٹ جائے ملک ان کو لٹیروں سے کیا غرض
آباد گھر ہوا نیا تو اوروں سے کیا غرض

دیکھیں کسی پہ ظلم تو آنکھیں چرائیں یہ　　کاٹیں گلے غریبوں کے رشوت اڑائیں یہ
جلسوں میں لاکھ وروکی باتیں بنائیں یہ　　مشکل میں قوم کے نہ کبھی کام آئیں یہ
سنگ حرم کو توڑ کے لاتوں سے پھیلدیں
کعبہ کو کھود کر انہیں ہاتھوں سے پھینکدیں

یہ سوچتا ہوا جو چلا میں سوئے شمال　　آتا تھا ہر قدم پہ مرے دل میں یہ خیال
ہندوستان کی عورتوں کا کیا برا ہی حال　　آہوں سے انکے آیا ہی اس قوم پہ وبال
مردوں میں اس جگہ کے حمیت کی بو نہیں
جس جا کہ عورتوں کی کوئی آبرو نہیں

پہنچا انہیں خیالوں میں جب اس مکانکے پاس　　دیکھا اوگی ہوئی درو دیوار پہ ہے گھاس
گرتے ہوئے ستون سے ٹپکتی ہی ایک یاس　　تعمیر نو کی اب نہیں باقی ہے کوئی آس
تعمیر کیا ہو کھانے کو دانہ نہیں رہا
دولت نہیں رہی وہ زمانہ نہیں رہا

سننے لگا میں بیٹھ کے آوازِ دردناک　　ہوتا تھا سنگ دل کا کلیجہ بھی جس سے چاک
پیکان آہ توڑتے تھے سینۂ سماک　　شورِ فغاں سے چونکتے تھے خفتگانِ خاک
زاری یہ تھی کہ جس سے دلِ یم لرزتا تھا
نالوں سے بامِ عرشِ معظم لرزتا تھا

کہتی تھی کوئی زن یہی رو رو کے بار بار　　تنہا ہے ایک جانِ حزیں اور دکھ ہزار
جلتی تپِ دروں سے ہوں میں صورتِ چنار　　مجھ سا نہ ہوگا کوئی زمانہ میں دلفگار

کیا بے بسون کے دُکھ تجھے بھاتے ہین ای فلک
اتنا نہین کسی کو ستاتے ہین اے فلک

شوہر کا اپنے جا کے کرون کس سے مین گلا　　پھر کر کبھی وہ دیکھتے نہین صورت مری ذرا
بیوی جو مجھ سے ہوتے ہین ہر بات مین خفا　　لونڈی کا اور میرا برابر ہے مرتبہ

کانٹا جو دن کہین تو کہین تیر رات کی
مجھ سے تو آجتک نہ کبھی ہنس کے بات کی

وہ گھر بیوی نہین خوش ہین تو ہون گھر مین یا وہان　　اون کے بہت جلیس ہین تنہائی میری بلا
اب تو نہین ہے مجھکو کسی کی بھی کوئی آس　　امید جب ہو قطع تو کیونکر نہ ہو ہراس

تقدیر کے لکھے کا کوئی کیا گلا کرے
پیوند مجھکو خاک کا جلدی خدا کرے

شادی سے کون سی ہوئی راحت ہمین نصیب　　عزت کہان ہے روز کی ذلت ہمین نصیب
ہر طرح کی ہے اب تو مصیبت ہمین نصیب　　شوہر کی بھی ہوئی نہ رفاقت ہمین نصیب

پردیس جائین وہ تو رہین ہائے گھر مین ہم
باہر وہ خوش ہون اور مرین درد سر مین ہم

پردیس مین وہ رہتے ہین گھر مین پڑی ہون مین　　گھبرائی صحن مین کبھی در پر کھڑی ہون مین
جیتے ہی جی مکان کے اندر گڑی ہون مین　　پتھر سے سخت جانی مین بڑھکر کڑی ہون مین

بیوی نہین ہون مین جو انھین مجھ سے کام ہو
موت آئے بھی کہین مرا قصہ تمام ہو

لیتے نہین خبر مری برسون خدا گواہ　　جھوٹون بھی پوچھتے نہین وہ حال میرا آہ
جب خود غرض ہون مرد تو گھر کیون نہ ہو تباہ　　دنیا مین ایسے لوگون سے ہم کرتے ہین پناہ

لونڈی سے بڑھ کے مرد ہمین جانتے نہین

بیوی کا مرتبہ ہی وہ پہچانتے نہین

جانے کا اون کے ساتھ ارادہ کرون اگر — بے شرم مجھکو ہائے بتاتا ہی سارا گھر
کہتی ہے ساس غیظ مین یہ مجھ سے آنکر — مردون کے ساتھ کرتی ہین کیا عورتین سفر
باہر نکلکے ذات مین بٹا لگاؤگی
انگریزنون کی طرح سے کیا ساتھ جاؤگی

لکھی پڑھی جو ہوتی تو لکھتی مین اونکو خط — اظہار حال اپنا تو کرتی کسی نمط
دو حرف لکھ کے بھیجتی اونکو غلط سلط — ابتو ہے دوسرون کا بھروسہ مجھے فقط
سن لین جو غیر چار طرف بات جاتی ہے
اپنون سے بھی کہون تو مجھے شرم آتی ہے

افسوس باپ مان نے پڑھایا نہ ہمکو کچھ — خاوند نے بھی ہائے سکھایا نہ ہمکو کچھ
سسرال والون نے بھی بتایا نہ ہمکو کچھ — قسمت نے اس چمن مین دکھایا نہ ہمکو کچھ
عزت سے عورتون کو تو انسان کہتے ہین
ہندوستان مین ہمکو تو حیوان رکھتے ہین

حالت ہماری وحشیون سے بھی ہی پست تر — آزاد وہ ہین قید مین کرتے ہین ہم بسر
اپنی ضرورتون سے ہین آگاہ جانور — دنیا و دین کی ہمکو نہین مطلقاً خبر
خالق کو اور عبد کو پہچانتے نہین
اعمال نیک و بد کو بھی ہم جانتے نہین

ہے فرض کیا طریقۂ خیر الورا ہے کیا — بت خانہ کیا ہے کعبہ ہے کیا کربلا ہے کیا
ہے کفر کیا ہدایت دین ہدیٰ ہے کیا — کیا چیز حشر و نشر ہے روز جزا ہے کیا
جاہل کو سنگ اور خدا دونون ایک ہین
راہِ ثواب اور خطا دونون ایک ہین

کعبہ نماز و صوم ہے مردون کیواسطے　　سب وعظ و پند قوم ہے مردون کیواسطے
تخویف بخل و لوم ہے مردون کیواسطے　　ترغیب ترک نوم ہے مردون کیواسطے

ہم ہین نہین ہین فہم کے شاید قوا کوئی
نسوان کے واسطے نہین حکم خدا کوئی

جنت مین جائین مرد تو نار سقر مین ہم　　مسجد مین وہ نماز پڑہین ہائے گھر مین ہم
داخل نہین ہین امت خیر البشر مین ہم　　کیسے ذلیل و خوار ہین سب کی نظر مین ہم

زینت کا غیر کفو کو دکھانا حرام ہے
کیا عیدگاہ مین ہمین جانا حرام ہے

جاتے ہین مرد مسجد جامع مین ہفتہ وار　　پڑہتے ہین ہر نماز جماعت سے دیندار
سنتے ہین وعظ و پند جوانان ہوشیار　　محروم ان ثوابون سے پر ہم ہین کردگار

ان مردون کے واسطے ساری خدائی ہے
دوزخ ہمارے ہی لئے تو نے بنائی ہے

ہر مرد کے لئے تو ہین جنت مین قصر و حور　　کھانے کو میوے پینے کو ہر دم مئے طہور
تفریح کو ہے باغ ارم نغمۂ طیور　　دیدار حق جو چاہین تو دیکھین خدا کا نور

لطف بہشت کیونکہ اوٹھائین گی عورتین
جنت بغیر علم نہ پائینگی عورتین

نادان ہمین سمجھتے ہین کم فہم مرد ہے　　مغرور اپنی عقل پہ کیسے ہین یہ ہوئے
پیدا ہمارے پیٹ سے سارے نبی ہوئے　　تنہا یہ کھینچ سکتے ہین گاڑے کی دو جوئے

اپنی ترقیون کا تو ہر دم خیال ہے
بے عورتون کے مرد بڑہین کیا مجال ہے

کہتے ہین مرد عورتین رکھتی نہین دماغ　　اس بات کا بتائین ملا کسطرح سراغ

آدم کے ایک نور سے روشن ہین دو چراغ آباد اک درخت کے پودون سی ہے یہ باغ

نوعیت ثمر کی معترف ہے رنگ و بو

پھولون کا کس شجر کے مخالف ہی رنگ و بو

ہوتے نہ عورتون مین جو عقل و دماغ و سر علم و ہنر مین کرتین ترقی نہ اسقدر

یورپ مین عورتون کی کتابین ہین معتبر بیرسٹر ہے کوئی تو کوئی ہے ڈاکٹر

مشق جہازرانی و کمپاس کرتی ہین

ایم اے ۔ بی اے ۔ تو لڑکیان اب پاس کرتی ہین

جنکی کبھی ہنسی نہین آتی نظر ہمین واللہ اب تو زیست ہوئی درد سر ہمین

پردے نے کردیا ہی جو بے بال و پر ہمین قید فرنگ سے بھی یہ بدتر ہے گھر ہمین

بچون کو کیسے پالین جنین خاک کھائیگی ہم

کسطرح مدرسون مین پڑھین ہائی جائیگی ہم

کن کن مصیبتون کو کرین اپنی ہم بیان ہوتا نہین ہے ہم سے تو اب سوز دل نہان

پھکتا ہے تن نکلتا ہے آہون کسی بھی دہوان ڈر ہے کہین نہ نالون سی جل جائی آسمان

دنیا مین اپنے درد کا چارہ نہین ہی اب

اے چارہ ساز ضبط کا یارہ نہین ہی اب

مردون سے اپنے ہمکو تو کچھ بھی نہین ہی آس انکو غرض نہین ہے کہ ہم خوش ہون یا اداس

مرجائین بھی تو یہ نہ کھڑے ہون ہماری پاس بے اعتنائی انکی بڑھاتی ہے اب ہراس

بدخواہ عورتون کا جو ہو نیک خو ہی وہ

ہمدرد جو نسا کا ہے انکا عدو ہے وہ

سچا جو خیر خواہ ہے انکا وہ ہے شریر دشمن کو اپنے سمجھے ہین یہ اپنا دستگیر

شیطان رہنما تو ضلالت ہے ان کی پیر مکار کھینچتے ہین انہین سے زر خطیر

گو مفت وہ کتاب تو لیتے نہیں ہیں یہ
کوڑی بھی قوم کے لئے دیتے نہیں ہیں یہ

ظاہر ہمارا حال ہے سب تجھ پہ اے خدا   فاقوں سے اب تو جسم میں طاقت نہیں ذرا
اٹھتی ہوں جب تو کانپنے لگتے ہیں ہاتھ پا   پنکھا سا مارے ضعف کے ہلتا ہے دل مرا
تو جانتا ہے زیست بسر جیسے کرتے ہیں
بے آب و دانہ ہمکو تو ہفتے گذرتے ہیں

دن بھر کے بعد شام کو ہوتے ہیں جو نصیب   چکی میں پیستی ہوں انہیں آپ میں غریب
دو روٹیاں پکاتی ہوں میں رات کے قریب   شدت کی اشتہا میں یہ ہیں نعمت عجیب
ملتی ہے جب غذا تو ترا شکر کرتی ہوں
دوزخ کو ساگ پات سے میں اپنے بھرتی ہوں

عریاں تنی کا اپنے کروں کس سے میں گلا   سر پر ہے مارکین کی بوسیدہ سی ردا
ٹانگوں میں ٹاٹ کا ہے پاجامہ اک پھٹا   جوتا نہیں نصیب تو پھرتی ہوں ننگے پا
سونے کو اس مکان کا بس ایک کونا ہے
بستر ہے خاک فرش زمیں کا بچھونا ہے

پردے سے اور بڑھ گیا عسرت کا ہائے دکھ   بے پردگی کا ڈر تو شرافت کا ہائے دکھ
نکلوں جو گھر سے میں تو ملامت کا ہائے دکھ   سر پر ہمارے آیا قیامت کا ہائے دکھ
کٹ جائے ناک کنبے کی باہر جو جاؤں میں
سودا سلف خرید کے کس طرح لاؤں میں

پیسا بھی ہو جو پاس تو بازار جائے کون   کھانے کی چیزیں واجبی قیمت سے لائے کون
کپڑے کے دام پھر کے دکانیں چکائے کون   تکلیف میرے واسطے اتنی اٹھائے کون
آئے ترس کسی کو تو ہوں جو کہیں نصیب

ہمکو تو نون تیل بھی ہوتا نہین نصیب

پھرون پڑوسیون سے مین کرتی ہون التجا — تب جا کے کوئی لاتا ہے سودا سلف ذرا
کرتی ہون اونکے حق مین شب و روز مین دعا — گر وہ کرین نہ کام تو پھر زور میرا کیا

آبا کا عز و جاہ ملا خاک مین ہے اب
پردے کی سختیون سے تو دم ناک مین ہے اب

دنیا مین کوئی ہم سا نہین مبتلائے غم — بیہودہ ریت رسمون کے سہتی ہین ہم ستم
مردون کے ظلم و جور ہین ادلا کے الم — اللہ کہا ہے حال پہ اپنے بہت کرم

آتی نہین ہے موت ہمین مر مرتے ہین
کیا زندگی ہے جینے کے دن تیر کرتی ہین"

سنکر محب یہ بین ہوا دل جو بے قرار — رو کر کہا یہ مین نے کہ اے رب کردگار
یہ باندیان ہین تیری مصیبت سے دلفگار — زندہ برائے نام تو مردون مین ہین شمار

مظلوم ہین غریب ہین مردون مین خوار ہین
رحم و کرم کی تیرے یہ امیدوار ہین

بیوگان ہند کی حالت

کہتی ہے بیوہ رو کے کہ اے خالق کریم — تیرے سوا نہ ہے کوئی والی نہ ہے رحیم
محتاج مین ہون اور ہین بچے مرے یتیم — فاقہ کشی سے حال ہمارا ہے اب سقیم

سوزش سے دل کے زخم نہان ادھڑتی ہین
روتی ہون جو بھوک سے بچے بلکتے ہین

کیا بیوگی کا صدمہ جانکاہ ہو بیان — تجھ سے نہین چھپا ہے دلونمین جو ہین نہان
جز قبر اس بلا سے کہین بھی نہین امان — بہتر ہے یہ کہ تن سے نکل جائے اب تو جان

کیونکر ستی نہ ہون تو بتاوے مین کیا کرون
کب تک مین اس رنڈاپے کے صدمے سہا کرون

کسکو غرض ہے جو کوئی بیوہ کا ہو معین | ہمدرد ہند مین کوئی رانڈون کا اب نہین
کرتے نہین ہین عقد بھی بیوہ سے اب کہین | رنڈوے بھی ڈھونڈتے ہین کوئی باکرہ حسین
معذور عورتین ہون یہی بندوبست ہین
اس ملک مین وہ جانورون سے بھی پست ہین

کس طرح سے پلین یہ یتیمان خوردسال | پردہ نشین ہون کس سے کرون جاکے مین سوال
نکلی نہین ہون گھر سے کبھی مین شکستہ حال | مانع حیا ہے اور ہے پردہ کا بھی خیال
اس درد کی بتاے کوئی کیا دوا کرون
کوئی ہنر بھی یاد نہین ہاے کیا کرون

کس طرح دون مین بچون کو تعلیم ابجدا | قایم نہین یتیمون کا یان کوئی مدرسہ
ان پڑھ رہین گے ہاے مرے اب یہ بے لقا | آوارہ ہو کے نام مٹائین گے باپ کا
اُستاد پاس ہے نہ میسر کتاب ہے
جاہل رہے اب انکی بھی مٹی خراب ہے

افسوس مین بھی تو نہین ذی علم ذی ہنر | ورنہ مین آپ ان کو پڑھاتی شکستہ پر
مان ہوتی خود مدرسہ مکتب جو ہوتا گھر | حاجت نہ تھی جو پھرتی انہین لیکے دربدر
ماؤن کی تربیت کے یہ اعلے نتیجے ہین
یہ عورتون کے علم کے اولے نتیجے ہین

سوداگری کرون تو کہین گے یہ ہلکے لوگ | بیوہ نے خوب اپنے میان کا لیا ہے جوگ
باطن مین اور بھید ہے ظاہر مین ہے یہ سوگ | باقی نہین رہے گی اب عصمت نہ یہ بروگ
بیپار کرکے عورتین عزت ڈبوتی ہین

مردون سے جو ملین وہ کہین پاک ہوتی ہین

چرخا بھی کاتون گر تو نہین اسمین فائدہ   دن بھر تھکاؤن ہاتھ تو پاؤن کہین ٹکا
آنکھون کا پھوڑنا ہے سلائی مین اور کیا   کپڑے کی کل نے خاک مین ہمکو ملا دیا

معلوم ہے خدا کو ہمارا جو حال ہے
مشکل ہے زیست عمر کا کٹنا محال ہے

وہ حرف جانتی تو نہ ہوتی مین یون تباہ   ہوتا کسی شریف کے گھر مین مرا نباہ
یا اپنا ہی مکان بناتی مین درسگاہ   پیشہ معلمی کا نہین ہے کوئی گناہ

تعلیم خاص سنت خیر الانام ہے
اس کام کی بزرگی مین کسکو کلام ہے

گر جانتی مین فن طبابت کے کچھ اصول   ہوتی معالجہ ہی سے دولت مجھے حصول
کر لیتی اسپتال کی یا نوکری قبول   راحت سے عمر کٹتی نہ ہوتی کبھی ملول

بچون کو علم کے لیے جرمن کو بھیجتی
اپنی کمائی سے انہین لندن کو بھیجتی

انسان وہی ہے آئے جو دکھ مین کسیکے کام   طب کے شریف ہونے مین ہی قوم کو کلام
وارث ہین انبیا کے طبیبان نیک نام   ہین مستفیض ان کی تماسی خاص و عام

پیرو حکیم پیرو غرض ایک فن کے ہین
وہ روح کے طبیب یہ عالم بدن کے ہین

پردے نے کر دیا ہمین بے پر کچھ اسقدر   ہم جانتے نہین کہ ہے دنیا کی کیا خبر
کیڑون کی طرح کرتے ہین ہم زندگی بسر   رہتے ہین تا بہ زیست گھرون مین ہم شکستہ پر

مرنے کے بعد قبر مین سب جا کے سوتے ہین
ہم جیتے جی مکانون مین مدفون ہوتے ہین

یہ بیوگی یہ درد یہ تنہائی یہ بے کسی — پیسے کی سختی اور یہ افلاس یہ بے بسی
جاؤن کہان کہ رسم کی چکی مین ہون پسی — ناگن رواج کی مجھے ہاے غضب ڈسی

کس سے کہون جو ہند کی بیوائون حال ہے
بچنے سے ان خبیثون کے چھٹنا محال ہے

اس بیوگی مین پردے کی آفت بھی آ پڑی — دیوار و در سے ڈرتی ہون باتین مین ہر گھڑی
سختی کو جھیلتی ہون اوٹھاتی ہون مین کڑی — بستر پہ منہ چھپائے ہوئے رہتی ہون پڑی

وہ اوٹھ گئے جلیس مرا اب کوئی نہین
جز بے کسی انیس مرا اب کوئی نہین

ہوتا ہے رنج و غم کا مرے دل پہ جب ہجوم — پھرتی ہون شب کو صحن مین گنتی ہوئی نجوم
بیدار رات بھر جو مین رہتی ہون مثل بوم — مجھہ سا نہ ہوگا کوئی زمانے مین اور شوم

ہم سائیان بھی میری نہین غمگسار آہ!
سائے سے میرے بھاگتے ہین رشتہ دار آہ

جاؤن اگر کسی کے مکان کو مین خستہ تن — ہوتے ہین بدگمان سبھی مجھہ سے مرد و زن
دیتی ہے ساس گالیان مان بھی ہے طعنہ زن — ہمجولیان بھی لاتی ہین لب پر برے سخن

اپنون سے کچھ غرض ہے نہ غیرون سے کام ہے
ملنا بھی عورتون سے مجھے اب حرام ہے

انسان فطرتاً ہے جو ہمدرد و ہم جلیس — وحشی بھی ڈھونڈ لیتا ہے اپنا کوئی انیس
دانا کے پاس بیٹھے تو نادان ہو نفیس — تنہا فرشتہ رہتا ہے یا جانور خسیس

دنیا مین پاؤن دھرتے ہی مجبور ہم ہوئے
آپس کے میل جول سے مایوس ہم ہوئے

گر عورتون مین بیٹھین تو ہو دور رنج و غم — دکھ اپنا ہم بیان کرین اون کا سنین الم

سہتے رہین حوادثِ عالم جو روز ہم　　اپنی مصیبتون کا کبھی دل پر اثر ہو کم
پردہ جو حکم رب سے زیادہ نہ کرتے ہم
گھٹ گھٹ کے اسطرح سے گھرون مین نہ مرتے ہم

ٹھنڈی ہوا کو ہائے ترستے ہین گھر مین ہم　　گھٹتے ہین کوٹھڑیون مین لو آتے ہین در مین ہم
ہین مبتلا بخار مین ضعفِ جگر مین ہم　　کرتے ہین زیست اپنی بسر دردِ سر مین ہم
رہنے سے دم کے سارا بدن سنسناتا ہے
اٹھتا ہے ہول سینہ مین دل تھرتھراتا ہے

صحت کہان ہزار مرض مین ہین مبتلا　　کابوس و اختناق و جنون دردِ دست و پا
خفقان دردِ گردہ ز امراضِ امتلا　　اوہام و تپ ۔ گرانی سر ۔ قلت غذا
ان آفتون کے دام سے چھٹنا محال ہے
مرنا قبول ہے ہمین جینا وبال ہے

امراض صعب اور یہ پردہ یہ مفلسی　　ممکن علاج ہی نہین اللہ ری بے بسی
تیماردار کون ہے جز یاس و بیکسی　　آتی ہے اپنے حال پہ اب تو مجھے ہنسی
پیدل نہ جا سکون جو سواری نہ پاؤن مین
کسطرح عورتون کے شفاخانے جاؤن مین

جز موت اب کوئی نہین یا رب مرا علاج　　کیا ہو دوا کہ کھانے کو گھر مین نہین اناج
جز تیرے کوئی والی و وارث نہین ہی آج　　پیوند ہون زمین کی تو رہ جائے میری لاج
لاؤن جگر کہان سے جو مین بددعا کرون
بے شرم قوم کا مین بھلا کیا گلا کرون

اے قوم! کچھ تو بیویون کی حالت پہ کر نظر　　مرتی ہین عورتین نہین اسکی تجھے خبر
غفلت مین کیا پڑی ہے اجڑتا ہے تیرا گھر　　ویران ہوا مکان تو پھرے گی تو دربدر

تیرے محب ہیں تیرا گلا کر رہے ہیں ہم
اپنا جو فرض ہے وہ ادا کر رہے ہیں ہم

واسوخت ہند

واہ اے ہند ہے کیا حسن خداداد ترا — رشک جنت ہے ہر اک قریۂ آباد ترا
خوشہ چیں تھا کبھی دہر میں شداد ترا — کہیں طرب ہے ... فرزند ہی شمشاد ترا
باغ عالم میں کہیں پھول نہ پھولا ایسا
آسمان نے بھی نہ دیکھا کوئی تارا ایسا

وسعت قدرت نے عجب کھینچی ہے تیری تصویر — پائی جاتی نہیں عالم میں کہیں تیری نظیر
رخ خورشید میں ذرہ نہیں تیری تنویر — باغ جنت میں نہیں جو ہے ترا کشمیر
ہے کہاں گلشن فردوس میں نکہت تیری
پوچھئے آدم و حوا سے لطافت تیری

ہے یہ زیبا جو کہوں تجھکو عروس دنیا — لونڈیاں تیری ہیں یہ پیرس و لندن بخدا
ہیں غلاموں میں ترے مصر و بخارا خیوا — سامنے تیرے ہے کیا چین و ختن کا رتبہ
شام و ایران کو بھلا تجھ سے کوئی نسبت ہے
حسن فطری کے برابر بھی کہیں صنعت ہے

باغ فردوس جسے کہتے ہیں اہل اسلام — وہ ترے خطۂ کشمیر کا نقشہ ہے تمام
تیری حوریں ہیں کنیزیں ترے غلمان ہیں غلام — گلشن خلد میں تجھ سا نہیں کوئی گلفام
تجھکو ہم چھوڑ کے جنت میں نہ جائینگے کبھی
لاکھ حوریں ہوں حسین منہ نہ لگائینگے کبھی

تو ہی وہ گل کہ جو ہے گلشن ایجاد کی جان — مثل بلبل ہے ہر اک شاہ تجھی پر قربان
تو ہے وہ شمع کہ جس سے ہے منور یہ جہان — تجھپہ پروانہ ہے ہر قیصر و زار و خاقان

تیرے ہی عشق کا دم شاہ و گدا بھرتے ہین
تجھ پہ دنیا کے سلاطین بخدا مرتے ہین

تیرے ہی حسن کے چرچے ہین ابھی تک ہر سو   تیری ہی زلف معنبر کی ہے پھیلی خوشبو
تیرے ہی دست حنائی نے بہایا ہے لہو   تیرے ہی ابروِ خمدار نے کاٹے ہین گلو

ہر ادا پہ ترے عشاق کے دل قربان ہین
تیرے ہی عشق سے شاہان زمن حیران ہین

تیرے ہی چشم فسون ساز کا مفتون ہے جہان   لب میگون پہ ترے جم تھا بصد جان قربان
تیرے ہی تیر نگہ سے ہوا نادر بے جان   تیرے ہی در کا تھا محمود سا غازی دربان

تیرے ہی دید کا مشتاق سکندر آیا
سر کے بل تیرے قدم چومنے بابر آیا

پاسبان تھی ترے دروازہ کے [illegible]   تیری دربانی کا پرویز کو تھا ناز و غرور
مے الفت سے تری مست تھا شاہ طہمر   تیری ہی وصل سے تھا قلب ہمایون مسرور

جس نے اکبار بھی تیرا رخ تابان دیکھا
اوس نے پھر کر نہ کبھی مہر درخشان دیکھا

اہل یورپ ترے اوصاف سنا کرتے تھے   غائبانہ تری صورت پہ وہ سب مرتے تھے
تیری ہی عشق و محبت کا وہ دم بھرتے تھے   سب وہ ہر یک بحر ہلاکت مین قدم دھرتے تھے

تیری ہی صدمۂ ہجران سے وہ سر دھنتے تھے
تیرے الفت مین تری قیس صفت جیتے تھے

تیرے عشاق کی حالت کو کوئی کیا جانے   تیری الفت مین کلمبس نے سمندر چھانے
اوج ترے شمع رخسار کے تھے پروانے   پرتگیزی بھی ترے عشق مین تھے دیوانے

تیرے ہی عشق و محبت کا تھا ہیجان سب کو

تیری ہی در کی گدائی کا تھا ارمان سب کو

تھا فرانسا کو تری زلف کا سودا بخدا   اور انگلینڈ بھی تھا ایک ترے در کا گدا

ہم بھی عاشق سے تھے کبھی تیرے ہی کریا دوڑا   جان دیتے تھے تیرے نام پہ ای شہر با

جس جگھہ تیرا پسینہ میری جان گرتا تھا

خون سیلاب سا دان اپنا بہا پھرتا تھا

ہمنے تیرے لئے کیا کیا نہ مصیبت جھیلی   تیرے پیچھے مری جان کس پہ نہ تلوار چلی

تجھپہ قربان کئے ہمنے سبھی ورثہ دلی   جان نثاری سے کبھی ہمکو تو فرصت نہ ملی

سچے عاشق تھے اور ان پہ تری مرتے تھے

جان ابرو کے اشارے پہ فدا کرتے تھے

چھوڑکر ملک عرب ہم تری خاطر آئے   جنگ گجرات مین کیا کیا نہ ہنر دکھلائے

ہمنے تیرے لئے اپنوں کے گلے کٹوائے   آب شمشیر بیار چھین سے پھل کھائے

سامنے اپنے ہزاروں کی بھی کچھ ہستی تھی

سر برس جاتے تھے تلوار جہاں کھنچتی تھی

تیرے ہی واسطے ہم سندہ مین ای شوخ لڑے   رن کہین ایسے تو ابتک نہین واللہ پڑے

سر کے انبار لگے پاؤں جہاں اپنی گڑے   کوہ ٹل ٹل گئے جب ہم سر میدان اڑے

تیغ تولے ہوئی جب فوج مین ہم چلتے تھے

فیل چنگھاڑتے تھے شیروں کے دل ہلتے تھے

اپنے منہ سے کرین خود آپ صفت اپنی کیا   ہم ہی لڑتے تھے ہزاروں سے اکیلے بخدا

زندگی اپنی سمجھتے تھے وفا مین مرنا   نقش پا پہ ترے ہم کرتے تھے سر اپنا فدا

تجھپہ اے ہند ہوئے لاکھوں ہی قربان افسوس

پر ہوئی تو نہ کسیکی بھی مری جان افسوس

اپنی جان بازیان کیا یاد دلائین تجھکو — قصّے کیا اپنی شجاعت کے سنائین تجھکو
کسطرح چیر کے دل اپنا دکھائین تجھکو — فائدہ کیا جو تعشق بھی جتائین تجھکو
تیری الفت نے کہین کا نہین رکھا ظالم
ہمکو بے موت ادا نے تری مارا ظالم

ایک دن وہ تھا کہ تو پاس بلاتی تھی ہمین — اپنے پہلو مین جگہ دیکے بٹھاتی تھی ہمین
روٹھ جاتے تھے کبھی ہم تو مناتی تھی ہمین — دلدہی کرتی تھی چھاتی سے لگاتی تھی ہمین
ہم جو آتے تھے تو تو اٹھ کے قدم لیتی تھی
اپنی محفل سے رقیبون کو اٹھا دیتی تھی

ہم بھی رکھتے تھے تجھے اپنے دل و جان سے عزیز — تیری ہر بات تھی ہر آیۂ قرآن سے عزیز
ترا کوچہ تھا ہمین روضۂ رضوان سے عزیز — بت پرستی بخدا تیری تھی ایمان سے عزیز
کفر کو دین ہدیٰ بت کو خدا سمجھے تھے
نقش پا کو ترے ہم سجدہ کی جا سمجھے تھے

دین و ایمان کو ترے عشق مین چھوڑا ہمنے — دیر کو رخ کیا منھ کعبہ سے موڑا ہمنے
پہنا زنار کو تسبیح کو توڑا ہمنے — بت کے آگے بخدا ہاتھونکو جوڑا ہمنے
جو کہا تو نے اُسے ہمنے مری جان کیا
کفر پر مذہب اسلام کو قربان کیا

ہمنے تیرے لئے تعمیر کئے بت خانے — سب تری ملت و مذہب کی عقیدت مانے
ریت رسمون کے تری ہم ہی تو تھے دیوانے — شمع دیدار پہ ترے تھے ہم ہی پروانے
ہر پجاری کو ہمین نے تو یہ سب سیرین دی
تیری خاطر سے شوالون کو بھی جاگیرین دی

جو نکرنا تھا کیا عشق مین ہمنے تیرے — دین ایمان بھی دیا عشق مین ہمنے تیرے

بت بھی پوجے بجز اعشق مین ہمنے تیرے ۔۔ نام تیرا ہی جپا عشق مین ہے ہمنے تیرے
تیرے دروازے پہ دھونی جو رمائی ہمنے
چھوڑ دی تیرے لئے ساری خدائی ہمنے

چھوڑا گھر بار وطن سب تری خاطر ہمنے ۔۔ ایک برتاؤ کیا باطن و ظاہر ہمنے
تیرے ہی کوچہ مین بنوائے مقابر ہمنے ۔۔ اور دفون کئے ان مین اکابر ہمنے
جیتے جی تونے ہمین لاکھ ستمگر چھوڑا
بعد مرنے کے بھی ہمنے نہ ترا در چھوڑا

ہمکو تھا کوئی عرب سے نہ عجم سے مطلب ۔۔ نہ مدینہ سے تعلق نہ حرم سے مطلب
نہ خلافت سے کسی جاہ و حشم سے مطلب ۔۔ در سے تیرے تھی غرض اور قدم سے مطلب
بت عیار تھی تو غارت ایمان تھی تو
اپنی تو جان تھی تو روح تھی ارمان تھی تو

جو کمایا وہ ترے ہاتھ پہ ہمنے رکھا ۔۔ ہاتھ اٹھا کر جو دیا تونے وہی ہمنے لیا
خرچ جو کچھ کیا وہ سب ترے گھر ہی مین رہا ۔۔ ایک پیسا بھی تو باہر نہ کہین اور گیا
تو جو روٹھی تھی ہمین وہ بھی لٹا دیتے تھے
تیرے کنبے ہی کو ہم بھر کے کھلا دیتے تھے

تیری اولاد کو کس ناز سے پالا ہمنے ۔۔ ہم سے جب بگڑے تو ہر بار سنبھالا ہمنے
ملک مین ان کے کبھی ہاتھ نہ ڈالا ہمنے ۔۔ مرتبہ اور کیا آگے سے بالا ہمنے
کرسی خدمت اعلیٰ پہ بٹھایا ان کو
اپنی افواج کا افسر بھی بنایا انکو

ہمنے تو ٹوڈر کو کیا اپنا مشیر دربار ۔۔ مان سنگھ راجہ تھا سب لشکروں کا سالار
ایک تھے اپنی نظر مین جو مسلمان کفار ۔۔ عالی خدمات پہ تھے سارے برہمن ہشیار

فرض اپنا جو دل و جان سے بجا لاتی تھی
تیری اولاد ہی انعام و صلے پاتی تھی

تیرا دل جانتا ہے ہم نے کئے ہین جو سلوک   اپنے برتاؤ کے شاہد ہین زمانہ کے ملوک
ایک سے تھے اپنی نگاہون مین جو مالک مملوک   فرق ہندو و مسلمان کا تھا بالکل متروک

تیری ہر چیز سے اے ہند محبت تھی ہمین
جو عدو تیرا تھا اس سے تو عداوت تھی ہمین

اس اطاعت پہ بھی تو نے نہ وفا کی افسوس   ہمسے آخر کو بڑی ہائے دغا کی افسوس
بے سبب ہم پہ بہت جور و جفا کی افسوس   اپنے عاشق کو کیا ذبح خطا کی افسوس

خون ناحق تری گردن پہ رہیگا ظالم
حشر تک تجکو ہر اک شخص کہیگا ظالم

مل گئے خاک مین ہم تجکو خبر ہے کہ نہین   ہو گئے ہم پہ ستم تجکو خبر ہے کہ نہین
آگیا ہونٹون پہ دم تجکو خبر ہے کہ نہین   جاتے ہین سوئے عدم تجکو خبر ہے کہ نہین

بیوفائی کا تری حال کہین ہم کس سے
کوئی غمخوار نہین کیجیئے بیان غم کس سے

ہجر مین تیرے اوٹھائی ہین وہ صدمے ظالم   آسمان پر بھی جو پڑتے تو نہ رہتا قایم
اپنا دل دیکھے تجھے آپ ہوئے ہین نادم   اپنے حالات سے واقف ہے خدائے عالم

ہم سا رنجور کوئی اور تو خلقت مین نہین
کون وہ درد ہے ایسا کہ جو قسمت مین نہین

ہم سا دنیا مین نہین کوئی ذلیل و رسوا   دیکھتی ہمکو حقارت سے ہے سب خلق خدا
پھرتے ہی تیری نظر ہم سے زمانہ بھی پھرا   سایہ سے بھاگتے ہین اپنے تو اب شاہ و گدا
ایسا بدنام جہان مین تو کوئی اور نہین

داغ ذلت کے مٹانے کا کوئی طور نہین

اب نہ گھر مین کوئی وقعت ہے نہ باہر عزت   ختم سب ہو چکی اسلاف کے اوپر عزت
کوئی شہرت ہے ہماری نہ ستمگر عزت   تیرے پیچھے ہوئی برباد سراسر عزت

اب نہ وہ بزم طرب اور نہ وہ ساقی ہے
خاک مین ملگئے ہم نام فقط باقی ہے

سب کی نظرون مین کیا تونے بہت ہمکو حقیر   اب نہ تعظیم ہماری ہے نہ کوئی توقیر
سر سے تا پا ہمین مجنون کی ہین پوری تصویر   عبرت انگیز ہے دنیا مین ہماری بھی نظیر

عشق مین تیرے مجسم ہوئی وحشت اپنی
بھاگے وحشی بھی جو دیکھے کہین صورت اپنی

سر پہ ٹوپی ہے پھٹی پاؤن مین ٹوٹا جوتا   میلا کرتا تو انگرکھے مین نہین جان ذرا
دھجیان سارا گریبان تو دامان پھٹا   چیتھڑے تن پہ ہین ٹانگون مین نہین پاجامہ

رشک جو کرتے تھے دولت پہ ہماری اعدا
اب وہ روتے ہین حالت پہ ہماری اعدا

زرد رنگت ہے بدن خشک ہے چہرہ ہے اداس   منتشر ذہن تو دل سرد پریشان حواس
ڈبڈبائی ہوئی آنکھون پہ برستی ہے ہراس   رخ سے ظاہر ہے کہ جینے کی نہین کوئی آس

ناتوانی سے کمر چلنے مین بل کھاتی ہے
پسلیان نکلی ہین شہ رگ بھی نظر آتی ہے

ضعف سے جسم مین اٹھنے کی نہین ہے طاقت   روز کے فاقون سے پہنچی ہے غشی کی حالت
مردنی چھائی ہے کیسی ہے بھیانک صورت   اب تو مردون سے بھی بدتر ہے ہماری حالت

کچھ حرارت ابھی باقی ہے پہ بیجان ہین ہم
اب تو دنیا مین کوئی آن کے مہمان ہین ہم

دیکھکر حال ہمارا یہی کہتے ہیں طبیب — خاک اچھا ہو دوا بھی تو نہیں اسکو نصیب
یہ تو ممکن نہیں پہلو میں پھر آئے وہ حبیب — جان بھی جائے تو آنے نہیں دینگی رقیب
ایک ہچکی جو لگے سینہ میں دم گھٹ جائے
سانس اوکھڑ جائے تو تکلیف سہی یہ چھٹ جائے

کوئی کہتا ہے یہ مردہ ہے نہیں دم اسمین — نبض ساقط ہے حرارت ہے بہت کم اسمین
دفن اسکو کرو پھیلا ہے بہت سم اسمین — دیر لازم نہیں جلدی ہے مقدم اسمین
جسم بے جان ابھی مٹی مین ملا دو اسکا
اوڑھنا اور بچھونا بھی جلا دو اسکا

کوئی کہتا ہے کہ باقی ہے ابھی جسم مین جان — ضعف سے آیا ہے غش بند ہین لب چشم و زبان
نبض چلتی ہے ذرا خون ہے آہستہ روان — گرمی تن سے ہین کچھ زیست کے آثار عیان
ہو شفا جائے اگر منہ مین دوا سینے کی
سانس جاری ہے تو ہے آس ابھی جینے کی

کوئی کہتا ہے یہ بیمار جہالت ہے غریب — ابھی اچھا ہو جو ہو دارو تعلیم نصیب
مردے جی اوٹھتے ہین پاتے ہین جو ہمدرد طبیب — اسکا غمخوار ہے کوئی نہ مددگار و حبیب
تلخ ہوتی ہے تو شکر مین کھلاتے ہین دوا
باپ مان جبر سے نادان کو پلاتے ہین دوا

کوئی کہتا ہے یہ ہے اپنے ہی ہاتھوں سے تباہ — کاہلی اور تغافل سے ہوا ہے گمراہ
ایسے ضدی کا کسطرح سے دنیا مین نباہ — خیر خواہون کو سمجھتا ہو جو اپنا بدخواہ
جہل و خودداری و غفلت سے اسی رغبت ہے
عقل کی بات کے سننے سے بڑی نفرت ہے

اس کے اطوار سے عادات سے واقف ہے جہان — عیش و عشرت پہ یہ کمبخت ہے دل سے قربان

غفلت و کاہلی و جہل پہ دیتا ہے یہ جان — آشنا یار تعصب کا یہی ہے نادان

گرگ اسراف کو تن اپنا کھلایا اس نے

گژدم رسم کو خون اپنا پلایا اس نے

عیش نے نفس پرستی نے کیا اسکو تباہ — ہے گرفتار غرور و حسد و عزت و جاہ

جز خدا اسکی ہے اب دولت دنیا پہ نگاہ — اپنے ہی وہم و وساوس سے ہوا ہی گمراہ

اس نے توحید سے قرآن سے منہ پھیرا ہے

شرک اور کفر کی آفت نے اسے گھیرا ہے

دختر رز کے پسینے پہ بہاتا ہے لہو — دن کو خم پیتا ہے پھر شب کو لونڈھاتا ہی سبو

چانڈو و افیون مدک بانہو کی ہے خوے نکو — سیندھی پیتا ہے تو آتی ہے دہن سی بدبو

رخنے تیزاب سے اتنے ہیں کہ جالی ہی دماغ

سر میں بھیجا تو ہے پر عقل سے خالی ہے دماغ

اسکی صحبت ہے بری اسکے ہیں اعمال خراب — بد کو یہ نیک سمجھتا ہے خطا کو یہ ثواب

درد انسان نہو جس میں وہ بشر ہے قصاب — ظلم سے آتا ہے ہر شخص پہ خالق کا عتاب

اچھے افعال کا اچھا ہی صلا ہوتا ہے

آخر انجام برائی کا برا ہوتا ہے

سب پہ ظاہر ہے کہ دنیا ہے مکافات کا گھر — خار بونے سے کہیں ملتے ہیں گل اور ثمر

پوتہہ کے دانے سے ہوتے ہیں کہیں لعل و گہر — کونسا فعل ہے ایسا کہ نہو جس کا اثر

گوش گل میں یہ صبا آ کے کہہ جاتی ہے

بات جو منہ سے نکلی ہے وہ رہ جاتی ہے

مسدس نسوان

نہین نوعِ انسان سے خارج ہے عورت — وہ ہے داخلِ حدِّ افرادِ ملت
یہ تصدیق ہے کچھ نہین اس مین حجت — کہ ہین مرد و زن دونون خالق کی قدرت
ملائک سے برتر ہے دونون کا رتبا
خدا کی خلافت ہے دونون کو زیبا

جو ہے مرد کبریٰ تو عورت ہے صغریٰ — مگر اک قضیّہ کے دونون ہین اجزا
فقط فرق ما بین ہے صنفیت کا — حقیقت مین کوئی بڑا ہے نہ چھوٹا
دلائل ہین یہ کبریائی کے دونو
نتیجے ہین ساری خدائی کے دونو

یہی دو ہین نورِ خداوندِ یکتا — نہین کوئی خلقت مین ثانی ہے انکا
کوئی تیسرا شش جہت مین ہے ان سا — یہی دونو عالم مین سب سے ہین بالا
خدا کے خلیفہ یہی دو ہے باہم
موخر ہے حوا مقدم ہے آدم

گلستانِ حکمت کے دونو شجر ہین — درختِ صناعت کے دونو ثمر ہین
یہی کانِ عصمت کے لعل و گہر ہین — سپہرِ شرافت کے شمس و قمر ہین
جہان مین ہے رونق انہین دو کے دم سے
یہ آباد ہے گھر انہین کے قدم سے

قوائے دماغی مین دونون ہین یکسان — نہین جسمِ نسوان مین کوئی ہے نقصان
نہ وہ ناقص العقل ہین اور نہ نادان — بنائی گئی ہین جہالت سے حیوان
خدا نے انہین بھی دئے ہین وہ جوہر
کہ ہے جن سے آدم فرشتون سے برتر

وہ کہتی ہین دل عقل و ہوش و طبیعت — دماغ و عصب اور ادراک و قوت
ذکاوت ذہانت حمیت شجاعت — تفکر تدبر محبت مروت
خداداد ہر کام کی ہے لیاقت
امور تمدن ہون یا ہو عبادت

محبت مین محنت مین کچھ کم نہین وہ — تحمل مین جرارت مین کچھ کم نہین وہ
کرم اور حدت مین کچھ کم نہین وہ — وفا اور عفت مین کچھ کم نہین وہ
دھنی بات کی اور وعدے کی پکی
چلے جیتے جی وہ ارادے کی پکی

وہ جھانسی کی رانی کی بیڈھب لڑائی — لرزتی تھی ہیبت سے جسکی خدائی
ہلاکر وہ برچھے کو جس رخ پہ آئی — کوئی دم مین کردی صفون کی صفائی
نبرد آزما جتنے افسر وہان تھے
وہ دہشت سے خیمون مین اپنے نہان تھے

وہ اکبر کی وہ چاندبی بی کی لڑائی — شجاعت عجب ایک زن نے دکھائی
وہ نورجہان کی نبرد آزمائی — رضیہ کی وہ دشمنون پر چڑھائی
وہ جنگ جمل عائشہؓ کی وہ جرارت
ہے تاریخ اسلام مین جسکی شہرت

نساء عرب کی وہ شیرانہ جرارت — لرزتی تھی جس کے مقابل مین ہیبت
لڑائی مین وہ ان کی مردون پہ نصرت — وہ ان کے بڑھاوے وہ انکی حمیت
لڑی ہین وہ مردون سے جنگون مین اکثر
اگر شک ہو دیکھو تواریخ پڑھکر

وہ وکٹوریہ قیصر ہند اعظم — تدبر کا جس کے مقر سارا عالم

جہان مین ہے جس کی عدالت مسلّم — سلاطین یورپ مین ممتاز و اکرم
کتابون مین پاؤ گے تم یہ مکرر
کہ عورت ہے مردون کے بالکل برابر

ہراک علم و فن کی ہے یورپ مین عزت — کسی کو ہے علم ادب مین لیاقت
عدالت مین کرتی ہے کوئی وکالت — کسی کی ہے مضمون نگاری مین شہرت
مسیحا صفت ہے طبابت مین کوئی
فلاطونِ دوران ہے حکمت مین کوئی

علوم تمدن مین ہے کوئی ماہر — کوئی خانہ داری مین بے مثل و نادر
کوئی درسِ اطفال کے فن پہ قادر — کوئی عالم علم دین و عناصر
کوئی شہسواری مین فردِ زمان ہے
کوئی نیزہ بازی مین برقِ تپان ہے

غرض ہر طرح کی لیاقت ہے ان مین — فصاحت ہے ان مین بلاغت ہے ان مین
بہی خواہی ملک و ملت ہے ان مین — قیامت کی قومی حمیت ہے ان مین
مگر اپنی نسوان کے مثلِ قویٰ ہین
ہراک علم و فن سے وہ ناآشنا ہین

دیے ہین خدا نے وہ انسان کو جوہر — خدائی مین جن کا نہین کوئی ہمسر
مگر تربیت کی ضرورت ہے اکثر — زمین بھی نہ جوتین تو ہوتی ہے بنجر
شجر گرچہ ہے ایک دانہ مین پنہان
نہ بوئین تو ہوتا ہے کب وہ نمایان

زمین مین ہے گو خود اُگانے کی قوت — گڑے بیج کو پھر جلانے کی قوت
ذرا سے شجر کو بڑھانے کی قوت — بنون کو گلستان بنانے کی قوت

مگر جوتی بوئی نہین جب وہ جاتی
سوا خار و خس کے نہین کچھ اُگاتی

یہی ہے دماغِ بشر کی بھی حالت — بڑی جس مین نشو و نما کی ہے قوت
مگر تربیت سے ہے وہ قلبی زراعت — کہ ثمرے ہین جس کے سعادت شقاوت

لگایا جو باغِ علوم اس زمین مین
تو گویا بنا قصرِ خلدِ برین مین

زمین جب نہین جوتی اور بوئی جاتی — تو ہے گھاس کانٹون کو خود وہ اُگاتی
یہ جھاڑی درندون کو ہے خوب بھاتی — یہ گلشن کو بھی ہے نیستان بناتی

نہین دل مین گر تخمِ تعلیم بویا
تو وہ مار و گژدم کا جنگل ہے گویا

یہی اپنی نسوان کی حالت ہے یارو — دماغ اور دل کی بری گت ہے یارو
مکان گو بہت خوبصورت ہے یارو — مکین سے مگر اسکی زینت ہے یارو

نہین زیورِ علم سا کوئی گہنا
غضب ہے نگھارون مین دن رات رہنا

خدا نے تو نسوان کو انسان بنایا — مگر جہل نے ان کو حیوان بنایا
بری ریت رسمون نے بے جان بنایا — انہین ہم نے بیکار و نادان بنایا

کیا ظلم نسوان پہ گو ہم نے لیکن
بچین ہم سزا سے یہ ہے غیر ممکن

وہ کرتی نہین قوم ہرگز ترقی — کہ جس کی ہین سب عورتین نیم وحشی
لحد تک رہے گا اثر ان کا باقی — کہ مائین ہین مردون کی پہلی مربی

مگر ہائے افسوس اے قوم غافل

تمہارے مربی ہون نادان و جاہل

ہے آغوشِ مادر وہ اسکول پہلا
جہان تربیت پاتے ہین سارے اعضا

جہان لوحِ سادہ پہ کھنچتا ہے خاکا
اُترتا ہے مان کے خیالون کا چربا

لکیرین ہین پتھر کی یہ پہلے خاکے
مٹانے سے مٹتی نہین پھر کسی کے

یہین ہین بوئے ہوئے بیج مان کے
ہین اسبابِ نشو و نما جسم و جان کے

اصولِ تمدن ہین پیر و جوان کے
انہین سے ہین سب خار و گل بوستان کے

نہین کوئی بچتا ہے مان کے اثر سے
نہین جاتے اس کے خیالات سر سے

اسی مدرسہ مین زبان سیکھتے ہین
یہین روزمرے نہان سیکھتے ہین

بلا درسِ طرزِ بیان سیکھتے ہین
فصاحت بلاغت یہان سیکھتے ہین

اگر مان ہے اَن پڑھ تو غارت زبان ہے
نہ طرزِ سخن ہے نہ طرزِ بیان ہے

اسی گھر مین پڑتی ہے بنیادِ عادت
کہ مبنی ہے جس پر سعادت شقاوت

یہین بوئے جاتے ہین تخمِ شجاعت
یہین سے ہے آغاز عقل و حماقت

اگر عورتین گھر کی سب پارسا ہین
تو بچے بھی باعفت و باحیا ہین

یہی گھر ہین اخلاق کی درسگاہین
دکھاتی ہین مائین بد و نیک راہین

غضب تازیانے ہین مان کی نگاہین
یہ بچون کو لائق بنائین جو چاہین

حکومت ہے عورت کی مردون پہ قائم
رہے گا اثر اس کا تا حشر دائم

ہین افراد قومی یہی مرد و عورت — انہین دو سے بنتی ہے قومی عمارت
اگر عورتون مین ہے پستی جہالت — تو باطل ہے دعوے قومی شرافت

کسوٹی ہے قومون کی تہذیب نسوان
جو عورت ہے وحشی تو ہے مرد حیوان

اگر عورتون مین ہے عملی لیاقت — تو وہ جانتی ہین ہدایت ضلالت
سمجھتی ہین معنی پاکی و عفت — زنا کی مضرت حیا کی شرافت

نہین چشم بینا تو گرتے ہین اندھے
بڑی ٹھوکرین کھاتے پھرتے ہین اندھے

یہ سب سے بڑا ہے جہالت کا نقصان — کہ جاہل پہ ہوتا مسلط ہے شیطان
شب و روز اندھون کو دونون ہین یکسان — برابر ہے داغ سیہ مہر تابان

نہین خیر کی کچھ امید اس بشر سے
جو واقف نہین نفس کے خیر و شر سے

گر علم حکمت ہے خیر مجسم — فرشتون سے برتر ہوا جس سے آدم
ہوا علم ہی سے تو فخر دو عالم — خدا کی خدائی مین ممتاز و اکرم

نہین کوئی عالم مین انسان سے بڑھکر
اور انسان مین ہے عقل ہی سب سے بہتر

یہی علم حیوان کو عاقل بنائے — یہی علم ناقص کو کامل بنائے
یہی علم وحشی کو قابل بنائے — یہی علم جاہل کو فاضل بنائے

اسی علم سے آدمی آدمی ہے
فضیلت یہی اور شرافت یہی ہے

جو اقوام ہین آج دنیا مین نامی — کیا جن کو تعلیم نے ہے گرامی

وہ دل سے ہین تعلیم نسوان کے حامی — نہین ان مین پردہ ز قیدِ دوامی
وہ رکھتی نہین اپنی نسوان کو جاہل
جو ہین مرد اکمل تو عورات ہے کامل

جہالت سے بڑھکر نہین کوئی آفت — گناہون کی جڑ اور اصلِ شقاوت
بنی نوعِ انسان کی قلبی مصیبت — زمانے کی کلفت ہے اسکی بدولت
مگر ہائے افسوس نسوان ہماری
جہالت کے دریا مین ہین غرق ساری

نہ تعلیم ان کی نہ کچھ تربیت ہے — نہ تہذیب ان مین نہ کچھ اہلیت ہے
وقار و ادب حلم سب خیریت ہے — فقط نام کی ان مین انسانیت ہے
وہ ہین اس قدر علم و فن سے معرا
کہ مٹی کی ہون مورتین جیسے گویا

نہ اولاد کا پالنا جانتی ہین — نہ تاثیر آب و ہوا جانتی ہین
نہ خواب و لباس و غذا جانتی ہین — نہ امراض و صحت دوا جانتی ہین
سکون و ریاضت سے واقف نہین وہ
قوانین صحت سے واقف نہین وہ

پڑین پیڑ گر ایسے مالی کے پالے — جو کھاد اور پانی سمجھکر نہ ڈالے
اصولِ غلط پر درختون کو پالے — کرے جہل و قسمت کے انکو حوالے
تو کیا خاک نشو و نما ان کا ہوگا
کوئی بے ثمر کوئی مرجھایا ہوگا

اگر مائین بے عقل ہین اور جاہل — تو بچون کے حق مین ہین زہرِ ہلاہل
بڑی پرورش کا اثر بھی ہے قاتل — گھٹے جس سے سب قوم کے جسم جان دل

نہین تربیت ہے شکایت اسی کی
ملے خاک مین ہم بدولت اسی کی

ذرا قوم کی اپنی حالت تو دیکھو　　بدن دست و پا زور و قوت تو دیکھو
طبیعت مزاج اور عادت تو دیکھو　　خیالات و احساس وہمت تو دیکھو

یہ افسوس ہوگا تمہین اس یقین پر
کہ ہم واجب الرحم ہین اس زمین پر

کوئی عہدِ طفلی سے روگون کا گھر ہے　　جوانی مین کوئی خمیدہ کمر ہے
کہین ضعفِ معدہ کہین دردِ سر ہے　　کہین ناتوانی فسادِ جگر ہے

نہین نشونما مین و نسل کو بھی حاصل ہے صحت
دماغون کی اس سے بھی بدتر ہے حالت

کسی کے ہین سر مین خیالات فاسد　　کسی کے دماغون مین باطل عقائد
فقیرون کی قبرین کہین ہین معابد　　کہین ہین مساجد سے بڑھکر مشاہد

کوئی شرک و بدعت مین ڈوبا ہوا ہے
کوئی بت پرستی پہ دل سے فدا ہے

کہین شانِ اسلام سے ہے بت پرستی　　کہین ہے مزارون سے آباد بستی
کہین نیستی سے ہے امیدِ ہستی　　سمجھ پر حماقت پہ ہے عقل ہنستی

نہین عقل سے اپنی کچھ کام لیتے
عقیدون پہ افسوس ہین جان دیتے

خیالون پہ مبنی ہین اقوالِ انسان　　عقیدون کے تابع ہین اعمالِ انسان
نتیجے ہین عادت کے افعالِ انسان　　بدلتا ہے صحبت سے احوالِ انسان

وہ ہے ریت رسمون کا پابند ایسا

کہیں اسکو عادت کا انجن تو زیبا

یہی عادتیں ہیں ترقی کے سامان　　تنزل کے اسباب پستی کے سامان
ثواب و نجات و معاصی کے سامان　　عبودیت و قہر باری کے سامان

کسی قوم پر جب ہے ادبار آتا
بگڑتے ہیں اخلاق اس کے سراپا

یہی عادتیں ہیں وہ جہلاّ و اظلم　　کہ جن کی جفاؤں کا گھایل ہے آدم
لرزتا ہے جن کے مظالم سے عالم　　سہے جن کے مخلوق نے جور پیہم

ٹھکانا نہیں ان کی خونخواریوں کا
ستمگاریوں کا جفاکاریوں کا

انہیں نے بہت خونِ انسان بہایا　　بلا جرم نسوان کو زندہ جلایا
معابد کو مقتل انہیں نے بنایا　　انہیں نے بہت شیرخواروں کو کھایا

برہم پتر ساگر یہ جگناتھ گنگا
بتائیں گے تم کو نشان قتل و خون کا

ستی اور دختر کشی کی وہ رسمیں　　ابھی تک تھا ہندوستان جن کے بس میں
ہزاروں ستی ہوتی تھیں ہر برس میں　　نہ بچتی تھی لڑکی کوئی ایک دس میں

جلاتے تھے زن کو اُدھر بے محابا
ادھر قتل کرتے تھے بچوں کو ہر جا

کیا ہند کی قیصرہ نے وہ احسان　　بجا لائیں ہم شکریہ جس کا ہر آن
اسی کے کرم سے بچی جانِ نسوان　　اسی نے کیا ان کے دردوں کا درماں

انہیں موت کے منہ سے چھینا ہے اس نے
بھنور سے نکالا سفینا ہے اس نے

قلم سہم سے غم سے بعد آہ و زاری　　اداسی ہے حرفون کی صورت پہ طاری
یہ سطرین نہین صف بستہ ماتم ہین ساری　　لکھون کیا کہ آنکھون سے آنسو ہین جاری

نہین ضبط غم کی بس اب تاب دل مین
لہو ہو گیا رنج سے آب دل مین

نئے طرز کی اک مصیبت رقم ہے　　کہ لکھنے سے جس کے دوبارہ قلم ہے
جگر شق ہے دل پر ہجوم الم ہے　　کہ ان عورتون پر پڑا کیا ستم ہے

نصیبون مین ان کی نہین کوئی راحت
یہ دنیا ہے ان کے لئے دار کلفت

گھرون مین مقید ہین تا زیست نسوان　　زمین مین ہون جس طرح سے گنج پنہان
انہین گور گھر بطن مادر ہے یکسان　　نہ مرنے کی دہشت نہ جینے کا ارمان

لحد تک نہین ایک دم بھی رہائی
چھوٹین قید سے جب انہین موت آئی

یہ پردا نہین بلکہ قید گران ہے　　مصیبت ہے آفت ہے درد نہان ہے
جہالت کا ثمرہ تعصب کی جان ہے　　ہمین جس نے مٹایا یہی بے گمان ہے

نہین ایسا پردا کہین بھی روا ہے
اگر ہے تو آنکھون کی شرم و حیا ہے

مکان انکے ہین قید خانون سے بدتر　　احاطے بلند اور پہرے ہین در پر
پرندا نہین مار سکتا جہان پر　　گذر روشنی کا نہین جس کے اندر

درندون سے بڑھکر حفاظت ہے انکی
بہائم سے بھی پست فطرت ہے انکی

نہین قید سے سخت کوئی سزا ہے　　کہ انسان آزاد پیدا ہوا ہے

ہر اک جانور حریت پر فدا ہے — جو اہمر کا پنجرا بھی دام بلا ہے
مگر عورتون کی خدا داد نعمت
غصب کی ہے مردون نے با زور و قوت

عرب۔ شام۔ ایران۔ روم اور مکا — حجاز اور مصر اور کوفہ بخارا
عراق اور کابل دمشق اور خیوا — مدینہ یمن اور بغداد بصرہ
نہین ان مین کوئی بھی عورت مقید
شریعت نے پردے کی باندھی ہے اک حد

مدارس ہین نسوان کے ٹرکی مین قایم — جہان جا کے پڑھتی ہین عورات باہم
کوئی ہے ادیب اور کوئی معلم — کوئی ہے طبیب اور کوئی ہے ناظم
ترقی ہے تعلیم نسوان کی ہر جا
حلب۔ مصر۔ بیروت۔ بغداد و کوفا

وہ کعبہ جو گھر ہے خدائے جہان کا — کہان ہند کا اس مین ہے سخت پردا
یہان مرد و عورت کا مجمع ہے ہر جا — رگڑتا ہے دونو کا شانہ سے شانا
نہین ستر چہرے کا لازم کہین ہے
مصدق اسی کا کلام مبین ہے

وہ بے روک نسوان کا جنگون مین جانا — نمازون کی خاطر مساجد مین آنا
لڑائی مین مردون کو غیرت دلانا — صف جنگ مین جرأتون کو بڑھانا
وہ جلسون مین برجستہ تقریر ان کی
دلون کو ہلاتی تھی توقیر ان کی

نہین قید نسوان کی تاکید دین مین — نہ قرآن مین ہے اور نہ شرع متین مین
نہ تھا حبس نسوان کبھی مسلمین مین — یہ سختی تھی کچھ ہند کے مشرکین مین

یہان راجپوتون مین یہ رسم بد تھی
انہین عورتون کو چھپانے مین کد تھی

وہ اسلام خیر المذاہب ہمارا   مبنی ہے حکمت پہ فطرت پہ سارا
کئے جس نے قدرت کے راز آشکارا   ہین ممنون جس کے یہود و نصارا
اسی نے غلامی سے زن کو چھوڑایا
تمدن کا دنیا کو رستہ بتایا

وہ اسلام اور اسکی سچی ہدایت   مصدق ہین جس کے قوانین فطرت
وہ شیدائے علم اور عدو جہالت   وہ معقول دین اور خداداد حکمت
یہان آکے اس کی ہوئی یہ خرابی
نشان قدم تک نہین جس کا باقی

وہ آزاد مذہب وہ اس کی صفائی   مسخر ہوئی جس کی ساری خدائی
گنوائی گئی ہند مین وہ کمائی   رواجون کے بت پہ ہمین نے چڑھائی
جلاتے تھے عورت کو ہندو مگر ہم
اسے حبس دائم مین رکھتے ہین ہر دم

کسیکو بھی اس کی نہین کوئی پروا   کہ ہے قوم کا حال ابتر کہ اچھا
نہ ہمدردی قوم کا ہم مین چرچا   نہ اصلاح ملک اور ملت کا چسکا
نہ قومی حمیت نہ غیرت ہے باقی
سلف کی فقط ایک عزت ہے باقی

جو ان پڑھ ہین نسوان تو اپنی بلا سے   جو بچے ہین بے جان تو اپنی بلا سے
جو مرتے ہین انسان تو اپنی بلا سے   جو بیوہ ہے نالان تو اپنی بلا سے
نہین درد قومی سے ہے دل مین ہمارے

بھری ہے خودی آب و گل مین ہمارے

سمجھتے نہین قوم کے ہم معانی — کہ ہے قوم سے عزت جاودانی
سکھاتے ہین ہم کو یہ ملت کے بانی — رہو قوم کے دل سے تم یار جانی

محب اسکا محبوب رب العلیٰ ہے
عدو اسکا بے شک عدوے خدا ہے

شجر مین گل و شاخ و برگ و ثمر مین — بڑے فرق صورت مین انکی نگر مین
ہرے ہین جو پتے تو گل سرخ تر مین — جو خاکی ہے جڑ زرد پھل سربسر مین

رگ و ریشہ ہر ان کا باہم ملا ہے
نہین کوئی پتا بھی جڑ سے جدا ہے

جو دیتے مین تھوڑا سا پانی شجر کو — پہنچتا ہے وہ اصل ہر شاخ تر کو
ہر اک شاخ گل برگ گل اور ثمر کو — ہر اک گل کو اور اسکے داغ جگر کو

نہین کوئی کونپل بھی بے آب رہتی
نہین پیاس کا دکھ کوئی شاخ سہتی

ہر اک قوم باغ جہان مین شجر ہے — کہ جس کے لیے آب علم و ہنر ہے
قیامت ہے بے علم عورت اگر ہے — خرابی ہے جڑ کی شجر کو خطر ہے

نہ گل برگ پانی سے سیراب ہونگے
نہ پھل خشک پودون کے شاداب ہونگے

نہین کچھ بھی اپنی خبر ہم کو اصلا — کہ ہم کیا تھے اور ہو گئے ہائے اب کیا
کیا ہم سے علم و ہنر نے کنارا — نہین زیست کا کوئی اب تو سہارا

نہ طاقت بدن مین نہ قوت دلون مین
مٹے پر بھی ہے ایک جرات دلون مین

معطل ہین یکسر قوائے دماغی — کہ گویا نہین سر قوائے دماغی
وہ ان مول گوہر قوائے دماغی — ہوئے ہائے پتھر قوائے دماغی

نہ فکر آج کی ہے نہ اندیشہ کل کا
تعیش ہے کام ایک اہلِ دول کا

نہین وقت کی کچھ ہمین قدر و قیمت — عبث دی ہے ہمکو خدا نے یہ نعمت
گھڑی دے رہی ہے خود اسکی شہادت — کہ ہے وقت ہی گنجِ آرام و راحت

مہ و مہر و انجم طیور و بہائم
ہین پابندِ اوقات با کار دائم

نکلتا ہے سورج ہمیشہ سحر کو — سکون ایک ساعت نہین ہے قمر کو
بلا وقت کس نے اُگا یا شجر کو — بلا فصل دیکھا ہے کس نے ثمر کو

بہار و خزان اور گرما و سرما
ہر اک وقت پر اپنے کرتے ہین دورا

نہین کوئی عالم مین بیکار ہم سا — نہین کوئی درماندہ ناچار ہم سا
نہین کوئی غفلت کا بیمار ہم سا — نہین کوئی مجبور و بے یار ہم سا

ہمین ہین جو رستے کو بھولے ہوئے ہین
ضلالت حماقت پہ پھولے ہوئے ہین

نہین ڈھونڈھتے راہِ منزل مگر ہم — گئے کاروان اور جاتے ہین پیہم
چراغون سے نقشِ قدم کچھ نہین کم — نہین گرچہ رہبر نہ ہمراہ و ہمدم

زمین پر ہین نجم فلک لانے والے
رکے ہین کسی سے کہین جانے والے

خدا نے دیا ہے وہ مشکل کشا دل — کہ ہم آپ خود حل کرین اپنی مشکل

سہارا نہیں ڈھونڈتے مرد عاقل　　دماغوں کو کرتے نہیں اپنے عاطل
مگر ہم نہیں کام لیتے تو اس سے
مصیبت کے شاکی ہیں ہر دم خدا سے

نہیں اس سے بڑھکر کوئی کفر نعمت　　کہ انسان خدا کی کرے کچھ شکایت
نہ سوچے مرض اور نہ دیکھے علامت　　نہ ڈھونڈے کبھی کوئی اسباب صحت
کرے اپنی تقدیر ہی پر بھروسہ
کہ گویا ہیں بیکار سب اس کے اعضا

بہائم سے بدتر ہے انسان ایسا　　جو کرتا ہے بیکار سب اپنے اعضا
فراغت نہیں جانور کو بھی اصلا　　بڑی جستجو سے وہ پاتا ہے دانا
نہیں وہ مقدر پہ کچھ جم کے بیٹھا
بھروسہ خدا کا ہے کوشش کی آسا

مگر عقل سے ہم نہیں کام لیتے　　تدبر کا ہرگز نہیں نام لیتے
جو کرتے مشقت تو ہم دام لیتے　　اوٹھاتے صعوبت تو آرام لیتے
یہ دنیا مکافات کا اک مکان ہے
ہر اک رنج و راحت کا ساماں یہاں ہے

ہر اک فعل کا اک نتیجہ عیاں ہے　　ہر اک بیج میں ایک پودا نہاں ہے
ہر اک شاخ میں ثمرہ جاودان ہے　　ہر اک پھول پھل میں اثر بے گماں ہے
ہر اک چیز کے جب سبب ہیں نتیجے
تو ہر کام میں عقل سے کام لیجے

خدا نے بنایا نہیں ہم کو تصویر　　کہ بے حس و حرکت رہیں ایک جا پر
جہاں چاہیں پھینکیں ہمیں سب اوٹھا کر　　مگر خود نہ ہم ہل سکیں ایک جو بھر

نہین ایسا مجبور انسان ہرگز
نہین وہ جماد اور بےجان ہرگز

خدا نے دیا ہے وہ انسان کو جوہر   خدائی مین کوئی نہین جس کا ہمسر
زمین ۔ آسمان ۔ مہر و مہتاب و اختر   نہین عقلِ انسان کے کوئی برابر

زر و گوہر و لعل و الماس و مرجان
یہ سب ہین مگر سب سے اشرف ہے انسان

ذرا اپنی نسوان کی حالت بھی دیکھو   دماغ و قوا جسم و ہیئت بھی دیکھو
خیالات و افکار و عادت بھی دیکھو   طبیعت مزاج اور خصلت بھی دیکھو

نہین عقل نسوان مین در اصل باقی
کہان ان مین انسان کی ہے فصل باقی

وحوش و بہائم سے بدتر ہے حالت   غرض کر چکی کام اپنا جہالت
فنا کر چکی جسم و جان سب حجابت   مٹا کر رہی دین و ایمان ضلالت

نہ واقف خدا سے نہ آگاہ دین سے
نہ قرآن سے مطلب نہ شرع متین سے

نہین کچھ بھی اسلام کی بو ہے انمین   نہ اسلامیون کی ذرا خو ہے ان مین
نہ پابندی دین سر مو ہے ان مین   بہت کم ہے خوشخو خوشرو ہے انمین

نہین انکو کچھ کام علم و ہنر سے
تمدن سے اخلاق سے خیر و شر سے

نہین جانتین وہ کسی شے کی فطرت   نہ انسان کی خو بو نہ حیوان کی خصلت
انہین ایک ہی سے جہالت بصیرت   فوائد سے مطلب نہ خوفِ مضرت

وہ ہین اس قدر کور دل اور جاہل

سمجھتی ہین امرت کو زہر ہلاہل

نہین ان کو علمِ شریعت ذرا ہے نبی کون ہے اور اللہ کیا ہے

خدا انکا اور ان کا مذہب جدا ہے غرض شرک و بدعت انہین سب روا ہے

نہین جانتین عورتین کفر و ایمان

فقط گائے کے گوشت سے ہین مسلمان

کوئی زین خان کو سمجھتی ہے قادر کوئی شیخ سدو کی کرتی ہے خاطر

کوئی جانتی ہے ہٹیلے کو قاہر کسی کے ہے دلمین بڑا خوفِ ساحر

کہان انکو خوفِ خدا اسقدر ہے

کہ جتنا انہین ان خبیثون کا ڈر ہے

دہڑلے سے کرتی ہین قبرونکو سجدے مقابر مساجد ہین معبود بندے

گلے مین ہین انکے وہ شیطان کی پھندی کہ ذرات ہین انکو نذرون کے دھندے

علم۔ تعزیے۔ نال۔ جھنڈے۔ مقابر

یہ ہین انکے حاجت روا اور قادر

نہین جانتین وہ کلامِ خدا کو طریقت کو سنت کو روزِ جزا کو

فرائض نہ احکامِ رب العلیٰ کو نہ ارشاد و فرمانِ خیر الوریٰ کو

خدا ہی سے جب انکو مطلب نہین ہے

تو کیا ان مین ہمدردیِ اہلِ دین ہے

عجب عورتون کے عقیدے ہین باطل فقیرون سے اولاد و دولت کی سائل

سمجھتی ہین عالم انہین جو ہین جاہل نہین جانتین وہ فضائل رذائل

انہین عقل و ادراک سے کیا غرض ہے

رواجون کی پابندیون کا مرض ہے

چڑھاتی ہین قبرون پہ وہ جا کے چادر سمجھتی ہین بندون کو خالق کا ہمسر
نہ ڈر ہے خدا کا نہ خوف پیمبر کہ مانگین مرادین وہ مردون سے جا کر

جو تھے زندگانی مین بے زور و قوت
ہوئی انکو مرتے ہی حاصل حکومت

ہزارون زناکار و مکار و جاہل ٹھگون کے گرو اور شیطان خصائل
سرون پر عمامے گلون مین حمائل مگر زر زمین زن پہ سو جان سے مائل

بظاہر تو ہے زوال دنیا سے نفرت
مگر دل مین ہے نوجوانون سے الفت

وہ ریش دراز اور وہ تہہ بند جبا لب سنتی عمامہ ملاگیری کرتا
وہ پیری مریدی وہ ہفتون کا چلّا وہ تعویذ گنڈے دعا وہ فلیتا

وہ تہلیل و تسبیح و ورد و وظائف
عمل پر ہین ایسے کہ شیطان ہی خائف

وہ کرتے ہین عیش عورتون کی بدولت خدا ہی بچائے تو بچتی ہے عصمت
سعادت سمجھتی ہین جو ان کی خدمت نہین ان کو دنیا کی کوئی بصیرت

جہالت سے ایسے اٹھاتی ہین نقصان
تدارک کا ان کے نہین کوئی امکان

اگر گھر مین ہو جائے بیمار بچا یقین اس پہ سایہ کا ہوتا ہے ہر جا
طلب ہوتے ہی جلد آتا ہے ملّا بتاتا ہے وہ کوئی صدقہ اتارا

نہین عورتون کو غرض کچھ دوا سے
فقط کام ہے فال نقش و دعا سے

کوئی فال کھلواتی ہے یہ سمجھ کر کہ معلوم ہو کون ہے اس کے سر پر

یہ کہتا ہے ملا نہ ہوئے گا جان بر — کہ بچے کو ہے سایۂ جن مقرر

نکالا تھا بچے کو جب تم نے باہر

تو اسوقت اوڑتا تھا اک جن ہوا پر

قضا را زمین کی طرف اس نے دیکھا — نظر آیا آغوشِ مادر مین تارا

جو مدت سے فرزند کی تھی تمنا — ہوا تیرے بچے پہ وہ دل سے شیدا

نہین دی تھی خالق نے اولاد اسکو

بنایا تھا گلشن مین شمشاد اوسکو

اتارو بہت جلد جا کر نظر تم — تصدق کرو کچھ ابھی سیم و زر تم

کھلاؤ فقیرون کو حلوا سے تر تم — پلانا یہ تعویذ وقتِ سحر تم

دوا کا نہ لینا مگر نام ہرگز

نہ ہوگا اُسے اس سے آرام ہرگز

نجومی کو گھر مین بلاتی ہے کوئی — ستارے کی گردش بتاتی ہے کوئی

کھڑے ماش جو تیل لاتی ہے کوئی — برہمن کو صدقہ دلاتی ہے کوئی

کوئی پوچھتی ہے نجومی سے آکر

برے ہین کہ بچے کے طالع ہین بہتر

وہ پوتھی مین یہ دیکھکر ہے بتاتا — کہ اب ہے قمر برج عقرب مین آتا

کٹھن ہے گھڑی پر کرے سہل داتا — کرو دان پُن اس سے ہے روگ جاتا

سنیچر متھن راس مین آگیا ہے

اسی سے تراچاند گہنا گیا ہے

ابھی دیڑھ دن ہے سنیچر کا پھیرا — کہ ہے جان کا جس مین بچے کی دھوکا

اتارا فقط ہے یہی اس بلا کا — کہ جلدی سے دو تم برہمن کو صدقا

کھڑے پاس ہیں جو تیل کچھ سونا روپا
کرو گر تصدق تو بچہ ہو چنگا

ادھر تو اترتے ہیں صدقے برابر | اُدھر شاہ صاحب کی آمد ہے اندر
کوئی چومتی ہے قدم ان کے آکر | کوئی پاؤں پر رکھے ہی دیتی ہے سر

کوئی ہاتھ جوڑے کھڑی ہے مودب
کہ گویا وہ برلائینگے دل کے مطلب

کوئی شاہ صاحب سے کہتی ہے رو رو | خدا کے فقیروں کے قائل ہیں ہم تو
نہیں رکھتے دل میں عقیدہ ذرا جو | انہیں فائدہ پھر دعاؤں سے کیا ہو

ہمیں تو تمہارا ہی بس آسرا ہے
کہ نیچے ہو تم اور اوپر خدا ہے

جو چاہو تو مردے کو زندہ کرو تم | قضا و قدر سے نہ ہرگز ڈرو تم
پہاڑوں کو جھولی میں اپنی بھرو تم | قدم آسمانوں پہ اوڑکر دھرو تم

زمین سے فلک تک تمہارا عمل ہے
تمہیں ہے خبر اُسکی ہونا جو کل ہے

یہ ہے عقل نسوان کی افسوس حالت | ٹپکتی ہے ہر فعل سے انکے وحشت
نہیں ان سے مردوں کو کوئی بھی راحت | نہ گھر کی صفائی نہ حفظانِ صحت

سلیقہ نہیں خانہ داری کا ان کو
نہ کچھ یاد گر غمگساری کا ان کو

نہ علمی مشاغل نہ کچھ شغلِ صنعت | لڑائی کی یا پان کھانے کی عادت
کوئی دم نہ بیکار باتوں سے فرصت | نہ دنیا کا کھٹکا نہ عقبےٰ کی دہشت

نہیں کوئی بے کار مخلوقِ عالم

نرالی ہے لیکن یہ اک صنف آدم

مکان ان کے تاریک بنہار بھدے　　غلاظت نجاست کثافت کے تودے
نہ پھولون کے گملے نہ میوونکے پودے　　جو سبزہ کہین ہے سو وہ بے اراوے

زمین پر گل لالہ پانون کی پیکین
کہین شاخ مرجان ہین جھاڑو کی سیکین

پڑا ہے کہین منتشر گھر کا سامان　　کہین دست بغچہ کہین جیب و دامان
کہین پاندان عطردان اور قلمدان　　کہین میلے کپڑے کہین کھنہ دریان

غرض ہر طرف جہل وحشت عیان ہے
بتاؤ تو ترتیب سامان کہان ہے

لباس اونکا رنگین باریک بھاری　　مگر سر سے تا پا متانت سے عاری
ہلکا ہے بہت جس مین گوٹا کناری　　نہین وہ بھی عورت کی کچھ دستکاری

لباس ایسے ہوتے نہین جلوتون کے
حقیقت مین کپڑے ہین یہ خلوتون کے

پرانے زمانے کے سارے ہین زیور　　وہی بالیان پتے نتھ اور جھومر
نسرٹے بوجھ سے کان اور ناک اکثر　　چھیدانے کی تکلیف اللہ اکبر

مکانون مین جھنکار ہے وہ چھڑون کی
کہ محبس مین ہے بیڑیون کی کڑونکی

ادہر ناک زخمی ادھر کان چھلنی　　بگاڑا تکلف نے سب حسن فطری
بلاق اور لٹکن سے ناپاک بینی　　ہے زیبا کہے کوئی اٹھنی کی پھبتی

یہ زیور بتاتے ہین تہذیب وحشت
ہمارے مذاق اور تنزل کی حالت

کہاں تک لکھوں میں جہالت کی رسمیں — حقیقت میں ہیں سب یہ وحشت کی رسمیں
عرب کی نہ سچی شریعت کی رسمیں — نہ انسانیت آدمیت کی رسمیں

انھیں ریت رسموں نے میٹا ہے ہمکو
خوشی کو نکالا بسایا ہے غم کو

غرض عورتیں اہل یورپ کی ساری — معطل نہیں ہیں کہ جیسی ہماری
کوئی بحر تعلیم کرتی ہے جاری — سکھاتی ہے مذہب کوئی دستکاری

غریبوں کی خدمت میں مصروف کوئی
سخاوت میں مشہور و معروف کوئی

کوئی پند دیتی ہے سڑکوں پہ جاکر — کوئی بزم میں آکے دیتی ہے لکچر
گدا کی طرح کوئی پھرتی ہے گھر گھر — کہ بنوائے چندے سے مکتب کہیں پر

کوئی مانگتی پھرتی ہے اس غرض سے
کہ بیمار جانبر ہو مہلک مرض سے

کوئی آپ اپنی مدد کر رہی ہے — مشقت میں محنت میں کد کر رہی ہے
کوئی وعظ با شد و مد کر رہی ہے — کلیسا میں حمد احد کر رہی ہے

نہیں رائیگاں وقت کرتی ہیں اپنا
خزانہ کمائی سے بھرتی ہیں اپنا

وہ ہیں اپنے شوہر کی مونس سفر میں — پہاڑوں میں میدان میں بحر و بر میں
رفیق اور غمخوار خوف و خطر میں — معلم ہیں وہ اس کے بچوں کی گھر میں

مصیبت میں کام آئیں مردوں سے بڑھکر
غریبوں کا غم کھائیں مردوں سے بڑھکر

بٹاتی ہیں وہ اپنے مردوں کی محنت — گھروں کو بناتی ہیں وہ رشک جنت

انھین سے ہے مردون کو آرام و راحت — قدم دھرتے ہی گھر مین جاتی ہے کلفت
لباس مکلف ہین سب اُنکے برون مین
نہین لیڈیان ہین یہ حورین گھرون مین
مکان ان کے دنیا کے جنت ہین گویا — لطافت نزاکت نفاست سے ہے ہرجا
کہین بج رہا ہے خوش آواز باجا — کسی کی ہے آواز جیسی پپیہا
گلون کی وہ کیاریان وہ پھولون کی بیلین
وہ دلچسپ تختے وہ اون کی کلیلین
ہوا دار کمرے تو سامان مکلّف — ہر اک چیز پاکیزہ نادر مألف
کہین آئینے وہ محدب مجوّف — نظر جن مین آتی ہین شکلین مخوف
لگی ہے قرینہ سے میز اور کرسی
تپائی پہ ہین کچھ کتابین بھی درسی
لباس ان کے سادہ ہین اور وضع پیاری — فدا جس پہ قدرت کی ہے دستکاری
تکلف بناوٹ سجاوٹ سے عاری — بنت ہے نہ جس مین نہ گوٹا کناری
عجب سادگی ہے سنگارون مین انکے
قیامت ہے لیکن نکھارون مین ان کے
وہ ڈفرن کی لیڈی کے کار نمایان — کیا عورتون پر بڑا جس نے احسان
مہیا کیا جس نے دردون کا درمان — مرض کی دوا تندرستی کا سامان
بلا سے چھڑایا ہے بیچاریون کو
اجل سے بچایا ہے آزاریون کو
بہت ہین وہان ایسی ہمدرد نسوان — جو ہین قوم اپنی پہ سو جان سے قربان
سمجھتی ہین قومی ضرر نفع و نقصان — عمومی ترقی کی ہین دل سے خواہان

وہ ہین اسقدر ملک پر اپنے شیدا
کہ ہے اسکی خاطر انہین دکھ گوارا

ہین امداد کے ڈھنگ بھی کچھ نرالے جو گرتے ہین دیتی ہین ان کو سنبھالے
وہ پالین انھین جن کو مان بھی نہ پالے کھلاتی یتیمون کو ہین خود نوالے
سمجھتی ہین تکلیف کو عین راحت
اگر قوم کو ان کی ہو اس سے عزت

وہ ہین اسپتالون مین غیرونکی مونس لڑائی مین زخمی دلیرون کی مونس
مصیبت مین مجبور شیرون کی مونس غریبی مین موچی کسیرون کی مونس
غرض اپنے اہل وطن پر فدا ہین
عمومی خیانت سے نا آشنا ہین

یہ دنیا ہے اصلی کتاب حقیقت کہ ہے جس مین منقوش ہر شی کی فطرت
نہان ذرے ذرے مین اسرار حکمت جو آنکھون کو کھولین تو پائین یہ دولت
غلط علم پڑھتے ہین لڑتے ہین ناحق
کہے سچ جو کوئی بگڑتے ہین ناحق

خدا نے ہمین دی ہین آنکھین کہ دیکھین دیا دل کہ دیکھین جسے خوب سمجھین
حواسون سے اپنے خواصونکو سیکھین جو سیکھین اسے خوب محفوظ رکھین
تجارب سے جو علم آتا ہے ہم کو
وہی سیدھا رستہ بتاتا ہے ہمکو

اگر کوئی بچہ مقید ہو گھر مین نہ دیکھے کوئی چیز وہ عمر بھر مین
رہے اسطرح جیسے کیڑا حجر مین نہان تخم ہو جسطرح سے ثمر مین
تو کیا عقل و ادراک کا حال ہوگا

وحوش و بہائم کا احوال ہوگا

وہ انسان کی سچی خوشی اور فرحت — وہ قدرت کا نظارہ اور وہ مسرت

وہ دلچسپ بے حد تماشائے فطرت — وہ دنیا کا ناٹک کہ ہو جس سے عبرت

نہیں اپنی عورات کی قسمت میں

مقید ہیں رسموں میں اور رشتوں میں

غرض واجب الرحم حالت ہی ان کی — توجہ کے قابل ہلاکت ہے ان کی

ہمیں جس نے میٹا جہالت ہی ان کی — نہیں فرض کیا کچھ ہدایت ہے ان کی

خدا را ذرا اپنے دل سے تو پوچھو

یہ انصاف ہے ان کو حیوان رکھو

یہ تاکید ہے اہل قرآن کو دین میں — کہ با علم ہوں عورتیں مسلمین میں

کریں علم حاصل جو ہو ملک چین میں — اگر شک ہو دیکھو حدیث متین میں

فریضہ پیمبر نے جسکو بتایا

اسے ہم نے افسوس دل سے بھلایا

محب مانگ اب یہ دعا تو خدا سے — رہائی ہو نسوان کی دام بلا سے

تعصب کے پھندے سے حرص و ہوا سے — جہالت سے مردوں کی جور و جفا سے

جو مشکل ہمیں ہے وہ آسان خدا کو

وہ چاہے کرے مستجاب اس دعا کو

مقدس شراب خوری

گذشتہ زمانہ کے مذہبی لوگوں کی حالت اور ایک گرجا کی شرابخوری اور تھہ بازی

جب آفتاب خون شفق مین نہا چکا | دن کے لہو کا چرخ بھی دریا بہا چکا
شب کا سمان جو گنبد گردون پہ چھا چکا | رومی روز زیر زمین منھ چھپا چکا
ظلمت بڑھی تو نور نے چھوڑا خیام کو
شاہ حبش نے چھین لیا ملک شام کو

زنگی شب کے تخت نشین آیا جو ملک روم | ڈوبا زمین مین مہر برآمد ہوئے نجوم
انجم کا بام چرخ پہ ہر جا ہجوم | ہیرے چمک رہے تھے فلک پر علی العموم
تارون کا آسمان پہ عجب ازدحام تھا
کیا مخمل سیاہ پہ سلمے کا کام تھا

بام فلک پہ غرب مین زہرہ تھی جلوہ گر | تابندہ اس قدر کہ خجل جس سے تھا قمر
غالب تھی اوسکی ضو جو ستارونکے نور پر | اختر بھی پاس پاس کے آتے تھے کم نظر
پر تو جو ماہتاب کا زہرہ دکھاتی تھی
کچھ چاندنی فلک سے زمین پر بھی آتی تھی

کیا مشتری کا شرق مین بازار گرم تھا | مریخ سرخ جامہ سے نوشاہ تھا بنا
سر پہ زحل تھا گوشۂ مغرب مین چھپا | چھوٹے بڑے ستارونکی کثرت تھی جابجا
گو منتشر نجوم فلک بے شمار تھے
پر چشم اہل نجم مین ترتیب وار تھے

تابندہ کچھ جنوب مین تھے اختر کلان | گویا جڑی تھین تختۂ نیلم مین چنیان
قوس قزح کے رنگ جھلکنے مین تھے عیان | نیرنگیان دکھاتا تھا ہر آن آسمان
تیر قضا سے کون سا محفوظ گھر ہوا
تارون کے ٹوٹنے سے یہ ثابت مگر ہوا

جلوے تھے حق کے نور کے بالائے آسمان | غافل بہت تھے اور تھے بیدار بھی یہان

دن کے پرندا و نچے درختوں میں تھے نہاں   شب کے طیور اپنے مکانوں سے تھے رواں
ظلمات و نور ایک سے تھے حیرت کی بات تھی
دن تھا کسی کو اور کسی کو یہ رات تھی

ٹوٹی عمارتوں سے اُڑی بھیڑ بھاڑ کی بوم   چمگادڑوں نے سقف فلک پر کیا ہجوم
جنگل میں جھینگروں نے مچائی تھی ایک دھوم   شاخوں پہ چیختا ہوا پھرتا تھا چغد شوم
مینڈک جو بولتے تھے تو ڈھنگ بجتے تھے
پانی میں جل ترنگ کے سو رنگ بجتے تھے

گھنٹوں کے پھونکنے کی وہ آواز جاں گزا   وہ شب کے پاسبانوں کی اونچی کڑی صدا
ان سب پہ پر بلند تھا مستوں کا قہقہا   گھر میں خدا کے نعرۂ ہو حق کا شور تھا
پیتے تھے جب شراب تو ہی گڈ گداتی تھی
ہر قہقہے کی چرخ پر آواز جاتی تھی

اس رات کچھ عجیب کلیسا میں تھی بہار   تھی بیچ میں بچھی ہوئی اک میز زرنگار
تثلیث پر جو سارے عقیدوں کا تھا مدار   اس میز سے بھی شکل صلیبی تھی آشکار
عیسیٰ کو حق نے چرخ پہ زندہ اٹھایا تھا
شیطاں نے صلیب کو لا کر بچھایا تھا

بیٹھے تھے گرد میز کے جو ساٹھ پادری   کرتے تھے جو مسیح سے ہر دم برابری
ڈرتے نہ تھے خدا سے یہ تھی انھیں خودسری   گھر میں تھی ان کے دولت کسریٰ کو قیصری
قارون کی کیا بساط تھی یہ وہ غریب تھے
دنیا کے سارے عیش انھیں کو نصیب تھے

روشن تھے ان کے سامنے کافور و شمعدان   تھا مشک اور عود کا پھیلا ہوا دھواں
سرخ و سفید چہروں سے انکی یہ تھا عیاں   دنیا کا سارا عیش انھیں کو ہے بیگماں

آسودگی تھی لطف بھی دونون جہان کا تھا
کچھ خوف تھا یہان کا نہ کھٹکا وہان کا تھا

کھا کھا کے مال مفت وہ موٹی تھی اسقدر
بھینسے تھے یا کہ گینڈے تھے کرسی پہ جلوہ گر
سب فربہی سے دیو سفید آتے تھے نظر
نقارے پیٹ ہو گئے تھے انکے پھولکر
دین مسیح پاک سے زر ہاتھ آیا تھا
دنیا کو ترک کرکے عجب عیش پایا تھا

بیٹھا مقام صدر پہ تھا پیر پادری
دنیا و دین کی فکر سے تھا مطلقاً بری
عیسیٰ کے دین کی کرتا تھا یہ ستم گری
اس کے ستم سے کانپتی تھے ظلم نادری
عیسیٰ تو کیا خدا کے غضب سے نہ ڈرتا تھا
لاکھون کو ایک آن مین یہ قتل کرتا تھا

بیٹھا تھا اس کے سامنے اک اور بادہ خوار
کہتا تھا جھوم جھوم کے نشہ مین بار بار
اے اتو وا پیو کہ نہین ہم کو خوف نار
گر جرم بھی کرو گے نہ ہوگے گناہ گار
مین رند ہون نہ قائل روز الست ہون
وہ غسل مجھکو دے کہ مین مے پرست ہون

ایبٹ[1] سے پھر وہ بولا کہ فادر[2] شراب دے
اے میرے باپ خوک کے لاکر کباب دے
عیسیٰ کے واسطے قدح آفتاب دے
ساقی جواب دے مرے فادر جواب دے
اٹھون کبھی صلیب کے اوپر کبھی گرون
وہ تیز مے پلادے کہ مین ناچتا پھرون

سجدے مین اسقدر مین جھکاؤن پھر اپنا سر
ماتھا کوئین کی تہ مین لگے جا کے سر بسر
اٹھون تو پہنچون لے کے صلیب آسمان پر
چھلک کر ہو مین شراب مقدس خدا کے گھر
مے سے بچے فلک پہ کوئی جب مین جانونگا

[1] ایبٹ پادریون کا افسر جس سے ... ہے
[2] فادر پادری ...
[3] ... پادری کی ...

بین

عیسی کو بن پلائے ہوئے مین نہ مانونگا

مانگون گا یہ دعا کہ مرا حلق ہو دراز — پہنچے سما سے تا بہ سمک بڑھ کے بے نیاز

ہو پیٹ میرا کوہ ہمالہ سا کار زار — دریا شراب کے مین پیون کر کے منھ کو باز

برسے فلک سے روز یہ باران شراب کا

برپا جہان بھر مین ہو طوفان شراب کا

یہ کہہ کے اس حریص نے پھر جام مے بھرا — کانپے جو ہاتھ رعشہ سے لب تک نہ وہ گیا

جبہ پہ سب شراب گری جام جب ہلا — دامن سے فرش تک عرق آتشین بہا

چنگاریان سی آتش مے کی چمکتی تھین

بنت عنب کے خون کی بوندین ٹپکتی تھین

امرس کا حال دیکھ کے اک منک نے کہا — بیٹھا تھا اس کے سامنے کرسی پہ جو ڈٹا

دیکھو تو پادری کو بھی کیا نشہ چڑھا — کرتا نہین وہ فرق کوئی بت ہو یا خدا

پیتے ہین جب شراب تو سب رنگ لاتی ہین

انسان فرشتے دونون یہان سر جھکاتی ہین

امرس نے سن کے تلخ سخن یہ دیا جواب — بیٹا یہ مے ہے حضرت ہارون کا خضاب

ڈاڑھی مین اپنی ملتے تھے یہ تیل وہ جناب — کپڑون پہ اون کے گرتا تھا یہ پاک سرخ آب

خطرے ہمین نہین ہین عذاب و ثواب کے

بندے ہین ہم تو مست خدائے شراب کے

بیٹا پیو شراب کرو رات دن خوشی — دولت جہان کی ہمکو خداوند نے ہی دی

قربانی مسیح ہمین پاک کر چکی — پھر کس لئے اوڑائین نہ ہم چین جیتے جی

ہم تو اسی پری کے سہارے سے جیتے ہین

پاپا ہمارا پیتا ہے اور ہم بھی پیتے ہین

غصے سے آگ ہوکے یہ ایبٹ نے تب کہا　　امرس شراب کرتا ہے برباد ہے یہ کیا
خون مسیح پاک گراتا ہے بے حیا　　پی تھوڑی تھوڑی حرص سے جاتا ہی کیون مرا

آتش بگل رہا ہے غٹا غٹ نہین وہلون
یہ پیٹ ہے کہ دیگ ہے پیپا ہے یا کنوان

سن اب گرا زمین پہ اگر قطرۂ شراب　　نازل کرے گا تجھپہ خداوند پھر عذاب
جو تون کا تیرے سر پہ برس جائیگا سحاب　　عیسیٰ کا باپ تجھکو کرے گا بہت خراب

مے کے عیوض اب آگ تری منہ مین ڈالونگا
گردن پکڑکے چرچ سے باہر نکالونگا

کبڑی کو ڈال کر تری گردن مین اوشقی　　مینڈہے کی طرح کھینچتا لیجاؤنگا ابھی
لو لو کہین سے گے پیچھے ترے سب یہ پادری　　سر سے ترے اتار دون کیا سایہ پری

بگڑونگا مین تو ارض وسما کانپ جاینگے
روح القدس مسیح نہ پھر کام آینگے

امرس نے مسکرا کے بصد عجز یہ کہا　　پاپا کوئی بھی ہوتا ہے بچون سے یون خفا
میری تو ہے شراب ہی ورنہ اتکی غذا　　مین شیر وخت رز ہی کو پی پی کے ہون پلا

خالق نے روح خمر سے یہ جان بنائی ہے
گھٹی مین میری ماں نے مجھے مے پلائی ہے

پاپا وہ لال لال چمکتی ہوئی شراب　　ہے جام سے کہ ہاتھ مین ساقی کے ہے گلاب
نکلا ہے آج ارض کلیسا سے آفتاب　　جاتی ہے تا بہ چرخ ضیائے رخ تراب

گھر مین خدا کے رحمت حق کا ورود ہے
ہے صبح تو فلک پہ یہان دن نمود ہے

پاپا! مین جب مرون مجھے دینا نہ تو کفن　　ہو بعد مرگ تاک کے پتون کا پیرہن

حربا

پہلے شراب ناب سے دھونا مرا بدن — انگور کے گلون سے بنانا مجھے دولہن
کافور ہو نہ پھول نہ ہو سیسی پڑا ہوا
تابوت میرا تاک کے تختون کا سا ہو

پاپا مری لحد ہو تہ دار بستِ تاک — انگور بن کے تاکہ ہو پھر بادہ میری خاک
خوش ہون گے اس شراب کو پیکر جو سینہ چاک — دونو جہان کی فکر سے ہو جائینگے وہ پاک
دنیا و دین کے غم سے دلاوینگا مین نجات
زاہد کی زندگی سے تو بہتر ہے یہ ممات

مرنے کے بعد لاش میری دفن ہو وہان — شاداب کوئی تختۂ انگور ہو جہان
مین خاک مین بھی ملکے پیون آبِ ارغوان — ہو قبر مین بھی روح مری مست و شادمان
برزخ مین جاکے میکدہ پاپا بناؤنگا
قبل از نشور مردون کو مے سے جلاؤنگا

پاپا مجھے بنا کوئی پھر پیر یا ولی — ہو مست شاہ نام میرا بعد مرگ بھی
ہر سال میری قبر پہ ہو عرس پیر جی — بنت عنب کے ساتھ کرین رقص پادری
عیسی پلائینگے جو پیالہ شراب کا
مستون کو خوف ہوگا نہ روز حساب کا

پاپا پسند طبع نہ ہو یہ اگر سخن — رنگنا مرا شراب ہی سے سرخ پھر کفن
دولہا بناکے گاڑنا خم مین یہ میرا تن — بھٹی مین مے کی یا کہ جلانا مرا بدن
مرکر بھی روح میری یہ پیر مغان بنے
مٹی سے میری جام مے ارغوان بنے

تھی پیر پادری کی عبث ڈانٹ اور ڈپٹ — چت کوئی تھا کلیسا مین کوئی پڑا تھا ہٹ
دیتا تھا ایک دوسرے کو زور سے الٹ — جاتا تھا کوئی نشہ مین خود آپ ہی پلٹ

بندر کی شکل کودتے پھرتے تھے کچھ الگ
و بکا تھا کوئی میز کے نیچے مثال سگ

گرتے تھے کرسیون سے دھا دھم جو بادہ خوار   شیشون کے ٹوٹنے کی تھی جھنکار بار بار
گر گر کے چور ہوتے تھے ساغر جو ہوشیار   فرش زمین پہ انجم تابان کی تھی بہار
مستی مین منہ کھلے تھے مگر کان بند تھے
ہپ ہپ کا شور ہرّون کے نعرے بلند تھے

ٹوپی اچھالتا تھا کوئی مست بار بار   اتری تھی زیر ران کسی مدہوش کی ازار
پتلون کوٹ ایک نے ڈالا تھا سب اتار   کرتا تھا کوئی جیب و گریبان کو تار تار
ڈک چلتے تھے کہین کوئی روتا تھا ہنستا تھا
سر پر کسی کے جوتیون کا مینہ برستا تھا

حد سے سوا جو بڑھ گیا طوفان انتشار   ایبٹ کو جز سکوت نہ تھا کوئی چارہ کار
نزدیک تھا کہ اسکو بھی پہنین یہ بادہ خوار   عیسی کا خر سمجھ کے ہون پھر اسپہ بھی سوار
خوف خدائے پاک تو دل سے مٹایا تھا
آمرس کا رعب و داب مگر سب پہ چھایا تھا

قوت مین ڈیل ڈول مین تھا سب سے وہ زیاد   انسان نہ تھا یہ فیل تھا یا کوئی دیو زاد
طفلی ہی سے جو مشق ستم مین تھا اوستاد   کرتا تھا بات بات مین یہ فتنہ و فساد
خونخوار دل تھا اسکی تھی گو چال بھیڑ کی
پہنی تھی بھیڑیے نے مگر کھال بھیڑ کی

غرایا صوت سخت سے وہ گرگ مثل سگ   آواز مے سے بیٹھی تھی پھولی تھی شاہ رگ
ہیبت سے اسکی مست گئی پشت ورسی لگ   کونون مین و بکے جاکے کسی یا درہی الگ
ہوتا ہے سنگ آگ اگر گرم ہوتا ہے

لوہا تو گھن کی ضرب ہی سی نرم ہوتا ہے

بولا وہ اپنا پیٹ ہے یہ مسجد حرام — قربانیان چڑہاتے ہین سب جسپہ صبح و شام
بیت الحرم یہی یہی جبرئیل کا مقام — روح القدس مسیح تو ہین پیٹ ہی کی نام
پیتا نہین شراب کا مین خون بہاتا ہون
قربان گہہ پہ بنت عنب کو چڑہاتا ہون

قربان جان و دل سے ہون نام مسیح پر — مجھہ سا شہید دین مسیحا کی کون خر
یہ جام مے ہے جام شہادت کرو نظر — کرتی ہے دخت رز مجھے ہر دم لہو مین تر
ٹکڑے کلیجہ جس سے ہو وہ زہر پیتا ہون
سو بار قتل ہوتا ہون سو بار جیتا ہون

یہ سن کے قہقہون کا ہوا شور پھر بلند — رندیکے گدہے تو گونج اٹھی سقف سنگ بند
گرجا مین ہنہنانے لگے ہر طرف سمند — حیوان تھے سارے دین مسیحی کی ہوشمند
اینٹ وزراجوان کے تمسخر کو روکتا
یہ مست پادری اسے پھر خوب ٹھوکتا

چڑہتا ہے بھوت خمر کا سر پر کسی کے جب — کرتے ہین کوچ ہوش و خرد عقل و فکر سب
روکے خدا بھی آکے تو وہ باز آئے کب — رہتی نہین ہے شرم و حیا پھر نہ خوف رب
نشہ مین عقل و دین کی کہان مانتا ہی وہ
ناصح کو اپنے دشمن جان جانتا ہے وہ

اُترس شراب پی کے جو ہوتا تھا بدحواس — عیسیٰ کے باپ کا بھی نہ تھا کوئی اسکو پاس
ڈاڑہی کو پوپ کی وہ سمجھتا تھا خشک گھاس — نرم و سفید بال سے تھے گویا نئی کپاس
چپتین گھٹے سرون پہ کبھی مار جاتا تھا
ریش دراز پوپ مین آتش لگاتا تھا

پھر کر سو پیر سے کیا اوسنے یہ کلام میری حسب نسب سی تو واقف ہین خاص عام
بیٹا ہون بادشاہ کا سے ہے فخر کا مقام اورون کی طرح مین نہین کم ذات یا غلام
راہب ہوا ہون مین نہ امیری کیو اسطے
چھوڑا ہے سلطنت کو فقیری کیو اسطے

ثروت کو مین نے ترک کیا لی گدا اگری عیسی کے انکسار پہ قربان ہے قیصری
کرتی ہے دور راہ خدا سے جو خود سری دولت عدو ہے میری تو ہی وحدت بیزری
پیمان خدا سے ترک امیری کا باندہ ہے
عیسی سے مین نے عہد فقیری کا باندہ ہے

تو جانتا ہے نفس کشی کا ہے مجھکو شوق ہے ذکر و شغل و زہد و ورع کا بھی دلکو ذوق
گردن مین میری بندگی حق کا ہی جو طوق شیطان میرے تحت ہی روح القدس ہی فوق
واقف ہین سب کہ نصف شکم جو مین کہاتا ہون
خود آپ اپنے جسم پہ کوڑے لگاتا ہون

فاقون سے دیکھ جسم ہے کیسا مرا نحیف سبکی مین تن سے ہے وزن پرکاہ سی خفیف
مین مارتا ہون نفس لعین کو جو ہے حریف رکہتا ہون مین ہیچ سے روزے بہی تا خریف
مطلق لہو نہین سے ہے تو اطراف سر مین
مردہ ہون مین یہ گال مرے زرد و زرد ہین

دبلے نحیف لوگ جو موجود ہین یہان ضعف بدن سے جنکی نمایان ہین ہڈیان
زردی رخ سے جنکی ہے فاقہ کشی عیان روزے پہ روزہ رکہنے سے یہ سب ہین نیم جان
میری طرح جو خوف خدا سے زمن کرین
پھر جیتے جی یہ پیراہن اپنا کفن کرین
بیٹھے ہین یہ جو تارک الدنیا خدا نما دیتے ہین یہ فریب خدا کو بھی برملا

کھاتے ہین مال مفت کماتے نہین ٹکا ‏ یہ زہد یہ ورع یہ عبادت ہی سب ریا
سولی پہ چڑھ کے قہر خدا سے اماں دی
ناحق خرون کیواسطے عیسیٰ نے جان دی

مکر و فریب و کذب و دغا مین ہین سب طاق ‏ ابلیس ان سے سیکھے ابھی کینہ و نفاق
نیکی مین سست اور بدی مین ہین چست و چاق ‏ ہر امر مین حسد ہے تو ہر بات مین شقاق
عقبیٰ فروش قاتل عیسیٰ یہی تو ہین
کتے ہین پیٹ کے سگ دنیا یہی تو ہین

انکا خدا ہے زر تو تعیش ہے انکا دین ‏ گھر مین خدا کے بھی یہ جرایم کرین لعین
اطفال کے لہو سے ہے معبد کی تر زمین ‏ انسان کا خون ہوتا ہے کفارہ بھی کہین
دنیا کا چھوڑنا بھی حصول جہان ہے یہ
کہتے ہین ترک نفس جسے وہ کہان ہے یہ

امرس یہ بک رہا تھا کہ تھرایا آسمان ‏ سوئے زمین غضب کے فرشتے ہوئے روان
دوزخ ہوا کلیسۂ روما کا سب مکان ‏ دم بھر مین قہر حق کا نظر آگیا سمان
دشمن اگر جہان ہو تو کوئی ضرر نہین
لیکن کہین بھی قہر خدا سے مفر نہین

اٹھا شمال و شرق کیجانب سے ابر تار ‏ بادل نہ تھا فلک پہ پہاڑون کی تھی قطار
دم بھر مین سقف گنبد نیلی تھی کوہسار ‏ تارون کی جا تھے سنگ کے انبار بے شمار
کوسون کہین فلک پہ نہ اختر نہ ماہ تھا
یہ شیشۂ بلور تو سنگ سیاہ تھا

ابر سیہ مین برق چمکتی تھی دم بدم ‏ کرتا تھا چرخ تیغ شرربار کو علم
بادل جو جھوم جھوم کے بڑھتی تھی ہر قدم ‏ فیلان مست مارتے تھے ٹکر بن بہم

کڑکے تھے رعد و برق کی آغاز ہر طرف
زنجیرین ٹوٹنے کی تھی آواز ہر طرف

جنگ و جدالِ فوجِ عناصر تو تھی اُدھر | تھا اسطرف کلیسہ مین مستون کا شور و شر
غافل نزولِ قہرِ خدا سے تھے بے خبر | بجلی گری تو رہ گئے سب سہم سہم کر
جوش و خروش قلزمِ مستی گذر گیا
دم بھر مین بھوت خمر کا سر سے اتر گیا

بجلی صلیب پر جو تڑپ کر گری وہان | گرجا یہ رعد گونج گئی سقفِ آسمان
سکان روم چونک پڑے کہکے الامان | دیوار شق ہوئی تو لرزنے لگا مکان
اکبارگی صلیب زمین پر جو گر گئی
تصویر مرگ سامنے آنکھون کے پھر گئی

اسوقت صومعہ مین قیامت کا تہا سمان | ہر پادری کے تن مین نہ تھی خوفِ حق سے جان
سجدے مین کوئی کوئی پس پشت و رنہان | اوندھا پڑا تھا روئے زمین پر کوئی وہان
آنکھون سے اپنی شعلۂ دوزخ جو دیکھا تھا
ہاتھون سے منہ چھپائے ہوئے کوئی بیٹھا تھا

خاموش مثل بت کوئی کونے مین تھا کھڑا | بے ہوش کوئی میز کے نیچے ہی تھا پڑا
تختے کی طرح کوئی تھا دیوار مین جڑا | کوئی خم شراب مین تھا تا کمر گڑا
کرسی سے سر کے بل کوئی نیچے الٹ گیا
ڈرکر کسی کی پیٹھ سے کوئی چمٹ گیا

قہرِ خدا کو دیکھ لیا جبکہ روبرو | بولی قضا عبث ہے امان کی جستجو
نارِ جہنم آتشِ دوزخ ہے دوبدو | اس آگ مین پیو گے بس اب پیپ اور لہو
دیکھو محبِ شراب کو دراصل آگ ہے

شربِ خمر سے آتشِ دوزخ کو لاگ سے ہے

ہمارے زمانہ کی شاعری

کیا لکھین شعر کہ دل مین نہین کچھ جوش و خروش — اب نہ شادی کی خوشی ہے نہ کسی جشن کا ہوش
درد ہم قوم سے ہے اب تو یہ دل ہم آغوش — کنجِ عزلت مین پڑے رہتے ہین ہر دم خاموش

ہجو لکھین کہ محامد کے جریدے لکھین
مرثیے قوم کے لکھین کہ قصیدے لکھین

اب تو کانون کو بری لگتی ہے جھوٹی تعریف — اس سے ممدوح بھی ہوتا ہے بہت دل مین خفیف
وہ سمجھتا ہے بناتا ہے کوئی مجھکو ظریف — پر وہ مدح مین یہ تو ہے مری ہجو لطیف

قد ہے چھوٹا مرا اور ضعف سے ہے جسم نڈھال
زور مین ہین تو نہ رستم ہون نہ سہراب نہ زال

کچھ عجب بگڑا ہے اب مدح سرائی کا بھی رنگ — ہجو اور مدح کے لکھنے کا ہے بس ایک ہی ڈھنگ
جس نے دیکھی نہ ہو آنکھون سے کبھی توپ تفنگ — اور نہ مرغون کی لڑائی نہ بٹیرون کی جنگ

کرتے ہین اوس کی جو تعریف ہمارے شاعر
کہتے ہین رستم و سہراب اُسے سارے شاعر

ایک مفلس کی جو آجاتے ہین مداحی پر — اُسکو کر دیتے ہین قارون کا درم مین ہمسر
جم و دارا کو بنا دیتے ہین اوس کا چاکر — کہتے ہین اس کے یہ دربان کو کہ ہے اسکندر

اپنے ممدوح سے گر ایک درم لیتی ہین
سلطنت دونوجہان کی اوسے دیدیتی ہین

کرتے ہین جاہل و نادان کی جو تعریف بیان   کہتے ہین اس کو خوشامد سے کہ ہے یہ لقمان
سامنے اس کے ارسطو بھی ہے طفل نادان   اور سقراط و فلاطون مین یہ دانش ہی کہان

علم گر ہو تو کوئی مدح کی حد مین ہو تمیز
خود ہی جاہل ہون، تو کیون جہل و خرد مین ہو تمیز

ایک ظالم کی جو تعریف پہ آجائین کبھی   تو کہین شمر بد اختر کو حسین ابن علی
ذم پہ آجائین تو عاصم کو کہین یہ عاصی   اور شیطان کو خوشامد سے بنائین یہ ولی

مٹ گیا قوم سے فرق حق و باطل دونو
ایک ہین شاعرون کو فضل و رذائل دونو

خاین و مرتشی و فاسق و فاجر میخوار   ان کے ممدوح و معرف ہین یہی سب بدکار
عابد و زاہد و واعظ جو ہین اسکے اغیار   ان پہ کیا پھبتیون کی ہوتی ہے ہر دم بوچھار

مدحت دختر رز وصف کمر ہوتے ہین
عیب سب شعر ہی مین آکے ہنر ہوتے ہین

فحش و بدکاری و ہذیان و جنون عشاق   ہین یہ موضوع سخن جن مین ہو شاعر مشاق
عشق مین شہرۂ آفاق جنون مین ہو طاق   شوخی و ہزل و تمسخر سے بھی ہو اسکو مذاق

کس کی شامت ہی جو ان باتون مین باہر ہو کوئی
آج کل ہون یہ کمالات تو شاعر ہو کوئی

پاک شہدا ہو کوئی تب ہو تغزل مین کمال   قابل داد ہے ہر رنگ کا ناپاک خیال
لب پہ تہذیب کے جن بات کو آنا ہی محال   وہ نہ ہون پھر تو نہین شعر مین کچھ حسن و جمال

وہ فواحش کہ کبیران سے کبھی بڑھ نہ سکے

بے حیا بھی انھین محفل مین کوئی پڑھ نہ سکے

تختۂ مشق جفا ان کی فقط ہین عورات جن کی تذلیل مین باقی نہین انکو کوئی بات
ان کی اعضا کی وہ تشریح کہ جراح ہی مات کوئی سرجن بھی نہین کرتا ہے یون بعد ممات
شعر مین ان کے رُخ و کاکل و پیچان ہین بندھے
زلف و چشم و کمر و ابرو و پستان ہین بندھے

قیس و فرہاد کا ہر ایک ہی شاگرد رشید کوئی وامق کا ہے اور کوئی ہے مجنون کا مرید
ان کی دیوانگی اشعار مین ہے قابل دید تیغ ابرو کا ہے گھائل کوئی اور کوئی شہید
کہین پھرتا ہے ہتیلی پہ لیئے سر کوئی
زہر کھائے ہوئے ہے سبزۂ خط پر کوئی

چیر کر سینہ دکھاتا ہے کوئی زخم جگر پس دیوار کوئی پھوڑتا ہے اپنا سر
دشت و کہسار کا ہے کوئی لگاتا چکر کوچۂ یار مین پھرتا ہے کوئی آٹھ پہر
روزن در سے کھڑا آنکھ لڑاتا ہے کوئی
دھجیان جیب و گریبان کی اوڑاتا ہے کوئی

تیغ ابرو سے کوئی کاٹتا ہے اپنا گلا کھینچتا دل سے کوئی تیر مژہ ہے خستہ
مرغ بسمل ہے کوئی کشتۂ انداز و ادا دم بدم کرتا ہے مہجور کوئی آہ و بکاہ
ہجر جانان مین کھڑا کرتا ہے ماتم کوئی
بستر غم پہ پڑا توڑتا ہے دم کوئی

کچھ ورندون سے بھی بڑھکر ہو مگر رشک و حسد رشک عاشق کو جو لازم ہے تو معشوق کو کد
عشق کی راہ مین حایل ہو رقابت کی بھی سد لطف ہے عشق مین جتنا ہو رقیبونکا عدد
رشک کو جانتے ہین جان سی گذرنیوالے
ایک معشوق کے ہون لاکھو نہی مرنیوالے

کیا حیا ہے کہ ہون اک پردہ نشین پر عاشق　　سیکڑون نفس پرست عیش طلب اور فاسق
تپا رہ دیواری ہین گھٹنے سے ہوئی اسکو دق　　گھر ے پردے مین رقابت کی ہے کیسی شق
سخت پردے سے بھی گو خوف رقابت نہ گیا
دست نسوان سے مگر دامن عفت نہ گیا

وہی شاعر ہے جو عاشق ہو کسی کسبی پہ　　یا دو اسوخت امانت کا ہو جس کو ازبر
رند و مومن کی وہ دواوین پڑھے ہون اکثر　　لذت عشق کے پڑھنے مین ہو یا عمر بسر
گو ہر اک علم و معارف سے معرا یہ ہے
پر سخن سنج ہے اور شاعر غرا یہ ہے
علم و حکمت سے تو ا فواہان ہین انکے خالی　　شان مین ان کے یہ فرماتا ہے شاعر حالی
لاتے ہین باغ سے اورون کی لگا کر ڈالی　　قحبہ چون پیر شود پیشہ کند دلالی
اب نہ دولت ہے نہ شمشیر و سپر ہے اپنی
شاعری بھی تو محب پوچ لچر ہے اپنی

آئینہ قوم

(...) ہمارے جہل مین یارب نہ مبتلا ہو قوم　　نہ پھوٹین قلب کے آنکھین نہ بیحیا ہو قوم
ذلیل و خوار نہ مفلس نہ بے نوا ہو قوم　　نہ کبر و عجب و تعلی سے آشنا ہو قوم
دنائت و حسد و بغض کی نہ عادت ہو
یہ ذلتین ہون تو پھر قوم ہی وہ غارت ہو
بچا تو جہل و تعصب سے اے خدائے کریم　　کہ ان کے سامنے کیا چیز ہے عذاب الیم
یہ آگ وہ ہے کہ دوزخ کو بھی ہے اسکا بیم　　اسی کو جانتے ہین اہل علم نار جحیم

جلاؤ۔ گاڑو لپس از مرگ جسم بےحس ہے
عذاب روح پہ ہے جسم خاک یابس ہے

قیام روح کے قایل ہین اہل حکمت و دین — عذاب روح پہ ہوگا یہی ہے سب کو یقین
تباہ جہل سے بڑھ کر بھی ہے عذاب کہین — نجات جسکی نہین۔ ہے وہ جاہل بدبین

جو شک ہو دیکھہ لو قرآن مین کیا ہدایت ہے
ثنا ہے علم کی اور جہل کی مذمت ہے

حسد۔ نفاق و غرور و تعلی و نخوت — فریب کذب و خوشامد و دنائت و وحشت
شقاوت۔ ازلی۔ بزدلی۔ عبودیت — فساد نیت و خود مطلبی انانیت

ہر ایک شئے کی جہان مین سبب نتیجے ہین
یہ ایک جہل و تعصب کے سب نتیجے ہین

زوال قوم مسلمان کے ہین یہی اسباب — یہ اپنے جہل و تعصب سے ہین جہان مین خراب
خدا نے بھیجا ہے انپر عبودیت کا عذاب — یہودیون پہ جو نازل کبھی ہوا تھا عتاب

مثال سنگ سوئے غار جہل گرتے ہین
جہان مین مارے ہوئے دربدر یہ پھرتے ہین

نہ انہین خوف خدا ہے نہ پاس ملت و دین — دھرا ہے طاق مین بت کی طرح کلام مبین
عمل کیواسطے اتری ہی یہ کتاب نہین — مرے جو کوئی تو پڑھنے کی نوبت آئی کہین

سب عقوبت و ذکر نجات یہ نہ سنین
عتاب کیون نہ ہو جب حق کی بات یہ نہ سنین

قریب ہے کہ یہ قوم ہو جہان سے فنا — ذرا انہین باقی ہے غیرت نہ عبرت اور حیا
غرور قوم ہے ولین نہ حب ملک ذرا — غرض ہے کام سے اپنے انہی کسی سے مطلب کیا

یہ اپنے نشے مین مست ہین جہان مین [illegible]

بلائے قحط ہو نازل کہ قہر طاعون آئے

سنین اب اہل نظر ایک قوم کی روداد — کہ جسکی عظمت و شوکت ہے سبکو اتبک یاد
کہ جسکی ڈہائی ہے طوفان جہل نے بنیاد — ملا یا خاک مین غفلت نے جسکو ہی فریاد
جگر خراش بیان واقعات ہوئین گے
سنین گے حال جو اوسکا وہ خوب روئین گے

گذر ہوا جو مرا ملک ہند مین یکبار — تو دیکھا قوم مسلمان کا ہر طرف ادبار
بلائے جہل و تعصب کے ہر جگہہ آثار — ہر ایک سمت گدائی و فقر کا بازار
اٹھا ہے ہند سے یہ غیرت و حیا کا خیال
کہ بھیک مانگ کے کہانا ہمین ہے کسب حلال

ہر ایک جا مین ہزارون ہی شیخ پیر و ولی — جو مفت خواری کو سمجھے ہین پیشۂ ازلی
کمائی اورون کی ان کو بغیر کسب ملی — فریب دیتے ہین دنیا کو خفی و جلی
ملے شکار تو پہر اوس کے پیچھے لگتے ہین
ہزارون طرح سے یہ احمقون کو ٹھگتے ہین

سبق فریب کا شیطان کو دین وہ ہین کیاد — فنون مکر و حیل کے ہین وہ بڑے استاد
خدا رسول سے کب چوکتے ہین یہ آزاد — خدا پرستی کی دراصل ڈہاتے ہین بنیاد
خدا سے پہیر کے بندون کو گھیر لاتے ہین
یہ اپنے آپ کو انکا خدا بناتے ہین

یہ دین پاک کو توحید پر تھا فخر و ناز — کہ لاشریک لہ کی ہوئی بلند آواز
بتایا خلق کو توحید کا نبی نے جو راز — تو بت پرستی کے کاٹے گئے پر پرواز
نبی نہ ہوتے تو بتون کا عمل ہی سب رہتا
خدا کا نام بھی بندون کو یاد کب رہتا

ہزار حیف وہ شیخ وندور و مکار　　دراز ریش ہے جس کی ستارہ اک ومدار
ہے جس کے فرق مبارک پہ گنبد و ستار　　ہے جس کا جبہ تو نیچا مگر اُٹنگی ازار
موحدون کو وہ بت پوجنا سکھاتا ہے
جہان سے نام وہ توحید کا مٹاتا ہے

سمجھتا پیر کو اپنے نہین خدا سے کم　　کہ اس کی قبر کو وہ جانتا ہے بیت الحرم
سر نیاز کو کرتا ہے اس کے در پہ خم　　سجود کرکے بصد عجز چومتا ہے قدم
مٹا کے نام احد تبکدہ بناتا ہے
وہ راہ شرک پہ سب قوم کو چلاتا ہے

ہوا ہے ہند مین تعلیم کا یہ اس کی اثر　　کہ لاکھون مین نہین آتا موحد ایک نظر
مزار پجتے ہین دیکھو نظر اُٹھا کے جدہر　　طواف کرتے ہین قبرون کا سجدہ بھی اکثر
ہے دین حق سے تو اسلام اہل ہند جدا
مزار کعبے ہین ان کے ولی ہین انکے خدا

وہ ہر مزار کی تعظیم اور وہ عرس و نیاز　　وہ حال قوال کی مجلس وہ گانے کی آواز
وہ رقص شیخ وہ مستانہ چال وہ انداز　　ہزار جان سے جس پر نثار ہو خود ناز
تھرکنا ڈھول کی تھاپون پہ وہ ہر احمق کا
وہ عاشقانہ غزل اور وہ شور ہو حق کا

جو اہل دل ہین نہین ناچتے وہ ڈھولک پر　　سرور وجد کا ہوتا ہے ان کے دل پر اثر
جو حال آئے تو کرتے ہین ضبط وہ اکثر　　حدود شرع سے رکھتے نہین قدم باہر
تصوف اب تو ہے بس روٹیان کمانے کو
یہ ناچ کود ہے سارا فقط دکھانے کو

عجیب تارک دنیا ہین یہ گدا صورت　　کہ ان کے گھر مین ہے قارونکی بھری دولت

وظیفہ۔ منصب و جاگیر اور ملکیت — محل سرا و عماری۔ خدم۔ حشم۔ نوبت

یہ نعمتیں ہیں میسر تو اہل جاہ ہیں یہ

گدا تو نام کو در اصل بادشاہ ہیں یہ

غرور و نخوت و کبر و ریا نہیں کچھ کم — جو بادشاہ بھی آئے تو بڑھ کے چومے قدم

وہ بارگاہ رفیع اور وہ اون کا جاہ و حشم — کہ جس میں باندھکے دست ادب کھڑا ہو جم

حضور شاہ کھڑی ہیں صفیں امیروں کی

پہنچ نہیں ہے وہاں تک مگر فقیروں کی

نیاز و عرس میں پہلے ہو دعوت امرا — جنہیں کھلانے سے ہوتا ہی شاد اونکا خدا

ملے جو زر تو یہی ہے ثواب عقبےٰ کا — کھلائیں بھوکوں کو تو اسمیں فائدہ ہے کیا

(حاشیہ: یہ ان کی نیاز ہمدردی ہے)

پھر اس کے بعد کھلاتے ہیں یہ فقیروں کو

بچے جو اپنوں کی جھوٹن تو دیں غریبوں کو

خدا کا قہر ہو گر ملک پر کبھی نازل — پلیگ قحط سے ساری خدائی ہو بسمل

گران آناج ہوا ایسا کہ زیست ہو مشکل — بہاے دانۂ گندم ہو گل رخوں کا تل

تڑپ کے قوم مصیبت سے ساری مرجائے

ہمارے شاہوں کے دلمیں ذرا نہ رحم آئے

یہ درد قوم یہ بیدردی ہزار افسوس — یہ حب جاہ خفی و جلی ہزار افسوس

یہ دعوے جعد کا یہ کاہلی ہزار افسوس — علیؑ کے شیروں کی یہ بزدلی ہزار افسوس

دراز ریش ہے۔ تسبیح ہے۔ مصلےٰ ہے

یہ اس زمانے کے پیروں کا زہد و تقوی ہے

(حاشیہ: عہ [illegible])

عجیب واقعہ کرتا ہوں اک یہاں یہ رقم — کہ جس کے لکھنے سے تھرا رہا ہی جسم قلم

کھڑی ہے حرفوں کی قرطاس پہ صف ماتم — سیاہ پوش ہیں سطریں یہ قوم کا ہے الم

ہین سوز غم سے یہ نقطے سپند کاغذ پر
الف ہین آہ کے نعرے بلند کاغذ پر

بھر آئی ایک مسلمان نے شیخ کی جب دیگ | پلاؤ اور مزعفر سے پُر ہوئی سب دیگ
نیاز ہو چکی جب لوٹ لی گئی تب دیگ | بھڑون کا چھتا فقیرون سے گتھی تھی اب دیگ

حیا کا شرم کا غیرت کا خون تھا اسپر
بلند آدمیون کا ستون تھا اس پر

گدون کی طرح سے وہ اوبکا ٹوٹ کر گرنا | زمین پر اوپچے سے وہ دیگ لوٹ کر گرنا
وہ اضطرابی مین رومال چھوٹ کر گرنا | وہ ان کے کاسون کا ٹکرا کے پھوٹ کر گرنا

لڑائین آدمیون کو یہی حمیت ہے
یہ اپنی قوم کی خیرات ہی کہ وحشت ہے

وہ گرم گرم پلاؤ وہ دیگ آتش پر | وہ اُن کا کودنا اس مین بغیر خوف و خطر
وہ ہاتھون پاؤن مین گدی بندھی ہوئی یکسر | وہ چڈیان و برہنہ بدن و ننگا سر

وہ ریل پیل غضب کی وہ شور گھٹ پٹکا
جماؤ بھوتون کا ہے اور سماں ہے مرگھٹ کا

کھڑے ہین دیگ کے چارون طرف مسلمان سب | کہ جن پہ آیا ہے اللہ کا یہ قہر و غضب
کیا یہ جہل و تعصب نے انکو اندھا اب | کہ وہ سمجھتے ہین اک بندۂ خدا کو رب

کیا ہے پیر پرستی نے جاہلون کو خراب
ثواب ایسی نیازون کا قوم پر ہے عذاب

ادہر یہ مردون کی تعظیم نذر اور نیاز | ادہر غریبون کا یاور کوئی نہ ہے دمساز
وہ اون کے ہڈیان وہ پست ضعف سے آواز | وہ اون کا مانگنا ہر شخص سے دست دراز

یہ بھوکے مرتے ہین اور قوم خوب سوتی ہے

اب ان کے حال پہ خود بیکسی ہی روتی ہے

پڑے ہوئے ہین سرِ راہ مثلِ سگ محتاج — بٹورتے ہین زمین سے کہین گرے جو اناج
یتیم بچون کی حالت کو کوئی دیکھے آج — کیا قضا ہی نے انکی گرسنگی کا علاج

یتیمون کو بھی نہین ہائے یہ کھلاتے ہین
ملین جو لڑکیان تو لونڈیان بناتے ہین

کہین ہین سڑکون پہ بیٹھے ادھر ادھر بیمار — کسی کو ضیق کسی کو جذام کا آزار
کسی کے پاؤن ہین مفلوج ہاتھ ہین بیکار — برہنہ پھرتے ہین مجنون بھی کہین دو چار

یہ یتیم بچون کی حالت

ٹٹولتے ہوئے راہون کو پھرتے ہین اندھے
ہر ایک گام پہ اٹھ اٹھ کے گرتے ہین اندھے

یتیم بچون کا کیا کیجئے بیان احوال — نہین ہے قوم مین کوئی جو انکا پوچھے حال
پڑا ہے غیرت و شرم و حیا کا اب تو کال — مرین جو قوم کے بچے نہ ہو کسی کو ملال

یتیم نزع مین ہون اور یہ خواب مستی مین
مرین یہ ڈوب کے اب ایک چلو پانی مین

نہ بھولین گے کبھی عیسائیون کا ہم احسان — دلون مین جن کے ہے ہمدردی انتہا پنہان
ہر ایک فعل سے انسانیت ہی جنکے عیان — بنایا رحم و کرم کو جنہون نے ہے ایمان

وہی تو جان یتیمون کی اب بچاتے ہین
مرض مین ہاتھ سے اپنے دوا پلاتے ہین

وہ پالتے ہین یتیمون کو اور پڑھاتے ہین — پڑھا لکھا کے انھین کام پر لگاتے ہین
وہ اپنا مذہب و ملت انھین سکھاتے ہین — اور اپنی قوم کی تعداد کو بڑھاتے ہین

ہے جان رحم و کرم دین ایک قالب ہے
یہی وہ گر ہے کہ جس سے یہ قوم غالب ہے

یتیم لڑکیان وہ جنکی ہے بری قسمت — ازل سے جن کے نصیبون مین ہی لکھی ذلت (یتیم بچیون کی حالت)
ہے جن کے ثبت مقدر مین حبس کی آفت — وہ رسم پردہ، جہل وتعصب و وحشت سے

وہ بدنصیب مسلمان کے ہاتھ آتی ہین
عدو وہ لونڈیون کا قوم مین بڑھاتی ہین

ہوئی جو انمین سے کوئی حسین وخوش صورت — ملی خواصی کی پھر تو اُسے بڑی عزت
سیاہ بختی سے کوئی ہوئی جو بدہیئت — تو اُس کے واسطے ماماگری کی ہی خدمت

چھوٹین نہ تا دم آخر پھنسین یہ پھندے مین
شریک یہ بھی ہوئین بکریونکے منڈے مین

زیادہ ان سے بھی وہ لڑکیان ہین بدقسمت — جنہین نصیب ہے دونون جہانکی ذلت
جو بیچتین سر بازار اپنی ہین عفت — خریدتے ہین مسلمان جسے لبعد عزت

مزار و محفل و دربار بے ضیا کب ہے
کہ ان کی شمع شب افروز کسبیان سب ہین

ہزار حیف یہ اسلام اور یہ بدکاری — یتیم لڑکیان ہون ہائے کسبیان ساری
گئی ہے قوم کی اللہ کیسی مت ماری — کہ ہے حیا و شرافت سے اب تو وہ عاری

زمین سے اس کے ہین اسباب یہ اٹھا نیکے
وہ قابل اب نہین دنیا مین منھ دکھانیکے

ہزار حیف یہ لاکھون امیر اور نواب — شراب پیتے ہین جو رات دن بجائے آب (عہ نمائش بیوہ عورتون کی حالت)
گھرون مین جن کے مہیا ہین عیش کے اسباب — کھلے ہین جن کے لئے مفت مال کے ابواب

یتیم خانہ کوئی بھی نہین بناتے ہین
حرام کاری مین سب مال وزر لٹاتے ہین

یتیم لڑکیون سے بڑھ کے اور ہین بدبخت — کہ جن کو سر پہ پڑی بیوگی کی آفت سخت

ہوئے ہین رزق کے در بند جن پہ اب یکلخت | نہ جن کے پیٹ کو روٹی نہ جن کے تن پہ رخت

وہ حبس دائمی پردے مین بھوکی مرتی ہین

جہان سے بیکس و مظلوم وہ گزرتی ہین

بتاؤ قوم مین ہے کوئی فنڈ بیوہ کا | کہ جس سے پردہ نشینون کی کچھ مدد ہو ذرا

اثر گرانی کا پڑتا ہے ان پہ سب سے سوا | تمہین خبر ہے کہ پردے مین مر گئی بیوہ

وہ بھیک مانگنے باہر نہین نکلتی ہین

قفس مین رنجون سے دن رات آپ جلتی ہین

۵۱ ادہر یہ مستحق خیر اور ادہر وہ گدا | ہے سات پشت سے جنکا گداگری پیشہ

وہ تندرست بدن انکا وہ قوی اعضا | بنایا مفت کے کہانے نے جن کو ہی بھینسا

وہ صوت سخت کہ جس سی مکان بھی گرتے ہین

صدائین دیتے ہوئے دربدر یہ پھرتے ہین

کریہہ صوت وہ ان کی وہ بولیان اونکی | وہ بیچ راہ مین صف بستہ ٹولیان اونکی

بھرین وہ مفت کے پیسے سے جھولیان انکی | نہ دے جو بھیک کوئی پھر وہ گالیان انکی

بلائین سر سے ٹلین پھر یہ آدمی نہ ٹلین

اڑین پہاڑ سے ایسے کہ پھر کبھی نہ ٹلین

وہ ناگوار صدائین کہ جن سے پھوٹین کان | درست معنی نہ جن کے نہ جنکی ٹھیک زبان

وہ لغو شعر وہ مہمل عجب طرحکا بیان | بڑین ہین پاگلون کی یا مریض کا ہذیان

گلی مین کوچون مین ہر جا کڑکتے پھرتے ہین

ہر ایک در پہ خرافات بکتے پھرتے ہین

ہر ایک جا انھین سنڈون کو ملتی ہی خیرات ۵۲ | انھین کے پانچون ہین گھی مین اگر کہین ہو ممات

غمی کہین ہو تو شادی انھین کو ہو ہیہات | امیر کا یہ جنازہ سمجھتے ہین برات

پلاؤ کھاتے ہین یہ کوئی گرا امیر مرے
دعائین مانگتے ہین روز ہرا امیر مرے

وہ ساتھ ساتھ بہانے کے مجمع فقرا — وہ گرد ہاتھیون کے انکا شور اور غوغا
وہ انکی بانس مین جھولی وہ بھیک دیکی صدا — وہ ان کا ٹکڑون پہ روٹی کے ٹوٹکر گرنا

نمود و نام کی خیرات سے خطا یہ ہے
کمال وحشت و ادبار کا سما یہ ہے

یہ طرز خیر وہی ہے نتیجہ جسکا ہے شر — ہوا ہے قوم کو محسوس ابتو اسکا ضرر
اگرچہ کرتے ہین خیرات اہل قوم اکثر — وہی ہے اسمین بھی جہل و تعصب انکا مگر

ہر ایک بات مین رسم و رواج عادت ہے
ہمارے ملک کو تعلیم کی ضرورت ہے

یہ خیر کرتے ہین پر کچھ نہین ثواب انھین — ملا ہے قوم کے ادبار کا عذاب انھین
فقیر دین گے ابھی اور پیچ و تاب انھین — کرے گی طرز یہ خیرات کی خراب انھین

رہ مشقت و محنت سے سب کو موڑے گی
یہ ساری قوم کو محتاج کر کے چھوڑے گی

ہوا ہے قوم پر اس طرز خیر کا یہ اثر — کہ بھیک مانگ کے کھانا ہوا ہے ابتو ہنر
ہر اک لباس مین ملتے فقیر ہین اکثر — پہن کے جبہ و دستار پھرتے ہین دردر

حسب نسب پہ بزرگون کے کوئی تنتا ہے
رسول پاک کی اولاد کوئی بنتا ہے

کسی کو فخر ہے اسپر کہ ہون شریف نجیب — کسی کو ناز ہے پردادا اپنا تھا خطیب
کوئی یہ کہتا ہے تھا جد اعلے امیر ادیب — ہوا ہون گردش افلاک سے مین ابتو غریب

ملا نہ علم و ہنر ان کو کچھ وراثت مین

جوان گداؤن سے کے کام آتا اس مصیبت مین

شریف چہرے ہین پوشاک بھی ہے پاکیزہ مگر حرام کے کہانے کا ہے پڑا چسکا
ہوئی ہے قوم بہت ان کی ذات سی رسوا ہے اپنی قوم کا ان کا نہین ہی کوئی گلا

درست خیر کے بد ہوتے کب نتیجے ہین
فضول داد و دہش کے یہ سب نتیجے ہین

محب خموش کہ سنتا ہے کون تیری صدا نہ تو امیر نہ حاکم نہ واعظ و ملا
بنا ہے قوم کا ناصح ہوا ہے تجھکو کیا کھری کہے جو کوئی اوس کو جانتی ہین برا

عبث یہ گالیان کھاتا ہے رنج سہتا ہے
سنے نہ قوم تو کیون حق کی بات کہتا ہے

عروج وزوال سلطنت مغلیہ

زمانہ روز نیا روز انقلاب نیا زمین و چرخ نئے خاک و باد و آب نیا
چمن نیا نئی فصل خزان سحاب نیا ڑھا یا الوِ گیتی کا ہے شباب نیا

جو شاد کل تھا وہی آج ہاتھ ملتا ہے
فلک کا رنگ یہان دم بدم بدلتا ہے

کبھی خزان ہے چمن مین کبھی ہے فصل بہار بچھے ہین خار وہان گل کے تھے جہان انبار
کھڑے تھے قصر سلاطین جہان بعز و وقار وہان کھنڈر کے بھی باقی نہین کوئی آثار

سمان خرابہ کا فصل خزان دکھاتی ہے
صدائے بوم ہر اک سمت سی آتی ہے

وہ شہر کل جو تھا آباد آج ہے ویران محل سرا کا پتہ ہے نہ مقبرون کا نشان

بجائے باغ و چمن جا بجا ہین خارستان — زمین مین دفن ہین سب قصر ہائے عالیشان
وہ شان بلدۂ اکبر تو اب ذرا بھی نہین
رہِ عدم کے مسافر کا نقش پا بھی نہین

یہ آگرہ ہے وہی تھا کبھی عروس بلاد — عمارتون مین یہین تھی نئی نئی ایجاد
خطا و چین و ختن جس کی لونڈیان آزاد — یہ روم و لندن و پیرس بھی جس کے خانہ زاد
ہر ایک شاہ و گدا تھا اسی کا دیوانہ
یہ شمع بزم جہان اور خلق پروانہ

وہ تاج گنج کہ جسکی نہین جہان مین نظیر — ہر ایک سنگ ہے جس کا ضیا مین بدر منیر
نہ دیکھی پیر فلک نے بھی یہ کبھی تعمیر — یہی زمین پہ ہے باغ بہشت کی تصویر
لبِ چمن یہ عمارت ہے کوہ طور کوئی
کھڑی ہے نور کا جوڑا پہنکے حور کوئی

اسی مین دفن ہے شاہ جہان کی وہ بیگم — کہ جس کے در کے گداؤن مین تھی سکندر و جم
فروغ حسن سے جسکے ضیائے مہر تھی کم — حیا و حلم و بزرگی مین ثانی مریم
یہ خوش سلیقہ تھی نظم جہان وہ کر لیتی
وہ عاقلہ تھی ارسطو کو بھی سبق دیتی

جو عورتون کو سمجھتے ہین عقل مین کمتر — انھین نہین ہے خواتین مغلیہ کی خبر
جو ڈالتے کبھی تاریخ پر وسیع نظر — تو حال کھلتا کہ پردے مین تھی چھپے جوہر
اگرچہ مثل گہر وہ صدف مین پنہان تھین
مگر وہ علم و لیاقت مین مہر تابان تھین

جہان کے اہل خرد جانتے ہین سب یہ بات — کہ زن کے ہاتھ مین ہی قوم کی حیات و ممات
کہین اگی بھی ہے بنجر زمین مین کوئی نبات — شجر وہ خاک پھلین گے کہ جن کی شاخ مین پات

جو مائین پست ہین اولاد بھی ہی پست ضرور
کسی نے کھائے ہین جھبریون سے بھی انگور

عروج پر جو تھا یونان و ہند و ملک عرب تو ان کی عورتین بھی بام اوج پر تھین سب
وہ سیکھتی تھین علوم و فنون و علم ادب وہ جان بزم تھین اور رزم مین بھی جنگ طلب

زوال آیا مقید قفس مین ہین نسوان
کہان ہین خولہ و اسما کہان ہین نور جہان

کہان ہے آج وہ ساقی فیض و جام شراب کہ دل ہوا ہے مرا ضبط غم سے جلکے کباب
وہ آیا رحمت باری کا آسمان پہ سحاب زمین ہند ہوئی علم و فضل سے سیراب

خدا کا شکر ہے وہ دور امن آیا ہے
کہ مے کشون کو نہین محتسب کا کھٹکا ہے

ہے یہ حکومت انگریز رحمت باری زمین ہند ہوئی گلشن ارم ساری
تمام ملک مین نہرین ہین ہر طرف جاری ہوئی ہے ریل سے راحت سفر کی دشواری

خیال صحت و تعلیم ہند دائم ہے
ہر ایک گاؤن مین بھی اسپتال قایم ہے

اب اس زمانہ کے کیا سامنے ہی عہد قدیم یہ جیتی عدل کی تصویر کہنہ وہ تقویم
مگر ہے خاطر احباب کیجیے ترقیم عروج سلطنت مغلیہ بصد تعظیم

فلک عروج ہمین اور کچھ دکھائیگا
ترقیون کا زمانہ کبھی تو آئے گا

وہ عہد اکبر اعظم نہ تھا عروج مین کم کہ اس کے دور حکومت مین ہند تھا خرم
گدا بھی اس کے زمانہ کے تھے سکندر و جم نہ دیکھا چشم فلک نے بھی یہ خدم یہ حشم

ہر ایک شخص تھا خوش حال تھی نہ فکر معاش

تونگرون سے بھی برتر تھے ہند کے قلاش

جہان مین ہند کی دولت کی تھی کہین بھی نظیر   ثواب خیر کو ملتا نہین تھا کوئی فقیر
گدا وہ تھے کہ جو کرتے تھے مسجدین تعمیر   ہجوم کی طرح تعداد جاہ وپل تھی کثیر

جو کار خیر مین کرتا تھا کوئی صرف اک دن
وہ آج ملکے ہزارون سے بھی نہین ممکن

عروج سلطنتِ مغلیہ کا تھا یہ سبب   کہ ذات اکبر اعظم مین وہ صفات تھی سب
کہ جن سے ملک مین تھے جمع اہل علم وادب   وہ علم دوست عدوے تعصبِ مذہب

مصاحب اس کے تھے نصرانی و مجوسی و یہود
جو سیدہی آنکھہ مسلمان تو بائین آنکھہ ہنود

یہی تعصب مذہب تو ہے بنائے فساد   کہ جس سے بعض ممالک ہین آج کل برباد
بلائے عقل و خرد کشت وخون کی بنیاد   مدرس عمل زشت . ظلم کا استاد

نفاق اور تعصب کا جب قدم آیا
تو ان کے پیچھے تنزل کا پھر علم آیا

جلال دین تھا بڑا عادل و وسیع خیال   یہ چاہتا تھا کہ ہو ملک ہند سب خوشحال
نہ آئے تا بہ ابد اس کی سلطنت مین زوال   نہ جائے ملک سے اسکی کوئی بھی اہل کمال

جہان سے فرق مذاہب اگر یہ اٹھ جائے
تو اتحاد کا نوع بشر مزا پائے

وہ اہل ملک کو دیتا تھا عہدہائے جلیل   یہی کمال تدبر کی واقعی ہے دلیل
کوئی کہے تو سمجھتا تھا ہندوؤن کو ذلیل   اسی کی سیف و قلم کے تھے اہل ہند کفیل

نہ ہوتی ہند مین یہ ہندوؤن کی آبادی
خدا پرستون مین ہوتی اگر نہ آزادی

یہ جاہلون مین ہے بیشک تعصب مذہب
بری ہین جہل و تعصب سے اہل علم تو سب
اصول مذہب اسلام مین ہی جہل یہ کب
وہی سکھاتا ہے ادیان غیر کا بھی ادب
خدا کے دین کو تو کافر بھلا نہین کہتے
مگر کسی کو مسلمان برا نہین کہتے

دیا اسی نے ہے دنیا کو حریت کا سبق
اسی کو کرتے ہین بدنام مدعی ناحق
تعصب اسمین نہین نام کو بھی ہے مطلق
سند نہین جو مسلمان کوئی ہو احمق
خدا پرست ہین سب خیر خواہ انسان کے
محب ہین تو ہین ہر کافر و مسلمان کے

ڈراما

نکاح بیوہ سے کر گرچہ وہ چڑیل سہی

پہلا پردہ فاطمہ ایک بیاہی عورت اور بدر النسا بیگم ایک بیوہ عورت دالان مین بیٹھی ہوئین آپسمین باتین کر رہی ہین

(فاطمہ) مزاج اچھا ہے؟ خیریت ہے بہن کہو تو یہ کیا ہے حالت
بدن تمہارا ہوا ہے کانٹا ہے گل سے گالون کی زرد رنگت
وہ گوری گوری کلائیان اب کہ جنمین پڑتی تھین پھنسکے چوڑین
ہوئی ہین پتیل کے تار سے ہے یہ پہنچی ضعف بدن کی نوبت
بھرے بھرے وہ تمہارے بازو کہ جنمین پڑتی تھی نقش جوشن
اب انمین آتی ہین چوڑیان بھی غضب کی یا فسون ہے نقاہت
بہن خدا کے لئے تو بولو کہ کیون یہ چپ تم کو لگ گئی ہے
نہ وہ ہنسی ہے نہ وہ خوشی ہے ہوئی ہے کیا تو نے تمکو نفرت
(بدر النسا بیگم) نہ پوچھو ہم سے ہماری حالت بیان کی کس مین رہی ہے طاقت
جگر بھی پتھر کا ہوگا پانی سنے گا اپنی اگر مصیبت
کہون مین کیا درد بیوگی کو کہ جس سے راحت نہین ہے جی کو
جگر مین سوزش زبان پہ نالہ ہجوم اندوہ غم کی شدت
کہان کی رنگت کہان کی صورت جوانی اپنی تھی خواب آیا
ہے کسکو جینے کی آرزو اب جو موت آئے تو ہو فراغت

ہماری قسمت مین یہ لکھا تھا کہ جائین حسرت بھرے جہان سے
نہ نکلے کوئی بھی ہائے ارمان کرون خدا کی مین کیا شکایت

(فاطمہ) بہن خدا نے تو یہ کہا ہے کرو بیوگی کا عقد ثانی
جو رکھے بیوہ کو اپنے گھر مین ہو نہ اسکے مکان کا پانی

ہوئے ہین حضرت کی بیٹیون کے نکاح ثانی نکاح ثالث
مگر یہان تو حدیث و قرآن پرانے قصے ہین یا کہانی

نہ اس مین دین کا قصور ہے کچھ نہ اسمین الزام ہے خدا پر
نبی کرین کیا ولی کرین کیا کہ جب ہون اپنی ہی خصم جانی

(بدرالنسا بیگم) بہن کرین کیا نکاح ثانی کہ اب جوانی بھی ڈھل چلی ہے
وفور غم سے نڈھال جی ہے بدن کی رنگت بدل چلی ہے

شباب اپنا تھا اک مصیبت کہ جس کو کاٹا ہے ہمنے رو کر
رہی ہے آنکھون کی اک سوئی اب بہن سو وہ بھی نکل چلی ہے

مثال شمع کی جل رہے ہین ہم اس سبھا مین جو سر تا پا
ہر ایک ہڈی ہمارے تن کی تپ درونی سے پگھل چلی ہے

بخار جی کا نکل چکا ہے یہی سبب ہے آنکھون سے خون کی ندی
ہوئی ہے اب تو ذرا تسلی طبیعت اپنی سنبھل چلی ہے

بہن نہ چھیڑو ہمین خدارا کہ یاد آتے ہین گذرے صدمے
تھمے گا ہم سے نہ جوش رقت کہ غم کی ہانڈی ابل چلی ہے

(فاطمہ) خدا رواجون سے یا نکے سمجھے جنہون نے غارت کیا ہے ہمکو
کبھی تو مارا کبھی جلایا کبھی ہے پروہین گھونٹا دم کو

تمام دنیا کی نعمتین تو ازل سے مردون کو مل چکی ہین
خدا نے پیدا کیا ہے ہمکو کہ جھیلین رسمونکے ہم ستم کو

مرے جو بیوی اگر کسی کی تو بعد چہلم کرے وہ شادی
نکاح ثانی کو گر کہین ہم تو مان ملادے غذا مین سم کو

(بدرالنسا بیگم) بہن نصیبون کو اپنے کوسو کرو نہ مردون کا کچھ گلا تم
مرض تو مہلک ہین اپنے سارے نہ ڈھونڈو انکی کوئی دوا تم

ہماری حالت کو دیکھ کر اب بہن کڑھو کچھ نہ اپنی جی مین
چھٹین کہین درد بیوگی سے کرو ہمارے لئے دعا تم

نہ شب کو سوتی ہون دو گھڑی مین نہ دن کو لگتا ہے جی کسی مین
چھپائین کیا دل کا حال تم سے بہن ہو بچپن کی آشنا تم

دوسرا پردہ سین ایک دالان

صغری بیگم اور آبادی بیگم آتی ہین۔

(صغری بیگم) بہن ہا بدرا کا حال اچھا نہین ہے
بہ اغم کا مآل اچھا نہین ہے

تپ دق ہی ہوئی آخر کو اسکو
جئیے وہ خاک جو جینے سے دق ہو

(آبادی بیگم) بچاری کا ابھی سن بھی نہ تھا کچھ
نہ چکھا ہائے دنیا کا مزا کچھ

یہ جان لیوا ہے دکھ اسکی دوا کیا | کوئی دیکھا ہے تمنے اس سے بچتا
صغری) میان تو مر گئے یہ بھی ہے مہمان | نہ نکلا ہائے کوئی اس کا ارمان
ہوا ہے بیوہ گی کا اسکو صدمہ | نہین اس درد کی دارو ہے پیدا
مصیبت اس پہ ہے یہ سخت پردہ | ذرا سا غم بھی ہے جس مین زیادہ
خدا حافظ ہے اب بدر آگے جی کا | بھروسہ کیا ہے ایسی زندگی کا
آبادی بیگم) جو کر دیتے کسی سے عقد اسکا | تو ہوتا کاہیکو پھر حال ایسا
خدا غارت کرے ہمعون کو آپا | انھون نے تو ہمین بن موت مارا
ہماری جان کٹھل سکے برابر | ہوا اس زیست سے مرنا ہی بہتر
وہ آتی ہے بہن اب مس فریدون | علاج اسکا وہ کیا کرتی ہے دیکھون

مس فریدون اور نصیباً والدہ بدر النسا بیگم آتی ہین

مس فریدون) مرض جب کام کر چکتا ہے اپنا | بلانے سے ہمین پھر فائدہ کیا
خراب انکا ہوا ہے پھیپڑا سب | دوا سے فائدہ ہوگا نہ کچھ اب
سمندر کی ہوا ان کو کھلاؤ | ہوا خوری برابر اب کراؤ
نہ پردے مین مقید انکو رکھو | "کھلے میدان مین کچھ تو دن کو ڈھو
نصیبا) ہوا خوری نہین پردے مین ممکن | نہین جینا مناسب آبرو بن
سمندر کی ہوا اسکو کھلاؤن | یہ بہتر ہے کہ مٹی مین ملاؤن
گئی عزت نہین آنے کی پھر ہاتھ | یہ پردہ ہے ہماری جان کے ساتھ
دوا پینے کی کچھ اس کو بتاؤ | کوئی پھر لیپ سینہ پر لگاؤ
جو موت آئے تو کرتی ہے دوا کیا | ہمین ہین اپنی قسمت پر بھروسہ
مس فریدون) نہین ممکن علاج انکا کسی سے | ہے پردہ کیا ضروری انکے جی سے

مسلمانون ہی مین بیوی ہے عزت — نہین ہم مین کوئی باقی شرافت
کسی سے ہم نہین کرتے جو پروا — ہمارا کوئی کرلیتا ہے پھر کیا
جوان لڑکی ہے رحم اسپر کرو تم — ہوا پردے کو چھپر وپر پہرو تم

تیسرا پردہ سین ایک بیمار کا کمرہ

صغری بیگم۔) بہن! ہے آج کیسے آپکا جی — دوا کس کی بتاؤ تم نے ہے پی
دوا دیتی ہے اچھی مس فریدون — جو پوچھو راے میری صاف کہدون
حکیمون سے تو یہ اچھی ہے عورت — تمہین اسکی دوا سے ہوگی صحت

بدرالنسا بیگم۔) (آنکھون مین آنسو بھر کے)
علاج اس قید مین ممکن نہین ہے — جو شب گذری تو گھٹتا دن نہین ہے
دوا اس درد کی جز موت ہے کیا — مرا مرنا ہے جینے سے تو اچھا
کوئی دم کے بہن! ہم تو ہین مہمان — نہین جینے کا ہمکو کوئی ارمان
یہ پردہ ہے ہماری جانکا دشمن — نچھوڑے گا ہمین یہ تا بہ مدفن

صغری۔) نہ گھبراؤ بہن! اتنا خدارا — کہ ہر مشکل کا ہے انجام اچھا
گذر جاتے ہین سب رنج و مصیبت — اگر ہو صبر کی انسان کو عادت
بُرا ہے رات دن اس غم مین رہنا — خوشی سے چاہئے ہر رنج سہنا

بدرالنسا بیگم۔) مصیبت ایک ہو تو اسکو جھیلین — یہی بہتر ہے اب ہم جان پہ کھیلین
منگاتی ہون مین افیون اب کسی سے — بہت بیزار ہون اس زندگی سے
نہین احمق جو رگڑون ایڑیان مین — نہ توڑون جان کی کیون بیڑیان مین
عبث ہے درد بے درمان کا سہنا — مکان و قبر مین یکسان ہے رہنا
نہین ہمکو ہوا کھانا ہے ممکن — جلینگے خاک ہم پھر آبرو بن

صغرا بیگم۔) بوا! سوجھی مجھے ہے ایک تدبیر — نہین مشکل اگر سیدھی ہو تقدیر
منگاتی ہون مین مس میری کی پوشاک — نہ ہوگا اسکو دینے مین کوئی باک
وہ میرے گھر مین آتی ہی پڑھانے — بہت جا اور جاتی ہے پڑھانے
پہنکر اس کے کپڑے میم بنکر — جہان چاہو پھرو دیکھی مین دن بھر
نہ دیکھے گا کوئی پھر آنکھ اٹھاکے — نہ گھورین گے تمہین ترچھے نہ بانکی
ہمارے مردون کی ہے یہ عادت — کہ گھورین سامنے آئے جو عورت
نظر نیچی رکھین یہ حکم رب ہے — کسیکو گھورنا جائز ہی کب ہے
جو عورت کی نہین کچھ انمین عزت — تو ہے پھر لغو دعوے شرافت
مین جاتی ہون کوئی آتے ہین اب مرد — نہ ہونا زندگی سے اپنی تم سرد

(صغری بیگم جاتی ہین)

چوتھا پردہ - سین - ایک برآمدہ

مولوی حامد حسین (بدرالنسا بیگم کے باپ) اور مسٹر محمود حسین۔ (بدرالنسا کے بھائی آتے ہین۔

بحر بدلی

مولوی حامد حسین۔ (آنکھون مین آنسو بھر کے)

ہائے قسمت مین لکھا تھا داغ یہ — پھولنے پھلنے نہ پایا باغ یہ
سب کو بدرا کی طرف سے اب ہو یاس — آئی تھی اک ڈاکٹرنی اس کے پاس
کہہ گئی ہے وہ تپ دق اسکو ہے — اب امید زیست بیٹا کسکو ہے
وہ یہ کہتی ہے ہوا اسکو کھلاؤ — دودھ مین کچھ روغن ماہی پلاؤ

اب نہ رکھو چار دیواری مین بند — اسمین ان کی جانکا ہی خوفِ گزند
بے ہواخوری نہین ممکن ہی زیست — چار دیواری مین ہی دس دنکی زیست
ہم سے تو ممکن نہین بے پردگی — موت سے بدتر ہے ایسی زندگی
(مسٹر محمود حسین) کیا کہون حیران ابا جان ہون — مین بھی اب اس گھر مین بس مہمان ہون
ناک مین دم اب تو اس پردے سے ہے — جان بھی کم اب تو اس پردے سے ہے
جان کی خاطر تو مے بھی ہے حلال — ترک پردہ ہے مگر قطعاً محال
جان جائے پر نہ ہو بے پردگی — منحصر پردے پہ ہے اب زندگی
عقد ثانی اُس کا کر دیتے اگر — جان یون غم مین نہ دیتی سر بسر
اب یہ سو دُکھ سے موئے پر اور رہین — اس کے جینے کے نہین کچھ طور ہین
رحم اسکی جان پر فرمایئے — ہمبھی مدراس لے کر جایئے
(حامد) بھائی مجھہ سے تو نہ ہوگا یہ کبھی — ہاتھ سے اپنے کرون بے پردگی
لو مین نکلا جاتا گھر ہی سے ہون اب — جی مین جو آئے کرو تم سب کے سب

(مولوی حامد حسین جاتی ہین)

مسٹر محمود (اپنے دل مین)

رحم کر ان عورتون پر اے خدا — ہین بری رسمون کی یہ پامال یا
مبتلائے دردِ یہ مظلوم ہین — مارِ رسمِ بد کی یہ مسموم ہین
کیجیے کیا کوئی بس چلتا نہین — کوہِ غم ان پر سے اب ٹلتا نہین
مین تو لیجاؤن گا بدرا کو کہین — عقد بھی کر دونگا مین اسکا وہین
سچ ہے یہ انسان کی حاکم رسم ہے — مردم آزار اور ظالم رسم ہے
ان بلاؤن سے تو ہی دیگا نجات — سامنے تیرے بڑی ہی کیا یہ بات

پانچوان پردہ مین مسجد کا حجرہ

(بحر ہزج مثمن مسبغ)

(مولوی عبداللہ اور مشاطہ آتی ہین)

مولوی۔) ہماری مرگئی بیوی نصیب اوسکو تو جنت ہے
کرین ہم عقد ثانی اب کہ حضرت کی سنت ہی
مگر ہے شرط یہ کم سن ہو کوئی باکرہ لڑکی
کہ بیوہ سے تو مشاطہ ہمین لاریب نفرت ہی
حسین ہو مال و زر بھی ساتھ لائی ایسی عورت ہو
اگر جاگیر رکھتی ہو تو یہ سب پر فضیلت ہے
لئے گر مال گھر بیٹھے تو کیون نکلین کمانے کو
ہمین تو عقد سے مشاطہ بس مطلوب دولت ہے

مشاطہ) مین صدقہ جاؤن بوڑہا آپکا بدخواہ دشمن ہو
ابھی یہ سن ہے گھر مین کھیلتی گڑیا سی دلہن ہو
میان ساٹھا ہی پاٹھا یہ مثل مشہور گھر گھر ہے
نہین ڈر گر ورق چاندی کا یہ ریش منور ہے
نہاین ہین دانت گر منھ مین تو ہی پھر فکر کیا اوسکی
یہان موجود وندان ساز ہی تعریف ہی جسکی
نظر مین میری اب تو ایک کم سن حور طلعت ہی
کہ جسکی علم و دانش پر فدا قارون کی دولت ہی
مگر ہے عیب بس اتنا کہ بیوہ ہے وہ بد قسمت
کرین گر عقد آپ اس سے تو ہی حضرت کی یہ سنت

(بحر ہزج مسدس مقصور)

مولوی) نہین بیوہ سے مجھکو عقد منظور
اگرچہ شکل و صورت مین ہو وہ حور
کراؤ باکرہ سے عقد میرا
تمنا ہے کہ باندھون پھر مین سہرا
مجھے مسجد مین اب جانا ہی جلدی
ملونگا وعظ نے مہلت جو کل دی

(مولوی صاحب مسجد مین وعظ فرمانیکے لئی جاتے ہین)

مشاطہ۔ (آپہی آپ)
بڑہاپے مین اسی سوجھی ہے شادی
خدا نے عقل ہی اسکو نہین دی
غضب ہی اور یہ کمسن ہو دولہن
بڑہاپا ان کا یہ اور اس کا بچپن

وہ پرواوا انھین سمجھے گی اپنا — تو ہوگا اِن کو پرپوتی کا دُھوکا
مین سمجھونگی موئے کو ٹھیر تو جائے — مزا جب ہے کہ بوڑہی بیاہ کر لائے
جو ہو ڈائن سے بھی صورت مین بدتر — وہ کالی جس سے بھاگے رات ڈر کر
وہ بیوہ جس نے کہائے ہون پیاپے — کئی ورجن خصم پیری سے پہلے
وہ بدخو ہو کہ دوزخ جس سی گھر ہو — میان بیوی مین جنگ آٹھون پہر ہو
خدا پروسے کو تو رکھیو سلامت — کہ پانچون گھی مین ہین جسکی بدولت

چھٹوان پردہ سین ایک چھوٹی سی کوٹھری

(مشاطہ اور نوربی ماما آتی ہے)

مشاطہ۔ بہن کیا حال ہے دبلی بہت ہے — بنائی فکر نے کیا تیری گت ہے
جوانی مفت کی برباد تو نے — نہ رکھا جی کو اپنے شاد تو نے
ابھی یہ سن تھا کرتی اور شادی — کھلاتی گود مین اپنی خزادی
نوربی۔ بڑہاپے مین بُوا پوچھے گا اب کون — مجھے خدمت مین بھی رکھیگا اب کون
جوانی مین تو ہر جا نوکری تھی — مجھے تو سلطنت ماماگری تھی
مگر نوکر بھی اب رکھتے نہین ہین — دُلہن بننے کے میری دن کہین ہین
مشاطہ۔ تجھے کیا مین نے تو ڈھونڈا ہی شوہر — جو رکھے گا تجھے جان کے برابر
نہ گھبرا عمر مین وہ بھی ہے پاٹھا — جو تو ستر کی ہے تو ہے وہ ساٹھا
اکیلا ہے وہی گھر مین نگوڑا — ترا نوراً بہت اچھا ہے جوڑا
کرا دیتی ہون اُس سے بیاہ تیرا — بڑہاپے مین بھی اب تو باندہ سہرا
مگر جو کچھ کہون تجھ سے سو کرنا — بس اب باہر قدم ہرگز نہ دہرنا
نوربی۔ بہن اندر رہی پردے مین اسہونگی — مین اپنے سائے سی بھی اب چھپونگی

بہن اآئین جو دولھا والیان گر — تو پھر اُن سے چھپون تبلاؤ کیونکر
چڑھاوے کے بھانے سے وہ آکر — کھین دیکھین نہ مجھکو ہے یہی ڈر
مشاطہ۔ یہ سچ ہے کیا بات اسکا سوچ ہے کیا — بوا اسے ہے پوٹ وھوکون کی یہ پروا
مین کھدون گی کہ سب وہ ذات والی — نجابت مین ہے حوا سے بھی عالی
شرافت اُسکی پردے سی ہے ظاہر — قدم وہرتی نہین حجرے کے باہر
مین کرلون گی موے سے شرط پہلے — کہ آئے گی کسی کے وہ نہ آگے
ہوئے وہ بول پھر وہ کیا کرے گا — کئے کو عمر بھر اپنے بھرے گا
جو چھوڑے گا تو تیرا مہر دے گا — موا تجھ سے بوا کچھ تو نہ لے گا
مگر سن لیجیو پردے مین تو کد — کہ کھلنے مین یہی بھید ونکے ہے سد
اسی سے تو چھپے ہین عیب اپنے — بوا پردے کو مانا ہے بڑون نے

ساتوان پردہ مین مسجد کی کوٹھری

(مشاطہ اور مولوی صاحب آتے ہین)

مشاطہ۔ مولوی صاحب مین کرتی ہون سلام — آپکی شادی کا لائی ہون پیام
مولوی۔ والسلام رحمتہ برکاتہ — آپ ہین مشاطہ صاحب نیک خو
آپ رکھتی ہین بہت وعدے کا پاس — نیکیون کا ہے وفائی عہد اس
آپکا پیشہ بہت سے ہے باثواب — خلقت آدم کا ہے یہ عقد باب
امتِ حضرت اسی سے ہے زیاد — اس سے ہے مضبوط دنیا کی نہاد
مشاطہ۔ مولوی صاحب بالون آپ کی — اور قسم کھاتی ہون اپنے باپ کی
حور ڈہونڈی ہے تمہارے واسطے — لاؤ شیرینی ہمارے واسطے
ہو مبارک تم کو جوڑا نور کا — جیتے ہی جی وصل ہے اب حور کا

مولوی۔ (خوشی سے پھول کر)

اجر دے گا تم کو مشاطہ خدا — پاؤ گی غلمان جنت کے سوا
حوض کوثر کا پیو گی آب سرد — جائیگی دھو دل سے سب کلفت کی گرد

مشاطہ۔ خیر جنت کا تو کس کو ہے یقین — کونسی ہین نیکیان یان ہمنے کین
مولوی صاحب نہ سے کہئے یہ اُدہار — عقد مین باقی نہین اب دیر دار
پیر کا پنجہ بس اب دلوائیے — اور شیرینی سے مجھے کھوائیے

مولوی۔ پیر کا پنجہ تو بدعت ہے ضرور — اسکا دینا تو سراسر ہے فجور

مشاطہ۔ پنج تن دینا تو کچھ بدعت نہین — پیر کی اسمین تو اب شرکت نہین

مولوی۔ پنج تن دینا تو ہے رفض شدید — چارتن کا ہین تو ہون دل سے مرید

مشاطہ۔ آپ سنی ہین تو دیجے چار ہی — اسمین تو باقی نہین تکرار ہی

مولوی۔ بدعتی سنی نہین جو چار دون — مہر مین بھی ثلث ہی دنیا رہون

مشاطہ۔ تین ہی دیجے اگر موجود ہون — دیجئے دو دیہ بھی گر مفقود ہون

مولوی۔ مین نہین تثلیث کا قایل جناب — ہے خدا احد کا مشرک پر عتاب
ہے دوئی بھی شرک مذہب مین مرے — غیر کی شرکت نہین رب مین مرے
لاشریک وحدہٗ ہے اُسکی ذات — ایک ہی کی ہے یہ ساری کائنات

مشاطہ۔ (اپنے جی مین)

اس موئے کنجوس سے ملنا ہی کیا — روٹیان مسجد کی کھاتا ہے پڑا
مفت کھانے کی جسے عادت ہوئی — اُسکو کنجوسی کی پھر تو لت ہوئی
انگلیان بھی چاٹتا ہے کھا کے یہ — کسکو دے گا پھر کمائی لا کے یہ
وعظ مین تو ہے سخاوت کی یہ ڈینگ — خود ذرا سی بھی نہین دیتے ہین ہینگ
دوسرون کو جو بتاتے ہین حرام — ہے حلال اُن کو مگر وہ لاکلام

کھیلتے ہین دین کے پردے مین شکار | روز کرتے ہین یہ رشوت زہر بار
اِن سے جو ملجائے بس لے لیجیے | اِن ٹھگون کو خوب دھوکا دیجیے

مسز احمد مولوی صاحب کے ایک دوست آتی ہین

(بحر رمل مسدس محذوف)

احمد۔ السلام اے مولوی خوش صفات | آپ کرتے تھے کسی عورت سے بات
دیکھ کر مجھکو کہین وہ چھپ گئی | کیا چھلاوا تھی یہین وہ چھپ گئی
مولوی۔ مرد اجنب سے تو پردہ ہے ضرور | اسمین میرا اسکا کیا قصور
احمد۔ آپ شاید اُس کے بھائی ہین جناب | جن سے کچھ لازم نہین اُسکو حجاب
اور گر ہین آپ نامحرم تو کیا | آپ سے پروا نہین اُس کو روا
مولوی چھوٹی امت کے لئے پردہ نہین | ان سے نبھ سکتے نہین احکام دین
احمد۔ مولویصاحب! ہین دین کے حکم عام | اُسکو کیا افلاس و دولت سے ہی کام
مولوی۔ چھپکے بیٹھین گھر مین گر مائین سبا | کام دنیا کا چلیگا پھر تو کب
احمد۔ ہاتھ منھ کا ڈھانکنا کب ہے روا | ستر عورت تو نہین یہ دست و پا
پردۂ نسوان ہے بس ساتر لباس | اور باقی اُس کے ہے سب احتباس

مشاطہ (پردے مین سے نکلکے)

اب ہے کیا پردہ نہین پردیکے دن | تھا ہمارا بھی کبھی پردے کا سن
تھے میان! ہم بھی کبھی پردہ نشین | بے سواری ہم نجاتے تھے کہین
مرنے والے نے کیا ہمکو تباہ | بھیک یہ در در کی ہے قسمت مین آہ
ہمکو آتا گر کوئی علم و ہنر | اور دنیا کی اگر ہوتی خبر
تو نہ ہوتے بعد شوہر یون ذلیل | علم ہوتا ہر مصیبت مین کفیل

احمد - آپ کی حالت عجب ہے دردناک — کیجئے اُس کو بیان گر ہو نہ باک
ذات ہے کیا آپ کی ہے نام کیا — اور کرتی آپ ہین اب کام کیا

مشاطہ - مجھ جلی کا آپ کچھ پوچھین نہ حال — آپ کو سنکر بہت ہوگا ملال
ذات مجھ کم بخت کی سید ہے آہ — کر دیا افلاس نے ہمکو تباہ
پالنے والا جو سر سے اُٹھ گیا — رزق ہم رانڈون کا گھر سے اُٹھ گیا
ایک تو آتا نہ تھا ہمکو ہنر — دوسرے بے پردگی کا تھا یہ ڈر
کر نہین سکتے تھے ہم فکر معاش — تیسرے فاقے بھی ملتی تھی نہ آش
تنگ فاقون سے ہوئی جب مین بہت — سر سے اُترا میرے تب پردیکا ستر
گھر سے نکلی اور کی ماماگری — ہے ذلیل اس سے بھی کوئی نوکری
رفتہ رفتہ پھر ہوئی چالاک مین — آبرو کھوکر ہوئی بیباک مین
اب تو مشاطہ گری ہے میرا کام — سات پشتون کا ڈبویا مینے نام

احمد - (مولوی صاحب سے مخاطب ہوکر)

مولوی صاحب اسنا کچھ حال یہ — ہے غضب ہون عورتین پامال یہ
قوم کی غفلت پہ ہے صد آفرین — کس مصیبت مین ہین یہ پردہ نشین
اسکو پردے کا تو ہے اتنا خیال — عورتون کا بھی ہے کچھ معلوم حال
ہین بلا مین مبتلا بیچاریان — انکی قسمت مین ہین کیا کیا خواریان
علم حاصل وہ تو کر سکتی نہین — پیٹ بھی عزت سے بھر سکتی نہین
جان کو بس قوم کی یہ روئین گی — عزت قومی یہی اب کھوئین گی
گبر و عیسائی - یہودی کب ہین سست — حالت نسوان کو کرتے ہین درست
ہوگیا ہے کیا مسلمانون کا حال — ان کو جز غفلت نہین کچھ بھی خیال
جان بھی جائے کہین گے ہم تو ہیچ — ہے مسلمانون کو بس پردے کی پیچ

حالت نسوان سے کیا اُنکو غرض   ہے انھین تو حبس نسوان کا مرض

گالیان جی بھر کے ہکو خوب دین   خیر جو چاہین کہین پر سوچ لین

جہل نسوان سم قاتل ہے ضرور   اس کا درمان جلد فرمائین حضور

یا ور کہین ہے بہت مہلک مرض   ہکو تو پیغام حق سے ہے غرض

مشاطہ- آپ کے قربان مین جاؤن میان   درد کی میرے بڑی ہے داستان

نام ہے کیا آپ کا فرمائیے   ہے مکان کس جا مجھے تبلائیے

احمد- نام سے میرے تمہین ہے کام کیا   بیاہ کا لاؤگی تم پیام کیا

مشاطہ- آپکو شادی اگر منظور ہے   تو یہان فردوس کی اک حور ہے

احمد- حور پریون کی مجھے خواہش نہین   زوجۂ جاہل ہے مار آستین

گورے چٹرے کا نہین عاشق ہون مین   حُسن سیرت کا مگر شایق ہون مین

حور بھی بے علم ہے کس کام کی   کیا توقع اُس سے ہے آرام کی

سابقہ ڈالے نہ جاہل سے خدا   ہو پری بھی بے ہنر تو ہے بلا

مولوی علم سے کیا مومنہ عورت کو کام   جز کلام اللہ پڑہنا ہے حرام

سورۂ یوسف ہے سننے مگر   اس کے پڑہنے مین بھی تو ہی خوف شر

کافرہ عورات پڑہتی ہین علوم   ہین خبیثات و لعینات اور شوم

عورتون مین دیکھئے حسن و جمال   ہے نہین اُن کے لئے علم و کمال

مشاطہ- مولوی صاحب ذرا رہیے خموش   علم کا اُن کو ابھی تازہ ہے جوش

مین انھین سمجھائے دیتی ہون ابھی   پھر نہ لین گے علم کا یہ نام بھی

جاؤن واری اے میان یہ تو بتاؤ   علم سے ہے عورتون کو کیا لگاؤ

کیا کرینگی نوکری پڑھ لکھ کے وہ   علم و فن پھر کیا کرینگی رکھ کے وہ

احمد- علم کی غایت نہین ہے نوکری   ہے ملایک پر اسی سے برتری

عورتون مین علم سے آتی ہے عقل　　اور اُلٹی جہل سے جاتی ہے عقل
مشاطہ۔ لڑکیان لایق تو ملنی ہین محال　　ناظران قرآن پڑہنا ہے کمال
گر کوئی اردو پڑھی مل جائیگی　　بات اسکی تو یہ لونڈی لائے گی
احمد۔ محض اُردو سے نہین کچھ فائدہ　　چاہیئے تعلیم ہو باقاعدہ
مدرسے کی گر ملے کوئی پڑھی　　ہو مڈل سے بھی کیا [illegible] کچھ پڑھی
ایسی لڑکی کا تو تم لانا پیام　　ورنہ شادی کو بھی ہے میرا سلام
مشاطہ۔ ڈھونڈنے جاتی ہون پر ہون ناامید　　مدرسے کی ہے لگائی سخت قید
ہین زنانہ مدرسے تو جابجا　　پر نہین ان سے ہمین کچھ فائدہ
لڑکیان اورون کی پڑہتی ہین وہان　　دیتی ہین تعلیم پر وہ اپنی جان
پر مسلمانون کو ہے پروے کی کد　　ہے یہی تعلیم کے رستے مین سد
یہ زنانے مدرسے سب ہین فضول　　لڑکیان جاتی نہین تو کیا حصول
عیب ہے گر پاؤن بھی وان وہ دہرین　　گھر مین چاہین کودتی دن بھر پھرین

(مشاطہ چلی جاتی ہے)

مولوی۔ کفر کی باتین بہت کرتے ہین آپ　　لیڈیون کی طرز پر مرتے ہین آپ
عورتون کو علم ہی ہے کیا ضرور　　اس سے بڑھ جائینگے بس انکے شرور
چھوڑ دو تعلیم نسوان کا خیال　　ورنہ نازل ہوگا قہر ذوالجلال
ہے جو پڑہنے کے لئے تاکید یہ　　کیا نصارا کی نہین تقلید یہ
عورتین ہین رسیان شیطان کی　　اور ہین یہ بندیان زندان کی
انکی طینت مین تو ہے مکر و فریب　　شاخ حنظل مین کہین لگتا ہے سیب
احمد۔ آپ جیسے مولویون سے پناہ　　ذات سے جن کے شریعت ہے تباہ
آپ نے گندے خیالون سے جناب　　کر دیا اسلام کا چشمہ خراب

فرض ہے اسلام مین علم وہنر — آپ کو مذہب کی ہے کچھ بھی خبر
پادریون کے جو تھے پہلے خیال — مولویون کے وہی ہین ابتو حال
پوپ تو تھا ہی عدو علم و فن — تھا حکیمون کے لئے حکم زِرن
آج اُس کے جانشین ہین مولوی — ہے انھین بھی علم و فن سے دشمنی

مولوی۔ (غصہ سے جریب اٹھا کے)

دور ہو مردود کافر اہل نار — مرتد و زندیق و فاسق بدشعار
کفر کا فتوے مین لکھتا ہون ابھی — پھر نہ تو جنت مین جائے گا کبھی
چھوڑ دین گے تجھکو سب اب اہل دین — جز سقر تجھکو امان ہرگز نہین
ہم وہ ہین ہین جن کے قبضے مین عوام — پھیر دین انکی جدھر چاہین لگام
لاکھ تو چلائے پھر سنتا ہی کون — پھینکے موتی بھی تو پھر چنتا ہی کون

احمد۔ مولوی صاحب یہ سچ کہتے ہین آپ — جاہلون ہی مین سدا رہتے ہین آپ
سامنے مرغون کے جو ڈالے گہر — ہے حماقت اُس کی بے شک سر بسر
آپ بھڑکاتے ہین اندھون کو جناب — آپ ہی نے تو کیا اُن کو خراب
ان غریبون پر تو کیجیے رحم اب — غار نکبت مین گرے ہین سبکے سب
رہنما جب آپ سے حضرت ہون آہ — کیون نہ ہو وہ قوم پھر ساری تباہ
آدمی کا جب بگڑتا ہے دماغ — عقل کا ہوتا ہے گل پھر تو چراغ
آپ کی مٹھی مین ہین یہ سب عوام — آپ نے انکو بنایا ہے غلام
آپ سے ہے دوستی رکھنا حرام — اب زبان سے آپکا لونگا نہ نام
لو مین جاتا ہون نہ بس اب رلائیے — اور غصہ سے نہ اتنا کانپیے

مسلمانی در کتاب و مسلمانان در گور پہلا سین ایک دالان

صغری بیگم اور کبری بیگم بیٹھی باتین کرتی ہین

(صغری بیگم) آج ہی عید بہن او خوشی کا ہی سمان — بچے تڑکے سے اٹھا کرتے ہین کیا ہی خوشیان
عید گہ جانیکا مردون کے بڑا ہے سامان — کوئی بگھی مین کوئی گھوڑے پہ جاتا ہی وہان
دور غم ہوتا ہے جب دل کے کنول کھلتے ہین
دشمن و دوست بھی اُس دن تو بہم ملتے ہین

(کبری بیگم) ہمکو کچھ عید سی مطلب ہے نہ تہوار سی کام — قید خانہ مین گذرتی ہے یون ہی عمر تمام
فرض ہم پر ہے بہن آبروے ماہ صیام — عید گہ جانا ہمارے لیے لیکن ہے حرام
گھر مین اللہ کے ہم پاؤن نہ دہرنے پائین
حیف صد حیف ہے شکر خدا کا بھی نہ کرنے پائین

(صغری بیگم) ظلم مردونکا ہی یہ اسمین نہین دین کی خطا — گھر سے اللہ کے روکین ہمین ہی قہر خدا
کون مذہب ہے کہ جسمین ہی خدا سے پردا — دیر و بت خانہ و کعبہ مین تو جانا ہے روا
بدگمانی ہے فقط مردوُن کا دھوکا ہے
عید گہ جانے سے اسلام نے کب روکا ہے

(کبری بیگم) پیر نیچر ہے ہوا اب تو ہمارا دشمن — حامی قید نسا ہے یہ ہوا گرگ کہن
ہم سے کیا لاگ ہی اس بوڑھے کو کیا ہی ان بن — کیون ترقی سی ہماری ہے اسے رنج و محن
قید نسوان کو سمجھتا ہے یہ نیچر پردہ
دین احمد کی یہ جڑ کاٹتا ہے در پردہ

(صغری بیگم) مین یہ سمجھی تھی کہ یہ پیر ہی مرد عاقل — مثل صراف پرکھتا ہے یہ حق و باطل

ٹھیٹ اسلام کا حامی ہے نبی کا قائل   دل سے اصلاح مسلمان کی طرف ہے مائل
دین کے پردے مین نہان صورت بدعت نکلی
حیف فطرت جسے سمجھے تھے وہ صنعت نکلی

(کبریٰ بیگم) سب بڑھاپے مین بہک جاتے ہین یونہی سٹھیا   اسکی باتون کا اثر اب تو نہین دل پہ ذرا
اس کے فتوے کو بھلا مانتا ہے کون برا   کوئی فیشن کی ہدایت ہو تو ہم لائین بجا
قید نسوان کی حمایت کا تو سودا ہے اسے
اس پہ آزاد خیالی کا بھی دعوی ہے اسے

(صغریٰ بیگم) ایسے تہذیب کے دعوون پہ خدا کی پھٹکار   تف ہے اس کوٹ پہ پتلون پہ لعنت سو بار
آپ آزاد ہون ہم قید رہین لیل و نہار   واہ ہمدردی انسان مین ترے جاؤن نثار
ہر سحر چاہیے کھانے کو ہوا سیر انھین
گھر مین گھٹ گھٹ کے مرین ہم نہین کچھ ڈر انھین

(کبریٰ بیگم) کوٹ پتلون سے کیا خاک بدلتے ہین خیال   کام تعلیم کا درزی سے ہو ہے یہ تو محال
نقل کرنے سے کوئی ہوتا ہے عالم نقال   بھولا اپنی بھی چلا ہنس کی جب کوا چال
دم مین تغیر خیالات کا امکان نہین
باپ دادا کی روش چھوڑنا آسان نہین

(صغریٰ بیگم) مین یہ سمجھی تھی مہذب ہے یہ بوڑھا خرانٹ   اسکو آتا ہے نئے جامۂ تہذیب کا کاٹ
اہل یورپ کے تمدن کا یہی ایک ہی گھاٹ   اسکی آزاد خیالی مین سمندر کا ہے پاٹ
شیر دل سمجھے تھے جسکو وہی خائف نکلا
یہ تو آزادی نسوان کا مخالف نکلا

(کبریٰ بیگم) کیا یہ آزادی نسوان کا مخالف ہے بہن   سر مین اس بوڑھے کے اب تک ہین خیالات کہن
گھر مین شاید نہین حضرت کے کوئی ایک بھی زن   عورتون کے انھین معلوم ہون کیون رنج و محن

ان کو پردے مین بٹھائین تو انھین ہو معلوم
سختئ قید اٹھائین تو انھین ہو معلوم

(صغری بیگم) آپ جم جم سے تو شیطان کے منکر ہین ہوا — کہتے ہین جنت و فردوس کو حضرت چکلا
ان کے نزدیک پیمبر ہے نہ قرآن نہ خدا — پر انھین پردۂ نسوان کا عقیدہ ہے بڑا
مبنی نیچر پہ ہے ہر بات مین دعوی انکا
اور فطرت کے مطابق ہے یہ پردہ انکا

(کبری بیگم) وحی و الہام و کرامت ہے خلاف فطرت — معجزہ اور رسالت ہے خلاف فطرت
دوزخ و گلشن جنت ہے خلاف فطرت — اور عیسی کی ولادت ہے خلاف فطرت
سب یہ اسلام کے ارکان ہین بزعم کہنان
عین فطرت ہے مگر پردۂ حبس نسوان

(صغری بیگم) عقل سے مین نہین اس بوڑہی کے بکتا ہی فضول — قید نسوان سے بتاؤ تو اسے کیا ہے حصول
کیا خوشی اسکو بہن ہم جو گھر و نمین ہین ملول — اتنا بیشک ہے کہ خوش ہونگے بہت اسکے جہول
حبس نسوان کی جو تائید مین تحریرین ہین
یہ مسلمانون کے خوش کرنے کی تدبیرین ہین

(کبری بیگم) ایسے احمق نہین اسوقت کے اہل اسلام — جو ہر اک بات کا سمجھین نہ بہن وہ انجام
کیا خوشامد سے ہوا چلتا ہے اصلاح کا کام — ہے ہلاکت کا مسلمانون کے حق مین یہ دام
وہ او عاقل تو خوشامد کی نہین دیتی ہین
اب کھرے کھوٹے کو وہ بھی تو پرکھ لیتی ہین

(صغری بیگم) کیا یہ اندھے ہین جو دیکھین نہ کچھ اپنی حالت — سبکی نظرون سے گری جاتی ہے انکی وقعت
عورتون مین ہے ہوا جبکہ غضب کی وحشت — کسطرح دوسری قومون مین ہو ان کی عزت
عورتین جن کی مہذب ہین وہی ہین عاقل

پست تو بین عین وہی جن کی ہی نسوان جاہل

(کبری بیگم) دیکھیے کرتا ہے پردے کو خدا کب غارت　　بھاڑ مین جائے نگوڑی یہ خیالی عزت

کیا اسی قید سے محفوظ ہے اپنی عصمت　　اپنے ہی ہاتھ مین ہے اپنی شرافت عفت

آپ مارین تو بوا نفس بھی مر سکتا ہے

مرد عورت کی حفاظت کوئی کر سکتا ہے

(مولوی نذیر حسین صاحب عیدگاہ سے آتے ہین)

(صغری بیگم) لو وہ ملنے کو چچا جان بہن آتے ہین　　تحفے ہم لڑکیون کو دیکھیے کیا لاتے ہین

عید گھہ مرد بہن شوق سے سب جاتی ہین　　خوب لوٹ لوٹ کے ہر ایک چیز وہان کھاتی ہین

عید اُن کی ہے بوا عید کا سامان اُن کا

دین کوئی چیز ہمین لا کے تو احسان اُن کا

(کبری بیگم) (مولوی صاحب سے مخاطب ہو کر)

عید گہ ہمکو چچا جان نہین لے جاتے　　ہم سے گھر ہی مین دوگانہ بھی نہین پڑھواتے

خطبہ و وعظ کبھی ہم کو نہین سنواتے　　ہم گنہگارون کو مسجد بھی نہین دکھلاتے

رسم پردے کے گلے مین ہین ہمارے پھندے

ہم نہ امت ہین نبی کی نہ خدا کے بندے

(مولوی صاحب) بیٹی مجبور ہون کیا رسم پہ ہے زور مرا　　دین اسلام مین ہرگز نہین ایسا پردہ

بدعت و ظلم ہے یہ پردہ نسوان بخدا　　اس تعدی کی سزا پائین گے ہم روز جزا

ہم سے بدلا نہین لیتا ہے خدا مہر ہے یہ

عورتین آئین نہ مسجد مین بڑا قہر ہے یہ

مجھکو معلوم ہے مردون کا ہے جو ظلم و ستم　　جسم نسوان مین تو اس حبس سے باقی نہین دم

عقل بھی ان مین اسی قید کے باعث سے ہے کم　　بڑے لوگون کے زبان کھولنے پاتی نہین ہم

مولویت کی جو عزت ہے وہ عزت چھن جائے
جبہ بیکار ہو دستار فضیلت چھن جائے

ہائے کیا قہر ہے قرآن کے مخالف ہین یہ — حکم حضرت کو نہین مانتے ہین اہل غضب
روکے مسجد سے جو نسوان کو تو ہی جائے عجب — ان سے کمتر تو شرافت مین نہین اہل عرب
رائے بیہودہ ہے کب آیہ قرآن ان کی
کیا نبی زادیون سے بڑھ کر ہین نسوان انکی

دیکھتی ہو کہ جہالت کا ہی اس ملک مین زور — دین باقی نہین بے دینی و بدعت کا ہی شور
دہریت چھائی ہے اسلام ہے بیٹی در گور — دین کی پردہ مین یہان ٹھگ ہین تو محلو نمین ہین چور
لائق و نیک خدا ترس یہان ہین پامال
ظالم و سرکش و بدکار تو ہین مالا مال

(صغری بیگم) آپ جب ظلم سمجھتے ہین یہ حبس نسوان — کیون نہین کھولتے پھر حق کی حمایتمین زبان
شان اسلام ہے یہ حق پہ کرین جان قربان — اہل اسلام کی ہمدردی و ہمت ہے کہان
شیخیان مارتے ہین اور یہ کیا کرتے ہین
سچ بھی کہنے سے مسلمان تو اب ڈرتے ہین

(مولوی صاحب) بیٹی یہ سچ ہے زمانہ کا مگر رنگ ہے اور — اب جہالت کا تعصب کا خوشامد کا ہی دور
قاضی و مفتی و ملا کے نہین لگلے طور — پردہ دین مین یہ کرتے ہین ہر اک طرح کے جور
زر ملے گر تو یہی جھوٹ سراپا لکھدین
خون ناحق کا خوشامد سے یہ فتویٰ لکھدین

کس کی شامت ہی کہے کوئی جو بدی کو برا — سمجھین سب اسکو ابھی کافر و مردود خدا
ان کے نزدیک ہے سب ظلم و ستم اسپہ روا — بھائی بندی سے اٹھا دیتے ہین پھر وہ یہی کیا
جب تعصب ہے تو پھر کاہیکو حق بات کہین

لوگ گردن کو کہین رات تو ہم رات کہین

(بلینک ورس)

دوسرا سین گوشہ محل

آزادی بیگم اور مولوی متعصب

(آزادی بیگم) جیتے جی کیون ہمین درگور کیا ہے تمنے — کیا ہماری ہے خطا کچھ تو بتاؤ ہمکو
کون سے جرم کی پاداش مین ہم ہین محبوس — کس کا گھر لوٹا کیا خون ہے کس کا ہمنے
چور ہین ٹھگ ہین اُچکی ہین گرہ کٹ ہین ہم — یا کوئی قاتل خونخوار لٹیرے ہین ہم
کوئی بدکار ہین ہم یا کوئی غدار ہین ہم — بے وفا ہم ہین کہ بے شرم جفاکار ہین ہم
کیون خدا نے ہمین دنیا مین کیا ہے پیدا — کس لیئے ہمکو بنایا نہین کھلتا مطلب
(مولوی متعصب) ہم خلیفہ ہین خدا کے یہ زمین ہے اپنی — تم ہو محکوم ہماری نہین اسمین کچھ شک
تمکو پیدا کیا خالق نے ہماری خاطر — تا کہ لے راحت و آرام ہمین بعد تعب
گھر مین رکھتے ہین تمہین تا کہ ہو عصمت محفوظ — نظر بد سے چھپاتے ہین تمہین ہر ساعت
نہین معلوم تمہین خلقت حوا شاید — پہلوے حضرت آدم سے وہ نکلین باہر
چین سے اپنے بٹھایا ہے گھرونمین تمکو — محنت و فکر سے آزاد کیا ہے تمکو
(آزادی بیگم) کیا ہی معقول و مدلل ہے تمہاری تقریر — تم اکیلے ہو خلیفہ یہ کہان سے ثابت
نوع انسان کے تو افراد ہین ہم تم دونون — واسطے آدم مین ہم بھی ہین داخل لاریب
ہم جو دنیا مین نہ ہوتے تو نہ ہوتے تم بھی — عورتین گم ہون تو مردون کی ہو خلقت مفقود
شکم زن سے تو ہوتے ہی ہین پیدا ہر دم — عورتین مرد کے پہلو سے نکلتی ہین کہین
(مولوی متعصب) ناقص العقل ہو تم کچھ نہین تم کو معلوم — ضعف خلقت مین تمہاری ہے ازل سے لاریب
تم قوی ہوتین تو کرتین نہ حکومت ہم پر — ہم مین قوت تھی ہوئے ہم ہی جہان پر حاکم

عقل ہوتی تو نہ تم عالم و فاضل ہوتین — زور ہوتا تو نہ تم قیصر و کسریٰ ہوتین
تم مین جرأت ہے کہان تم مین شجاعت ہے کہان — تم مین ہے علم کہان اور کہان ہی حکمت
کون سے کام کی ہے تمکو لیاقت حاصل — کون سے فن مین بتاؤ تو ہے عورت کامل
(آزادی بیگم) آپ ملا ہین نہین آپ کو دنیا کی خبر — آپ پڑھتے ہین نہ اخبار نہ تاریخ و سیر
حکمت و فلسفہ کو آپ سمجھتے ہین کفر — عقل ہے آپ کے نزدیک ضلالت کی دلیل
آپ طوطے کی طرح رٹتے ہین قرآن دن بھر — پر سمجھتے نہین ایک حرف کے معنی بھی کبھی
اس پہ دعوے ہی کہ مجھ سا نہین لائق کوئی — فخر بھی ہوتا ہے کہین بار کتب سی عاقل
یاد ہے آپ کو کچھ سورۂ آل عمران — جسمین فرماتا ہے خلاق ذکور و اناثے
مثل عورت کے نہین مرد ہمارے نزدیک — ہینے مریم کو کیا افضل و عالم لاریب
ناقص العقل کو عاقل پہ خدا دے ترجیح — ماشاء اللہ سمجھ آپکی ہے قابل داد
ضعف خلقت کا عبث آپکو ہے ہم پہ گمان — قوت و صبر و تحمل مین ہمین ہین غالب
عقل مین ہم سے کوئی آپکو نسبت ہی جناب — لڑکیان ہوتی ہین لڑکون سے سمجھ مین بہتر
یہ تو فرمائی ہے ہند کا قیصر کوئی مرد — یا کہ عورت کی رعایا ہین یہ مونچھون والے
یاد ہے آپکو کچھ حضرت اسماء کی نبرد — اور خولہ کی شجاعت کی بھی ہے کوئی خبر
کس لیاقت کی جہانمین نہین عورت موجود — پر جہالت کا بجز علم نہین کوئی علاج

سین تیسرا ایک دالان

مولوی متعصب جاتے ہین اور تہذیب النسا بیگم آتی ہین

(تہذیب النسا بیگم) کون صاحب تھے یہ تسبیح عمامہ والے — غیظ سے آتش دوزخ کے جو تھے پرکالے
کسی بدکار کے شاید یہ پڑے ہین پالے • سابقہ سچ ہے نہ اللہ بُرے سے ڈالے
بدگمانی کا سبب تجربہ ذاتی ہے

ہم سمجھتے ہین کہ عورت انھین چھپاتی ہے

(آزادی بیگم) اجی اُلّو ہے یہ اک مولوی بدکردار کیا کہون تم سے موئے کے ہین یہ کیا اطوار
گھورتا پھرتا ہے سڑکون پہ تو خود لیل و نہار چاند سورج سے چھپانیکو ہمین ہے تیار
اپنے اعمال کا مطلق نہین کھٹکا اسکو
ہے مگر پردۂ نسوان کا تو سودا اسکو

(تہذیب النساء بیگم) مین بھی کہتی ہون کہ مردونکو ہے پردیکا جنون گھر سے باہر جو قدم رکھین تو یہ کردین خون
سچ تو یہ ہے کہ ہمن جیتے ہی جی ہین مدفون کاش مرجاتے تو رہتے نہ گھرونمین محزون
پان کھانا کبھی سونا ہے کبھی سینا ہے
زیست سے گر یہی مقصد ہے تو کیا جینا ہے

(آزادی بیگم) بدگمانی کی کوئی حد بھی ہے کیا خبط ہے یہ اس قدر دو یہ بھی خاموش ہین ہم ضبط ہے یہ
پردہ و عفت نسوان مین کوئی ربط ہے یہ عقل کا مردونکے ضعف ہے یا ولبط ہے یہ
نظر بد کو نہین چشم کا خانہ اچھا
آپ اچھے ہین تو ہے سارا زمانہ اچھا

ہم جو بدکاری پہ آتے ہین تو رکتی ہین کہین سات پردونمین بھی ہم ڈھونڈھ ہی لیتے ہین حسین
ہم وہ کیا وہ ہین جن سے کہ لرزتی ہے زمین اور عفت مین بھی ہم سا کوئی دنیا مین نہین
جن کے سینہ مین وُر شرم و حیا پنہا ہین
خانہ و کوچہ و بازار انھین یکسان ہین

(آزادی بیگم) قابل رحم سے ہے افسوس ہماری حالت چشم مردم مین ذرا بھی نہین اپنی عزت
ہین وہ آزاد جو ہین صاحب شرم و عفت حبس دائم کی نصیبونمین ہے اپنی ذلت
قطع امید تو اک لخت ہوئی ہے اپنی
جان پتھر سے بھی کیا سخت ہوئی ہے اپنی

(ایک بوڑھی عورت آتی ہے)

(زیب النسا بیگم) لو وہ آتی ہین بڑی بی ذری خاموش رہو　　چھوٹی داوی سے تو پردی کی مضرت پوچھو
طیش ہین آئیگی وہ اُن کی کڑی بات سہو　　اِن سے بھی حال دل زار کسی ڈھب سے کہو
ڈرتی اتنا ہین کہ سایہ سے بھی یہ خائف ہین
اگلے وقتون کی ہین دنیا سے یہ ناواقف ہین ·

(آزادی بیگم) بڑی بی سے مخاطب ہوکر)
داوی سنتی ہون کہ کچھ لوگ ہوئے ہین پیدا　　جو کہ اس پردۂ موجودہ کو کہتے ہین بُرا
وہ سمجھتے ہین اسے عورتون پہ قہر خدا　　مانع علم و ہنر باعث تحلیل قوا
بند عورت ہو مکان ہین یہ کہین پرواہی
دام پھیلا ہے اجل کا یہ نہین پردا ہے
(بڑی بی) غیظ مین آکے بڑی بی نے کہا او ناپاک　　لوکا لگ جائے زبان مین ہو تری منھ مین خاک
کہتی ہے پردۂ نسوان کو بُرا اے بیباک　　کہیئے یہ بات تو کٹوائیگی سو پشت کی ناک
مرد سن لینگے تو کیا کیا نہ کہین گے مجھکو
جیتا ہی کھود کے گاڑین گے زمین مین تجھکو
(آزادی بیگم) دادی مین نے تو نہین کوئی بری بات کہی ·　　اس موے پردے کو کہتے ہین بُرا اب تو سبھی
بات کہنا ہی ہے گر جرم تو بس یہی سہی　　قید دائم سے بجز موت نہ چھوٹین گے کبھی
عقل ہوگی تو مری بات کو وہ تاڑین گے
زندہ درگور ہین ہم آپ وہ کیا گاڑین گے
(بڑی بی) موئے ہی کالون کو ہے کیا پردہ کی تکلیف سی کام　　گالیان کوسنے کھاتے ہین عبث ہین بدنام
ہم نے کب اپنی مصیبت کا دیا ہے پیغام　　جسمین مردون کی خوشی اسمین ہمین ہی آرام
پردے ہی مین ہے فقط اب تو شرافت باقی

جان جائے پہ رہے عزت و حرمت باقی

(تہذیب النساء بیگم) واہ ری یہ آپکا مہمل ہے شرافت کا خیال — کچھ بنی زادیون کا آپ کو معلوم ہے حال
ان سے بڑھکر ہو معزز کوئی ہے یہ تو محال — ان کے ناخن کی برابر بھی نہین بدر ہلال

قید تنہائی کی ایذا تو نہین سہتی تھین
اس موئے پردے مین واری وہ کہان رہتی تھین

(بڑی خالہ) اری خاموش بنی زادیون پر یہ بہتان — دیکھ سڑ جائے کہین منہ مین نہ یہ تیری زبان
چاند سورج نے بھی دیکھا نہین انکا رویان — بند حجرون سے قدم صحن مین رکھتی تھی کہان

رخ سے گھونگٹ نہ کبھی خواب مین بھی اٹھتا تھا
اپنے سایہ سے بھی چھپتی تھین وہ یہ پردہ تھا

(آزادی بیگم) واہ ری کیا آپکی باتین ہین ہنسی کے قابل — دین و دنیا سے تو ہین آپ غضب کی جاہل
دعویٰ پردۂ نسوان ہے سراسر باطل — ہاتھ چہرہ ہی نہین ستر نسا مین داخل

تھی ازل سے یہ بلا قسمت نسوان مین لکھی
حبس و الم کی سزا ہے کہین قرآن مین لکھی

(بڑی بی) (آگ بھبوکا ہوکر)

جھوٹی بدذات حیا بھون کے کھائی تونے — گڑھ کے کیا دل سے نئی بات بنائی تونے
خوب دیدہ کی صفائی یہ دکھائی تونے — مدرسہ مین یہی تعلیم ہے پائی تونے

بدزبانی کی سزا اب تجھے دلواتی ہون
تیرے مامون سے تجھے جوتیان کھلواتی ہون

(مولوی ابوالحمار آتے ہین اور بڑی بی اُنسے شکایت کرتی ہین)

(بڑی بی) بیٹا ان لڑکیون کا تمنے بھی کچھ حال سنا — کہتی ہین شرع سے ثابت نہین ہوتا پردا
کس نگوڑے نے سمجھایا ہی انھین ہائے خدا — کہ نہین عورتون کو قید مین رکھنا زیبا

ناک سوفسٹ کی ہے ہے یہی کٹوائینگی
ٹھنڈی سڑکوں پہ ہوا کھانے کو اب جائینگی

(ابوالحمار) کون مردود ہے وہ کہتا ہے پر دیکھو جو بد
کافر و مرتد و زندیق ہے ہے ملعون ابد
کیا دلیل اُس کی ہے لاؤ میں ابھی رد کر دوں
مجھکو تو پردۂ نسوان کی حمایت میں ہے کد

حق کی سنتا نہیں جب بات کی پچ کرتا ہوں
زور منطق سے میں باطل کو بھی سچ کرتا ہوں

کون مجھ سا ہے بتاؤ تو جہان میں لایق
اہل یورپ سے ہوں میں علم و ہنر میں فایق
میری تصنیف کا ہے ہکسلی جیون شایق
دعوی منطق و حکمت میں میں ہی ہوں صادق

میرے شاگرد سے بھی کم ہے بہت بطلیموس
طفل مکتب مرے نزدیک تو ہے جالینوس

پارلیمنٹ کا مجھ سا نہیں کوئی ممبر
مجھکو دنیا کے قوانین ملل ہیں ازبر
علم منطق میں ارسطو سے بھی میں ہوں بہتر
قدر کرتا ہے میری رائے کی ہر اہل نظر

بادشاہوں کو لڑا دوں میں غضب ہوں چالاک
سچ تو یہ ہے کہ مرے سامنے کیا ہیں افلاک

علم ہئیت میں کوئی مجھ سا ہے فرد کامل
سامنے میرے ہیں گیلیلیو۔ نیوٹن جاہل
فیثاغورث کا ہے دعوے تجدد باطل
میری تحقیق کے ہیں لندن و جرمن قائل

کرۂ شمس و قمر نقل سے ثابت کر دوں
نو فلک اور ابھی عقل سے ثابت کر دوں

ہے کوئی مجھ سا جیالوجی کا کامل استاد
ہے معادن کی جہانین تو مجھ ہی سے بنیاد
علم حیوان و نباتات ہیں میری ایجاد
مجھ سے سقراط فلاطون کی ارواح ہیں شاد

علم مابعد طبیعت میں میں ہی کامل ہوں

گنڈے تعویذ کا جادو کا مگر قائل ہون

علم بابرق وہوا مین ہون مین ہی فرد فرید — میری تصنیف ہراک علم مین ہے قابل دید
ہے تصوف مین مرا صوفی صافی بھی مرید — مجھ سے کم رتبہ ہین اقطاب زمان پیر وشہید
علم وحکمت مین ہے اکتائی کا دعوی مجھکو
فرد کامل کیا اللہ نے پیدا مجھکو

(آزادی بیگم) ماموں جان آپ تو بےشبہ ہین اک بحر علوم — آپکی منطق وہیئت تو ہے سب کو معلوم
آپ کے فلسفہ کی ہند مین ہر جگہہ ہی دھوم — آپ کے نام سے روشن ہین فلک پر یہ نجوم
آپ سا کوئی نہین عالم وفاضل ہشیار
پشت پر بار کتب سر پہ ہے بار دستار

(ابوالحمار) بیٹی کیا ذکر تمھارے پردے کا کرو مجھ سے بیان — کفر ہے پردہ نسوان مین اگر وہم وگمان
وسوسے ڈالتا ہے ولین تمہارے شیطان — اہل شک پاتے ہین الحول کے پڑھنے سی امان
جنتی پھنستے ہین کب فلسفہ کی گھاتون مین
دوزخی آتے ہین شیطان کی ہان باتون مین

(آزادی بیگم) پہلی سیڑہی ہے سمجھ کی یہی شک ماموں جان — کیون اسے کہتے ہین وسواس خبیث وشیطان
قوت وہم ہے اک آیۂ خلاق جہان — دیکھہ لو اسکی کرامات ہے دنیا مین عیان
سوچ کا کام کوئی ذکر سے ہوسکتا ہے
شک نہ پیدا ہو تو کیا فکر سے ہوسکتا ہے

(ابوالحمار) دور کمبخت یہ کیا بکتی ہے کفر والحاد — قید مذہب سے تو پڑھ لکھ کے ہوئی ہو آزاد
عقل پھرتی ہے لئے جسکی نہین کچھ بنیاد — دین ودنیا تری یہ علم کرے گا برباد
سن کے یہ بات مکدر مری اب خاطر ہے
شک جو پردے مین کوئی لائے وہی کافر ہے

مولوی ابوالحمار غیظ و غضب مین آکر چلے جاتی ہین
اور تہذیب النسا بیگم اور آزادی بیگم آپسمین باتین کرتی ہین

(تہذیب النسا بیگم) (آزادی بیگم سے مخاطب ہوکر)

سن چکین شیخیان ماموں کی تم اپنے آپا — بنتے ہین نام خدا آپ ارسطو کے چچا
ایسا غوجی ہی کو پڑھکر ہے انھین یہ دعوے — رٹتے طوطی کی طرح پھرتے ہین صغری کبری
پڑھتے جس طرح کہ قرآن کو روان ہین حفاظ
یاد انکو بھی اسی طرح سے ہین کچھ الفاظ

(آزادی بیگم) اس زمانہ کے تو ملاؤن کی حالت ہی یہی — خودستائی پہ مرے جاتے ہین آفت ہی یہی
حق کے حامی نہین اعمال کی شامت ہی یہی — رہنما اندھون کے اندھے ہین حماقت ہی یہی
شیخیان مار کے نادانون کو بہکاتے ہین
جاہل محض ہین پر مولوی کہلاتے ہین

(تہذیب النسا بیگم) جھوٹے دعوے پہ بھی لائین ہزارون برہان — خود حدیثون کو گھڑین اور بنائین قرآن
راویون پر یہ لگا دیتے ہین وہم مین بہتان — انکی منطق سے تو ڈرتے ہین جہان کی شیطان
تین گر چاہین تو چھتیس کو ثابت کردین
پاک و معصوم یہ ابلیس کو ثابت کردین
ان سے تھرّاتے ہین سب مفتی و قاضی و حکم — خون ناحق انھین تحریر کی سرخی سے ہے کم
ان کے فتون سے تو مظلوم گئی سوئی عدم — انکی تاویلون کے مشکور ہین سب اہل ستم
نطق کے زور سے ظالم کو یہ مظلوم کرین
شمر کو چاہین تو ثابت ابھی معصوم کرین

(آزادی بیگم) جانتے سب ہین کہ اسلام مین پردہ یہ نہین — ظلم رکھتا نہین نسوان پہ روا دین متین
حبس دائم کی مضرت کا تو ہے انکو یقین — قید نسوان کی عرب مین ہے یہ رسم کہین

چھوڑتے حق کو ہین باطل کی پیچ کرتی ہین
سچ بھی کہتے نہین کیا خلق سی یہ ڈرتے ہین
(تہذیب النسا بیگم) ان پہ موقوف ہی کیا سب ہی ہمارے ہین خلاف — باپ مان بھائی بہن آنکھون کے تارے ہین خلاف
قاضی و مفتی و حکام یہ سارے ہین خلاف — در و دیوار و زمین چرخ ستارے ہین خلاف
کوئی برگشتگی بخت سے چارا ہے بہن
جز خدا کون مددگار ہمارا ہے بہن
(آزادی بیگم) کون ہمدرد وہ نسا ہے جو کرے اپنی مدد — وار کرتا ہے فقط ایک معلم سب رد
اسکی بھی دشمن جان خلق ہی اللہ ری کد — کیون ترقی سے ہمارے ہے یہ مردون کو حسد
لوگ آنے سے بھی بیزار ہین اس کے اب تو
حلم و حق وہی مددگار ہین اس کے اب تو
(تہذیب النسا بیگم) خیر اللہ تو ہے گو نہین کوئی یاور — اس مصیبت مین وہی لیگا ہمن اپنی خبر
مثل حیوان ہمین رکھتے ہین جو بے علم و ہنر — مانگتے پھرتے ہین ہم بھیک اسی سے گھر گھر
حکم مردون کا ہے اپنا نہ ارادہ ہے کوئی
بے کسی اس سے بہن اور زیادہ ہے کوئی

چھوتھا سین ایک دالان

کریمًا نائن اور آزادی بیگم

(آزادی بیگم) اے کریمًا بوا تم آج کہان نکلین۔ — بھولے چوکے سے بھی دم بھر کو نہ تم آ نکلین
عید گزری بھی سویان نہ یہان آ نکلے لین — آنے دیتی نہین کیا لڑکیان ہین تم سے ملین
آئین برسون مین بھی گر تم تو اکیلی آئین

ساتھ اپنے نہ نصیبا کو بوا تم لائین

(کریمًا) بیوی پڑھنے سے کوئی دم نہین اُسکو فرصت امتحان آیا ہے کرتی ہے غضب کی محنت
اپنی ہمجولیون سے بھی ہے اُسے اب نفرت اک ہوا کھانیکو جانے کی فقط ہی عادت

پڑھنے بچپن سے تو مکتب مین بٹھایا ہے اُسے
اسکے باوا نے تو ضد کرکے پڑھایا ہے اسنے

(آزادی بیگم) خیر سے عمر نصیبا کی بوا ہے اب کیا مین سمجھتی ہون کہ سن چودہ برس کا ہوگا
مدرسہ جاتی ہے وہ اور نہین کچھ پروا انتظام اسکی سواری کا کیا تمنے بوا

چہرہ اپنا وہ کسی کو نہ دکھاتی ہوگی
مدرسہ ڈولی ہی مین بیٹھ کے جاتی ہوگی

(کریمًا) بیوی وہ تو نہین کرتی ہے کبھی بھی پروا چادر اوڑھکے وہ مدرسہ جاتی ہے سدا
بیوی اس بات سے اسکی ہون بہت مین بھی خفا بے دھڑک پھرتی ہے مردون مین نہین شرم ذرا

کہتی ہے میمون سی کسطرح لیاقت مین ہون
اس موے پردہ مین ممکن نہین ہین علم پڑھون

(آزادی بیگم) سچ تو کہتی ہے بوا ٹھیک ہے یہ اُسکا خیال اس موے پردہ مین نسوان کی ترقی ہے محال
فائدہ کیا ہی نہو علم مین جب تک کہ کمال • تھوڑا پڑھا یا جو لڑکی کو تو کیا اس کا مال

علم حاصل ہو تو تکلیف کا سہنا اچھا
تھوڑے پڑھنے سے تو ناخواندہ ہی رہنا اچھا

(کریمًا) سنتی ہون ڈاکٹری پڑھکے وہ ہوگی نوکر ہوگی تنخواہ سوا سو سے بھی پہلے بڑھکر
اب تو عزت سے کمائیگی بہت مال و زر ایسی بیٹی پہ مین قربان کرون لاکھ پسر

اپنے لائق تو یون آرام سبھی ہے مجھکو
فکر شادی کی بس اب ایک رہی ہے مجھکو

(آزادی بیگم) کس سے شادی کی ارادی ہین کہو تو ہم سے — ہر کوئی اس سے بھی لائق ہے ملا جم جم سے
بیاہ کرنے کی نہین وہ تو کبھی بھی کم سے — ایسی شادی بھی ہے کیا عمر کٹے جو غم سے

بیوی شوہر جو مخالف ہون تو بس مرنا ہے
طوطی و زاغ کو پیوند بہم کرنا ہے

(بیگم) وہ یہ کہتی ہے کہ مین آپ کرونگی شادی — دیکھ لین مرد کو ہم ہے یہ ہمین آزادی
عقد میرا نہین کر سکتے ہین دادا دادی — مرد جاہل کی تو سنگت کی نہین ہین عادی
حبس دایم ہین مین ہرگز نہ رہون گی امان — ظلم شوہر کے تو بیجا نہ سہون گی امان
عقد جاہل سے نہ کرنا مرا تم بہر خدا — زہر کھالون گی جو ایسے سے پڑیگا پالا
قید دایم کی سہونگی نہ کبھی مین ایذا — گاڑ دو جیتے ہی جی کھود کے تم مجھکو بوا

گھر مین رہنا مرا امان تمہین کیا دو بھر ہے
ایسی شادی تو مجھے مرگ سے بھی بدتر ہے

(آزادی بیگم) سچ تو کہتی ہے کہ گڑیا وہ نہین اسمین کلام — بیوی شوہر کی محبت کا فقط عقد ہے نام
رنج باہم سے کوئی ملتا ہے گھر مین آرام — ایسی شادی تو ہے دونو کو قضا کا پیغام

عقد مین رائے بھی ہم سے تو نہین لیتے ہین
جسکو جی چاہا اٹھا کر ہمین دیدیتے ہین

بس حجب بند زبان کر کہ زمانہ ہے برا — وہی ہوتا ہے یہان چاہتا ہے جسکو خدا
عورتین قید سے چھوٹین ہے یہی حکم قضا — ڈر نہین لاکھ مخالف ہو ہمارے دنیا

گرچہ ہر گام پہ ہے ظاہر و پنہان مشکل
ہے بھروسہ جو خدا پر تو ہے آسان مشکل

متفرقات

گلاب کا پھول

ایک دن وقت سحر گذرا جو باغ عام سے — وہ سمان دیکھا کہ آتا ہے تصور مین نظر
وہ سہانا وقت وہ سبزہ وہ پھولونکی مہک — وہ نسیم صبح وہ خوش لہجہ مرغان سحر
جابجا کونڈون مین کیا ہی خوش نما تھے وہ درخت — تھا گلاب ان سب مین بڑھکر دلفریب و خوبتر
رخ سے ہر گل کے عیان یون جلوۂ ضیائے حسن — شمع جیسے پردۂ فانوس مین ہو جلوہ گر
کچھ کھلے تھے پھول کچھ کلیان ابھی تھین نیم وا — اور مرجھائے پڑے تھے جابجا کچھ خاک پر
ناشگفتہ گل جو تھے غنچے وہ اب کھلکر تھے پھول — اور پژمردہ تھے وہ پڑتی تھی کل جن پر نظر
اتنے مین اک باغبان آیا درختون کے قریب — جس نے توڑے پھول وہ چنکر جو تھے شاداب تر
دیکھ کر گلچین کا یہ ظلم وستم مین دنگ تھا — جی مین کہتا تھا کہ ہے فولاد کا اس کا جگر
دل نہین دکھتا ہے اسکا توڑتا ہے جب یہ پھول — سنگ دل ہے کچھ نہین اس مین محبت کا اثر
خود لگایا باغ اس نے اور سینچے یہ درخت — آپ ہی اب توڑتا ہے شاخ و گل برگ و ثمر
یہ خیال آتے ہی وان مین عقل نے مجھ سے کہا — بے خبر تجھکو نہین اسرار خلقت کی خبر
وہ حقیقی باغبان جس نے لگایا ہے یہ باغ — جس کی صنعت پر گواہی دے رہی ہین یہ شجر
خاک سے پیدا یونہین کرتا ہے ہر دم صورتین — جلوہ افروزی سی جن کی ماند ہین شمس و قمر
اور پھر خود ہاتھ سے اپنی مٹاتا ہے انھین — رحم آتا ہے اسے کب ان کے حال زار پر
ہست کرتا ہے وہی اور نیست کرتا ہے وہی — ہے وہی رزاق مطلق خالق ہر خیر و شر
جس کو تو سمجھا ہے بے دردی وہ ہے رحم و کرم — نفع جس کو جانتا ہے تو وہ ہو شاید ضرر

خوش نمائی دیکھکر اس باغ کی خوش ہو محب
کس کو اس کی ابتدا و انتہا کی ہے خبر

ترکیب بند

ذرا آنکھون کو کھولو گردش چرخ کہن دیکھو
کیا پامال ہم کو بھی زمانے کا چلن دیکھو

کبھی تھا گلشن اسلام بھی سرسبز دنیا مین
مگر اب چشم عبرت سے وہی اجڑا چمن دیکھو

عمارت علم کی جب تک نہ تم ملکر بناؤ گے
رہے گا خانہ ویران یہ گھر اہل وطن دیکھو

ملایا گردش افلاک نے گو خاک مین ہمکو
مگر اس خاکساری مین ہمارا بانکپن دیکھو

وہان اب تک بھی کچھ بجھتے چراغون سے نکلتا ہے
ابھی برہم ہوئی ہے دوستو یہ انجمن دیکھو

مخالف ہین نئی تعلیم کے بیجا تعصب سے
ہماری قوم کا اے عاقلو دیوانہ پن دیکھو

سخن سنجو ذرا میرے ذرا اشعار کو پرکھو
مرے مضمون کو سمجھو مرا طرز سخن دیکھو

گھٹے گی تربیت تعلیم جتنی ایک ملت کی
بڑھے گا اتنا ہی اس قوم کا رنج و محن دیکھو

دکھائے جوہر تیغ و قلم تم نے زمانے کو
نہین مردانگی تم مین تو اب گور و کفن دیکھو

تمہارے باپ دادا نے دکھائین جراتین رن مین
دکھاؤ ہمتین تم بھی حصول حکمت و فن مین

گئے وہ دن کہ شمشیر دودم تھی یلون ہمدم
گئے وہ دن کہ تھا مغرور اپنے زور پر رستم

گئے وہ دن کہ حیوانی قوا انسان کے حاکم تھے
گئے وہ دن کہ جذبے نفس کے تھے رہبر آدم

گئے وہ دن کہ قومین فخر کرتی تھین شجاعت پر
گئے وہ دن کہ تھا تلوار کے قبضہ مین پرچم

مگر اب بادشاہ فلسفہ کی حکمرانی ہے
گڑے ہین عقل کے جھنڈے کھلے ہین علم کے پرچم

مسلمانون اٹھو باندھو کمر اب وقت فرصت ہے
بسان شیر ملک علم پر حملہ کرو پیہم

دکھاؤ جوہر تیغ قلم میدان حکمت مین
کرو سر یہ مہم علم اگر تم مین ہے کچھ بھی دم

نہ ہارو ہمتین شمشیر و نہ چھوڑو دامن جرأت
لڑو جہل و تعصب سے لڑائی ملکے سب باہم

رہے گو دوڑ مین پیچھے مگر تم اسپ تازی ہو
بڑھو آگے بہت چلنا ہے عرصہ ہے نہایت کم

یہی قانون فطرت ہے کہ گھٹکر بڑھتی ہیں قومیں
ترقی ہوتی ہے سر کٹتے ہی کیا شمع کی لو میں

مغل چنگیز خانی جو کبھی تھے حاکم و افسر ‏ ابھی گذری ہیں کچھ صدیاں کہ حالت انکی تھی ابتر
لباس انکے تھے چرم گوسفند و آہوے وحشی ‏ غذا انکی تھی لحم وحش بستر ان کے خاکستر
یہی قربانیاں انسان کی کرتے تھے معابد میں ‏ نشان ہیں آجتک باقی جہاں لاکھوں مرے جلکر
یہی وہ ہیں کہ جن کی حرکتیں سب وحشیانہ تھیں ‏ درندوں کی طرح آپس میں لڑتے تھے یہی اکثر
نہ انمیں علم و فن تھا اور نہ ہمدردی نہ حکمت تھی ‏ جہالت انکی ہمدم تھی سفاہت انکی تھی رہبر
مگر جب کرلیا اسلام نے اگر شکار ان کو ‏ ہوے صید حکومت یہ مثال طائر بے پر
یہ ٹھوکر لگتے ہی خواب تغافل سے وہ خود چونکے ‏ کھلیں آنکھیں تو دیکھا یہ کہ اپنا حال ہے ابتر
حکومت نے بتائے ان کو رستے پھر ترقی کے ‏ چراغ علم روشن ہو گئے اکبارگی گھر گھر
ملی وہ علم کی دولت بدولت جسکی دنیا میں ‏ وہی ہیں آج سب قوموں سے اعلی اور بالاتر

مہذب قوم کی فرمانروائی سے رعایا کو
فواید ہیں بہت یہ نکتہ تم اے غافلو سمجھو

کھلی ہیں علم کی راہیں ہوئے ہیں مدرسے جاری ‏ مہیا ہیں ہر اک فن کے مدرس عالم و قاری
کہیں تعلیم علم کیمیا علم فلاحت ہے ‏ سکھاتے ہیں کہیں علم طبابت فن بیطاری
کہیں تعلیم ہے علم طبعی و ریاضی کی ‏ کہیں تدریس علم ہندسہ ہے درس معماری
ہوئے ہیں جب سے جاری ریل برقی تار اسٹیمر ‏ تجارت کی ہوئی ہے ہر جگہہ کیا گرم بازاری
تجارت کی بدولت اہل یورپ کو ملی دولت ‏ عرب اپنے زمانے کے بڑے نامی تھے بیوپاری
سلیمان کو تجارت سے ملی بے انتہا دولت ‏ تجارت سے نہ تھے اسلام کے بانی کبھی عاری
تجارت سے ملیگی تمکو عزت دولت دنیا ‏ ہمیشہ پائینگے ہم نوکری میں ذلت خواری
مسلمانوں سے کیوں ثروت گئی افلاس کیوں آیا ‏ کہ انکی ہمتیں بس نوکری میں صرف ہیں ساری

مسلمانو نہین کچھ فائدہ اگلی کتابون سے
بیاض کرم خوردہ ہین کوئی لے لیگا پنساری

علوم مغربی سیکھو کہ تم اہل بصیرت ہو
کہلین آنکھین تمہاری اور حاصل تمکو دولت ہو

کرو تعلیم اپنی عورتون کو اے مسلمانو
نہ رکھو ان کو جاہل تم سنو میرا کہا مانو

نہین ممکن بلا تعلیم نسوان مرد لایق ہون
بڑا ہوتا ہے صحبت کا اثر سمجھو مری جانو

پڑا ہے پردۂ غفلت یہ کیسا چشم بینا پر
کہ مثل طائر پابند انھین رکھتے ہو نادانو

نہین یہ عورتین کیا جزو قوم ملت احمد
نہین کیا فرض و تعلیم و ہدایت ان کی انجانو

یہی مائین زبان مادری تعلیم کرتی ہین
زبان کی درسگاہین ہین یہی گھر اے زبان دانو

گلاڈسٹن کی مادر گر نہ ہوتی لایق و فائق
نہ ہوتا افصح و ابلغ وہ ہرگز تم یقین جانو

اگر اس گھر مین رہنا ہے تمہین عیش و مسرت سے
بناؤ اپنی نسوان کو مہذب خانہ ویرانو

تعجب ہے تمہاری عورتین وحشی و جاہل ہون
اور اسپر دعوی تہذیب ہو تمکو مسلمانو

حجاب آتا ہے کہتے چشم پوشی ہو نہین سکتی
جو پردہ حد سے بڑھکر ہے اٹھاؤ اسکو دیوانو

کرو قائم مدارس جا بجا تعلیم نسوان کے
ترقی کی یہی راہین یہی ہین کام انسان کے

مراد دعوی مسلم ہے نہین جسمین کوئی حجت
کہ ہے اسلام سب سے بہترین مذہب و ملت

اصول اس کے ہین جز لاریب انسان کی ترقی کے
فروع اس کے ہین اصل راحت و آرام و امنیت

عرب کیا تھا فقط اک ریت کا میدان چٹیل تھا
زمین تھی سنگلاخ اور ریت کے ٹیلون کی تھی کثرت

زمین جلتی تھی ایسی جیسے انگارا دہکتا ہے
حرارت دھوپ کی تھی اسقدر گرمی کی تھی شدت

نہ دریا تھا نہ ندی تھی نہ تالاب اور جھیلین تھین
بسان گوہر نایاب پانی کی تھی کیا قلت

فقط باران رحمت پر عرب کی زندگانی تھی
برستا تھا نہ جب پانی تو ہوتی تھی بڑی دقت

نہین اگتے تھے تخم کاہ خودرو ہی کہین از خود
زمین بنجر تھی ایسی جیسے کوئی بانجھ ہو عورت

نہ تھی ہندوستان کی طرح شادابی و زرخیزی
نہ وان فطری تمول تھا نہ قدرت کی کوئی دولت

کھجوروں کے کہین جھنڈ اور کہین خار مغیلان تھے
کہین بھیڑون کی گلے تھے کہین اونٹون کی تھی کثرت

مویشی کے سوا اہل عرب کا کیا خزانہ تھا
یہی ان کی بضاعت تھی یہی بس کارخانہ تھا

پلا ساقی مے گلگون چمن مین بادہ خواری ہے
خزان کے دن گئے اب آمد فصل بہاری ہے

مے گلرنگ کے ساغر ہین شاخون پر گل احمر
نسیم صبح پر کیفیت مستانہ طاری ہے

کہین باد سحر کی دمبدم غنچون سے اٹھکیلی
گلون کے پاس بلبل کی کہین امیدواری ہے

کہین سوسن نے کھولی ہی زبان نعت محمد مین
کہین غنچون کے لب پر مدح احمد حیدر جاری ہے

قطارین سرو کی ہین یا کہ صف بستہ نمازی ہین
ثمر سجدے مین شاخین سرنگون کیا خاکساری ہے

کہین شمشاد پر خوش لہجہ قمری کرتی ہی حق حق
کلام اللہ گویا پڑھ رہا منبر پہ قاری ہے

روان نہرین نہین ہین چشمہ پر آب سی ہر جا
کسی مہجور کی آنکھون سے جوئے اشک جاری ہے

اقامت مین شجر ہین شاخ و گل سجدے مین جھکتے ہین
مشجر کا مصلا ہے نہین پھولون کی کیاری ہے

برنگ صوفی صافی کہین طاؤس رقصان ہین
غزل گاتی ہے بلبل اور گل پر حال طاری ہے

چمن مین جلوۂ جانان نظر آتا ہی ہر جانب
نہ دیکھین ہم تو بیشک کور چشمی یہ ہماری ہے

محب ہشیار ہر جا تاک مین صیاد بیٹھا ہے
کوئی مضطر قفس مین ہے کوئی ناشاد بیٹھا ہے

ہماری قوم کے مردون کی حالت

نہ علم دنیا نہ علم دین ہے نہ فلسفہ ہی نہ خلق احمد
مگر تعصب ہے اور وحشت تباہ حالت ہے اور ابتر

فضول فکرین عبث مباحث ہنسی کے قابل ہین انکی باتین
غلط خیالون سے سڑ گیا ہے دماغ انکا غرض سراسر

بتائے انکو جو عیب ان کے اسی کو سمجھین یہ اپنا دشمن
کرے جو جھوٹی خوشامد انکی وہی ہی نظرون مین انکے بہتر

مزاج ان کا ہے عاشقانہ مذاق انکا ہی حبشیانہ
طبیعت انکی بہت ہی نازک دماغ انکا ہی سخت بیہر

کوئی ہی مجنون کوئی ہی وامق کوئی ہی فرہاد قیس ثانی
کسی کے سر مین خیال گیسو کسی کے دلمین ہے عشق دلبر

کہین ہے دور شراب احمر کہین ہے لالہ رخون کا جمگھٹ
کہین ہے رقص و سرود و ہو حق کہین ہے شطرنج اور چوسر

کہین ہے افیون مدک کا چرچا کہین ہے چانڈو کا شغل ہردم
کہین ہے سیندی کے روز جلسے کہین ہے گالی گلوچ شب بھر

انھین تو راحت سی اپنی مطلب کسیکو دکھ درد سے غرض کیا
تباہ ہو جائے قوم ساری بچے ہمارا اگر بنا گھر

ملین جو موقع تو کھود ڈالین یہ اپنی ہاتھون سی اپنی گھر کو
گرائین قومین عمارتین سب اکھاڑ ڈالین بنا کے پتھر

محب نہ ہوتی جو شرم مجھ مین تو اور لکھتا مین انکی حالت
نہ انمین غیرت نہ انمین ہمت نہ انمین کوئی حیا کا جوہر

ہماری عورتون کی حالت

ذرا تو نسوان کا حال دیکھو ادھر توجہ کرو خدارا
مرض ہے مہلک مریض بےبس دوا ندارد طبیب عنقا

خیال باطل توہم معطل غلط عقاید فضول فکرین
اداس چہرے ملول خاطر مزاج برہم ضعیف اعضا

نہ اپنی حالت کی کچھ خبر ہے نہ ملک و ملت سی آگہی ہی
گھرون مین پتھر کی مورتین ہین یہ سارکی نسلون ہماری گویا

نہ فکر دنیا نہ خوف عقبیٰ نہ حب ملت نہ درد انسان
جو عیش پوچھو تو خواب غفلت جو کام پوچھو تو پان کہانا

کسی کو دلمین ہوس یہی ہے کہ سونے چاندی سے مین لدی ہون
کسی کے جی مین یہی ہے ارمان کہ اپنی بیٹی کا دیکھون سہرا

سکھائین بچون کو یہ وہ باتین جو انکی حق مین ہے زہر قاتل
غرور و نخوت ہوا پرستی انھین کی الفت کا ہے نتیجہ

بنائین بچونکو یہ بلا کو سکھائین انکو غضب کی عادت
محبت انکی ہے قہر باری عداوت انکا ہے پیار سارا

یہی مربی ہین انکی پہلی یہی معلم ہین انکی اصلی
یہی بناتی ہین انکو شیطان یہی بناتی ہین انکو عیسی

جہانمین لایق ہوئے ہین جتنے وہ ہین ماؤنکی ہین سکھوئے
ہر ایک ارزل ہر ایک خائن ہی اپنے مادر کا پورا پڑھا

بنائین نسوان کو اپنی لایق کہ انکی اولاد ہو مہذب
رہین یہ جاہل تو دیکھ لینا کہ ملک وحشی رہے گا سارا

ہمین جو کہنا ہی کہہ رہی ہین بری لگے یا بھلی کسیکو
اب آگے مانین محب نہ مانین زمانہ ان کو کریگا سیدہا

ہمارے بچون کی حالت

یہ ننھے ننھے ہمارے بچے کہ جنکی صورت ہے بھولی بھولی
بدن ہین ان کے نحیف و لاغر قوائے روحی ہین انکے ٹھٹرے
خزان رسیدہ چمن کے پودے نہ ہون گے سرسبز تربیت سے
یہ گلبدن ہین ابھی سے کانٹے پھلینگے پھولینگے خاک آگے
ضعیف نسوان کی ہون گی نسلین ضرور پژمردہ اور سوکھی
بتائے کوئی کہ کرم خوردہ درخت لاتے ہین بار اچھے
غذائین ان کی مضرت صحت لباس ان کے خلاف حکمت
جو مائین نادان تو باپ جاہل برے ہین ان کے کھلانیوالے
کوئی ڈراتا ہے ان کو ہر دم کوئی ہنساتا ہے ان کو پیہم
کوئی سکھاتا ہے لغو باتین کوئی سناتا ہے جھوٹے قصے
نہ ان کے کھانے کا وقت کوئی نہ ان کے سونیکا جاگنے کا
پلائے ہر بار دودھ ما اور جو بچہ سو بار رو نہین روے
محب جو کرنا ہو اب کرو تم یہ خواب غفلت مین کیا پڑے ہو
نکل گئین آگے اور قومین رہی تمہاری ہی قوم پیچھے

مربع

نہین ہندوستان مین اب کوئی ماہر کسی فن کا — نہ کامل کیمیا کا ہے نہ عالم علم معدن کا
پتا چلتا نہین ہے حرفت و صنعت کے خرمن کا — مٹایا نام بھی افلاک سے نہ ہیئت کے گلشن کا

۲

ولایت جانیوالون سے یہ اُم ہند کہتی ہے — تمہین معلوم ہے جو ہان تمہاری رنج سہتی ہے
خدا جانے وطن کی یاد بھی کچھ تم کو رہتی ہے — مبارک ہو سفر اے نوجوانو تم کو لندن کا

۳

امید اجر محنت کا ہے انسان فطرتاً شایق — جو ہو مایوسی و حرمان تو ہو پھر کس طرح فائق
وہین ہوتے ہین پیدا انتہا کے قابل و لایق — ترقی مین جہان آزاد ہے ہر فرد نیشن کا

۴

توجہ ہوتی ہے جون جون ہلال عید بڑہتا ہے — زمین مین چھپتے ہی تخم گل خورشید بڑہتا ہے
حجاب شرم سے تو اور شوق دید بڑہتا ہے — دکھاؤ جلوہ قدرت عبث پردہ ہے چلمن کا

۵

کھلے ہین پھول ہر جا باغ مین نرگس کا دستا ہے — چمک بجلی کی ہے یا کوئی رشک ماہ ہنستا ہے
ہوا چلتی ہے کویل کوکتی ہے مینھ برستا ہے — گھٹا گھنگھور چھائی ہے عجب موسم ہے ساون کا

۶

نہین کچھ فائدہ بے محنت و کوشش زراعت مین — بغیر علم ناممکن ترقی ہے صناعت مین
بڑہین کس طرح اہل ہند یورپ سے تجارت مین — بنانا بھی نہین آتا انھین افسوس سوزن کا

۷

بدل جاتی ہے فطرت آدمی کی خلق و عادت سے — ملک ہوتا ہے وحشی قوت علم و لیاقت سے
ہوا ہے جب سگ اصحاب کہف انسان صحبت سے — اثر کیون کر نہ پھر ہوگا ترقی یافتہ زن کا

۸

غم و اندوہ مین افسوس اپنی عمر کھوتی ہین — تڑپتی رات بھر ہین چین سے کیا خاک سوتی ہین
مصیبت پر جو اپنی بیوگان ہند روتی ہین — پہنچتا ہے فضائے لامکان تک شور شیون کا

(۹)

یہ پردہ ہے کہ ہے یہ عورتون کے بخت کی گردش — کبھی ان قیدیون کے جرم کی ہوگی نہ آمرزش
گمان بے پردگی کا ہو کرین ہر طرح کی بندش — اگر پائین پتا دیوار پہ چیونٹی کے روزن کا

(۱۰)

دُرِ مضمون کی آب و تاب ہی کب و کنون مین — ضیائے جلوۂ معنی ہے کب خورشید گردون مین
اثر جادو بیانی کا کہان ہے سحر و افسون مین — کلیجا موم ہو جاتا ہے اس سے سنگ و آہن کا

(۱۱)

بڑے مردون کی جرأت ہی مقابل فوج کے اڑنا — ثبات کوہ ہے میدان مین پائے عزم کا گڑنا
نہین آسان ہے کچھ دیو رواج و رسم سے لڑنا — جگر رکھتا ہون مین سہراب سام و زال بہمن کا

(۱۲)

عرب نازان ہین اپنی سادگی جادو بیانی پر — عجم مرتے ہین اپنی صنعت تشبیہ دانی پر
ہمارے شاعرون کی طبع جب آئی روانی پر — انھین مضمون ہاتھ آیا گریبان جیب و دامن کا

(۱۳)

بتون کو نذر ایمان حضرت انسان دیتی ہین — یہی بچون کو اپنے ہاتھ سے بلیدان دیتی ہین
پرانی ریت رسمون پر یہ اپنی جان دیتی ہین — رواج و رسم ہی پتلیا ہے اس بے روح انجمن کا

(۱۴)

فلک پر انجم تابان مری آہون سے جلتے ہین — مرے نالون سے برق و رعد کبھی دل ہلاتے ہین
فغان کے ساتھ اٹھتا ہے دھوان شعلے نکلتے ہین — گمان ہوتا ہے میرے سینۂ سوزان پہ گلخن کا

(۱۵)

بقا کسکو محب ہے جز خدا اس دار فانی مین — مثال آب ہے عمر روان ہر دم روانی مین
مٹاتے ہین عدو کیون نام میرا زندگانی مین — نہ پائینگے نشان بھی بعد مردن میرے مدفن کا

نالہ پردہ نشینان ہند

(بطرز نظم انگریزی)

عمر بھر قید مین کرتے ہین ہمین ہائے بسر — گھر مین گھٹ گھٹ کے مری جاتی ہین ہم خستہ جگر
درد دل گو نہ سنے ایک بھی بے درد تو کیا — در و دیوار تو سنتے ہین فسانہ دل کا

۲

اس چمن مین تو ہمین قید ہین سب ہین آزاد — سرو آزاد ہے قمری و عنادل بھی ہین شاد
گرچہ سنتا نہین صیاد ہمارا نالہ — در و دیوار تو سنتے ہین فسانہ دل کا

۳

گھر مین اللہ کے بھی ہم نہین جانے پاتے — مجلس وعظ مین بھی ہم نہین آنے پاتے
اب خدا بھی نہین سنتا ہے اسیرونکی بکا — در و دیوار تو سنتے ہین فسانہ دل کا

۴

بطن مادر سے جو آئے تو ہوئے گھر مین بند — گھر سے نکلے تو ہوئے آہ زمین کے پیوند
زندہ در گور ہین ہم گو نہ سنین آہ و بکا — در و دیوار تو سنتے ہین فسانہ دل کا

۵

دید گلزار سے محروم نہین اہل قفس — پر ہمین منع ہے نظارۂ گلشن کی ہوس
سنتی فریاد نہین گرچہ ترا اے باد صبا — در و دیوار تو سنتے ہین فسانہ دل کا

۶

نور تعلیم سے ہر چشم تر اب ہے روشن — جہل سے ہمکو ہے زندان یہ سارا گلشن
گو سنے کوئی نہ فریاد اسیران بلا — در و دیوار تو سنتے ہین فسانہ دل کا

۷

درد کا اپنے بجز موت نہین کوئی علاج | گو جہان مین ہے ہماری ہی ہین کا اب راج
وہ بھی سنتے ہی نہین حالِ دلِ زار اپنا | درو دیوار تو سنتے ہین فسانہ دل کا

۵۸

پھر ور ماں بھی اجازت نہسین نکلین باہر | ہم جو مر جائین تو ہو قبر بھی گھر کے اندر
جس بیجا کا سنے کون ہمارا عوٗے | درو دیوار تو سنتے ہین فسانہ دل کا

۵۹

اپنے ہمجنسون سے رہتے نہین وحشی بھی الگ | ملتے جلتے ہین ہم گرگ و اسد گربہ و سگ
گرچہ جاتی نہین باہر کہین رونیکی صدا | درو دیوار تو سنتے ہین فسانہ دل کا

۶۰

کالے پانی مین تو آزاد ہین دایم قیدی | جرم سنگین کیا اس پر بھی ملی آزادی
کوئی سُنتا ہی نہین ہم سے ہوئی کیا ہی خطا | درو دیوار تو سنتے ہین فسانہ دل کا

۶۱

جز خدا کون محب اب ہے ہمارا حامی | ہر طرف سے نظر آتی ہے ہمین ناکامی
گرچہ سنتا نہین دکھ اپنا مسیحا بھی ذرا | درو دیوار تو سنتے ہین فسانہ دل کا

علم و دولت کا مباحثہ

علم

علم نے دولت سے یہ طنز اً کہا | مین خدا کا مظہر انوار ہون
مین ہون نورِ دیدۂ اہلِ نظر | مردمِ چشمِ اُولا الابصار ہون
میرے قدمون سے لگی ہین تاج و تخت | کان زر ہون ابر گوہر بار ہون

ہو بد دولت میری مفلس بھی امیر　　گر مین اسکا مونس و غمخوار ہون

دولت

سُن کے دولت نے دیا اسکو جواب　　مین جہان کی جان ہون دلدار ہون
دین و دنیا کا مجھی پر ہے مدار　　مدعائے کافر و دیندار ہون
تجکو میری ہر گہڑی سے احتیاج　　مین تری حاجت روا ہون یار ہون
مجھ سے ہین سرسبز بستان علوم　　باغبان گلشنِ افکار ہون
مدرسے قایم ہین میری ذات سے　　مین معین مطبع و اخبار ہون

علم

دیکھ یورپ کو کہ عاشق ہے مرا　　ہند کی نظرون مین لیکن خوار ہون
میری سیولے سے ہی انسانکی نجات　　مین جہان مین رام کا اوتار ہون
ہون نگاہ احمق بد بین مین خوار　　عاقلون کے مین گلے کا ہار ہون
پاک کرتا ہون مین انسان کے خیال　　مصلح بدکار و بد اطوار ہون

دولت

ہین سلاطین و گدا میرے مطیع　　مین جہان مین حاکم و سردار ہون
عالم مفلس کی کیا دنیا مین قدر　　عزت اسکی ہے مین جسکی یار ہون
مورث افلاس و ناداری ہے تو　　مین مزیل نکبت و ادبار ہون
اہل دنیا رکھتے ہین مجکو عزیز　　مین نہین وہ جو کسی پر بار ہون

علم

دور کرتا ہون مین امراض قلوب　　مین دوائے درد ہر بیمار ہون
اہل محنت مجھ سے پاتے ہین عروج　　غفلت و سستی سے مین بیزار ہون
دوست رکھتے ہین مجھے اہل غرور　　مین انہین مقبول و اخیار ہون

عقدۂ لاحل کو کر دیتا ہون حل — مین کلید مخزن اسرار ہون

دولت

مجھ سے ہے ہر قوم و ملت سربلند — قیصرون کی طرۂ دستار ہون
سرکشون کو زیر کر دیتی ہون مین — ذو الفقار حیدر کرار ہون
مجھ سے محکم ہے بنائے سلطنت — حصن ہون مین لشکر جرار ہون
لشکری لڑتے ہین میرے واسطے — مین تفنگ و تیر ہون تلوار ہون

علم

مجھ سے ملتے ہین غرض دنیا و دین — رہنمائے مومن و دیندار ہون
دوستی تیری سے ہے دوزخ کی دلیل — اور مین وجہ خمود نار ہون
ہے رفاقت تیری بالکل بے ثبات — مین رفیق جان ہون یار غار ہون
دوست ہین تیرے عدو خلق و دین — مین رفیق سید ابرار ہون
مین طبیب قلب ہون تسکین دل — دافع رنج و غم و آزار ہون
ہے محب میرا جہان مین کامیاب — مین عدو نکبت و ادبار ہون

مرثیہ در تعزیت محمد یوسف حسین داماد مصنف و منتظم طبع کتاب ہذا

(بتاریخ ۷ رمضان ۱۳۳۳ھ روز چہار شنبہ بعارضہ ہیضہ بمقام حیدرآباد دکن محلہ فیلخانہ)

خوشی و رنج یہ دونو جہان مین ہین توام — کبھی ہے مرگ تولد کبھی کبھی ہے الم
سرور وصل کبھی ہے کبھی فراق کا غم — غمی و عیش کا ہر جا نزول ہے پیہم
ہر ایک آن حوادث فلک سے آتے ہین
سرور خانون کو ماتم سرا بناتے ہین

اُٹھا جو پردہ شب اور ہوئی نمود سحر — وبائے ہیضہ کا پیدا ہوا مکان میں اثر
ہزار حیف کہ یوسف حسین لخت جگر — ہوئے شکار اجل ایک یوم کے اندر

ہر ایک دست میں آواز زیست ہونے لگی
ممات زیست کو بالکل بدن سے دھونے لگی

قضا جو آئی علاج و دوا تھے سب بیکار — عدم کو ہو گیا راہی بصد خوشی بیمار
نہ کچھ ہراس نہ مرنے کے غم کے کچھ آثار — نہ خوفِ مرگ نہ خویش و قریب کے افکار

وہ صبر اور تحمل دکھایا حیرت ہے
بہادروں کی بھی اس پر نثار جرأت ہے

عجب سکون و تسلی دل کا مرنا تھا — جہان کے چھوٹنے کا غم نہ خوفِ مرگ اصلا
زبان پہ ان کے تھا وقت وداع نام خدا — کہوں انھیں جو ولی میں تو کچھ نہیں بیجا

جہان میں آ کے ہر اک شخص جانیوالا ہے
مرے خوشی سے تو جنت پھر اُسکا ماوی ہے

وہ خوش مزاج وہ خوش خلق اور وہ ہمدرد — نظیر اُنکا ملے گا ہزار میں اک مرد
وہ حلم سامنے جس کے غضب کی آتش سرد — وہ دوستی کہ نہیں جسمیں کچھ غرض کی گرد

وہ سب کے دوست وہ سب کے محب وہ سب کے غلام
مگر کسی سے بھی اپنی غرض نہ اپنا کام

بیان ہو نہیں سکتے ہیں انکے وصف جمیل — کثیر کی نہ تمنا تھی اور نہ رنج قلیل
تمام عمر نہ کی کچھ ترقیوں کی سبیل — نہ حرص دولت و عزت نہ عہدہائے جلیل

قلیل آمد ماہانہ پر قناعت تھی
نہ افسروں کی خوشامد کی انکو حاجت تھی

کسی سے رنج نہ جھگڑا نہ اختلاف نہ کد — مگر ہر ایک کی ہر وقت بے سوال مدد

بُرے کو بھی تو زبان سے کہا اُنھوں نے نہ بد — کہ غیبت اور حسد کی تھی احتیاط از حد
کلام لغو سے وہ اجتناب کرتے تھے
زبان کو اپنی نہ بک سے خراب کرتے تھے

بہت تھیں خوبیاں جنکا شمار مشکل ہے — یہ جسم خاک ہے قیمت ہے جسکی وہ دل ہے
عمل جو نیک ہوں آسان لحد کی منزل ہے — یہی ہے آخر دنیا قیامت اول ہے
وہ جنتی ہے کہیں جسکو لوگ اچھا ہے
قبول عام سے منشائے حق ہویدا ہے

ہر ایک شخص کو ہے رنج اُن کے مرنیکا — رضائے خلق ہے عین رضائے رب علا
عطائے صبر کی کر تو محب خدا سے دعا — خدا کے حکم سے ہے ناخوشی ضرور خطا
بلند سب سے سوا صابرون کا رتبہ ہے
جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے ملک اُسکا ہے

تاریخ وفات محمد یوسف حسین

(بروز چہار شنبہ وقت شب ۷ رمضان ۱۳۳۰ھ)

دنیا میں محب موت سے ہے کون بری — پھر حق سے تغافل بھی نہ ہے بے خبری
داخل ہوئے جنت میں محمد یوسف — ہے تیرہ سو تیس سال رحلت ہجری

قطعہ ایضاً

تیرہ سو تیس سال تھی ہجری کہ ناگہاں — یوسف حسین ملک بقا کو ہوگئے رواں
آئے جہاں سے تھے وہیں واپس گئے محب — یہ قبر ان کی منزل اول کا ہے نشان

انا للہ وانا الیہ راجعون

رباعیات

رگڑا کیا تا عمر مساجد مین جبین   کعبہ کو گیا وہان بھی پایا نہ کہین
زاہد سے کہا مین نے کہ عالم حق ہے   آیا نہ مری بات پہ اندھے کو یقین

دیگر

یہ اسکی عنایت ہے جو چاہا وہ دیا   شکوہ ہے کسی کا نہ شکایت نہ گلا
بلبل کو ملا گل تو ہمین عشق احد   معشوق جو تھا جسکا وہی اسکو ملا

دیگر

مان باپ سے بچون نے جو پایا ہی وجود   پھر فرق عقول ان مین ہی کیون مشہود
ہر چند ولادت کے ہین یکسان حالات   توام مین بھی یہ فرق محب ہی موجود

دیگر

یہ فصل یہ ماہ و مہر یہ رات یہ دن   ار پھر کے یہی آتے ہین سمجھین تو سن
ہے دور و بروز مین کلام ان کو محب   قرآن سے ثابت ہی تناسخ لیکن

دیگر

مرمر کے ہزار بار ہم جاتے ہین   ار پھر کے اسی جہان مین پھر آتے ہین
کرتے ہین جو علم زندگانی مین حصول   ہمراہ وہ لیجاتے ہین اور لاتے ہین

دیگر

کیا فائدہ ہر علم مین گو کامل ہے   دوزخ مین ہے تو حق سے اگر جاہل ہے
دنیا سے جو غافل ہو وہی ہے ہشیار   احمق نظر آتا ہے مگر عاقل ہے

تمام شد۔
بتاریخ ۲۳ر اکتوبر سنہ ۱۹۱۳ء
بمقام حیدرآباد دکن۔

العبد
محب حسین

غلط نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۲	۱۹	خلق	حلق	۶۶	۷	بود	پود	۱۱	۱۲	جو ابر کرم	ابر کرم
۱۶	۱۷	حورولقا	حورلقا	۸۵	۱۳	کو	سکے	۱۵۳	۱۱	شے	نشے
۱۱	۷	رشک اغیار	رشکِ اغیار	۸۵	۱۴	جھلکتا	چھلکتا	"	۱۳	مزمعہ کام	مزدو کام
۳۳	۱۵	ہو	سے	۸۷	۱۷	کوئی	تمھین	۱۸۲	۱۰	رشک	اشک
۳۴	۹	ستم	ستم	۹۲	۹	دہکنے	دمکنے	۱۸۸	۱۸	ہوکر	ہون
۴۲	۳	تزریت	ترازیت	"	۱۵	پہ	چہ	۱۸۹	۱۳	دیکھے	دیکھیے
۵۱	۱۶	پستی	بستی	۹۴	۱۴	پروسے نثار	پرسے پہ نثار	"	۱۵	وہ	دو
۵۷	۱	پر	تیر	۱۱۱	۱۱	جھکے	سنکے	۱۹۳	۷	نہین	ہین
۵۹	۱۸	غفلت دنیا	غفلتِ دنیا	۱۱۹	۶	سے یہ غم ہے	سے غم ہے	۲۰۵	۸	شب	سب
۶۳	۲۱	جسم کثیف و ریاضت	جسم کثیف بدو ریاضت	۱۲۲	۲	دوہ	مردہ	۲۰۶	۲۱	خراب	کباب
۶۵	۷	با	پا	۱۵۱	۹	شرم آتی	شرم آتی ہے	۲۲۰	۲۰	جسم توم	جسم قوم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۲۵	۵	نیا	نئے
۲۲۹	۱	میری	تیری
۲۳۶	۱۵	پڑھتے	پڑھنے
۲۴۴	۲	جوان کو کودی	اُن کی ہاتھ میں دی
〃	۱۵	جدا	جد
۲۴۶	۲۱	بقصد ذرا	بقصد دعا
۲۵۲	۶	آب تاب	آب و تاب
〃	۱۶	عرش وعلا	عرش علا
۲۵۴	۳	نقرہ دہ گوہر	نقرہ و گوہر
〃	۲۱	تو فلک سے	تو فلک سے سوہے
۲۶۳	۱۱	خم بزدہ ہی قلم بھی	خم نیزہ و قلم بھی ہے
۲۶۷	۲۱	آتش گریہ بھی	آتش بھی
۲۶۹	۶	بفور	بغور
۲۷۸	۳	کبھی رو	کبھی دہ رد
۲۸۰	۱۳	موج	موجیں
۲۸۵	۹	قہر	قیر
۲۸۹	۱۵	کرسی و فرش	کرسی و منبر
۲۹۹	۱۵	دنیا رو رہنا	دنیا و دین
۳۰۴	۱۸	خفیس	خسیس
۳۰۷	۶	رکھتے	رُکنے
〃	۹	گردہ زاہر اعظم	گروہ زاہد اعظم
۳۴۳	۳	عورات ہی کامل	عورات کامل
۳۴۹	۲۰	موجان	سوجان
۳۵۰	۱	دبیر	سو بیر
۳۵۲	۱۱	سومعہ	صومعہ
〃	۱۹	دامن کی جستجو	دامان کی جستجو
۳۵۹	۱	شیخ و مزدور	شیخ مزدور
۳۵۹	۹	شرک پو	شرک پہ
۳۶۳	۲	پردہ جہل	پردۂ جہل
〃	۲۱	کہ جیں سر پہ	کہ جبیں کو سر پہ
۳۶۴	۱۴	پھر یہ آدمی	پیسے یہ آدمی
۳۸۲	۱۵	حضرت شاہ ہوں	حضرات ہوں
۳۸۷	۲۱	مہذ ہب	مہذب
۳۸۸	〃	در	دُر
۴۰۰	۲۰	ظاہر و پیہاں	ظاہر و پنہاں
۴۰۷	۶	ملیں	ملے
۴۱۴	۱۴	انھیں	نہیں

اعلان

خدا کے فضل وکرم سے اس مطبع مین ہر قسم اور ہر زبان کی کتابین اُردو - فارسی - عربی - ہندی تلنگی - مرہٹی - نہایت خوشخط صحیح عمدہ جلد اور ارزان نرخ پر عمدہ سیاہی مصالح سے طبع ہوتی ہین اور فارم نقشہ جات وغیرہ وغیرہ چھپتے ہین - یہ مطبع عرصہ ۱۲ سے اپنے فرائض منصبی کو نہایت ایمانداری اور خوش معاملگی سے ادا کر رہا ہے جسکی شہرت و نیک نامی سے روز افزون ترقی ہے کیفیت نرخ وغیرہ خط وکتابت سے معلوم ہو سکتی ہے اسکے علاوہ ہر قسم کی کتب - اُردو - فارسی - عربی - درسی وغیرہ ویلو پے ایبل بکفایت روانہ ہوتی ہین -

تصنیفات مولوی محب حسین صاحب

(۱) جذبات محب ۱۲

(۲) دیوان محب - جو قومی شاعری کا مرقع ہے عمہ

(۳) مسدس توحید - جو ایک اعلیٰ درجہ کی نظم مسائل توحید مین ہے ۵

(۴) ڈراما وصال حق - یہ مسائل تصوف مین ایک اعلیٰ درجہ کا عام فہم رسالہ ہے - ۸

(۵) عالم خیال - اس مین خیال اور افعال و اعمال کی پوری کیفیت بیان کی گئی ہے ۴

(۶) رباعیات محب - اس مین قومی - حکمی اور فلسفی سب طرح کے مضامین موجود ہین ۶

(۷) ڈراما بوڑھے نواب کی شادی بیاد کا ایک پورا خاکا ہے - عہ

(۸) میرا پہلا جرم - یہ فرانس کے بدمعاشون کی معاشرت کی تصویر ہے جس سے بہت سے مسائل تحقیقات سمجھ مین آ سکتے ہین عہ

(۹) رقعات محب - یہ نادر کتاب مسائل تصوف مین ایک اعلیٰ درجہ کی کتاب ہے اسرار باطنی نہایت آسان پیرایہ مین بتائے گئے ہین

قیمت مجلد عہ غیر مجلد عہ

المشتہر

مینیجر اختر دکن پریس افضل گنج حیدر آباد دکن

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

جامعہ عثمانیہ

۱۔ اراکین مجلس اعلیٰ، مجلس تعلیمات ایک وقت میں بارہ کتابیں ایک ماہ کیلئے اپنے پاس رکھ سکینگے
مجالس تعلیمات و اصحاب پانچ کتابیں [illegible]

۲۔ اساتذہ جامعہ عثمانیہ و کلیہ جات [illegible] عہدہ داران جامعہ
اور اراکین دارالترجمہ تین کتابیں ایک ماہ کیلئے اپنے پاس رکھ سکینگے اور [illegible]

۳۔ طلبا ایم اے، ایل ایل بی و [illegible] جماعتوں کے
طلبہ دو کتابیں لے سکینگے اور [illegible]

۴۔ طلبا میں [illegible] کتابیں ایک ہفتہ تک اپنے پاس رکھ سکینگے
طلبہ پانچ کتابیں دو ہفتہ [illegible] واپس نہ ہوں تو [illegible] حساب
ایک آنہ یومیہ فی کتاب [illegible] لیا جائیگا۔

۵۔ بشرط موقع کتابیں اگر دوبارہ جاری کی جا سکینگی مگر اس غرض کے
لیے کتاب کا لانا لازم ہے۔

۶۔ کتابیں گم یا خراب ہو جائیں تو [illegible] ذمہ داری
عائد ہوگی۔

۷۔ کتابوں پر کسی قسم کا نشان یا [illegible] سے
نہ لگایا جائے۔

۸۔ قلمی نسخے اور حوالے کی کتابیں
جاری نہ کی جا سکینگی فقط